بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَأُولٰئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

اور انہیں کے لیے بھلائیاں ہیں اور یہی مراد کو پہنچے

جہانِ امامِ ربّانی

مجدّد الفِ ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہ

قسطِ یازدہم

زیرِ سرپرستی : پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

مرتبین

صاحبزادہ ابو السرور محمد مسرور احمد

مولانا جاوید اقبال مظہری

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

نظرِ ثانی

محمد عالم مختار حق

امامِ ربّانی فاؤنڈیشن کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان

۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۸۸)

اور انہیں کے لیے بھلائیاں ہیں اور یہی مراد کو پہنچے

جہانِ امام ربّانی

گوہر قلم

مجدّد الفِ ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہ

اقلیم یازدہم

زیرِ سرپرستی: پروفیسر ڈاکٹر محمّد مسعود احمد

مرتبین

صاحبزادہ ابو السرور محمّد مسرور احمد
مولانا جاوید اقبال مظہری
ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

نظرِ ثانی
محمّد عالم مختار حق

امامِ ربّانی فاؤنڈیشن کراچی، اسلامی جمہوریہ پاکستان
۱۴۲۸ھ/۲۰۰۷ء

نام .... جہانِ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

مرتبین .... صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد

مولانا جاوید اقبال مظہری

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

نظر ثانی .... محمد عالم مختار حق

اقلیم .... یازدہم (کامل سیٹ ۱۲ر مجلدات)

تصحیح .... مفتی محمد جان نعیمی، ابوالسرور محمد مسرور احمد، ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری، کمانڈر (ر) محمد ظفر،

ڈاکٹر صفی الدین مسعودی، مولانا علی انور بگھیو، محمد عبدالستار طاہر مسعودی

حروف ساز........... سید شعیب افتخار مسعودی، قاری محمد شریف کمبوہ

طابع .... جاوید اقبال مظہری

مطبع .... برکت پریس، کراچی

طباعت .... ۱۴۲۸ھ / ۲۰۰۷ء

اشاعت .... اول (بارہ سو)

ناشر .... امام ربانی فاؤنڈیشن، کراچی

ہدیہ ....

ناشر

امام ربانی فاؤنڈیشن، کراچی

فلیٹ نمبر اے۔۵، پلاٹ نمبر سی۔۷، اسٹیڈیم لین نمبر ا، فیز 7، ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی، کراچی، فون ۵۸۴۰۳۹۵۔۰۱۲

(اسلامی جمہوریہ پاکستان)

ملنے کے پتے

☆ ادارۂ مسعودیہ......۲/۶،۵_ای، ناظم آباد، کراچی فون ۰۲۱_۶۶۱۴۷۴۷

☆ ضیاءالاسلام پبلی کیشنز......ضیاء منزل (شوگن مینشن) محمد بن قاسم روڈ آف ایم_اے_جناح روڈ، کراچی فون ۰۲۱_۲۲۱۳۹۷۴۳

☆ ضیاءالقرآن پبلی کیشنز......اردو بازار، کراچی فون ۰۲۱_۲۶۳۰۴۱۱

☆ مکتبہ غوثیہ ہول سیل......پرانی سبزل منڈی، یونیورسٹی روڈ، نزد پولیس چوکی محلہ فرقان آباد، کراچی فون ۰۲۱_۴۹۲۶۱۱۰

☆ مکتبہء نبویہ......گنج بخش روڈ، لاہور

☆ فرید بک اسٹال......۳۸_اردو بازار، لاہور فون ۰۴۲_۷۲۲۴۸۹۹

☆ مکتبہ جامعہ نقشبندیہ بستان العلوم......کڈہالہ (مجاہد آباد)، براستہ گجرات، آزاد کشمیر، اسلامی جمہوریہ پاکستان

☆ Khalifa Muhammad Sadique, Roza Shareef, Sirhind, District Fategharh, Pin code-140406 (INDIA) Ph. 01763-30144.

☆ Dr. Mufti Muhammad Mukarram Ahmad, Nusratul Islam Educational Society, Masjid Fatehpuri, Delhi-6,(INDIA)

☆ Mr. Masood Ahmad Ashrafi, Chairman, Global Islamic Mission, 335, Walnut Street # 2, Yonkers, New York-10701(U.S.A)

☆ Mr. Munir Hussain Masoodi, 46-Holly Lane Smethwich, West Midlnds B67 7JD. (U.K)

☆ Hafiz Muhammad Qamaruddin Rizvi,Maktaba-i-Razvia 423-Matia Mahal, Jama Masjid Delhi-110006. (INDIA) Ph. 23264524

أعوذ بالله من الشيطان الرجيم

بسم الله الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

انتساب

☆☆

فرزند جلیل و جانشین امام ربانی

خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کے نام

☆......جو سولہ برس کی عمر میں علوم عقلیہ ونقلیہ سے فارغ ہوے

☆......جو حضرت مجدد الف ثانی کے معارف کا مجموعہ تھے

☆......جن کو حضرت مجدد الف ثانی نے ''محمدی المشرب'' فرمایا

☆......جن کو حضرت مجدد الف ثانی نے 'ثلۃ من الاولین'' سابقین کے گروہ میں شامل کیا

☆......جن کو حضرت مجدد الف ثانی نے محرمان اسرار میں شامل کیا اور خطا و غلطی سے محفوظ قرار دیا

☆......جن سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے معانقہ فرمایا اور ''عروۃ الوثقیٰ ''کا خطاب عطا فرمایا

☆......جو حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین شریفین سے سرفراز ہوے اور فتوحات جلیلہ سے نوازے گئے

☆......سفر حج میں جن کا عرب وعجم میں شاندار استقبال کیا گیا اور عدیم المثال پذیرائی ہوئی

☆......شاہجہاں بادشاہ اور اورنگ زیب عالم گیر بادشاہ جن کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہوے

☆......شاہجہاں بادشاہ کی شہزادیاں روشن آراء اور گوہر آراء جن سے بیعت ہوئیں

☆......جن کے حکم سے شاہجہاں بادشاہ نے سکوں پر کلمہ طیبہ لکھوایا

☆......جن کی خدمت میں سلطان روم اور شاہ توران نے ہدایا اور تحائف بھیجے

☆......شاہ بدخشاں اور شاہ کاشغر جن سے بیعت ہوئے

☆......شاہ چین کی درخواست پر جن کے خلیفہ خواجہ ازغون چین گئے، اسلام پھیلایا، بکثرت مسلمان مرید ہوئے اور ایک ہزار خلفاء ہوئے

☆......جن کی اجازت اور خوابی اشارے پر شاہجہاں بادشاہ نے لال قلعہ دہلی اور جامع مسجد دہلی تعمیر کرائی

☆......جن کے عرب وعجم میں بکثرت مریدین وخلفاء ہوئے اور جن کا فیض عرب وعجم میں اب تک جاری ہے

(مرتبین)

☆......☆......☆

السیاسۃ وسیع کلمات فی العالم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جہان امام ربانی

اقلیم یازدہم

نشانِ عزم و ایثار و عزیمت
مجدد تو امامِ عارفاں ہیں
(حفیظ نقشبندی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اقلیم یازدہم

☆☆

کشورِ اول

کشورِ دوم

کشورِ سوم

کشورِ چہارم

کشورِ پنجم

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

نعتِ رسولِ مقبول

(صلی اللہ علیہ وسلم)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی

☆☆

سچی بات سکھاتے یہ ہیں
سیدھی راہ دکھاتے یہ ہیں

ڈوبی ناویں تراتے یہ ہیں
ہلتی نیویں جماتے یہ ہیں

ٹوٹی آسیں بندھاتے یہ ہیں
چھوٹی نبضیں چلاتے یہ ہیں

جلتی جانیں بجھاتے یہ ہیں
روتی آنکھیں ہنساتے یہ ہیں

ماتم گھر میں ، ایک نظر میں
شادی ، شادی رچاتے یہ ہیں

اپنی بنی ہم ، آپ بگاڑیں
کون بنائے ؛ بناتے یہ ہیں

لاکھوں بلائیں ، کروروں دشمن
کون بچائے ؛ بچاتے یہ ہیں

مرقد میں بندوں کو تھپک کر
میٹھی نیند سلاتے یہ ہیں

ماں جب اکلوتے کو چھوڑے
"آ آ" کہہ کے بلاتے یہ ہیں

باپ جہاں بیٹے سے بھاگے
لطف وہاں فرماتے یہ ہیں

اُس کے نائب ، ان کے صاحب
حق سے خلق ، ملاتے یہ ہیں

شافع ، نافع ، رافع ، دافع
کیا کیا رحمت لاتے یہ ہیں

اُن کے نام کے صدقے جس سے
جیتے ہم ہیں ، جِلاتے یہ ہیں

اُس کی بخشش اِن کا صدقہ
دیتا وہ ہے ، دلاتے یہ ہیں

اِن کے ہاتھ میں ہر کُنجی ہے
مالکِ کُل کہلاتے یہ ہیں

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرْ
ساری کثرت پاتے یہ ہیں

خود سجدے میں گر کر اپنی
گرتی اُمت اُٹھاتے یہ ہیں

اپنے بھرم سے ، ہم ہلکوں کا
پلّہ بھاری بناتے یہ ہیں

ٹھنڈا ٹھنڈا ، میٹھا میٹھا
پیتے ہم ہیں ، پلاتے یہ ہیں

جن کے چھپر تک نہیں، اُن کے
موتی محل سجواتے یہ ہیں

ٹوپی جن کے ، نہ جوتی اُن کو
تاج و براق ، دلاتے یہ ہیں

کہہ دو رضاؔ سے خوش ہو ،خوش رہ
مژدہ رضا کا سُناتے یہ ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجدد الف ثانی

از بندہ ابو البیان محمد داؤد پسروری مصنف سیرت

ہوئے دنیا میں کالمتروک جب احکامِ قرآنی
زبانوں ہی پہ باقی رہ گیا نامِ مسلمانی

ہزاروں بدعتیں پیدا ہوئیں آئینِ مذہب میں
مقولے این و آں کے بن گئے الہامِ ربانی

ہر اِک نافہم نے دعویٰ کیا فہمِ معارف کا
ہر اِک جاہل نے برپا کر دیا شورِ ہمہ دانی

غرض جب چھا گئی ہر سمت تاریکی ضلالت کی
مکدر ہو گئی حسنِ صداقت کی درخشانی

ہوا اُسوقت یکسر اقتضا الطافِ سرمد کا
کہ ہو دینِ متین کی پھر سے تجدید و نگہبانی

مجدِّدِ اَلفِ ثانی کے ہوئے پیدا زمانے میں
شبِ تاریک میں بَدرُ الدُّجیٰ کی جیسے تابانی
شَرَف اِس کا مِلا سرہند کی خاکِ مقدس کو
کہ ہو دِن رات اُس پر بارشِ اَنوارِ یزدانی
یہی ہے مُستقرِ اَورنگِ سُلطانِ ولایت کا
یہی لاریب ہے سَرچشمۂ فیضانِ رُوحانی
دِیا اِس سرزمین کو حق نے کیسا رُتبہ والا
کہ ہر ذَرّہ بنا آئینۂ اَسرارِ عرفانی
حَقائق مُنکشف اِسمیں ہوئے شرع وطریقت کے
مِلی مَنشورِ ایمان کو یہیں فرخندہ عُنوانی
اِسی کی زینتِ آغوش ہے وہ دُرگہِ عالی
ہوئی جو مَرجعِ تاتاری و رُومی و ایرانی
مجدِّدِ اَلف ثانی جس میں مَحوِ استراحت ہیں
نہیں ہے اَنفُس و آفاق میں جنکا کوئی ثانی

تہ پا مسندِ الفقرُ فخری جلوہ گستر ہے
سرِ اقدس پہ زیبندہ فخرِ تاجِ سلطانی

دبستانِ حقیقت میں مؤدّبِ عقلِ کُل[1] کے ہیں
گلستانِ طریقت میں وہی ہیں سروِ بستانی

نہیں ہے دور انکے فیض سے اے بوالبیان ہرگز
کہ پیدا بے تکلّف ہو تری مشکل سے آسانی

له علمائے ربّانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدهٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

نذرانۂ عقیدت

سید یونس علی ثمر ماچوی جمشید پوری

☆☆

کتابوں میں لکھا ہے آپ نے بھی پڑھا ہوگا
مجدد اور الف ثانی کے بارے میں سنا ہوگا
یہی عبدالاحد کی گود کے نازوں کے پالے ہیں
یہ صابر قادری ، چشتی گھرانے کے اجالے ہیں
ہیں ثانی پیر خواجہ باقی باللہ کے مریدوں میں
مقام ان کو بہت اعلیٰ ملا اللہ کے ولیوں میں
گزاری آپ نے ہر سانس سجدوں میں عبادت میں
محمد کی اطاعت اور تبلیغ و ہدایت میں
ہے بدرالدین بھی ان کا لقب اور نام احمد ہے
ازل سے دل میں ان کے دولت عشق محمد ہے
انہیں سے دین کے سورج نے شان روشنی پائی
انہیں سے گلشن اسلام نے تازگی پائی
نوازا شیخ رکن الدین نے تاج خلافت سے
بلندی آپ نے پائی ولی اللہ کی نسبت سے
انھیں خرقہ خلافت کا ملا نوسوناسی میں
انہیں کا عشق رہتا ہے ہمارے دل کی بستی میں

سمجھ میں کچھ نہیں آتا قلم سے ان کو کیا کہیے
انھیں فاروق کہیے پیکر صدق و صفا کہیے
انھیں کو غوث الاعظم کی نظر کا نور کہیے
چراغ معرفت سے قلب کو پرنور بھی کہیے
بہار گلشن اسلام حق کا پاسباں کہیے
زمین کو ناز ہے جن پر انھیں وہ آسماں کہیے
ہیں شیخ احمد مجدد اور الف ثانی لقب پایا
مقدر کے سکندر ہیں یہ فاروقی نسب پایا
ولادت آپ کی نوسواکھتر ہجری پائی ہے
انھیں کے نام پر دیوانہ یہ ساری خدائی ہے
ولادت جب ہوئی والد نے ان کو خواب میں دیکھا
میرے گھر جلوہ گر صل علیٰ آقاؤں کے آقا
شہنشاہ دوعالم ہادی اعظم زباں کھولے
اذاں دی آپ کے کانوں میں اور تکبیر بھی بولے
خلیفہ شیخ عبدالعزیز نے یہ خواب دیکھے تھے
ملائک بھی فضائل آپ کے اب پیش ہیں کرتے
خدا کے لاڈلوں سے فیض روحانی بھی پایا ہے
لقب بے شک مجدد اور الف ثانی بھی پایا ہے
ثمر چمکے گا محشر تک یہ فاروقی نگینہ ہے
قسم اللہ کی یہ فیض سرکار مدینہ ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

☆☆

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نور اللہ مرقدہ

مزار شریف، سرہند شریف، مشرقی پنجاب، بھارت

وصال: ۲۹ر صفر المظفر ۱۰۳۴ھ

"شہباز طریقت" "فیضان النبی" "آواز حق، حرارت ایمان" "صدق و یقین و جسارت"

۱۰۳۴ھ ۱۰۳۴ھ ۱۰۳۴ھ ۱۰۳۴ھ

قطعہ تاریخ (سال وصال)

اس کا جاہ و مرتبہ اس کا حشم — انقلاب وقت سے ہوگا نہ کم

وہ طریقت کے حقائق کا علیم — شرع کا دانائے اسرار حکم

رب معطی نے عطا اس کو کیا — علم کا اجلال ، عرفاں کا حشم

وہ سراپا غیرتِ دین نبی — پاسبان عزت شاہِ اُمم

مصطفیٰ کا ایسا باعظمت فقیر — جس کے آگے گردنِ شاہاں ہے خم

قول بھی کردار بھی باطل شکن — حق نُما اس کی زباں اس کا قلم

آندھیاں طاغوت کی چلتی رہیں — اس نے گل ہونے نہ دی شمع حرم
تندیء طوفان باطل تھی مگر — سربلند اس نے رکھا حق کا علم
وہ جہاد و ابتلا میں سرخرو — کاروانِ حق کا میر محترم
دو تواریخ وصال اس کی کہیں
''جاں نثارِ مصطفیٰ'' ''فیض العجم''
.... ۱۰۳۴ھ .... ۱۰۳۴ھ ....
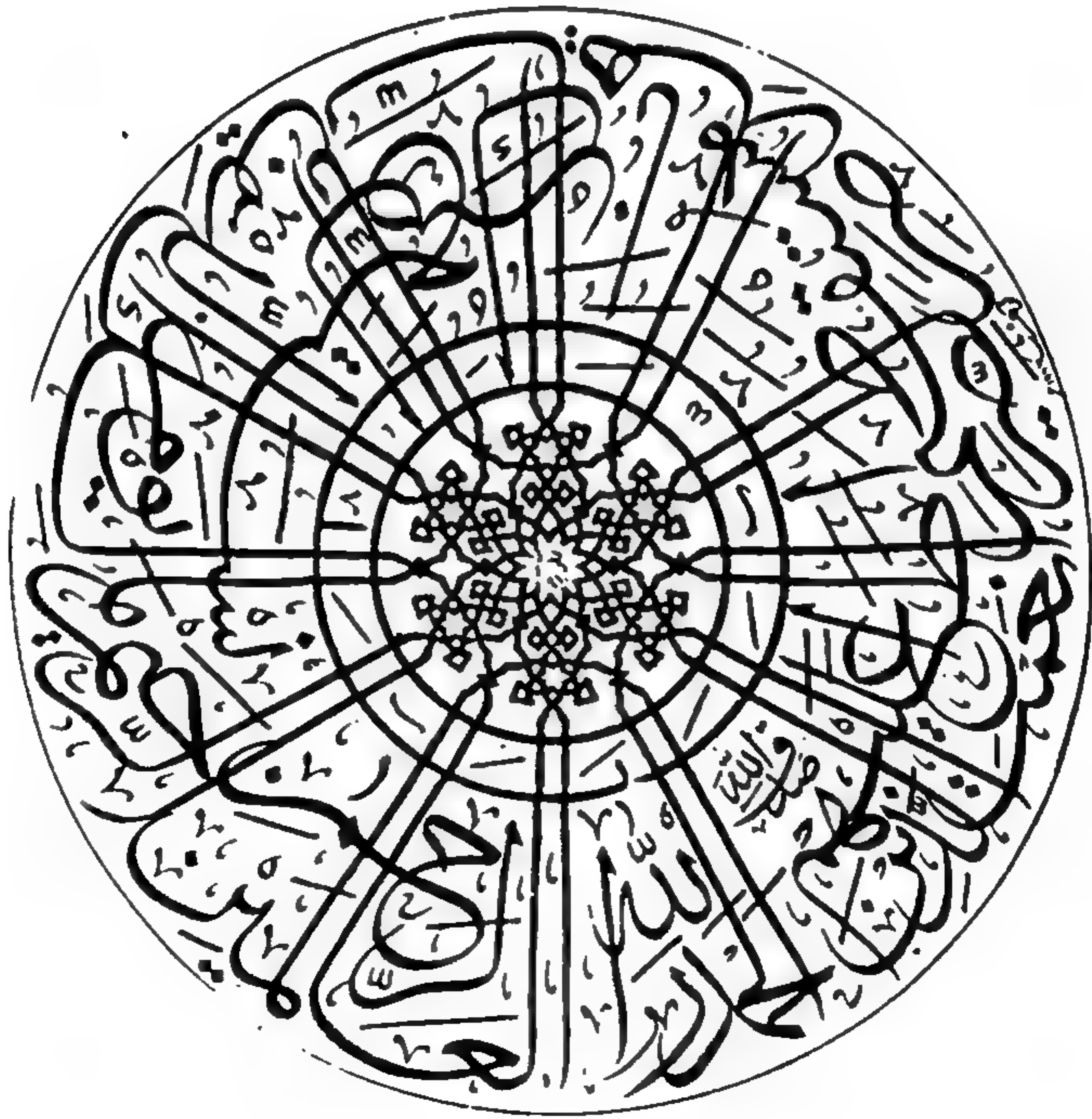
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولایت کا میرِ کارواں

محمد حفیظ نقشبندی

☆

ولایت کے وہ میرِ کارواں ہیں مجدد قصرِ حق کے پاسباں ہیں
سپاہ حق کے سالارِ اولوالعزم وہ حزبِ مصطفیٰ کے ترجماں ہیں
نشانِ عزم و ایثار و عزیمت مجدد تو امامِ عارفاں ہیں
کبھی خاطر میں شاہوں کو نہ لائے وہ بااخلاص مردِ حق زباں ہیں
وہ مقبول نگاہِ باقی باللہ وہ فخرِ اولیاء و خواجگاں ہیں
جسور و باحمیت ، داعیِ حق کہاں اقبالؔ سے اب نکتہ داں ہیں
یہ ہے فیضِ مجدد الفِ ثانی جہاں میں نقشبندی کامراں ہیں
ملے دیدار حفیظِ بے نوا کو
سوالی کب سے اس کے قلب و جاں ہیں

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

حامیِ دینِ مصطفٰی، ماحیِ دینِ الٰہی

پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد

☆☆

صاحبِ تجدید دینِ احمد مختار آپ
ماحیِ دینِ الٰہی، ناہیِ اشرار آپ
علم و عرفاں کے خزانے ہیں مکاتیب آپ کے
اکبری فتنہ کے آگے چمکتی تلوار آپ
داعیِ علمِ شریعت، ہادیِ راہِ وفا!
سُنتِ عربی نبی کے ہند میں انصار آپ
آسمانی دینِ آخر کے مجدد آپ ہیں
''صاحبِ لولاک'' کے دیں کے بڑے غم خوار آپ
گر نہ کرتے آپ باطل کا تعاقب دم بدم
دین ہوجاتا مسخ، کیسے ہوتے ابرار آپ
یہ سعادت حق نے دی کہ آپ نے تحریک کی
ہند میں اسلام کے احیا کے ہیں معمار آپ
بالـلـسـان والـقـلـم رد کردیا اوہام کا
''دینِ الفی'' کے لیے ثابت ہوئے ہیں نار آپ

سُنّت و شرع ملائی جارہی تھی کفر میں
ہیں شریعت احمدی کے حامئ بیدار آپ
علم وایماں سے بھرا ہے آپ نے ہر مکتوب کو
صاحبِ اسرار اور حق کے علمبردار آپ
ہر قلم نے اور زباں نے، ہر نفس نے مانا ہے
الف ثانی آپ ہیں، اور سید و سردار آپ
دینِ آخر جس گھڑی تھا پنجۂ اغیار میں
تو نے ہی کی تھی حمایت' دیں کو تھے درکار آپ
تونے ہی کی تھی حمایت
فیضیؔ' ابوالفضل نے اکبر کو گم راہ کردیا
گمرہان دہرکو ہیں گویا اک للکار آپ
لگ گئے تن من سے' دھن سے دینِ احمد کے لیے
ہے محبت دین سے' امت کے کھیون ہار آپ
تھی اِدھر تیری فقیری، اور جہانگیری اُدھر
حق سُنا حق کہہ دیا، حق کے بنے سالار آپ
سچ کہا اقبال نے:''گردن ترِی نہ جُھک سکی''
کفر و باطل کے لیے جرّار آپ' کرّار آپ
فتنۂ بے پَر اُٹھا ناکام کرنے کو ترِے
رہنمائے اہلِ سُنّت کا حسیں کردار آپ

کی نہ پروا آپ نے دُنیا کے لَوم ولائم کی
کردیا اکبر کو خائب' تھے ہی باکردار آپ

شاہِ ختم الرُسل کے دِیں کے محافظ آپ ہیں
واہ وا خدمت گار آپ' واہ کیسے ہونہار آپ

مَیں ترِے اَوصاف لکھوں یہ بھلا ممکن کہاں
آپ ہیں حضرت مجدد، مطلعِ انوار آپ

یہ مگر ممکن ہے زاہد سے کہے تجھ کو ولی
جبکہ کُل ولیوں کے ہندوستان میں سردار آپ

☆......☆......☆
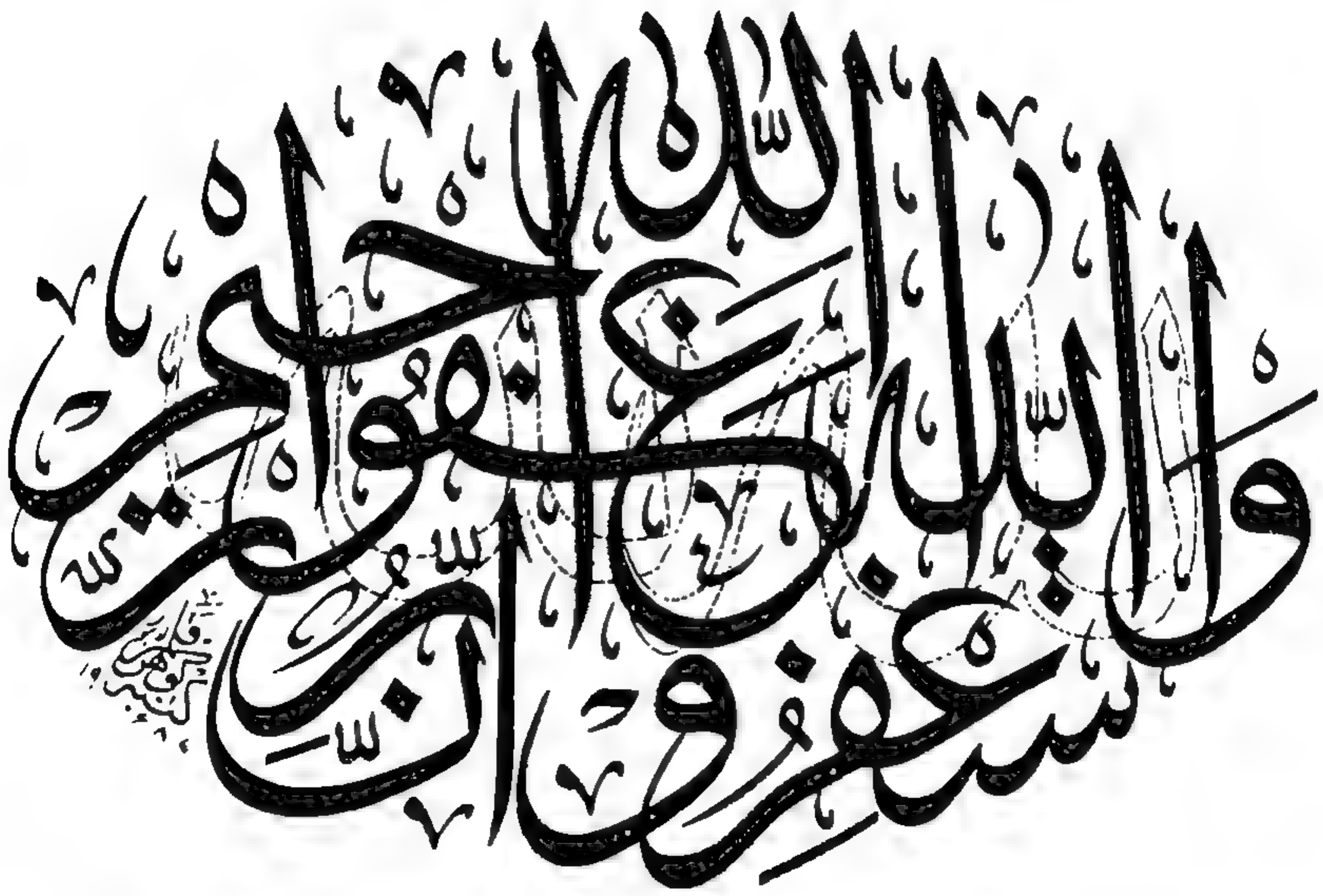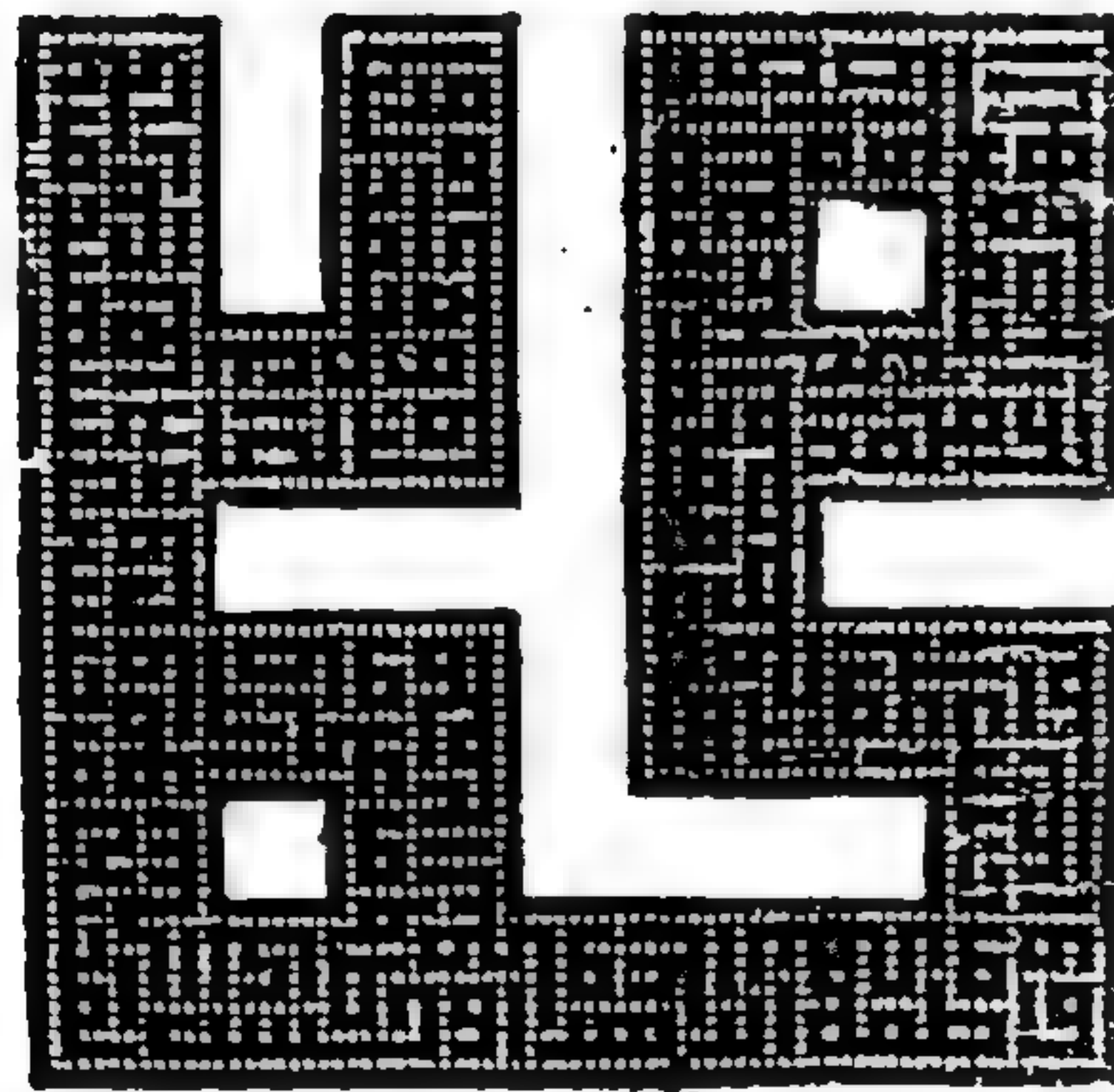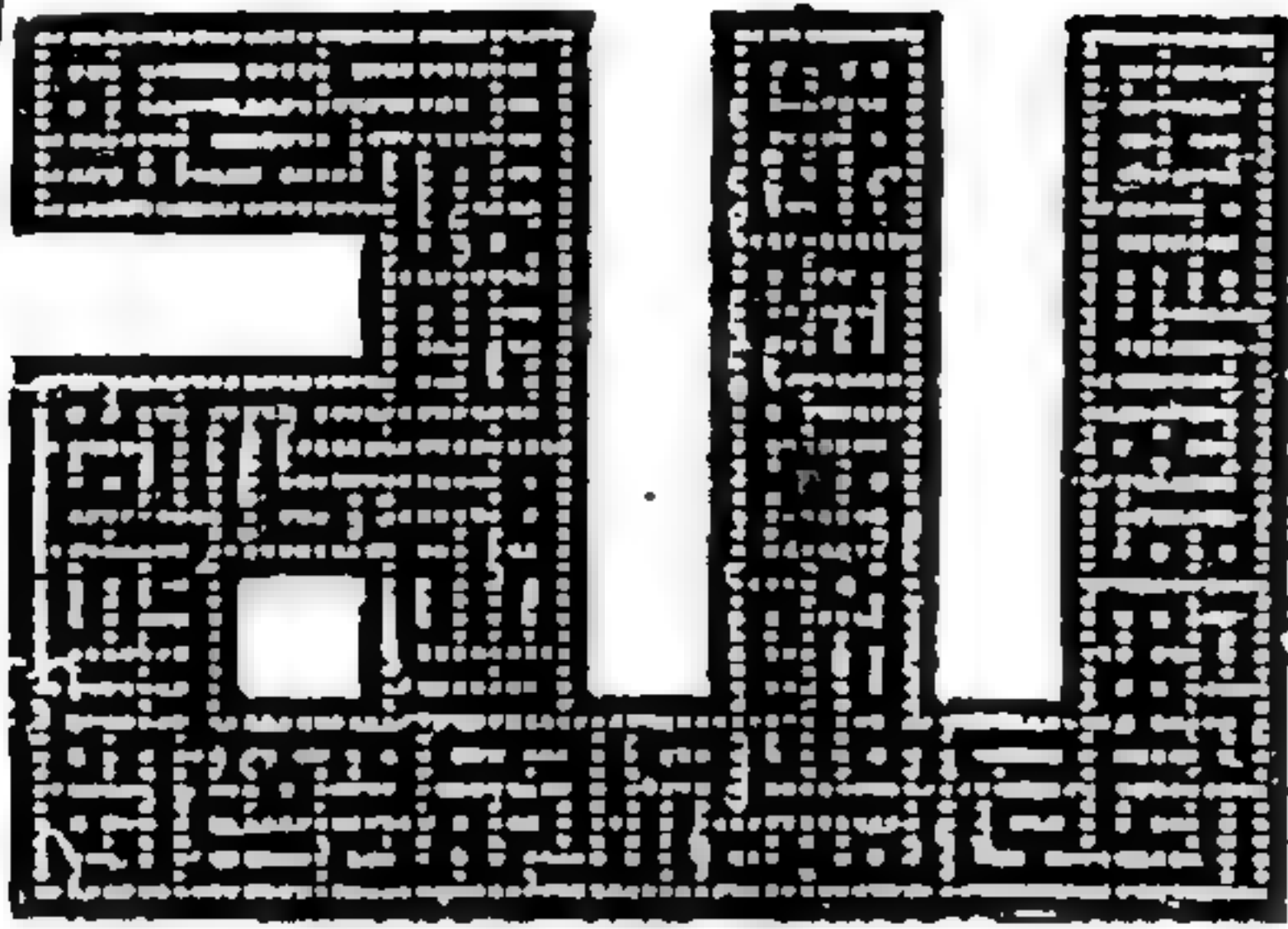
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ابتدائیہ

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

☆☆

الحمد للہ! حضرت مسعودِ ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی کے زیر سرپرستی، امام ربانی فاؤنڈیشن انٹرنیشنل کراچی نے ''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی'' کی گیارہ ضخیم جلدوں کا عظیم الشان انسائیکلو پیڈیا تیار کرلیا، جس کی چھے جلدیں ۲۰۰۵ء میں شائع ہوئیں اور مزید پانچ جلدیں ۲۰۰۶ء میں شائع ہورہی ہیں، پیش نظر جلد اسی سلسلے کی گیارہویں اور آخری جلد ہے۔ جبکہ مرقعات پر مبنی ایک اور جلد ''نورٌ علیٰ نور'' کے نام سے الگ شائع ہوئی۔ اس طرح بحمد اللہ تعالیٰ بارہ جلدیں ہوگئیں۔

اس جلد میں شامل مقالات و مضامین کی اہمیت اپنی جگہ مگر ''اشاریات'' کی افادیت سے انکار ممکن نہیں...... اشاریہ کسی بھی دستاویز کے بارے میں بنیادی ماٴخذ کی حیثیت رکھتا ہے جس کے ذریعہ مصنف و محقق کو کم وقت میں زیادہ سے زیادہ معلومات فراہم ہوجاتی ہیں اور اپنے موضوع سے متعلق معلومات ایک ہی جگہ بآسانی مل جاتی ہیں...... اس اہم کام کی طرف اردو میں انتہائی کم توجہ دی گئی، تاہم اس کی افادیت اور آئندہ کام کرنے والے محققین کی آسانی کے لیے جہان امام ربانی کی اشاریہ سازی کی طرف بھرپور توجہ دی گئی اور درج ذیل اشاریہ تیار کیے گئے۔

۱...... اشاریہء رجال

۲...... اشاریہء کتب

۳...... اشاریہء اماکن

اتنی بڑی کتاب کا اشاریہ مرتب کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہ تھا تاہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مخلصین کی ایک جماعت نے مل کر یہ کارنامہ انجام دیا جن کے اسمائے گرامی ہر اشاریہ کے شروع میں درج کردیے گئے ہیں...... اشاریہ کی ترتیب و تدوین اور کمپوزنگ کا کام کمانڈر (ر) محمد ظفر نے نہایت محنت سے

اپنی نگرانی میں کرایا...... بعض اشاریہ نامکمل ہیں جس کا سبب مقالات میں حواشی کا نامکمل ہونا تھا...... حسب سابق مولانا محمد عالم مختار حق نے علالت کے باوجود متعدد مقالات ومضامین کو ملاحظہ فرما کر مفید مشوروں سے نوازا...... رب کریم ہر دو حضرات کو جزائے خیر سے نوازے (آمین)...... محققین کے لیے ایک اہم کام صوفی محمد عبدالستار طاہر مسعودی کر رہے ہیں، وہ مندرجہ ذیل عنوان پر ایک کتاب مرتب کر رہے ہیں۔ ''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی کا موضوعاتی جائزہ'' ان شاء اللہ تعالیٰ یہ کتاب ۲۰۰۷ء میں شائع ہو جائے گی۔

جہان امام ربانی کی گیارہویں اور آخری جلد آپ کے سامنے ہے...... بعض قارئین نے صرف یہی جلد ملاحظہ کی ہو تو ان کو تشنگی محسوس ہو گی اس لیے قارئین کی سہولت کے لیے اقلیم اول تا دہم کی تفصیل یہاں پیش کی جاتی ہے جبکہ اقلیم یازدہم کی فہرست شروع میں دے دی گئی ہے، نیز اقلیم اول تا یازدہم کی جامع فہرست مع صفحات نمبر اسی جلد کے آخر میں بھی شامل ہے۔

''جہان امام ربانی'' کی اقلیم یازدہم آپ کے پیش نظر ہے اس میں حسب سابق شروع میں نعت شریف، مناقب، ابتدائیہ اور تاثرات کے علاوہ پانچ کشور ہیں...... جن کی فہرست شروع میں دے دی گئی ہے...... نئے قارئین کی آگاہی کے لیے سابقہ دس جلدوں کی تفصیلات پیش کی جاتی ہیں......

اس سے قبل پیش گئی اقلیم اول میں تقدیم، ابتدائیہ اور افتتاحیہ کے بعد کشور اول میں حمد باری تعالیٰ، نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم، مناقب، احادیث مبارکہ، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے بارے میں متقدمین و متاخرین علماء وصوفیہ کے تاثرات اور مثنوی در شان حضرت مجدد الف ثانی شامل ہیں...... کشور دوم میں تصوف...... کشور سوم میں اکابر نقشبندیہ پر مقالات ہیں...... کشور چہارم میں حضرت خواجہ باقی باللہ کی حیات اور ان کے تاثرات پر مقالات ہیں...... کشور پنجم میں سرہند شریف کا تعارف، حضرت مجدد کے حالات زندگی، آپ کے امتیازات، خانقاہ شریف کا علمی ماحول، آپ کے لباس و حلیہ شریف کے علاوہ نگارخانہ (بعض مقالہ نگاروں کا مختصر تعارف) اور مرقعات شامل ہیں......

اقلیم دوم میں نعت ومناقب اور ابتدائیہ وتاثرات کے بعد کشور اول میں ماہ وسال، مکتوبات کی تخریج احادیث، فقہی خدمات، عربی زبان وادب میں خدمات پر مقالات ہیں...... کشور دوم میں سنت، بدعت، ذکر الٰہی، مسلک امام ربانی اور آپ کے معمولات شامل ہیں...... کشور سوم میں علم لدنی، جذبہ وسلوک،

تعلیمات تصوف، تزکیہ نفس، صحو وسکر، علم النفسیات، علم الکائنات پر مقالات ہیں......کشور چہارم میں ''مجدد الف ثانی'' اور'' منصب قیومت'' پر مقالات ہیں جبکہ کشور پنجم عرفان کے مجتہد اعظم ، نظریہ وحدۃ الشہود، وحدۃ الوجود، ابن عربی اور امام ربانی کے نظریات کا تقابل اور نگار خانہ ومرقعات پر مشتمل ہے......

اقلیم سوم میں نعت ومناقب اور ابتدائیہ وتاثرات کے بعد کشور اول میں تعارف شیخ احمد سرہندی (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، لاہور) مجدد نامہ، مقامات مجدد، مقام مجدد، مقامات روحانی کی جھلکیاں، ملی اور دینی خدمات پر مقالات ہیں......کشور دوم میں اثبات نبوت ، حضرت مجدد کی اصلاحی وتجدیدی تحریک، عقیدہ ختم نبوت اور وسیلہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر مقالات ہیں......کشور سوم میں امام ربانی کا رسالہ رد روافض، تقلید ائمہ مجتہدین اور رفع سبابہ پر مقالات ہیں......کشور چہارم میں حضرت مجدد کا طریقہ ایصال ثواب، عقائد ومعمولات، تعلیمات ومسلک، طریقہ نماز وطہارت اور انداز تعلیم وتبلیغ پر مقالات ہیں جبکہ کشور پنجم، علم وعلماء حضرت مجدد کی نظر میں، حضرت مجدد کے تعلیمی افکار، ارشادات، ملفوظات، کرامات امام ربانی اور نگار خانہ ومرقعات پر مشتمل ہے......

اقلیم چہارم میں نعت ومناقب اور ابتدائیہ وتاثرات کے بعد کشور اول میں آفتاب شرف، تعارف امام ربانی، حضرت مجدد مطلع تاریخ پر اور اکبر و جہانگیر اور حضرت مجدد کے حوالے سے مقالات ہیں...... کشور دوم میں برصغیر میں حق وباطل کے معرکے اور دو قومی نظریہ پر مقالات ہیں......کشور سوم میں خاندان مجددیہ کا زریں کردار، سلسلہء مجددیہ کا نقطہء آغاز، حضرت مجدد اور محمد علی جناح، سرمایہ ملت کا نگہبان اور امام ربانی دانشوروں کی نظر میں شامل ہیں......کشور چہارم میں سفر آخرت، اشک باری، تاریخ ہائے وصال، سلسلہ مجددیہ کے حضرات قدسیہ، مشائخ نقشبندیہ مجددیہ، سرمایہ ملت کا نگہبان، خواجہ محمد معصوم مقامات آدمیہ کی روشنی میں، خواجہ محمد معصوم اور اورنگ زیب کے تعلقات، مکتوبات معصومیہ اور مکتوبات سیفیہ بادشاہ، شہزادوں شہزادی کے نام، خلفاء مجدد الف ثانی، حضرت مجدد اور علماء عصر اور علماء عصر سے اختلافات کا جائزہ شامل ہیں جبکہ کشور پنجم ، حالات مرزا مظہر جان جاناں ، شاہ غلام علی دہلوی، ملفوظات شاہ غلام علی، مولانا شیخ خالد کردی اور نگار خانہ ومرقعات پر مشتمل ہے......

اقلیم پنجم میں نعت ومناقب اور ابتدائیہ وتاثرات کے بعد کشور اول میں امام ربانی کا تعارف، تصانیف

کا تحقیقی جائزہ، مکتوبات کی فہم و تفہیم اور حضرات مجددیہ، مکتوبات کا تحقیقی جائزہ، مکتوبات کا عربی ترجمہ، مقدمہ شرح مکتوبات، مکتوبات کا ایک مترجم قاضی عالم الدین نقشبندی شامل ہیں...... کشور دوم میں زبدة المقامات اور حضرات القدس کا جائزہ، سلسلہ مجددیہ کا ایک ترک مصنف، مارکسی مؤرخین، حضرت مجدد کے دفاع میں لکھی گئی کتب اور اقوال پر مبنی کتب پر مقالات شامل ہیں...... کشور سوم میں افکار مجدد کا ایک مأخذ، حضرت مجدد مغرب میں اور دو عربی کتب ''الاجابة الربانیه'' اور'' الاشارات السنیه'' کا تعارف شامل ہیں...... کشور چہارم میں حضرت مجدد اور امام احمد رضا، امام احمد رضا اور حضرات نقشبندیہ، امام ربانی اور امام اہل سنت، حضرت مجدد اور ڈاکٹر اقبال، فلسفہء اقبال پر اثرات مجدد اور تصانیف اقبال میں ذکر مجدد شامل ہیں جبکہ کشور پنجم، حضرت مجدد اور غوث اعظم اور حضرت مجدد اور امام اعظم کے حوالے سے مقالات کے علاوہ نگارخانہ و مرقعات پر مشتمل ہے......

اقلیم ششم میں نعت شریف، مناقب، ابتدائیہ اور تاثرات کے بعد کشور اول میں تعارف حضرت مجدد الف ثانی، دنیائے عرب کے نقشبندی مشائخ و علماء، تیرہویں صدی کے عرب مشائخ نقشبندیہ مجددیہ، متحدہ امریکہ، ترکی اور کُردستان کے مشائخ نقشبندیہ اور حافظ عمر ضیاء الدین داغستانی و شیخ محمد معصوم ضیائے نقشبندی کے حالات ہیں...... کشور دوم میں افغانستان میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ اور افغانستان کے مشائخ نقشبندیہ، شاہان کابل و افغانستان سرہند میں، دہلی کے مشائخ نقشبندیہ، مولانا غلام محی الدین گھوسوی اور مولانا شاہ آل محی الدین ہادی کے حالات ہیں...... کشور سوم میں سندھ کے اولیاء و صوفیائے نقشبندیہ مجددیہ کا ذکر ہے...... کشور چہارم میں بلوچستان، پنجاب اور کشمیر کے مشائخ کے تذکروں کے ساتھ ساتھ مولانا محمد حسین پسروری کے حالات بھی شامل ہیں...... کشور پنجم میں سرحد کے صوفیائے نقشبندیہ مجددیہ، خانقاہ نقشبندیہ موسیٰ زئی شریف، حضرت زندہ پیر گھمکول شریف پر مقالات کے علاوہ نگارخانہ، آئینہ جمال، کتابیات اور مناجات پیش کیے گئے ہیں......

اقلیم ہفتم میں نعت و مناقب اور ابتدائیہ و تاثرات کے بعد کشور اول میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حالات، خواجہ بہاء الدین نقشبند کے حالات و واقعات، تصوف کی ضرورت و اہمیت، تبلیغ دین اور اشاعت تصوف میں خواجہ بہاء الدین نقشبند کا کردار اور ان کے ارشادات و کرامات کا ذکر ہے...... کشور دوم میں خواجہ باقی باللہ، تعارف امام ربانی، امام ربانی اور فیضان کمالات نبوت ہیں......

کشور سوم میں تفسیر مظہری اور تفسیر روح البیان میں معارف و اذکار امام ربانی کے حوالے سے مقالات ہیں...... کشور چہارم میں تخریج احادیث در مکتوبات (فارسی)، تخریج احادیثِ مکتوبات، جبکہ کشور پنجم، حضرت مجدد اور ترویج شریعت، شریعت طریقت حقیقت حضرت مجدد کی نظر میں، امام ربانی اور تنفیذ شریعت اور مرقعات و مختصر تعارف جہان امام ربانی اقلیم ہشتم پر مشتمل ہیں......

اقلیم ہشتم میں نعت و مناقب اور ابتدائیہ و تاثرات کے بعد کشور اول میں امام ربانی مجدد الف ثانی (حالات)، حضرت مجدد بحیثیت فقیہ اسلام، مسئلہ اشارۂ سبابہ، حضرت مجدد پر اعتراضات اور ان کے جوابات...... کشور دوم میں قطعات تاریخ طبع مکتوبات امام ربانی، تاریخ مکتوبات امام ربانی، جواہر مکتوبات مقدسہ، نرمی و آسانی مکتوبات کی روشنی میں، مسلک اہل سنت اور مکتوبات امام ربانی، احمد بن عبد الاحد کے نزدیک عقائد اہل سنت...... کشور سوم میں امام ربانی کا سلسلہ نسب، حضرت مجدد کا شجرہ طریقت قادریہ صابریہ، حضرت مجدد کے سلسلہ ہائے طریقت، حضرت مجدد کے اربعہ سلاسل طریقت اور مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کے ماہ و سال...... کشور چہارم میں شیخ احمد سرہندی اور مستشرقین، عہد حاضر اور حضرت مجدد پر کام کی رفتار، دور حاضر میں درپیش چیلنجز اور ان کا مقابلہ اور حضرت مجدد اور ذرائع ابلاغ شامل ہیں جبکہ کشور پنجم، حضرت مجدد کا کارنامہ، طالبان علم کے لیے مینارۂ نور، حضرت مجدد کا حسن ادب، مجدد الف ثانی کا پیغام، مرقعات اور مختصر تعارف جہان امام ربانی اقلیم نہم پر مشتمل ہے......

اقلیم نہم میں نعت و مناقب اور ابتدائیہ و تاثرات کے بعد میں کشور اول میں شیخ احمد سرہندی (سوانحی خاکہ)، شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی (عربی/اردو)، الجنات الثمانیہ (سوانح مجدد الف ثانی پر نادر عربی مخطوطہ)، حضرت مجدد لاہور میں، لاہور سے حضرت امام ربانی کی نسبت...... کشور دوم میں فکر مجدد الف ثانی میں خلفائے راشدین کا مقام، شیخ احمد سرہندی اور اہل حکومت میں شریعت کی ترویج، شیخ احمد سرہندی اصلاحی و تجدیدی خدمات کی روشنی میں...... کشور سوم میں مجدد الف ثانی کی عربی نگارشات اور کار تجدید میں ان کی اہمیت، مجدد الف ثانی کی علم پروری اور علماء نوازی، امام احمد رضا پر حضرت مجدد کے اثرات، خدمت خلق اور صوفیائے نقشبند...... کشور چہارم میں حضرت مجدد الف ثانی اور ان کے ناقدین، شیخ احمد سرہندی اور شیخ عبد الحق دہلوی، شیخ عبد الحق دہلوی کے ایک معاصر مجدد الف ثانی شامل ہیں جبکہ کشور پنجم، خاندان مجددیہ اور فارسی ادب، خاندان مجددیہ سے قائد اعظم کے اجداد کی عقیدت، نگار خانہ اور

مختصر تعارف جہان امام ربانی اقلیم دہم پر مشتمل ہے......

اقلیم دہم میں نعت شریف، مناقب، ابتدائیہ اور تاثرات کے بعد کشور اول میں شیخ احمد سرہندی، مفکر اسلام شیخ احمد سرہندی، شیخ احمد فاروقی سرہندی اور مقام مجدد الف ثانی کے عنوان سے آپ کے حالات پر مقالات ہیں...... کشور دوم میں شیخ احمد سرہندی کی تحریک احیائے دین، اعلیٰ عربی زبان وادب کی مثال مکتوبات امام ربانی، مکتوبات خواجہ محمد ہاشم کشمی بنام حضرت مجدد الف ثانی (فارسی، قلمی) خواجہ محمد معصوم حرمین شریفین میں اور شاہجہاں واورنگ زیب کے مرشد کریم کے عنوان سے مقالات ہیں...... کشور سوم میں نقشبندیہ سلسلہ تصوف، قادری شہرت پانے والے مشائخ نقشبندیہ، ارشادات سید امام علی شاہ مکان شریفی، مرزا مظہر جان جاناں، تصوف، ادیان و مذاہب کے درمیان وسیلہ اور ملفوظات مرزا مظہر جان جاناں کے عنوانات ہیں...... کشور چہارم میں بعض مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کے حالات وخدمات کا ذکر ہے جن میں شاہ امان اللہ نقشبندی افغانی، خواجہ فیض محمد شاہ قندھاری، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ سرحد، خواجہ غلام حسن نقشبندی مجددی (سواگ شریف)، خواجہ غلام قاسم کمبوہ نقشبندی، خواجہ رکن الدین صدیقی نقشبندی، شیخ کریم الدین بابا حسن ابدالی، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ پوٹھوہار، بلوچستان میں نقشبندی خانقاہیں، علامہ محمد نور بخش توکلی، مولانا سید حبیب اللہ نقشبندی توکلی، مولانا سید محمد یوسف نقشبندی، حافظ محمد رانجھا نقشبندی مجددی، خواجہ محمد نامدار، صوفی محمد علی، خواجہ سید امین، خواجہ محمد سعید نقشبندی المعروف پیر مٹھا، مولانا غلام محی الدین قصوری، خواجہ محمد فضل علی مجددی، خواجہ محمد عبد الغفار فضلی نقشبندی، علامہ سید حبیب احمد حبیب نقشبندی، حضرت کرماں والے، پروفیسر محمد حسین آسی اور سلسلہ نقشبندیہ کے مخطوطات کی اشاعت میں ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں کی خدمات، شامل ہیں...... کشور پنجم میں پہلے مرقعات علمی ہیں جس میں اکابر مشائخ نقشبندیہ، اکابر مجددیہ، حضرت مجدد الف ثانی کی تصانیف، حضرت مجدد الف ثانی پر تصانیف، صاحبزادگان، خلفاء و دیگر مشائخ کی تصانیف اور دیگر تصانیف کے سرورق شامل ہیں اس کے بعد مرقع جرائد نقشبندیہ، نقشبندیہ مآخذ و مراجع، نگار خانہ اور مختصر تعارف جہان امام ربانی اقلیم یازدہم شامل ہیں......

اب اقلیم یازدہم آپ کے پیش نظر ہے اور حسب سابق وہی گزارش کی جاتی ہے کہ دوران مطالعہ جو بھی فروگزاشت نظر سے گزرے تو برائے کرم ہمیں ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کی تصحیح کرلی جائے...... ماشاء اللہ دنیا بھر سے مقالات کی آمد کا سلسلہ مسلسل جاری ہے لیکن ''جہان امام ربانی'' کا یہ

عظیم الشان انسائیکلو پیڈیا بارہ جلدوں پر ختم کیا جا رہا ہے جس میں گیارہ جلدیں مقالات و مضامین کی ہیں اور بارہویں جلد مرقعات جہان امام ربانی کے حوالے سے ہے جسے ''نورٌ علیٰ نور'' کے نام سے موسوم کیا گیا ہے...... جو مقالات تدوین کے بعد موصول ہوئے یا بعد میں آئیں گے، خیال ہے کہ انھیں ''باقیات جہان امام ربانی'' کے نام سے ایک اور جلد بنا کر شائع کیا جائے یا پھر اور کسی صورت شائع کرنے کی کوشش کی جائے گی......ان شاء اللہ تعالیٰ

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہیے اس بحرِ بے کراں کے لیے

۱۸/ذی الحجہ ۱۴۲۷ھ
۸/جنوری ۲۰۰۷ء

احقر
ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری
(کراچی، پاکستان)

☆......☆......☆

ومن يتوكل على الله فهو حسبه

١٤٠٢

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

تأثرات

پروفیسر ڈاکٹر سید محمد عارف
(اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور، پاکستان)

☆☆

مغل بادشاہ جلال الدین اکبر نے ہندوستان پر ایک طویل عرصے تک حکومت کی۔ دنیاوی اعتبار سے کچھ بھی کہا جائے لیکن دینی اعتبار سے اس کے دور کا آخری حصہ انتہائی تاریک ہی کہا جائے گا۔ جب اسے شعائر اسلام اور دین اسلام سے بوجوہ ایسی کد ہوئی کہ اس نے اس کے مدمقابل خرافات کا مجموعہ ''دین الٰہی'' کے نام سے رائج کیا۔ خوشامد اور جاہ پرست علماء سوء نے اس کی تائید و توجیہ بھی کی بلکہ غلاظت کے اس ڈھیر میں اپنے ہاتھ بھی سانے، نیز عوام پر اس کے ایسے برے اثرات مرتب ہوے کہ اکثریت روح اسلام سے بیگانہ ہوگئی...... ایسے میں شہر سرہند کے حضرت شیخ احمد علیہ الرحمۃ نے مکتوبات گرامی اور اپنی سیرت و کردار کے ذریعے اپنے محبین اور معتقدین میں اسلام کے احیاء کی وہ بے مثال تحریک شروع کی کہ برصغیر اور اس سے باہر مشرق وسطیٰ کے ممالک خصوصاً اور دنیا کے تمام ممالک میں عموماً اسلام کی صحیح روح بیدار ہوئی اور آپ علماء، فقہاء اور خلق خدا کی نظر میں بجا طور پر مجدد الف ثانی قرار پائے۔

بجا کہے جسے عالم، اسے بجا سمجھو
زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

حقیقت یہ ہے کہ اکبر نے الحاد و بے دینی کا جو طوفان برپا کیا تھا، اگر حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اپنی تجدیدی مہم کا آغاز نہ فرماتے تو برصغیر میں حالات و آثار ایسے نظر آتے تھے کہ معاذ اللہ اسلام کا وجود ہی ہندوستان سے مٹ گیا ہوتا...... اکبر نے علماء حق کو قتل کروایا، مقابر و مساجد کو مسمار کرایا، مدرسوں کو ویران کردیا...... جہانگیر کے دور کا آغاز بھی بدعات و مشرکانہ رسومات کے سیلاب میں بہہ رہا تھا......

دور جہانگیری میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے قید و بند کی صعوبتیں بھی جھیلیں لیکن ان کی بے مثال سیرت وکردار اور ان کے پاکیزہ افکار و خیالات نے آہستہ آہستہ ایسا انقلاب برپا کیا جس کی مثال نہیں ملتی ...... وہی بادشاہ جہانگیر جو بدترین مخالف تھا، بالآخر آپ کی عظمت کا قائل ہوا اور پھر اس کے بعد آنے والے مغل بادشاہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے اخلاف کے مرید اور معتقد ہوئے یہاں تک کہ عالمگیر نے ان کے زیر اثر ایک مثالی دینی حکومت قایم کرنے کی کوشش کی...... حضرت علیہ الرحمۃ کے خلفاء نے برصغیر اور بیرونی دنیا میں اسلامی اور دینی شعائر کو زندہ کیا اور اسلام کی روشنی سے نہ صرف برصغیر بلکہ پورا عالم جگمگا اٹھا یہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ ہی کا فیض ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کا نہ صرف وجود برقرار رہا بلکہ لوگ کثرت سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور آنے والے قائدین اور مصلحین کو ان کی رہنمائی کا موقع ملا، ورنہ اسلام ہی باقی نہ رہتا تو یہ کاوشیں کون کرتا؟ کون کسی کی رہنمائی کرتا؟ تحریک پاکستان اور پاکستان کا وجود بھی اسی انقلاب کا مرہون منت ہے...... حقیقت یہ ہے کہ حضرت مجدد اگر یہ دعویٰ فرماتے کہ ہندوستان میں ان کے بعد آنے والے ہر مصلح، عالم اور ولی کی گردن پر ان کا قدم ہے تو بے جا نہ ہوتا بے شک ہر عالم حق اور شیخ طریقت پر آپ کا احسان مسلم ہے، تاریخ اس حقیقت پر گواہ ہے۔

اس حقیقت کو کون نہیں جانتا کہ برصغیر پاک و ہند میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی، ڈاکٹر محمد اقبال اور قائد اعظم محمد علی جناح جیسے اکابر حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے افکار کے خوشہ چینوں میں ہیں۔ موجودہ دور میں مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی کی نگرانی میں حضرت مجدد الف ثانی کی شخصیت، افکار و خیالات پر مشتمل ''جہان امام ربانی'' جیسے وقیع دائرۃ المعارف کی تدوین کا کام مکمل ہوا...... آپ نے اپنی تصنیفی زندگی کا آغاز بھی ۱۹۶۰ء کی دہائی میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی سیرت و کردار پر ایک تحقیقی مقالہ سے کیا تھا جو معارف اعظم گڑھ میں قسط وار شائع ہوتا رہا، جو بعد ازاں کتابی صورت میں منظر عام پر آیا۔ آپ کی قلمی کاوشوں کا رخ ایک طویل عرصے مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کی شخصیت و کردار کی طرف رہا، سیکڑوں مقالات اور بیسیوں کتب تحریر کیں اور اعلیٰ حضرت کے عشق مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کو زندہ کیا اور اب حضرت مجدد علیہ الرحمۃ پر بارہ جلدوں پر مشتمل انسائیکلو پیڈیا ان کی نگرانی میں مرتب کیا گیا ہے آپ کی تحریروں نے عالم اسلام میں پذیرائی حاصل کر کے چراغ مصطفوی کی نورانیت کو فروغ عطا کیا ہے...... آپ نے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگان

دین خصوصاً حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے مکتوب نگاری کی انقلاب آفریں روش کو اپنایا، ہزاروں ایمان افروز خطوط اپنے محبین، مخلصین اور مریدین کو لکھے..... آپ کی تحریروں نے آج بھی عالم اسلام کو متاثر کیا ہے اور آپ کی یہ دلکش اور موثر تحریریں صدیوں اذہان اور قلوب انسانی کو متاثر کرتی رہیں گی ... آپ کی تحریروں نے نہ صرف برصغیر اور عالم اسلام بلکہ عالمی سطح پر دلوں کو عشق مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم سے گرمایا ہے، بھٹکے ہوؤں کو دین کی حقیقی روح سے روشناس کرایا ہے..... حضرت مجدد علیہ الرحمۃ پر تیرہ جلدوں میں نادر و نایاب ذخیرہ جمع کر کے گویا حضرت مجدد سرہندی کی تجدیدی تحریک کو حیات تازہ عطا کی ہے... اللہ تعالیٰ انھیں تادیر سلامت رکھے کہ ان کا وجودِ مسعود عالمِ اسلام کے لیے ایک نعمت ہے......

ڈاکٹر سید محمد امین میاں برکاتی مارہروی

(استاد علی گڑھ مسلم یونیورسٹی و مسند نشین خانقاہ قادریہ برکاتیہ، مارہرہ شریف، بھارت)

☆☆

ہم قادری، چشتی، نقشبندی، اور سہروردی بعد میں ہیں اس سے پہلے ہم سب سُنی ہیں اور اس رشتے سے ہم سب ایک ہیں، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات نقشبندیوں ہی کے لیے نہیں بلکہ چشتیوں اور قادریوں کے لیے بھی قابل احترام ہے، حضرت مجدد نقشبندیوں سے پہلے قادریوں اور چشتیوں کے ہیں کہ وہ سب سے پہلے اپنے والد ماجد سے ان سلاسل میں بیعت ہوئے پھر بعد میں خواجہ باقی باللہ سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے..... انھوں نے کہا کہ اولیاء کرام کی طرح حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے پاس اللہ کا رنگ تھا جو انھوں نے جہانگیر بادشاہ پر چڑھا دیا تو انقلاب آ گیا، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی جو چودھویں صدی کے مجدد ہیں اور مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی میں یہ قدرے مشترک ہے کہ دونوں عظمت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کے لیے اپنے سینے ٹھوک کر کھڑے ہو گئے اور دشمنان اسلام کا ڈٹ کر مقابلہ کیا.....

الشیخ احمد بن عبدالاحد السرھندی

الشیخ الاجل، الاعلم العارف، بحر الحقائق و الاسرار و المعارف، محی السنن النبویة، ناصر الشریعة البیضاء السنیة، مشید مبانی الطریقة، مجدد معالم الحقیقة، برھان العارفین و المحققین، وحجة الاولیاء المتقین، مفتخر الاعصر والدھور، و معتمد العارفین الیه فی جل الامور، آیة من آیات اللہ العظام، ونادرة من نوادر الایام، الذی اخضر بہ عود العلم لما زلت بہ القدم، وکاد ان یھوی فی مھاوی العدم، حتی جاء مجدد الالف الثانی، و برھاناً ساطعا علی اشرفیة النوع الانسانی۔

(عبدالحی لکھنوی، نزھة الخواطر و بھجة المسامع والنواظر، ج ۵، مطبوعہ دار ابن حزم بیروت، ۱۹۹۹ء، ص ۳۷۹)

محمد عظیم نقشبندی مجددی

(مدرس اسلامیہ اسکول، لاہور)

(۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء)

☆

امام ربانی محبوب سبحانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات کچھ ایسے نہیں کہ جو زمانے کی آنکھ سے پوشیدہ ہوں بلکہ ایک عالم آں حضرت کے فیض و برکات کا خوشہ چیں ہے اور ایک جہاں حضور کے فضائل و کمالات کا مداح ہے۔ یہاں مجھے ایک بات یاد آ گئی یعنی ایک دن مجھے مولانا شرف الدین صاحب مرحوم فیروز پوری خلیفہ حضرت خواجہ الہٰ بخش علیہما الرحمۃ کی زیارت کا اتفاق ہوا۔ آپ نے اپنا سفر حج بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حج کے موقع پر مجھے ایک شامی قافلے سے اتفاق سے ملاقات ہوئی۔ ان میں سے ایک بزرگ نے اثنائے گفتگو میں مجھ سے سکونت کے متعلق دریافت کیا تو میں نے جواب دیا کہ میں ''ہندی'' ہوں۔ اس پر انھوں نے کہا کہ اس ہند کہ رہنے والے ہو جہاں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز گزرے ہیں؟۔ میں نے جواب دیا، ہاں۔ اس سے ظاہر ہوا کہ اس شامی قافلے کے بزرگ کو سرزمین ہند کی واقفیت بھی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے وجود پاک کی شہرت سے حاصل ہوئی تھی۔ سبحان اللہ! کیا عالی شان ہے آپ کی۔

(محمد عظیم نقشبندی مجددی: ذکر مجدد، مطبوعہ لاہور ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء، ص ۵)

اللہ نور السمٰوٰت والارض
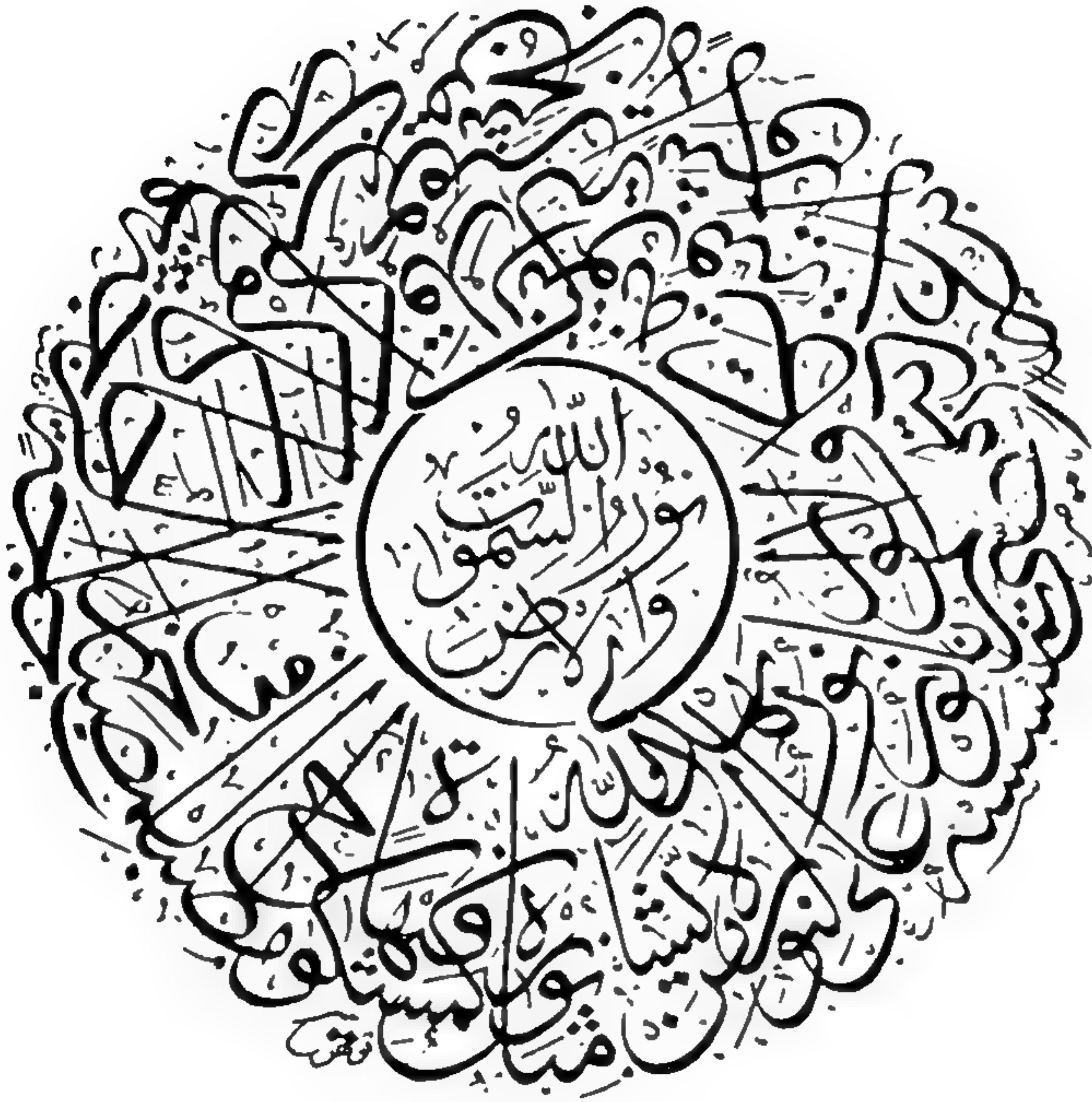
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کشورِ اول

سچ کہا اقبال نے "گردن تری نہ جھک سکی"
حق سُنا ، حق کہہ دیا ، حق کے بنے سالار آپ
(شبیر حسین زاہد)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

شیخ مجدد کے حضور

غلام مصطفیٰ مجددی (ایم۔اے)

☆☆

دل و جاں میں سدا جلوہ نما شیخ مجدد ہیں
بحمدللہ! میرا آسرا شیخ مجدد ہیں

خدا نے مسندِ تجدیدِ دیں جن کے حوالے کی
جہان الف ثانی کی ضیاء شیخ مجدد ہیں

بہار زندگی جن کے تصدق سے ہوئی تازہ
گلستانِ محبت کی صبا شیخ مجدد ہیں

خدا کی حجت کامل ، نبی کے مظہر اکمل
صحابہ کا ظہور دلربا شیخ مجدد ہیں

ہویدا جن کے چہرے سے ہوا جلال فاروقی
گلِ باغِ عتیق و مرتضیٰ شیخ مجدد ہیں

شب دیجور کے دامن سے نکلی صبح آزادی
دو قومی نظریے کے پیشوا شیخ مجدد ہیں

شہانِ دہر کیوں نازاں نہ ہوں ان کی غلامی پر
تعالیٰ اللہ! غلام مصطفیٰ شیخ مجدد ہیں

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

تجلیاتِ امامِ ربانی

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
(ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی)

☆☆

برصغیر پاک وہند میں بہت سے مفکرین ومجددین ہوئے جن میں چار نہایت ممتاز ہیں:

۱......شیخ احمد سرہندی حضرت مجدد الف ثانی (م ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء)
۲......حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء)
۳......حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی (م ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء)
۴......ڈاکٹر محمد اقبال سیالکوٹی (م ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء)

ان چاروں مفکرین میں بعض حیثیات سے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نمایاں نظر آتے ہیں۔ مختلف محققین نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے اس امتیاز کی طرف اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر شیخ محمد اکرام نے لکھا ہے:

''شیخ احمد جو شاہ ولی اللہ اور اقبال سے پہلے اسلامی ہند کے نہایت طاقتور مفکر گزرے ہیں، نہ صرف ہندوستان بلکہ عالم اسلام کے علماء وصوفیہ میں اعلیٰ ترین مقام کے مالک ہیں (ترجمہ انگریزی)'' [۱]

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی علمی اور روحانی فضیلت کو پاک وہند کے اکثر علماء وصوفیہ نے سراہا ہے اور اپنی تصانیف میں جابجا آپ کی کتابوں سے حوالے دیے ہیں۔ چودھویں صدی کے جلیل القدر عالم وفقیہ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصانیف میں آپ کے اقوال وارشادات سے استدلال فرمایا ہے۔[۲] اسی طرح ان کے صاحبزادے حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ (م ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۲ء) نے بھی استدلال کیا ہے۔[۳] اور دوسرے صاحبزادے مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا

خاں علیہ الرحمۃ نے مولانا عبدالغفار رامپوری کی کتاب "آثار المبتدعین لا ھدام حبل اللہ المتین" کا تعاقب کرتے ہوئے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا دفاع کیا ہے۔[۴]

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے بارے میں بعض حضرات نے جو یہ لکھا ہے کہ آپ نے خود دعویٰ تجدید فرمایا[۵] صحیح نہیں۔ امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کے متعلق بھی بعض لوگوں نے اسی قسم کا اظہار خیال کیا ہے، جو صحیح نہیں۔[۶] حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے عہد مبارک میں سیالکوٹ کے ایک جلیل القدر عالم مُلا عبدالحکیم سیالکوٹی (م۔ ۱۰۶۸ھ/ ۱۶۵۷ء) نے حضرت مجدد کے نام ایک مکتوب میں اس لقب سے نوازا[۷] پھر یہ لقب زبان زد خاص و عام ہوگیا، حتیٰ کہ آپ کے نام نامی پر غالب آ گیا۔

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا سلسلۂ نسب:

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا سلسلہ نسب ۲۹ واسطوں سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ حضرت مجدد کے چودھویں جد سلطان شہاب الدین المعروف فرخ علی شاہ کابلی والیِ کابل تھے۔[۸] پانچویں جد حضرت امام رفیع الدین، شیخ جلال الدین بخاری (م۔ ۷۸۵ھ/ ۱۳۸۳ء) کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے اور سہرند (سرہند) آباد کیا۔[۹] اسی شہر میں ۹۷۱ھ میں حضرت مجدد کی ولادت ہوئی۔

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے والد گرامی کا اسم گرامی شیخ عبدالاحد (م۔ ۱۰۰۷ھ/ ۱۵۹۸ء) تھا۔ شیخ عبدالقدوس گنگوہی (م۔ ۹۴۴ھ/ ۱۵۳۷ء) کے صاحبزادے شیخ رکن الدین (م۔ ۹۸۳ھ/ ۱۵۷۵ء) سے آپ کو سلسلہ قادریہ چشتیہ میں اجازت و خلافت حاصل تھی۔[۱۰] حضرت شیخ عبدالاحد جلیل القدر عالم و عارف تھے۔

تحصیل علم:

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے بیشتر علوم اپنے والد سے حاصل کیے۔ ان کے علاوہ مولانا کمال الدین کشمیری، مولانا یعقوب کشمیری اور قاضی بہلول بدخشی وغیرہ سے علوم معقولہ و منقولہ کی تحصیل فرمائی۔[۱۱] اسارتِ قلعہ گوالیار کے زمانے (۱۰۲۸ھ۔ ۱۰۲۹ھ) میں قرآن کریم حفظ کیا۔[۱۲] تحصیل علم سے فارغ ہونے کے بعد تقریباً ۹۹۸ھ میں دارالسلطنت اکبرآباد (آگرہ) تشریف لائے اور یہاں دربار اکبری کی دو اہم شخصیتوں یعنی ابوالفضل اور فیضی کے ساتھ صحبتیں رہیں۔ فیضی کی تفسیر "سواطع الالہام"

(۱۰۰۲ھ/۱۵۹۳ء) میں ایک جگہ آپ نے اس کی مدد بھی کی۔[۱۳] لیکن بعد میں ان دونوں بھائیوں کی بے راہ روی کی وجہ سے آپ نے کنارہ کشی اختیار کرلی۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اپنے والد ماجد شیخ عبدالاحد علیہ الرحمۃ کے ہمراہ اکبر آباد سے واپس سرہند روانہ ہوگئے راستے میں تھانیسر کے شیخ سلطان کی لڑکی سے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا عقد ہوگیا۔ شیخ سلطان متقی ومتدین اور اکبر بادشاہ کے مقربین میں سے تھے[۱۴] اس طرح اہل خانہ کا شاہی دربار سے ایک گونہ تعلق ہوگیا اور تبلیغ وارشاد کی ایک نئی راہ کھل گئی۔

سلسلہء طریقت:

حضرت مجدد کا سلسلہء طریقت متعدد واسطوں سے حضور علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ میں ۲۱/واسطوں سے اور سلسلہ قادریہ میں ۲۵/واسطوں سے اور سلسلہ چشتیہ میں ۲۷/واسطوں سے۔[۱۵] سلسلہ چشتیہ میں والد ماجد شیخ عبدالاحد علیہ الرحمۃ سے بیعت تھے اور اجازت وخلافت حاصل تھی۔ سلسلہ قادریہ میں شاہ کمال کیتھلی سے خرقہ خلافت حاصل تھا۔[۱۶] ۱۰۰۸ھ میں حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ (م ۱۰۱۲ھ/۱۶۰۳ء) سے مستفیض ہوکر سلسلہ نقشبندیہ میں اجازت وخلافت حاصل کی۔[۱۷] اور آسمان علم وعرفان پر آفتاب بن کر چمکے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کی نظر میں جو حضرت مجدد الف ثانی کا مقام ومرتبہ تھا وہ "زبدۃ المقامات"[۱۸] حضرات القدس اور "مجمع الاولیاء" وغیرہ معاصر کتب تاریخ وسیر سے واضح ہوتا ہے۔

اصلاحی کوششوں کا آغاز:

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی اصلاحی کوششوں کا آغاز اکبر بادشاہ کے عہد حکومت سے ہوا اور جہانگیر بادشاہ کے عہد حکومت میں یہ کوششیں بارآور ہوئیں۔ اسی عہد میں آپ کا وصال ہوا آپ کی اصلاحی کوششوں کا جائزہ لینے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کا تاریخی پس منظر پیش کردیا جائے تاکہ ان کی صحیح قدروقیمت کا اندازہ ہوسکے۔[۱۹] پہلے دور میں اکبر مخلص مسلمان کی حیثیت سے سامنے آتا ہے۔ دوسرے دور میں فتح پور سیکری میں عبادت خانے کی تعمیر ہوتی ہے جہاں علمائے اسلام مباحث علمیہ میں مصروف نظر آتے ہیں، رفتہ رفتہ یہاں عیسائی پادریوں اور ارباب عقل کا عمل دخل ہوجاتا ہے اور بات بگڑنے لگتی ہے۔ دوسرا دور تیسرے دور کا نقطہء آغاز ہے۔ تیسرے دور میں دین الٰہی کا آغاز ہوا اور وہ کچھ ہوا جو ناگفتنی ہے۔ ہر وہ کام کیا جانے لگا جو اسلام کے سراسر منافی ہے[۲۰] مثلاً:

☆......کلمہ طیبہ میں ''محمد رسول اللہ'' کی جگہ ''اکبر خلیفۃ اللہ'' پڑھا جانے لگا۔
☆......گائے کی قربانی پر پابندی لگادی گئی۔
☆......خنزیر اور کتوں کا احترام ہونے لگا۔
☆......شراب اور جوا عام ہوگیا۔
☆......اکبر نے علماء کو بالجبر شراب پلائی۔
☆......عورتوں کی بے حجابی عام ہوگئی۔
☆......پردہ پر پابندی لگادی گئی۔
☆......زمین بوس کے نام سے سجدہ کا آغاز کیا گیا۔
☆......عالم و عامی سب بادشاہ کے آگے سجدہ ریز ہونے لگے۔
☆......بعض مساجد ڈھادی گئیں اور مدارس عربیہ مسمار کردیے گئے۔
☆......داڑھیاں منڈوادی گئیں۔
☆......شعائر اسلام کا برسرعام مذاق اڑایا جانے لگا۔

اس ساری خرابی میں بعض علمائے دین کی باہمی چپقلش، دنیا سے محبت، مختلف ادیان کے علماء کی اکبر سے ملاقات، اکبر کی جہالت و بے علمی، ہندو عورتوں کی حرم شاہی میں شمولیت اور ہندو سیاست کا بڑا دخل تھا۔

عہد اکبر کا تاریخ میں ذکر:

۱......عہد اکبری کے ایک بے باک و نڈر مورخ ملا عبدالقادر بدایونی نے اپنی کتاب ''منتخب التواریخ'' میں عہد اکبری کے چشم دید پوست کندہ حالات لکھے ہیں۔

۲......عہد اکبری کے مشہور شاعر ملا شبری سیالکوٹی نے تو اپنے فارسی قطعہ میں اکبر کے دعویٰ نبوت اور دعویٰ الٰہیت کا ذکر کیا ہے۔

بادشاہ امسال دعوی نبوت کردہ است
گر خدا خواہد پس از سالے خدا خواہد شدن[۲۱]

۳......عہد اکبری کے مؤرخ نظام الدین احمد نے ''طبقات اکبری''[۲۲] (۱۰۰۱ھ) میں اس محضر نامہ کا ذکر

کیا ہے۔[۲۳] جو اکبر کے دعویٰ نبوت کی تمہید ثابت ہوا۔ لیکن نظام الدین احمد نے بڑی احتیاط سے قلم اٹھایا ہے ایک جابر و قاہر بادشاہ کے ہوتے کھل کر لکھنا کوئی آسان کام نہ تھا۔

۴ ...... ابو الفضل کی ''آئین اکبری''[۲۴] سے اکبر کی بے راہ روی سے متعلق بہت سی باتوں کا بالواسطہ علم ہوتا ہے۔ ابو الفضل کا انداز مؤرخانہ نہیں، خوشامدانہ ہے۔[۲۵] ابو الفضل نے ''اکبر نامہ''[۲۶] میں بھی یہی طرز اختیار کیا ہے مگر پھر بھی بہت سے سربستہ راز معلوم ہو جاتے ہیں۔

۵ ...... عہد جہانگیر کے مؤرخ محمد قاسم ہندو شاہ استر آبادی نے اپنی ''تاریخ فرشتہ''[۲۷] میں (۱۶۰۶ء تا ۱۶۱۱ء) اکبر کے بعض چشم دید حالات لکھے ہیں مگر حالات کے دباؤ کی وجہ سے اس نے بہت سی باتوں کو چھپایا ہے۔

۶ ...... اس عہد کی ایک اور کتاب ''خلاصۃ المعارف فی اسرار العقائد'' (۱۰۳۵ھ۔ ۱۰۳۷ھ) میں شیخ آدم بنوری علیہ الرحمۃ نے بہت سی گمراہیوں اور برائیوں کا ذکر کیا ہے۔

۷ ...... اسی عہد کے ایک مؤرخ معتمد خان نے ''جہانگیر نامہ''[۲۸] میں اکبر کے بعض حالات لکھے ہیں جن کی عہد اکبری کے مؤرخوں کے بیانات سے تصدیق ہوتی ہے، بالواسطہ بھی اور بلا واسطہ بھی۔

۸ ...... عہد عالمگیری کے مؤرخ محمد ہاشم خافی خان نے اپنی تاریخ ''منتخب اللباب'' (حصہ اول) میں بعض ایسے حالات لکھے ہیں جن سے بالواسطہ اکبر کی بے راہ روی کا علم ہوتا ہے، مگر اس نے بعض مقامات پر اکبر کا دفاع کیا ہے۔ اس میں جہانگیر کی شراب سے توبہ شاہجہان کی شراب نوشی اور پھر توبہ کا ذکر ہے۔

۹ ...... عہد شاہجہانی کے صاحب ''دبستانِ مذاہب''[۲۹] نے بھی ایسے ہی حقائق لکھے ہیں، جن سے آخری دور میں اکبر کی بے راہ روی کا اندازہ ہوتا ہے۔ صاحب ''دبستانِ مذاہب'' ایک ایسا مؤرخ نظر آتا ہے جس نے ہر قدم پر مؤرخانہ احتیاط کو قایم رکھا ہے۔ اس نے اپنی کتاب میں اٹھائیس سے زیادہ مذاہب و ادیان کا ذکر کیا ہے پھر بھی یہ اندازہ کرنا مشکل ہے کہ لکھنے والے کا تعلق کس مذہب سے ہے۔ بعض حضرات نے اس کا نام محسن خانی بتایا ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ پارسی تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۰ ...... عہد شاہجہانی کے اطالوی سیاح نکولس مینوکی[۳۰] نے دین الٰہی کی اختراعات کا ذکر کیا ہے۔ اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ اکبر نے سکندرہ میں ایک باغ کے اندر اپنا مقبرہ بنوایا تھا۔ باغ کے دروازہ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب ہونے اور حضرت مریم کی تصاویر تھیں۔ اورنگ زیب نے اپنے عہد حکومت میں ان

کو ختم کروایا اوران پر سفیدی پھروادی۔اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب اورنگ زیب شیواجی سے برسرپیکار تھا تو باغی اس مقبرے میں گھس آئے تمام طلائی سامان اور جواہرات لوٹ لیے قبر کھود کر اکبر کی ہڈیاں نکالیں اوران کو جلا کر خاکستر کردیا۔[۳۱]

۱۱...... پروفیسر محمد مجیب[۳۲] اور پروفیسر محمد اسلم[۳۳] نے اپنی تصانیف میں عہد اکبری کی بہت سی بدعات اور گمراہیوں کا ذکر کیا ہے، جن کی دسترس میں، معاصر تاریخیں نہ ہوں وہ ان کتابوں کا مطالعہ فرمائیں۔

جن مقاصد کے حصول کے لیے اکبر نے جدوجہد کی۔ بقول کے ایم پانیکر[۳۴] وہ تین اہم مقاصد یہ تھے:

☆......قومی حکومت کا قیام

☆......ہندوؤں سے مفاہمت

☆......متحدہ ہندوستان

یہ تینوں مقاصد حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مقاصد جلیلہ کی ضد تھے۔

حضرت مجدد کی تین مقاصد کے لیے جدوجہد:

☆......اسلامی حکومت کا قیام

☆......ہندوؤں سے عدم مفاہمت

☆......اسلامی ہند کی تعمیر

انہیں مقاصد کے لیے چودھویں صدی ہجری میں امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ نے بھرپور جدوجہد کی۔[۳۵]

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے ان مقاصد کے حصول کے لیے مندرجہ ذیل شعبوں میں جدوجہد کی اور اپنی تمام تر توانائیاں صرف کردیں۔

☆......شریعت وطریقت

☆......سیاست وحکومت

☆......معاشرت ومعیشت

۱......عوام وخواص شریعت سے بیگانہ ہوتے جارہے تھے آپ نے اپنے علمی مکالمات اور مکتوبات کے

ذریعے آشنائے شریعت کیا۔[۳۶] بیشتر صوفیہ طریقت کی حقیقت سے ناواقفیت کی بناپر گمراہ ہو رہے تھے، آپ نے ان کو طریقت کا واقف کار بنایا۔[۳۷] نظریہ وحدۃ الوجود کی غلط تعبیرات کی بناپر ایک عالَم گمراہ ہو رہا تھا، آپ نے اس نظریہ کی لاج رکھی اور اس کے ساتھ نظریہ وحدۃ الشہود پیش کیا، جو دل و دماغ سے قریب تھا[۳۸] یہی نظریہ تھا جس نے فکر اقبال میں ایک انقلاب پیدا کیا اور ایک نئی روح پھونکی۔[۳۹] حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نہ ہوتے تو اقبال نہ ہوتے۔ حضرت مجدد، اقبال کی آرزو تنا تھے۔

تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند
اب مناسب ہے تیرا فیض ہو عام اے ساقی

۲......سیاست وحکومت میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے جو اہم کارنامہ انجام دیا وہ اکبر کے ایک قومی نظریے کے خلاف دو قومی نظریہ کا اعلان تھا۔ اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے اکبر نے ''دینِ الٰہی'' کے نام سے ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھی۔ اس دین کا مقصد وحید یہی تھا کہ ہندو اور مسلمانوں کو ملا کر ایک نئی قوم تیار کی جائے، اسی نہج پر چودھویں صدی ہجری میں مسٹر گاندھی نے کام کیا، بہر کیف حضرت مجدد نے اس کے خلاف مؤثر جدوجہد کی اور یہ دین اپنی موت مرگیا اور رفتہ رفتہ اس کے اثرات بھی زائل ہو گئے۔۔ چنانچہ پاکستان ہسٹری بورڈ کی تالیف ''اے شارٹ ہسٹری آف ہند و پاکستان'' کے مؤلف نے لکھا ہے:

''جہانگیر کی تخت نشینی کے بعد دین الٰہی اپنی موت مرگیا۔ بہر کیف اس الحاد و ارتداد کے خلاف جو زوردار آواز اُٹھائی گئی وہ شیخ احمد کی آواز تھی، جن کو حضرت مجدد الف ثانی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے''[۴۰]

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اکبر کے ایک قومی نظریہ کے خلاف دو قومی نظریہ پیش کیا اور یہ بتایا کہ کفر و اسلام دو علیحدہ حقیقتیں ہیں جو کسی طرح یکجا نہیں ہو سکتیں۔ اس سلسلے میں آپ نے بہت سے مکتوبات تحریر فرمائے۔[۴۱] آپ کی کوششیں دور جہانگیر میں بار آور ہوئیں اور جہانگیر نے امور مذہب و سیاست میں مشورہ کے لیے علماء کا ایک کمیشن مقرر کیا۔[۴۲]

اس کے بعد دور شاہجہانی میں حضرت مجدد کی مساعی نے اپنا رنگ دکھایا۔ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے دور عالمگیری کو حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی مساعی کا نقطہ عروج قرار دیا ہے۔[۴۳] اور اس میں کوئی شک نہیں ہے، حضرت مجدد کی سیاسی تعلیمات کے اثرات آنے والی چار صدیوں پر بہت گہرے پڑے۔ ڈاکٹر اشتیاق

حسین قریشی نے لکھا ہے کہ:

''شیخ کے اثرات مغرب میں افغانستان، وسط ایشیاء اور سلطنت عثمانیہ تک اور مشرق میں ملایا اور انڈونیشیا تک پھیل گئے''۴۴

چودھویں صدی ہجری میں امام احمد رضا خاں بریلوی اور ڈاکٹر محمد اقبال ۴۵ نے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے دو قومی نظریہ کے احیاء کے لیے سخت جدوجہد کی۔ اس صدی میں دوسرے علماء نے بھی کوششیں کیں مگر ان کی کوششیں مصلحتوں کا شکار ہو کر ایسے نشیب و فراز سے گزریں کہ مؤرخ کے لیے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ یہ کوششیں خالص اسلام کے لیے تھیں یا مطلق آزادی کے لیے۔ بہر کیف گیارہویں صدی ہجری میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ ہی وہ بطل جلیل نظر آتے ہیں جنہوں نے اسلام اور نظام مصطفیٰ کا نعرہ لگا کر خوابیدہ قوم کو بیدار کیا اور ایک نئی روح پھونک دی۔ ڈاکٹر حفیظ ملک نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

''فی الحقیقت آنے والی نسل کو شیخ احمد نے بے حد متاثر کیا۔ ان کا نعرہ تھا ''چلو چلو محمد مصطفیٰ (علیہ السلام) کی طرف چلو'' مذہبی اور سیاسی حیثیتوں سے یہ نعرہ نہایت ہی دوررس نتائج کا حامل ہوا، ان کی تعلیمات نے معاصر فکر کو مسلم بنیادی طور پر متاثر کیا اور ہندوستان میں مسلم حکومت کو لادینی بنانے کی مخالفت کی''۴۶

۳...... ہندوستانی مسلم معاشرے اور معیشت کی اصلاح کے لیے بھی حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے بھرپور کوشش کی۔ آپ کے مکتوبات شریف اور دوسری تصنیفات کے مطالعہ سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ ۴۷

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی جدوجہد کے مختلف ادوار:

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے مذہب و سیاست اور معاشرت کی اصلاح کے لیے جو جدوجہد فرمائی اس کو مختلف ادوار پر تقسیم کیا جا سکتا ہے مثلاً

☆...... دور اکبری ۱۰۰۰ھ/ ۱۵۹۱ء تا ۱۰۱۴ھ/ ۱۶۰۵ء

☆...... دور جہانگیری ۱۰۱۴ھ/ ۱۶۰۵ء تا ۱۰۳۴ھ/ ۱۶۲۴ء

☆...... قید جہانگیری سے پہلے ۱۰۱۴ھ/ ۱۶۰۵ء تا ۱۰۲۷ھ/ ۱۶۱۸ء

☆...... قید جہانگیری کے بعد ۱۰۲۷ھ/ ۱۶۱۸ء تا ۱۰۲۸ھ/ ۱۶۱۹ء

☆......جہانگیر کے لشکر میں ۱۰۲۸ھ/ ۱۶۱۹ء تا ۱۰۳۳ھ/۱۶۲۳ء

☆......جہانگیر کے لشکر سے رہا ہونے کے بعد ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۳ء

اکبر کا آخری دور حکومت حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی اصلاحی اور تبلیغی مساعی کا نقطہ آغاز ہے۔ جہانگیری دور میں یہ مساعی تیز کردی گئیں۔ پھر اسی دور میں گوالیار میں آپ کی نظر بندی نے آپ کی اصلاحی کوششوں کے اثرات کو عوام اور حکومت وقت میں دیرپا اور مستحکم بنا دیا۔ حضرت مجدد کی اسیری (۱۰۲۷ھ۔ ۱۰۲۸ھ) اسلامی نظام حکومت کے لیے رحمت بن گئی اور پُر خار وادیاں صاف ہوگئیں۔ ۴۸

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اپنی اسارت (اسیری) کے تینوں ادوار میں منزلِ مقصود کی جانب رواں دواں نظر آتے ہیں۔ یعنی

☆......دور نظر بندی (۱۰۲۷ھ تا ۱۰۲۸ھ) جبکہ آپ ایک سال قلعہ گوالیار میں قید رہے۔

☆......دور پابندی (۱۰۳۳ھ تا ۱۰۳۴ھ) جب آپ تقریباً پانچ سال جہانگیر کے لشکر میں رہے۔

☆......دور زباں بندی (۱۰۳۳ھ تا ۱۰۳۴ھ) جب آپ تقریباً چھ ماہ اپنی خانقاہ (سرہند شریف) میں خلوت گزیں رہے اور آخر میں اسی خلوت گزینی میں ۲۹ رصفر المظفر ۱۰۳۴ھ کو وصال فرمایا۔ ۴۹

اناللہ وانا الیہ راجعون

حضرت مجدد کی جانبازی اور اصلاحات:

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اسلام کے لیے اپنا تن من دھن سب کچھ لٹا دیا۔ عزیمت پسندی کی ایسی شاندار مثال پیش کی جس سے مردہ دل زندہ ہوگئے اور ایک عظیم انقلاب آ گیا۔

☆......بادشاہ کے حضور سجدہ تعظیمی (زمیں بوس) موقوف کردیا گیا۔

☆......گائے کی قربانی عام ہوگئی اور سب سے پہلے خود جہانگیر نے قلعہ کانگڑا میں حضرت مجدد کی موجودگی میں گائے ذبح کرائی۔ ۵۰

☆......شراب پر پابندی لگادی گئی ۵۱ اور بے شمار اصلاحات ہوئیں۔

بلاشبہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی انتھک جہد وجہد سے مذہبی سطح پر اسلام، سنیت اور حنفیت کو فروغ ہوا۔ سیاسی سطح پر اسلامی حکومت کا قیام ممکن ہوا۔ روحانی سطح پر تصور وحدۃ الوجود کی غلط تعبیرات سے جو ہلاکت پھیل رہی تھی تصور وحدۃ الشہود نے اس کا مؤثر دفاع کیا اور ناقابل فہم کو عام لوگوں کے لیے قابل فہم

بنا دیا گیا۔اس طرح ہر سطح پر فکر مسلم کی اصلاح کر کے ایک عظیم انقلاب برپا کیا گیا، اسی لیے اقبال نے اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے برملا کہا:

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

اکبری حکومت جس روش پر جارہی تھی اس سے یہ اندازہ لگانا آسان ہے کہ مسلمانوں کا مستقبل کیا ہوتا، شاید اسلامی حکومت کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوتا۔[۵۲]

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے جس سیاسی گھٹن اور قاہرانہ اقتدار کے ہوتے ہوئے شاہان وقت پر تنقید کی ، وہ انہیں کا حصہ تھا، اس نازک دور میں حکومت یا سربراہان حکومت پر تنقید کرنا اتنا آسان نہ تھا جتنا آج آسان ہے۔ ذرا ذرا سی باتوں پر تختہ دار پر چڑھا دیا جاتا تھا بلکہ اکبر کے متعلق مؤرخین نے لکھا ہے کہ اپنے مخالفین کو اپنے ہاتھ سے زہر دے کر تڑپا تڑپا کر مار دیا کرتا تھا۔[۵۳] ایسے خطرناک حالات میں جان جوکھوں میں ڈال کر اسلام کے لیے قدم بڑھانا کوئی آسان کام نہ تھا، بہت اہم کام تھا، بہت مشکل کام تھا۔ پاک و ہند کے مصلحین میں یہ فخر حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کو حاصل ہے کہ انھوں اسلام کی خاطر اپنا عیش و آرام، مال و دولت، آل و اولاد اور جان تک کی بازی لگادی۔ مومنانہ بصیرت کے ساتھ سرگرم عمل ہوئے اور چند برسوں میں وہ انقلاب آگیا جو دیدنی بھی ہے اور شنیدنی بھی۔

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے اصلاحی اور تجدیدی کارناموں پر بعض حضرات نے تنقید بھی کی ہے[۵۴] مگر یہ غلط فہمی اور معاصر تاریخ پر ڈھیلی گرفت کا نتیجہ ہے۔ حضرت زید ابوالحسن فاروقی دہلوی نے حال ہی میں ایک کتاب ''حضرت مجدد اور ان کے ناقدین'' دہلی سے شائع کی ہے اس سلسلے میں اس کا مطالعہ مفید ہوگا۔

حضرت مجدد کی باقیات صالحات (اولاد امجاد):

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی باقیاتِ صالحات میں اولاد امجاد، تصانیف اور خلفاء یادگار ہیں۔ اولاد میں سات صاحبزادے ہوئے جن میں پانچ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی حیات ہی میں انتقال کر گئے ، باقی دو صاحبزادگان حضرت خواجہ محمد سعید علیہ الرحمۃ (م ۱۰۷۰ھ/ ۱۶۶۰ء) اور حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ (م ۱۰۷۹ھ/ ۱۶۶۸ء) نے بڑا نام پیدا کیا اور اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے ان دونوں صاحبزادگان سے گہرے مراسم تھے۔[۵۵] بلکہ حضرت عالمگیر، خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ سے شرف بیعت رکھتے تھے۔[۵۶]

ایک اور موقع پر خواجہ موصوف نے عالمگیر کی درخواست پر اپنے صاحبزادے خواجہ سیف الدین (م ۱۰۹۶ھ/ ۱۶۸۴ء) کو عالمگیر کے اصلاح باطن کے لیے لال قلعہ، دہلی بھیجا جہاں انھوں نے قیام فرما کر عالمگیر کی روحانی تربیت فرمائی۔ ۵۷

حضرت اورنگزیب عالمگیر نے پورے عالم اسلام پر احسان کیا ہے کہ انھوں نے نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نافذ کیا اور دو لاکھ کے خرچ سے ''فتاویٰ عالمگیری'' مرتب کرائی جو آج بھی فقہ حنفیہ کا عظیم مأخذ ہے۔ اس لیے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اور ان کے اخلاف کا عالم اسلام پر احسان ہے...... خاندان مجددیہ اور عالمگیر کے تعلقات پر بحث کرتے ہوئے ڈاکٹر شیخ محمد اکرام نے لکھا ہے کہ:

> ''تاریخی حیثیت سے اورنگ زیب عالمگیر اور حضرت مجدد کے خاندان کے درمیان حتمی طور پر روابط تھے اور یہ حقیقت قابل توجہ ہے کہ قریباً وہ تمام اقدامات جو اورنگ زیب کی مذہبی پالیسی سے متعلق تھے حضرت مجدد نے اپنے مکتوبات میں ان سب اقدامات کی پرزور تبلیغ فرمائی تھی'' ۵۸

حضرت مجدد کی تصنیفات:

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی تصنیفات میں ان کے فارسی مکتوبات شریف زیادہ مشہور ہوئے یہ تین جلدوں پر مشتمل ہیں اور علوم و معارف کا خزینہ ہیں۔ ۱۳۱۶ھ/ ۱۸۹۸ء میں ان کا عربی ترجمہ مکہ مکرمہ سے شائع ہوا۔ اب حال ہی میں بیروت سے شائع ہوا ہے۔ فارسی اور اردو ترجمہ کے متعدد اڈیشن پاکستان، ہندوستان اور ترکی سے شائع ہو چکے ہیں۔

مکتوبات شریف کے علاوہ مندرجہ ذیل تصانیف آپ سے یادگار ہیں:

☆......اثبات النبوۃ

☆......مبداء و معاد

☆......مکاشفات غیبیہ

☆......معارف لدنیہ

☆......رد الرفضہ

☆......شرح رباعیات خواجہ بیرنگ

☆......رسالہ تعین ولا تعین

☆......رسالہ مقصود الصالحین

☆......رسالہ در مسئلہ وحدۃ الوجود

☆......آداب المریدین

☆......رسالہ جذب وسلوک

☆......رسالہ علم حدیث وغیرہ وغیرہ

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی بیشتر نگارشات کی حیثیت خالص تخلیقی ہے۔ ایسی تخلیق بقول اقبال جس کا انگریزی میں ترجمہ نہیں کیا جاسکتا اور انگریزی زبان باین ہمہ وسعت وہمہ گیری ایسے الفاظ سے خالی ہے جو افکار مجددیہ کی ترجمانی کرسکیں۔ ۵۹

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے خلفا:

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے خلفاء کی تعداد بھی کم نہیں، خلفاء میں صاحبزادگان کے علاوہ یہ حضرات زیادہ مشہور ہیں:

☆......خواجہ محمد ہاشم کشمی

☆......خواجہ میر محمد نعمان برہان پوری

☆......مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی

☆......شیخ محمد طاہر لاہوری

☆......شیخ آدم بنوری

☆......شیخ بدرالدین سرہندی وغیرہ وغیرہ

☆......☆......☆

حواشی:

۱......ایس ایم اکرام: مسلم سولزیشن ان انڈیا اینڈ پاکستان، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۱ء، ص ۲۷۰

۲ .. (الف) احمد رضا خاں: انوار الانتباہ من یم صلوٰۃ الاسرار، (۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۷ء) مطبوعہ بریلی، ص ۳۸

(ب) احمد رضا خاں: الھاد الکاف فی حکم الضعاف (۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء) مطبوعہ لاہور، ص ۱۲۶

(ج) احمد رضا خاں: الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ (۱۳۱۲ھ) مطبوعہ کلکتہ ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۵ء، ص ۴۸، ۵۱، ۵۲

۳۔ حامد رضا خاں: سلامۃ اللہ لاھل السنۃ من سبیل العناد فی الفتنہ (۱۳۳۲ھ/۱۹۱۳ء) مطبوعہ بریلی، ص ۵۷

۴۔ مصطفیٰ رضا خاں: مقتل کذب وکید، مطبوعہ بریلی ۱۳۳۲ھ، ص ۵۵۔۵۶

۵۔ نظامی بدایونی نے اس خیال کا اظہار کیا ہے (ملاحظہ ہو قاموس المشاہیر، جلد اول، مطبوعہ بدایون، ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء، ص ۶۷، اسی طرح فیض عالم صدیقی نے بھی یہی بات لکھی ہے (ملاحظہ ہو اختلاف امت کا المیہ، حصہ دوم، جہلم ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء، ص ۴۸۰)

۶۔ مولوی حسین احمد دیوبندی نے یہ الزام لگایا ہے اور امام احمد رضا کو دجال المجددین لکھا ہے (الشہاب الثاقب، ص ۴۲) حالانکہ علمائے حرمین شریفین میں شیخ موسیٰ علی شامی دردیری مدنی نے آپ کو "المجدد لھذہ الامۃ" تحریر فرمایا ہے (الفیوضات الملکیہ، ص ۴۶۲) اور حافظ الکتب الحرم شیخ اسماعیل بن سید خلیل مکی نے تو یہاں تک لکھا ہے 'بل اقول لو قیل فی حقہ انہ مجدد ھذ القرن لکان حقہ وصدقا (حسام الحرمین، ص ۱۴۰، ۱۴۱)

۷۔ وکیل احمد سکندر پوری: ہدیہ مجددیہ، مطبوعہ دہلی ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ء، ص ۹۸

۸۔ شاہ محمد فضل اللہ: عمدۃ المقامات، مطبوعہ لاہور، ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء، ص ۹۹

۹۔ محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات، مطبوعہ لاہور، ۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء، ص ۸۹، ۹۱

۱۰۔ محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات، ص ۹۶، ۱۰۳

۱۱۔ محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات، ص ۱۲۸

۱۲۔ مجدد الف ثانی: مکتوبات شریف، دفتر سوم، مکتوب ۴۳

۱۳۔ محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات، ص ۱۳۲

۱۴۔ محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات، ص ۱۵۹

۱۵۔ مجدد الف ثانی: مکتوبات شریف، دفتر سوم، مطبوعہ امرتسر ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۴ء، مکتوب ۸۷

۱۶۔ محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات، ص ۱۳۵

۱۷۔ (ا) آدم بنوری: خلاصۃ المعارف، مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری، لندن (۱۰۳۵ھ/۱۰۳۷ھ) ورق ۳

(ب)محمد حسین مراد آبادی: انوار العارفین (۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء) مطبوعہ لکھنو (۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء) ص ۴۴۸، ۴۴۹

۱۸۔۔ محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات، مطبوعہ کانپور ۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء، ص ۲۱۸، ۲۱۹

۱۹۔۔۔۔۔عہد اکبری کو مندرجہ ذیل ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

پہلا دور۔۔۔۔۔۔۹۶۳ھ۔۔۔۔۔۱۵۵۶ء تا ۹۸۳ھ/۱۵۷۵ء

دوسرا دور۔۔۔۔۔۹۸۴ھ/۱۵۷۵ء تا ۹۸۹ھ/۱۵۷۸ء

تیسرا دور۔۔۔۔۔۹۹۰ھ/۱۵۸۲ء تا ۱۰۱۴ھ/۱۶۰۵ء

۲۰۔۔۔۔۔ملاحظہ فرمائیں منتخب التواریخ، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء، ص ۲۶۱، ۳۲۲، ۲۶۶، ۴۷۱، ۴۹۹، ۵۲۹ وغیرہ

۲۱۔۔۔۔۔(ا) ہاشمی فرید آبادی: تاریخ مسلمانان پاکستان و بھارت، مطبوعہ کراچی، ص ۴۶۹، بحوالہ منتخب التواریخ، جلد سوم، ص ۲۵۳

(ب) شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اکبر بادشاہ کے انتقال کے بعد شیخ فرید بخاری کے نام جو تعزیتی خط ارسال فرمایا ہے اس سے اکبر کے دعوئ نبوت کی تصدیق ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو:

عبد الحق مجموعہ مکاتیب والرسائل، مطبوعہ دہلی ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۳ء، ص ۱۴۳، ۱۴۷ (مسعود)

۲۲۔۔۔۔۔طبقات اکبری، مطبوعہ لکھنو ۱۲۹۲ھ/۱۸۷۰ء

۲۳۔۔۔۔۔ایضاً ص ۳۴۳، ۳۴۴

۲۴۔۔۔۔۔آئین اکبری، مطبوعہ حیدر آباد دکن (۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء)

۲۵۔۔۔۔۔مور لینڈ نے ابو الفضل کی خوشامد و چاپلوسی کا ذکر کیا ہے (ملاحظہ فرمائیں: اے شارٹ ہسٹری آف انڈیا، مطبوعہ لندن، ۱۹۵۷ء، ص ۲۱۲)

۲۶۔۔۔۔۔اکبر نامہ ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۵ء

۲۷۔۔۔۔۔تاریخ فرشتہ، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء

۲۷۔۔۔۔۔جہانگیر نامہ، مطبوعہ لکھنو ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء

۲۹۔۔۔۔۔دبستان مذاہب، مطبوعہ بمبئی ۱۲۴۲ھ/۱۸۲۶ء

نوٹ: (دبستان مذاہب کا جو اردو ترجمہ ادارۂ ثقافت اسلامیہ، لاہور نے ۲۰۰۲ء میں شائع کیا ہے اس میں مصنف کا نام ''کیخسر و اسفندیار'' بتایا گیا ہے، محمد عالم مختار حق)

۳۰.....نکولس مینوکی ۱۸۵۶ء میں تقریباً سترہ سال کی عمر میں آگرے پہنچا اور شہزادہ داراشکوہ کے ہاں توپخانے میں بھرتی ہوگیا۔ ۱۶۵۸ء میں داراشکوہ اور اورنگزیب کے مابین جنگ میں داراشکوہ کی طرف سے لڑا، دارا کے قتل کے بعد واپس اٹلی چلا گیا۔ (مسعود)

۳۱.....نکولس مینوکی: فسانہ سلطنت مغلیہ، مترجمہ سید مظفر علی، مطبوعہ آگرہ ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء، ص ۱۲۲

۳۲.....محمد مجیب: انڈین مسلم، مطبوعہ لندن ۱۳۸۷ھ/۱۹۶۷ء

۳۳.....محمد اسلم: دین الٰہی اور اس کا پس منظر، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء

۳۴.....کے ایم پانیکر: اے سروے آف انڈین ہسٹری، مطبوعہ بمبئی ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۷ء، ص ۱۵۵

۳۵.....(ا) محمد مسعود: فاضل بریلوی اور ترکِ موالات، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء

(ب) محمد جلال الدین: خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، مطبوعہ ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء

(ج) محمد مسعود احمد: تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء

۳۶.....مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوبات ۴۳، ۴۸، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۸۰، ۸۱، ۸۳، ۱۵۲، ۱۹۱، ۱۹۴ وغیرہ

۳۷.....مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۸۴، نیز ملاحظہ کریں، تذکرہ مجدد الف ثانی، مطبوعہ لکھنو، ص ۱۰۴، ۱۱۰ تا ۱۱۴

۳۸.....مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۲۹۱.....دفتر دوم ۴۴

۳۹.....فکر اقبال پر تعلیمات مجددیہ نے جو اثرات مرتب کیے وہ اقبالیات کی ایک اہم کڑی ہے، جس کی طرف محققین نے ابھی تک کما حقہ توجہ نہیں دی۔ اس سلسلہ میں راقم نے مندرجہ ذیل تین مقالات قلمبند کیے اور دلائل و براہین سے حضرت مجدد سے اقبال کی عقیدت اور افکار اقبال پر افکار مجددیہ کے اثرات کو بیان کیا، اور یہ ثابت کیا کہ اقبال کے تصور خودی میں سب سے بڑا محرک حضرت مجدد کا نظریہ وحدۃ الشہود ہے۔ (۱) علامہ اقبال اور حضرت مجدد الف ثانی، مطبوعہ اقبال ریویو، کراچی اپریل ۱۹۶۴ء/۱۳۸۴ھ (۲) اقبال کے فلسفہ خودی میں مقام عبدیت، مطبوعہ اقبال ریویو، کراچی جولائی ۱۹۶۴ء/۱۳۸۴ھ (۳) شریعت و طریقت افکار اقبال کی روشنی میں، مطبوعہ اقبال ریویو، کراچی جنوری ۱۹۶۵ء/۱۳۸۵ھ۔ عرصہ ہوا یہ تینوں مقالات کتابی صورت میں بعنوان "حضرت مجدد الف ثانی اور علامہ اقبال" مکتبہ نعمانیہ، اقبال روڈ، سیالکوٹ سے شائع کردیے ہیں۔ اس کا ایک اردو ایڈیشن اور اس کا انگریزی ترجمہ کراچی سے ادارۂ مسعودیہ نے شائع کیا ہے۔ (مسعود)

۴۰.....اے شارٹ ہسٹری آف ہندو پاکستان، مطبوعہ کراچی ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۰ء، ص ۲۹۸

۴۱.....مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۶۵، ۸۱، ۱۶۳

۴۲ ...مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۵۳، بنام شیخ فرید بخاری

۴۳ اشتیاق حسین قریشی: مقدمہ ہسٹری آف فریڈم مومنٹ، جلد اول، مطبوعہ کراچی ۱۹۵۷ء، ص ۲۰

۴۴ ...اشتیاق حسین: مسلم کمیونٹی آف انڈو پاکستان، ص ۱۵۲

۴۵ کلیات اقبال کے نام سے اقبال کے فارسی کلام کا مجموعہ ایران سے شائع ہوا ہے جس کا دیباچہ احمد سروش نے لکھا ہے، انھوں نے برصغیر پاک و ہند کو صرف ہند کے نام سے یاد کیا ہے اسلام اور ہندوازم کا ایک قرار دیا ہے اور ہندو ازم کو دین حق سے تعبیر کیا ہے (معاذ اللہ) مسٹر گاندھی کو گاندھی بزرگ کے نام سے یاد کیا ہے اور اس کے آگے سر نیاز خم کیا ہے۔ ص شش۔ یہ بات سخت حیرت ناک ہے کہ کلام اقبال پر دیباچہ لکھنے والا فکر اقبال سے اتنا دور ہے (مسعود)

۴۶.....ڈاکٹر حفیظ ملک: مسلم نیشنلزم ان انڈیا اینڈ پاکستان، مطبوعہ واشنگٹن ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء، ص ۵۵

۴۷.....مکتوبات امام ربانی: دفتر اول، مکتوب ۱۶۳، ۱۹۱

۴۸ ...حضرت مجدد کی اسیری پر بحث کرتے ہوئے بعض حضرات نے مہابت خاں کی بغاوت کا اصل محرک اسی اسیری کو قرار دیا ہے مثلاً

(۱) ایس ایف محمود، اے شارٹ ہسٹری آف اسلام، مطبوعہ کراچی ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۰ء، باب ۱۳، ص ۵۳۴

(۲) ڈاکٹر غلام جیلانی برق: فلسفیان اسلام، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۸ء، ص ۲۷۷

(۳) جی الانا: آور فریڈم فائٹرس، مطبوعہ کراچی ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء، ص ۲۸ وغیرہ

تاریخی اعتبار سے یہ بات صحیح معلوم نہیں ہوتی کیونکہ حضرت مجدد کی اسارت اور مہابت خان کی بغاوت میں کئی سال کا تفاوت ہے۔ صاحب ''روضۃ القیومیہ'' (مخطوطہ، مکتوبہ ۱۳۰۱ھ/۱۸۸۳ء، مدینہ منورہ) ابو الفیض کمال الدین محمد احسان نے بہت سی غیر مؤرخانہ باتیں لکھ دی ہیں، یہ بات بھی وہیں سے لی گئی ہے، لیکن اس میں شک نہیں کہ مہابت خاں حضرت مجدد کا معتقد تھا اور ممکن ہے کہ حضرت مجدد کی اسارت کا جذبہ کئی سال بعد جوش میں آیا ہو، جو خود جہانگیر کی اسارت پر منتج ہوا۔ (مسعود)

۴۹ بدر الدین سرہندی: وصال احمدی، مطبوعہ سیالکوٹ ۱۳۶۶ھ/۱۹۷۶ء، ص ۱۸

۵۰ ...تزک جہانگیری، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۰ء، ص ۲۹۸

۵۱ ....(ا) بدر الدین سرہندی، مجمع الاولیاء، مخطوطہ لندن ۱۰۴۳ھ/۱۶۳۳ء، ورق ۴۳۳

(ب) تزک جہانگیری، ص ۶۵۶، ۶۹۶

۵۲ یہ بات کتنی تکلیف دہ اور المناک ہے کہ چودھویں صدی ہجری میں بعض علماء اسلام نے وہ انقلاب برپا کرنے کی کوشش کی جو مطلوب و مقصود اکبر تھا جس کے لیے حضرت مجدد نے عمر عزیز قربان کردی۔ امام احمد رضا خاں بریلوی نے علماء کی لاج رکھ لی اور پوری قوت سے اس مشن کے لیے کام کیا جو حضرت مجدد کا مطلوب و مقصود تھا اور بالآخر پاکستان معرض وجود میں آیا۔ (مسعود)

(میاں عبدالرشید: اسلام ان انڈو پاک سب کونٹینٹ، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء، ص ۶۷)

۵۳.....نکولس مینوکی: فسانہ سلطنت مغلیہ، مترجمہ سید مظفر علی، مطبوعہ آگرہ ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء، ص ۱۳۰

۵۴.....ملاحظہ فرمائیں: (ا) سید معین الحق: معاشرتی اور علمی تاریخ، مطبوعہ کراچی ۱۳۸۵ھ/۱۹۷۲ء، ص ۳۱۹

(ب) فیض عالم صدیقی: اختلاف امت کا المیہ، حصہ دوم ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء، ص ۴۸۳

نوٹ: (ا) ڈاکٹر شیخ محمد اکرام نے اپنی تصنیف ''رود کوثر'' میں غیر مؤرخانہ باتیں لکھی ہیں، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب نے جن کا مؤرخانہ تعاقب کرتے ہوئے ایک محققانہ کتاب ''حضرت مجدد الف ثانی ......ایک تحقیقی جائزہ'' (کراچی ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء) پیش کی۔

(۲) ایک بزرگ نے حضرت مجدد کی تعلیمات کو افیون سے تعبیر کیا ہے اور یہ خیال نہیں فرمایا کہ جو کام وہ تیس برس میں نہ کر سکے حضرت مجدد نے وہ کام چند برسوں میں کر دیے اور آنے والی صدیوں کو اتنا متاثر کیا کہ ہر مصلح کسی نہ کسی انداز میں متاثر نظر آتا ہے۔

(۳) ہبر یو یونیورسٹی یروشلم میں اسلامک کلچر کے لیکچرر، ڈاکٹر یوحنا فریڈمین نے انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز میکگل یونیورسٹی (کینڈا) سے حضرت مجدد پر ڈاکٹریٹ کیا ہے۔ انھوں نے شیخ احمد سرہندی کے عنوان سے انگریزی میں مقالہ پیش کیا جو ۱۹۷۱ء میں لندن میں طبع ہوا اس کی قیمت تقریباً دس ڈالر ہے۔ محترم بشیر احمد خاں کی عنایت سے لندن سے راقم کو یہ مقالہ موصول ہوا۔

اس مقالے میں فریڈمین نے حضرت مجدد کے بارے میں منفی انداز فکر اختیار کیا ہے۔ اکبری پالیسی کے خلاف حضرت مجدد کی مساعی، پھر جہانگیر، شاہجہاں اور آخر میں اورنگ زیب عالمگیر پر آپ کے اور آپ کی تعلیمات کے اثرات کو زیر بحث لایا گیا ہے اور یہ ثابت کرنے کی غیر مؤرخانہ کوشش کی ہے کہ دوسرے مؤرخین نے اس بارے

میں جو مثبت انداز فکر اختیار کیا ہے، صحیح نہیں۔ سترھویں صدی عیسوی میں حضرت مجدد کے خلاف جو کچھ لکھا گیا فریڈ مین نے اس کو بھی ابھارا ہے اور یہ بتایا ہے کہ حضرت مجدد کو عالمی، سیاسی اور روحانی پیشوا بنا کر پیش کیا جا رہا ہے، یہ خیال بیسویں صدی عیسوی کی پیداوار ہے۔ راقم کے خیال میں بنیادی طور پر یہ مقالہ ان اثرات کو زائل کرنے کے لیے لکھا گیا ہے جو گزشتہ تیس برسوں میں حضرت مجدد پر شاندار کام کے نتیجے میں مرتب ہوئے، کینڈا میکگل یونیورسٹی میں اسی قسم کے کام ہوتے ہیں (مسعود)

۵۵. ....ملاحظہ فرمائیں:

(ا) مکتوبات سعیدیہ، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء

(ب) مکتوبات معصومیہ، مطبوعہ لکھنو ۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۰ء

۵۶....محمد امین: مقامات احمدیہ وملفوظات معصومیہ، ص ۱۰۸

۵۷. ....(ا) مکتوبات معصومیہ، دفتر سوم، مکتوب ۲۲۷

(ب) مستعد خاں: مآثر عالمگیری، مطبوعہ کلکتہ ۱۲۸۷ھ/ ۱۸۷۰ء، ص ۸۴

۵۸. ....محمد اکرام: ہسٹری آف مسلم سویلزیشن ان انڈیا اینڈ پاکستان، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۱ء، ص ۲۷۱

۵۹....تشکیل جدید الٰہیات، مطبوعہ لاہور ۱۳۷۸ھ/ ۱۹۵۸ء، ص ۲۹۸-۲۹۹

☆......☆......☆

الحسد یاکل الحسنات
کما تاکل النار الحطب

ڈاکٹر محمد اطہر عباس رضوی

(وکٹوریہ یونیورسٹی، نیوزی لینڈ)

☆

سترہویں صدی عیسوی سے اب تک کسی صوفی کے مکتوبات کا مجموعہ، مکتوبات کی تعداد، صوفیانہ نظریات کی وضاحت اور اپنے نکتہ نظر کی فصاحت و بلاغت کے حوالے سے مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ۱۶۰۰ء سے ۱۶۰۳ء تک خواجہ باقی باللہ کو لکھے گئے مکتوبات اور چند دیگر مکتوب آپ نے اکبر کے دور میں تحریر کیے، زیادہ تر مکتوبات جہانگیر کے دور میں لکھے گئے۔ شیخ نظام تھانیسری کو لکھے گئے خطوط میں آپ نے وحدۃ الوجود سے اس اختلاف کا اعادہ کیا جو خواجہ باقی باللہ کے دور میں شروع ہوا تھا ان مکتوبات سے آپ کے پیش کردہ نظریہ وحدۃ الشہود کی روحانی فوقیت و بلندی کا اظہار ہوتا ہے۔

جہانگیری دور کی اہم شخصیات کو لکھے گئے مکتوبات زیادہ تر جلد اول میں شامل ہیں۔ یقیناً آپ کی یہ سوچ رہی کہ ان خطوط کے ذریعے آپ جہانگیر کو آمادہ کر لیں گے کہ وہ اکبر دور کی پالیسیوں کو ترک کر کے سُنّی نظام کو رائج کرے۔ مکتوبات کی ایک بہت بڑی تعداد شیخ فرید بخاری (نواب مرتضیٰ خان) اور مرزا خانِ خاناں عبدالرحیم کے نام ہے۔

جلد اول، حضرت مجدد الف ثانی کے مرید یار محمد جدید البدخشی الطلقانی نے مرتب کی ان مکتوبات کی ترتیب و تعداد خود حضرت مجدد الف ثانی نے تجویز کی۔ ان کی تعداد آپ نے ۳۱۳ر اس لیے مقرر کی کہ اللہ تعالیٰ کے صحیفے لانے والے رسولوں کی تعداد ۳۱۳ تھی، نیز بدر و حنین میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرنے والے صحابہ کرام کی تعداد بھی ۳۱۳ تھی۔ جلد کے عنوان ''دُرّ المعرفت'' کے حروف سے اس کی تاریخ تدوین ۱۰۲۵ھ/ ۱۶۱۶ء اخذ ہوتی ہے۔ تاہم متعدد مکتوبات کا مضمون (بالخصوص مکتوب نمبر ۱۱ جس میں آپ نے اپنے روحانی مکاشفات کا ذکر کیا ہے) ۱۰۲۵ھ سے بہت پہلے ہی منظر عالم پر تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے مریدین نے مطالعہ کی غرض سے آپ کے مکتوبات کی نقول حاصل کی تھیں اور یہی نقول مختلف صوفیہ (جن میں آپ کے مخالفین و معاندین بھی شامل تھے) میں گردش کرتی رہیں۔

جلد دوم آپ کے ایک اہم خلیفہ شیخ عبد الحئی بن خواجہ چکر حصاری نے تدوین کی۔ اس میں ۹۹ر اسمائے حسنہ کی مطابقت سے ۹۹ر مکتوبات شامل کیے گئے جو ۱۰۲۵ھ سے ۱۰۲۸ھ کے درمیان لکھے

گئے۔ جلد کے عنوان ''نور الخلائق'' کے حروف سے اس کی تاریخ تدوین ۱۰۲۸ھ/ ۱۹۔ ۱۶۱۸ء اخذ ہوتی ہے۔

جلد سوم میں ۱۲۴ مکتوبات ہیں۔ ابتدائی ۳۰ مکتوب شیخ محمد نعمان بن شمس الدین نے مرتب کیے لیکن اس جلد کی تکمیل حضرت مجدد کے اہم خلیفہ خواجہ محمد ہاشم کشمی نے کی۔ عنوان ''معرفۃ الخلائق'' سے تاریخ تدوین ۱۰۳۱ھ/۲-۱۶۲۱ء اخذ ہوتی ہے اس میں ۱۰۲۸ھ سے ۱۰۳۱ھ تک لکھے گئے مکتوبات شامل ہیں۔

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی تمام تحریروں کے مسودے کا ایک نادر نسخہ (۱۰۷۹ھ) تاشقند کی Oriental Tristitute Library میں دستیاب ہے۔

مکتوبات کی تینوں جلدیں سترہویں صدی سے اب تک ہندوستان کے مختلف شہروں دہلی، لکھنؤ، امرتسر وغیرہ سے متعدد بار شائع ہو چکی ہیں اور ان کا ترجمہ عربی، ترک اور اردو زبان میں چھپ چکا ہے۔

جلد اول میں حضرت مجدد کی وحدۃ الوجود سے وحدۃ الشہود کی طرف روحانی سفر کی منازل کا اشارہ ملتا ہے نیز ان سے آپ کے کٹر سُنّی رجحان کا اندازہ ہوتا ہے جس کے تحت آپ کی شدید خواہش تھی کہ اکبر کی ہندوانہ پالیسیوں کو سُنّی نظام سے تبدیل کر دیا جائے۔

جلد دوم میں نظریہ وحدۃ الشہود کی تفصیلی وضاحت کی گئی ہے اور مخالفین و موافقین کے اعتراضات و سوالات کا تفصیلی جواب ملتا ہے۔ جلد دوم کے مکتوب ۴ میں آپ نے اپنے مجدد ہزارۂ دوم ہونے کا واشگاف اعلان کیا ہے۔ جلد سوم میں زیادہ تر وہ مکتوب شامل ہیں جو آپ نے قید خانے سے رہائی ملنے کے بعد تحریر کیے تھے۔ ان میں آپ کے روحانی مکاشفات اور مقامات کا تذکرہ ملتا ہے۔ ان ہی میں ایک مکتوب میں آپ کے صاحبزادے خواجہ محمد معصوم کو مقام قیومیت پر فائز ہونے کا اعلان ہے۔

(ترجمہ: ڈاکٹر صفی الدین مسعودی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

بانی سلسلہ مجددیہ نقشبندیہ

امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت احمد سرہندی

ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی

☆☆

نام ونسب:

اسم گرامی احمد کنیت ابوالبرکات، لقب بدر الدین اور خطاب امام ربانی مجدد الف ثانی۔ آپ نسباً فاروقی ہیں شجرۂ نسب یہ ہے:

شیخ احمد مجدد الف ثانی بن مخدوم عبدالاحد بن زین العابدین بن عبدالحی بن محمد بن حبیب اللہ بن امام رفیع الدین بن نصیر الدین بن سلمان بن یوسف بن اسحاق بن عبداللہ بن شعیب بن احمد یوسف بن شہاب الدین علی فرخ شاہ بن نصیر الدین بن محمود بن سلیمان بن مسعود بن عبداللہ الواعظ الاصغر بن عبداللہ الواعظ الاکبر بن ابوالفتح بن بن اسحاق بن ابراہیم بن ناصر بن عبداللہ بن عمر رضوان اللہ علیہم اجمعین

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۸۸)

پندرہویں پشت میں جد امجد شہاب الدین علی فرخ شاہ کابلی کابل کے حکمراں، صاحب اقتدار بزرگ گزرے ہیں جو حضرت شیخ کبیر بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کے بھی مورث اعلیٰ ہیں۔

وطن مالوف سرہند:

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے چھٹے جد امجد امام رفیع الدین علیہ الرحمۃ ہیں۔ جو علم ظاہر و باطن کے جامع تھے۔ آپ نے حضرت جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں علیہ الرحمۃ سے خلافت حاصل کی تھی آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہندوستان میں سکونت اختیار کی اور شہر سرہند کی بنیاد رکھی۔ جس کی کیفیت اس طرح بیان کی جاتی ہے۔

سرہند ایک وحشتناک جنگل تھا جس میں درندے رہا کرتے تھے۔ جسے ''سہرند'' کہتے تھے ہندی میں سہہ بمعنی شیر، رند بمعنی جنگل یعنی شیر کا جنگل جس کے گردونواح میں کوئی شہر نہ تھا۔ چوبیس میل کے فاصلہ پر صرف ایک شہر سامانہ تھا۔ اس اطراف کے لوگ اپنا روپیہ جمع کرنے سامانہ جایا کرتے تھے، جنہیں کافی دشواریوں سے دوچار ہونا پڑتا تھا۔ چنانچہ اطراف کے باشندے اُچہ گئے اور حضرت مخدوم جہانیاں (جو سلطان فیروز شاہ تغلق کے مرشد تھے) سے عرض کی آپ سلطان دہلی سے کہیں کہ اس مقام پر ایک شہر آباد کرے۔ حضرت مخدوم دہلی تشریف لے گئے۔ سلطان نے پہلی ہی ملاقات میں اس مقام پر ایک شہر تعمیر کرنے کی اجازت دیدی۔ امام رفیع الدین کا بڑا بھائی خواجہ فتح اللہ جو بادشاہ کا وزیر تھا اس کام کو انجام دینے کے لیے مقرر ہوا۔ خواجہ موصوف دو ہزار آدمیوں کو لے کر وہاں عمارت کے کام میں مشغول ہوئے ۷۶۰ھ میں قلعہ کی بنا اس ٹیلے پر رکھی جہاں پہلے جنگل تھا۔ مگر روزانہ جتنی تعمیر ہوتی دوسرے دن صبح کو گری ہوئی نظر آتی۔ جب اس امر کی اطلاع بادشاہ کو ہوئی تو اس نے اس کا علاج سید مخدوم جہانیاں کے سپرد کیا۔ حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ نے اپنے خلیفہ و امام نماز شیخ رفیع الدین کو حکم دیا کہ تم اپنے ہاتھ سے قلعہ کی بنیاد رکھو اور اس میں سکونت اختیار کرو۔ کیونکہ وہاں کی ولایت تم سے متعلق ہے۔ چنانچہ شیخ رفیع الدین وہاں پہنچے اور مکاشفہ سے معلوم کیا کہ شاہی کارندوں نے جبراً ایک ولی اللہ کو مزدوروں میں شامل کرلیا ہے اور وہ رات کو توجہ ڈال کر دیوار گرا دیتے ہیں۔ آپ نے اس مرد خدا کو مزدوری سے روک دیا اور خود اپنے ہاتھ سے قلعہ کی بنیاد رکھی۔ اس طرح قلعہ و شہر کی تعمیر آپ کی نگرانی میں انجام کو پہنچی اور وہیں سکونت اختیار کی۔

(تذکرہ مشائخ نقشبند، ص ۸۹۔۸۸)

امام رفیع الدین کی اولاد اس خطہ میں علم و معرفت اور روحانیت و طریقت کی جوت جگاتی رہی۔ حضرت مجدد کے والد گرامی حضرت مخدوم عبد الاحد حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ سے سلسلہ چشت میں مرید تھے اور سلسلہ قادریہ کی بھی خلافت و اجازت حاصل تھی۔ بڑے بافیض اور صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ علوم ظاہری میں بھی کمال رکھتے تھے معقولات و منقولات کے طلبہ آپ سے تحصیل علم کرتے۔ کنوز الحقائق اور اسرار التشہد آپ کی تالیف ہیں۔

مخدوم عبد الاحد کا خواب:

ایک شب شیخ عبد الاحد نے خواب دیکھا کہ ساری دنیا تاریک ہے سور بندر اور ریچھ لوگوں کو ہلاک کر

رہے ہیں یکا یک آپ کے سینہ سے ایک نور نکلا جس سے ایک تخت ظاہر ہوا جس پر ایک باوقار شخص بیٹھا ہوا ہے اس کے روبرو تمام ظالم اور بے دین بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کیے جا رہے ہیں اور کوئی کہنے والا بآواز بلند کہہ رہا ہے "جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا"

صبح ہوئی تو اپنے زمانہ کے مرشد کامل قطب دوراں حضرت شاہ کمال علیہ الرحمۃ سے تعبیر دریافت کی، شاہ صاحب نے فرمایا:

''تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس سے الحاد و معصیت کا خاتمہ ہوگا'' (الخطبۃ الصوفیہ، ص۲)

ولادت:

اس خواب کی تعبیر یہ تھی کہ شب جمعہ ۱۴ رشوال المکرم ۹۷۱ھ مطابق ۲۶ رجون ۱۵۶۴ء کو سرہند میں حضرت احمد کی ولادت ہوئی، بچپن ہی سے ذکاوت وسعادت کے آثار ظاہر ہونے لگے تھے۔ ایام شیر خوارگی میں ایک بار سخت علیل ہوئے والدہ ماجدہ شاہ کمال کیتھلی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں لے گئیں۔ شاہ صاحب نے اپنی زبان مبارک آپ کے منہ میں دیدی۔ جسے وہ دیر تک چوستے رہے۔ شاہ صاحب نے فرمایا خاطر جمع رکھو یہ لڑکا بڑی عمر کا ہوگا اور عالم باعمل اور عارف کامل ہوگا۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص۱۹۰)

تعلیم:

سب سے پہلے قرآن مجید حفظ کیا پھر مروجہ علوم کی کتابیں اپنے والد گرامی اور سرہند شریف کے بعض نامور علماء سے پڑھیں۔ تحصیل علم کے ابتدائی دور ہی سے خداداد ذہانت واستعداد کے جوہر کھلنے لگے۔ دقیق اور پیچیدہ مضامین کے اخذ کر لینے اور اپنے الفاظ میں بیان کرنے میں کمال حاصل کر لیا پھر سیالکوٹ آئے جہاں جامع معقولات حضرت مولانا کمال کشمیری، استاذ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی سے معقولات وکلام کی منتہی کتابیں پڑھیں بعض کتب حدیث حضرت شیخ یعقوب صرفی کشمیری سے پڑھیں۔ جو وقت کے بڑے محدث تھے۔ مولانا قاضی بہلول بدخشی سے امام واحدی کی تفسیر بسیط، تفسیر بیضاوی، منہاج الوصول، الغایۃ القصوٰی، صحیح بخاری، الادب المفرد، ثلاثیات، مشکوٰۃ المصابیح، شمائل ترمذی، قصیدہ بردہ وغیرہ تحقیق کے ساتھ پڑھیں۔

سترہ سال کی عمر میں تمام علوم ظاہری کی تکمیل کر لی فراغت کے بعد درس وتدریس کا کام شروع

کیا۔اور عربی اور فارسی زبان میں کچھ رسائل بھی تحریر کیے۔جن میں رسالہ تہلیلیہ اور رسالہ رد مذاہب شیعہ مشہور ہیں۔

قیام آگرہ:

اسی دور میں اکبر آباد تشریف لے گئے۔جو شہنشاہ اکبر کا دارالحکومت اور علم وفن کا مرکز تھا جہاں ابوالفضل اور فیضی سے تعلقات قایم ہوے۔اپنے منصب اور علمی وجاہت کے باوجود دونوں بھائی آپ کی عالمانہ شان کے معترف تھے۔محمد ہاشم کشمی لکھتے ہیں:

''چونکہ ابوالفضل اہل علم کی قدر کرتا تھا اور اہل علم کو بھی بعض مجبوریوں کی بنا پر اس سے ملنا پڑتا تھا اس لیے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کئی بار اس کی مجلس میں آئے گئے چونکہ اوہ بھی آپ کی خوبیوں سے واقف تھا اس لیے وہ آپ کا پاس ولحاظ کرتا تھا'' (زبدۃ المقامات،ص ۱۳۱)

زبدۃ المقامات ہی میں ہے:

''ایک مرتبہ حضرت مجدد ابوالفضل کے پاس گئے اس نے اپنے ہم نشینوں سے فلسفیوں اور ان کے علوم کی تعریف شروع کی اور اتنا مبالغہ کیا جس سے علمائے اسلام کی توہین مفہوم ہوتی تھی حضرت شیخ تاب نہ لا سکے اور فرمایا''امام غزالی قدس سرہ نے رسالہ منقذ عن الضلال میں لکھا ہے کہ جن علوم کی ایجاد کا فلسفی دعوی کرتے ہیں ان میں سے جو کام کے ہیں مثلاً ہیئت اور نجوم وطب وہ انھوں نے قدیم انبیاء کی کتابوں اور ان کے کلام سے چرائے ہیں مگر ان کی اپنی ایجاد ریاضی وغیرہ ہیں وہ کسی دینی کام کے نہیں'' ابوالفضل یہ سن کر جوش میں آ گیا اور کہنے لگا غزالی نے نامعقول بات کہی ہے۔حضرت فوراً کھڑے ہو گئے اور فرمایا اگر اہل علم کی صحبت کا شوق ہے تو اس طرح بے ادبی کے الفاظ نہ نکالنے چاہییں اور مجلس سے باہر چلے گئے کئی دن تک ابوالفضل کے پاس نہ گئے یہاں تک کہ اس نے اپنی گستاخی پر

معذرت کی'' (ایضاً،۱۳۲)

ابوالفضل کا حقیقی بھائی ابوالفیض فیضی جو بلند پایہ شاعر اور عالم تھا، نے قرآن مجید کی غیر منقوط تفسیر سواطع الالہام لکھی ہے ایک بار حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اس کے مکان پر تشریف لے گئے اس وقت وہ تفسیر لکھ رہا تھا۔ آپ کو دیکھ کر خوش ہوا اور کہا آپ اچھے وقت آئے اس وقت میں تفسیر کے لیے ایسی بات لکھنا چاہتا ہوں جس کے لیے غیر منقوط الفاظ نہیں ملتے۔ بہت دماغ سوزی کی لیکن خاطر خواہ عبارت نہیں لکھ سکا آپ نے اسی وقت اس مقام کی تفسیر اس فصاحت و بلاغت کے ساتھ غیر منقوط الفاظ میں تحریر کردی کہ فیضی حیران رہ گیا۔ (ایضاً ص ۱۳۲)

اکبر آباد کے دوران قیام جہاں تشنگان علوم و معارف نے حضرت مجدد سے فیض پایا وہیں ان کو اپنی معلومات بڑھانے اور علمی وفکری مسائل پر مختلف نقطہ ہائے نظر جاننے کا موقع ملا۔ لیکن آپ کا زاویۂ نگاہ ابوالفضل اور فیضی سے بالکل مختلف رہا۔

شادی:

آگرہ کا قیام جب دراز ہوا تو والد ماجد باوجود کبرسنی کے سرہند سے آگرہ آئے اور فرزند بلند اختر کو ساتھ لے کر وطن لوٹے اثنائے راہ تھانیسر میں وقت کے جید عالم حاکم تھانیسر شاہ سلطان تھانیسری نے اپنا مہمان بنایا اور اپنی دختر نیک اختر سے حضرت مجدد کا عقد فرمایا مخدوم عبدالواحد اپنے صاحبزادے اور بہو کو لے کر سرہند آگئے۔ سرہند سے واپسی کے بعد والد ماجد کی زندگی درس و تدریس علم باطن کی تحصیل اور طریقت کی تربیت میں مصروف رہے۔

بیعت وخلافت:

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اپنے والد ماجد سے سلسلہ چشتیہ قادریہ میں بیعت کی تھی اور دونوں سلسلوں میں رسوم طریقت کی تربیت حاصل کی۔ پھر اپنے استاذ مولانا شیخ یعقوب صرفی سے سلسلۂ کبرویہ کا طریق بھی حاصل کیا۔ چشتیہ و قادریہ، کبرویہ کے طریقوں سے معرفت وسلوک کے مراحل طے کرنے کے باوجود طریقۂ نقشبندیہ کا شوق دل میں باقی تھا۔

۲۷ رجمادی الاول ۱۰۰۷ھ میں جب والد گرامی کا انتقال ہوگیا، حج و زیارت کے شوق میں سرہند سے نکلے جب دہلی پہنچے ملا حسن کشمیری سے ملاقات ہوئی اور ان سے شیخ اجل، قطب الاقطاب شیخ

رضی الدین ابوالمؤید عبدالباقی بن عبدالسلام بدخشی مشہور بہ باقی باللہ دہلوی علیہ الرحمۃ ۹۷۱ھ/۱۵۶۰ء تا ۱۰۱۲ھ/۱۶۰۳ء کے فیض باطنی وروحانی کا علم ہوا۔

شوق ملاقات حد سے بڑھا اور آپ حضرت باقی باللہ کی خدمت میں پہنچے حضرت شیخ گویا آپ کے انتظار میں بیٹھے تھے۔ بڑی شفقت واحترام کے ساتھ آپ کی پذیرائی فرمائی یہ خداوندی انعام تھا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ اپنی عادت کے برخلاف حضرت مجدد سے بہت زیادہ نرمی اور بشاشت سے پیش آئے۔ یہاں مطلوب خود طالب بن گیا تھا۔ چنانچہ حضرت شیخ نے سلسلۂ نقشبندیہ میں بیعت کی اور اپنے مرید خاص کی تربیت میں مصروف ہو گئے۔ حضرت مجدد پہلے ہی سے علوم ظاہری کے ساتھ علوم باطنی میں کمال حاصل کر چکے تھے۔ آئینۂ دل شفاف ہو چکا تھا۔ حضرت شیخ طریقت کی نگاہ کیمیا اثر دل میں نفوذ کرتی چلی گئی اور طریقت نقشبندیہ کے مدارج ومراحل طے کرنے لگے چند ماہ میں سلوک ومعرفت کے مقام بلند پر فائز ہو گئے۔

حضرت باقی باللہ نے ہندوستان وارد ہونے سے پہلے استخارہ کیا تھا جس سے انھیں معلوم ہوا کہ ایک خوبصورت شیریں مقال طوطی ان کے ہاتھ پر آ کر بیٹھ گیا خواجہ صاحب اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالتے ہیں اور وہ اپنی منقار سے ان کے منہ میں شکر دے رہا ہے۔ حضرت خواجہ نے اپنے مرشد سے یہ واقعہ بیان کیا تو انھوں نے ارشاد فرمایا طوطی ہندوستان کا پرندہ ہے ہندوستان میں تمہاری تربیت سے کوئی ایسا شخص تیار ہوگا جس سے ایک عالم روشن ہوگا اور تم کو بھی اس سے حصہ ملے گا۔ (زبدۃ المقامات۔ص ۱۴۰)

دو ڈھائی ماہ کی تعلیم وتربیت کے بعد جب حضرت شیخ سرہند کے لیے روانہ ہوئے تو مرشد برحق نے ارشاد فرمایا:

> ”تمھیں نسبت نقشبندیہ کامل طور پر حاصل ہو گئی اب قرب الٰہی میں ترقی کی امید ہے“

دوسری مرتبہ جب مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے تو خلافت سے سرفراز کیے گئے اور چند طالبان حق کی تربیت آپ کے سپرد ہوئی تیسری بار جب حاضری کا شرف حاصل ہوا تو حضرت مرشد نے چند قدم چل کر آپ کا استقبال کیا بڑی بڑی بشارتیں سنائیں اور اپنے حلقۂ توجہ میں آپ کو سرحلقہ بنایا بوقت رخصت فرمایا:

''جسمانی ضعف سے ظاہر ہوتا ہے کہ اب میری حیات کم رہ گئی ہے''

حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ نے اپنے مقتدر مرید و خلیفہ کے بارے میں اپنے ایک مخلص کو تحریر فرمایا:

''شیخ احمد نے جو سرہند کے باشندے کثیر العلوم اور قوی العمل بزرگ ہیں فقیر کے ساتھ چند دن نشست و برخاست کی فقیر کے مشاہدہ میں ان کے عجیب کمالات و اوصاف آئے امید ہے کہ وہ ایک ایسا چراغ ہوں گے جس سے ایک عالم منور ہو جائے گا ان کے احوال کاملہ پر میرا یقین استوار ہے'' (ایضاً، ص ۱۴۵)

حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ نے میر محمد نعمان سے حضرت مجدد کے بارے میں ارشاد فرمایا:

''یہاں شیخ احمد ایسے آفتاب ہیں کہ ہم جیسے ہزاروں ستارے اس کے ضمن میں گم ہیں کامل اولیاء متقدمین میں سے خال خال ہی ان کے مثل ہوئے ہوں گے'' (زبدۃ المقامات بحوالہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۹۷)

مسند ارشاد:

علوم ظاہری و باطنی کی تحصیل کے بعد جب سرہند واپس تشریف لائے تو ہر چند کہ شیخ طریقت نے کمالات باطنی کی سند عطا فرمادی تھی لیکن بیعت و ارشاد کا کام شروع نہیں کیا۔ بلکہ ہمہ تن اپنی روحانی ترقی و تکمیل کی جانب متوجہ ہو گئے۔ بالآخر وہ وقت آ گیا کہ آپ کا فیض عام ہوا ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

''جب حضرت خواجہ نے مجھے کامل و مکمل سمجھ کر تعلیم و طریقہ کی اجازت دے دی اور طالبوں کی ایک جماعت میرے سپرد کر دی اس وقت مجھے اپنے کمال و تکمیل میں کچھ تردد تھا، فرمایا یہ تردد کا محل نہیں کیونکہ مشائخ عظام نے ان مقامات کو کمال و تکمیل کا مقام بتایا ہے اگر اس مقام میں کچھ تردد ہو جائے تو ان مشائخ کی کمالیت میں شک لازم آئے گا میں نے حسب الارشاد طریقت کی تعلیم شروع کر دی اور

طالبوں کے کام میں توجہات مبذول کیں۔ مریدوں میں بڑے اثر محسوس ہوے۔۔۔۔۔ کچھ مدت اس کام میں سرگرم رہا آخر کار پھر اپنے ناقص ہونے کا علم پیدا ہوا اور ظاہر کیا گیا تجلی ذات برحق جس کو اکابر مشائخ نے نہایت بتایا ہے اس راہ میں پیدا نہیں ہوئی اور یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ کیا ہیں لہٰذا اس قسم کے کمالات کا حاصل کرنا ضروری ہے۔ اس وقت اپنے ناقص ہونے کا علم دلائل قاطع سے ثابت ہو گیا جو طالب میرے پاس جمع تھے سب نے اپنا نقص بیان کیا اور ان کو رخصت کر دیا لیکن طالب اس بات کو کسر نفسی سمجھتے ہوے اپنے عقیدے سے نہ پھرے کچھ مدت کے بعد حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل احوال منتظرہ عطا فرما دیے'' (دفتر اول، مکتوب ۲۹۰)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے مسند بیعت و ارشاد آراستہ فرمائی اور آپ کا آستانہء فیض طالبان طریقت ومعرفت کا مرکز بن گیا ہر وقت ارادت کیشوں کی اصلاح وتربیت کا کام ہونے لگا۔

شیخ طریقت کے ایما و اشارہ پر حضرت مجدد نے لاہور کا سفر کیا جو ان دنوں علماء وصلحا کا بہت بڑا علمی و روحانی مرکز تھا جہاں ایک جم غفیر نے آپ کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ لاہور میں حضرت شیخ کو بڑی کامیابی حاصل ہوئی ہزاروں افراد حلقہ بگوش ارادت ہوے جن میں اکابر علماء لاہور بھی شامل تھے آپ لاہور میں تھے کہ حضرت باقی باللہ علیہ الرحمۃ کے وصال (۳ رنومبر ۱۶۰۳ء) کی خبر ملی اور اضطراب وغم سے نڈھال دہلی آئے۔ مرشد کے مزار پر حاضری دی پس ماندگان سے تعزیت کی اور کچھ دنوں قیام فرما کر سرہند تشریف لائے۔

ترویج سلسلہ:

۱۰۲۶ھ میں تبلیغ وہدایت کے لیے آپ نے اپنے کافی خلفاء ومریدین کو مختلف مقامات پر روانہ کیا۔ مولانا محمد قاسم کی قیادت میں ستر افراد ترکستان بھیجے گئے۔ مولانا فرخ حسین کی امارت میں چالیس اشخاص عرب، یمن، شام وروم کی طرف روانہ کیے گئے۔ مولانا محمد صادق کامل کے ماتحت دس کامل حضرات کو کاشغر

کی طرف بھیجا گیا مولانا شیخ احمد برکی کی قیادت میں تیس کاملین کو توران، بدخشاں اور خراسان کی طرف روانہ کیا گیا۔ ارشاد و ہدایت کے ان وفود کو ہر جگہ بڑی کامیابی حاصل ہوئی اور لاکھوں انسانوں نے فیض پایا۔ (روضۃ القیومیہ، ص ۲۷، ۱۶۶)

بلاد اسلامیہ سے بڑے بڑے نامی گرامی علماء سرہند حاضر ہو کر فیضیاب ہوئے جن میں مولانا عبدالحی شادمانی، مولانا صالح کولابی، شیخ محمد برسی، مولانا یار محمد، مولانا یوسف، شیخ ظاہر بدخشی قابل ذکر ہیں۔ جن میں سے اکثر نے سند خلافت واجازت حاصل کی اور دعوت وارشاد کے لیے اپنے اپنے وطن آئے۔

۱۶۰۵ء/ ۱۰۱۴ھ میں بادشاہ اکبر کی وفات ہوئی اور اس کی جگہ نورالدین جہانگیر تخت مغلیہ پر بیٹھا، اکبر کی طرح وہ ملحد و بے دین نہ تھا اور نہ اسے دینی قائد ورہنما بننے کا خبط تھا وہ صحیح العقیدہ مسلمان تھا لیکن اکبری دور کی گمراہیاں اور گمراہ گر لوگوں کا اثر ونفوذ دور جہانگیری میں بھی باقی تھا۔ جو مسلم معاشرے کے لیے خطرناک تھا۔ اس سلسلہ میں بعض شیعہ امراء کا اقتدار ونفوذ بھی ایمان وعقیدہ کے لیے خطرہ بنا ہوا تھا۔ شیعی عقائد کی تردید میں رسالہ ردروافض تحریر کیا امراء وسلاطین کی مجلسوں میں بھی شیعہ علماء سے بحثیں کیں۔

عہد جہانگیری میں کئی مشکلیں تھیں، لیکن ان برگزیدہ ہستیوں کے لیے مشکلوں کو خاطر میں لانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دربار میں ان کے مخالف امراء برسر اقتدار تھے۔ شیخ نے عوام سے رشتہ جوڑا اور اپنی روحانی عظمت، علم وفضل، قوت تحریر وتقریر اور انتظامی قابلیت سے سلسلۂ نقشبندیہ کو ملک میں بے انتہا وسعت دی۔ ہم خیال امراء کو ترویج شریعت کی مسلسل تلقین کرتے رہے۔

سلسلۂ نقشبندیہ کی بڑی باقاعدگی سے تنظیم کی ملک کے تمام بڑے مرکزوں میں منتخب خلفاء پھیلے ہوئے تھے۔ جو آپ کے خیالات کی ترویج کرتے وہ اپنے مریدوں کی جس طرح خبر گیری کیا کرتے تھے اس کا اندازہ دو مثالوں سے ہو سکتا ہے۔ ان کے ایک بنگالی خلیفہ تھے حمید دانشمند، وہ وطن واپس گئے تو دیر تک ان کی طرف سے کوئی اطلاع نہ آئی حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے پہلے تو انھیں محبت بھرے خط لکھے جب خاطر خواہ جواب نہ آیا تو اپنے پٹنہ کے ایک خلیفہ شیخ عبدالحئ شادمانی کو ان کے پاس بنگال بھیجا تا کہ ان کے احوال سے آگہی ہو اور جماعت سے ان کا ربط رہے۔ جہاں تک مریدوں کی انفرادی تعلیم وتربیت کا تعلق ہے خواجہ بدرالدین سرہندی کا تفصیلی بیان پڑھنے کے قابل ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ

"ہر روز کم وبیش دس مرتبہ حضرت میرے احوال باطنی کو دریافت

فرماتے تھے بانخود اندازہ لگاتے اور مسلسل بہتر صورتحال پیدا کرنے کی کوشش کرتے'' (حضرات القدس، ص ۱۲۹)

تربیت وارشاد:

مریدوں کی تربیت اخلاق اور تہذیب نفس کے لیے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے جو بلیغ اور مؤثر پیرایہء بیان اختیار فرمایا اس کی عمدہ مثالیں مکتوبات میں جا بجا ملتی ہیں۔ ذیل میں ایک نوجوان مرید کے نام لکھے گئے خط کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:

''اے فرزند! دنیا ابتلاء و آزمائش کی جگہ ہے اس کے ظاہر کو طرح طرح کی ملمع کاریوں سے مزین کیا گیا ہے خیال وہمی خال وخط اور زلف و خد سے آراستہ ہے۔ دیکھنے میں شیریں اور تر و تازہ لیکن حقیقت میں یہ دنیا ایک مردار ہے۔ عطر لگایا ہوا گندگیوں کا ڈھیر ہے۔ مکھیوں اور کیڑوں سے بھرا ہوا ایک سراب ہے، آب نما اور ایک مٹھاس ہے زہر بھی اس کا باطن ظاہر کے برعکس خراب وابتر ہے۔ اور مزہ یہ ہے کہ ان گندگیوں کے باوجود اس کا معاملہ اپنے چاہنے والوں کے ساتھ نہایت برا ہے۔ اس کا فریفتہ دیوانہ ومسحور ہے اور اس کا گرفتار فریب خوردہ ومجنون، جو بھی اس کے ظاہر پر فریفتہ ہوا ابدی نقصان اس کے پلے پڑا اور جو بھی اس کی حلاوت وطراوت پر مائل ہوا ندامت سرمدی اس کے حصہ میں آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ دنیا اور آخرت سوکنیں ہیں اگر ایک راضی ہوئی تو دوسری ناخوش۔ لہٰذا جس نے دنیا کو راضی کیا آخرت اس سے ناراض ہوئی آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔

اے فرزند! دنیا کیا ہے؟ جو چیز بھی تمہیں اللہ سے غافل کر دے وہ دنیا ہے۔ زن وفرزند، مال ومتاع، جاہ وریاست، لہو ولعب اور لایعنی باتوں میں مشغول سب داخل دنیا ہیں۔ وہ علوم وفنون بھی جو آخرت

میں کام آنے والے نہیں دنیا میں داخل ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندے سے اللہ تعالیٰ کے اعراض کی علامت یہ ہے کہ وہ لایعنی غیر مفید چیزوں میں مشغول ہو۔موسم عنفوان جوانی کا ہے۔دنیا کے اسباب میسر ہیں اور نامناسب دوستوں کی کثرت ہے ۔کام یہ ہے کہ فضول مباحات سے بچا جائے اور بقدر ضرورت پر اکتفا کی جائے او. مباحات کا بقدر ضرورت استعمال بھی جمعیت خاطر کی نیت سے ہونا چاہیے تا کہ وظائف بندگی ادا کرنے میں شورش پیدا نہ ہو۔مثلاً کھانے کی غرض یہ ہے کہ ادائے طاعت پر قوت وقدرت نصیب ہو اور لباس کا مقصد یہ ہے کہ اس سے ستر عورت اور سردی گرمی کے دفعیہ کا کام لیا جائے اسی قیاس پر تمام مباحات کو سمجھنا چاہیے۔

کام کا وقت موسم جوانی ہے۔جوانمرد وہ ہے جو اس وقت کو ہاتھ سے نہ جانے دے اور فرصت کو غنیمت سمجھے یہ بالکل ممکن ہے کہ اسے بڑھاپے تک زندگی ہی نہ ملے اور اگر بفرض بڑھاپے تک پہنچ گیا تو اطمینان میسر نہ ہو اور یہ بھی ہے کہ ضعف اور سستی کی وجہ سے کام نہ کر سکے۔موسم فرصت میں اور زمانہ قوت واستطاعت پھر کس عذر کی بنا پر آج کو کل پر ٹالا جائے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ''ھلک المسفون'' یعنی ادائے طاعت میں تاخیر کرنے والے ہلاک ہوے۔ہاں اگر مہمات اور معاملات دنیا کو کل پر چھوڑ دیں اور آج کو اعمال آخرت میں مشغول رکھیں تو کیا کہنا۔

اے فرزند! انسان جو خلاصہ موجودات ہے اس کی تخلیق کا مقصد لہو ولعب ہے اور نہ کھانا اور سونا، بلکہ اس کی تخلیق کا مقصد اللہ کی بندگی اور تواضع ،انکسار، عجز وافتقار اور بارگاہ الٰہی میں ہمیشہ تضرع ہے۔

اللہ کی بندگی و عبادت سے مراد وہ عبادتیں ہیں جن کی تعلیم شریعت محمدی نے دی ہے ان عبادتوں کی منفعتیں اور مصلحتیں خود بندوں کو حاصل ہوتی ہیں۔ ان سے اللہ تعالیٰ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ اس لیے اوامر کی تعمیل اور نواہی سے پرہیز جان و دل کی جذبہء احسان مندی اور کامل اطاعت و انقیاد کے ساتھ ہونا چاہیے اور اپنی پوری کوشش صرف کر دینی چاہیے۔

بندوں کے حقوق ادا کرنے میں بھی سعی بلیغ کرو تا کہ کسی کا حق تمہارے ذمہ باقی نہ رہ جائے۔ یہاں دنیا میں ان کا ادا کرنا آسان ہے کل قیامت میں یہ آسانی باقی نہیں رہے گی۔ وہاں کی جوابدہی مشکل اور ناقابل علاج ہے۔ احکام شرعیہ علمائے آخرت سے پوچھنے چاہییں ان کی باتوں میں تاثیر ہی دوسری ہے ممکن ہے کہ ان کی برکت توفیق عمل دیدے۔

ان علماء نے دنیا سے جنہوں نے علم کو مال اور جاہ و مرتبہ کے حصول کا ذریعہ و وسیلہ بنالیا ہے دور رہنا چاہیے۔

اے فرزند! یہ مسئلے اور نصیحتیں تمہیں پہلے سے معلوم ہوں گی لیکن مقصود عمل ہے نہ کہ صرف علم، جب بیمار اپنے مرض کی دوا جانتا ہے وہ جب تک اسے استعمال نہ کرے صحت یاب نہیں ہوسکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت میں سخت ترین عذاب اس عالم پر ہوگا جس نے علم کے مطابق عمل نہیں کیا'' (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، ص ۷۳)

سلسلہء نقشبندیہ:

دسویں صدی ہجری میں اشراقیت، رواقیت، مانویت اور ویدانت ازم کی آمیزش سے ایک عجیب قسم کا فسلفیانہ تصوف پیدا ہوگیا تھا جسے اسلام کے نظام اعتقادی و اخلاقی میں داخل کرلیا گیا تھا، طریقت، حقیقت

شرع اسلامی سے الگ تھی۔ باطن کا کوچہ ظاہر سے جدا تھا جس کے اثر سے مسلم سوسائٹی میں اکثر صوفیہ پیدا ہوگئے تھے جو دین کی روح سے عاری اور دین وشریعت سے غافل ہو کر ہوائے نفس میں گرفتار عوام کے عقائد وافکار میں فساد پیدا کر رہے تھے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے جب بیعت وارشاد کی بساط آراستہ کی تو ان کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ مروجہ فلسفیانہ تصوف اور غیر شرعی صوفیت کا انسداد تھا۔ چنانچہ آپ نے طریقت وحقیقت کی اصل روح سے اپنے حلقہ بگوشوں کو آشنا کیا۔ جو کتاب وسنت سے عبارت ہے اور جسے سلف صالحین نے اپنے اعمال وکردار کا لازمی عنصر بنا کر مشیخت کا معیار قایم کیا تھا۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے انہی کے نقش قدم پر چل کر اپنے مکتب ارشاد کا جو لائحہ عمل تیار کیا وہ کتاب وسنت سے مستعار تھا اور جس میں طریقت وسلوک کو شریعت کے احتساب سے بے نیاز نہیں کیا گیا تھا۔ بلکہ ہر سالک ومرید کے لیے ضروری تھا کہ وہ دین وشریعت کے سانچے میں ڈھلا رہے اور اس کا کردار وگفتار منہاج شریعت سے جدا نہ ہو اور وہ شریعت کی عظمت وتوقیر کا ہر آن پاس ولحاظ رکھے۔

جواہر مجددیہ کے مصنف رقمطراز ہیں:

> ''اس طریقہ کے تمامی اصول اور فروع میں اتباع سنت سنیہ اور اجتناب بدعت نامرضیہ بدرجہ کمال ہے''

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ ایک متبحر عالم اور کتاب وسنت کے رمز شناس تھے اس لیے تاویل وتشریح اور مخالف اقوال واحوال سے علیحدہ رہ کر تصوف کو احکام شرعی کی حدود میں لائے جس سے تصوف کی بنیادیں زیادہ مستحکم ہوئیں اور شریعت وطریقت کے اختلافات بھی کم ہوئے۔

آپ نے شیخ اکبر ابن العربی کے نظریہ وحدۃ الوجود کی نئی توجیہ اور وحدۃ الشہود کا نظریہ قایم کر کے مسلمان صوفیہ اور علماء کے اختلافات دور کر دیئے۔ وحدۃ الوجود کی بعض غلط ترجمانیوں سے جو برائیاں پھیل رہی تھیں ان کا آپ کو بھرپور احساس تھا چنانچہ اس گتھی کو سلجھایا فرماتے ہیں:

> ''مقام وحدۃ الوجود سالک کو ابتدائے سلوک میں پیش آتا ہے جس سے اس کو گزر جانا چاہیے اور جو شخص اس سے بالاتر مقام پر عروج کرتا ہے اس پر مقام وحدۃ الشہود منکشف ہوتا ہے جو شرع کے عین مطابق ہے''

سلسلہ ءنقشبندیہ مجددیہ کے کامیاب طریقہ اشاعت اور اس سلسلہ کے مشائخ کبیر کے خلفاء کی کثرت کا ایک مبارک نتیجہ یہ ہوا کہ ملک کے سارے حصوں میں اہل ذوق اس سے منسلک ہوگئے اور اس روحانی یکسانیت وتنظیم سے ایک مستقل سلسلہ وجود میں آیا جسے سلسلہ ءمجددیہ کہا جاتا ہے۔

صدمات:

حضرت مجدد کو ۱۶۱۶ء میں مسلسل کئی اندوہناک حادثات سے دوچار ہونا پڑا۔ سرہند میں طاعون زوروں پر تھا جس میں بڑے صاحبزادے مولانا محمد صادق (جو مشکل کتب کا درس دیا کرتے تھے) دو کمسن بچے محمد فرخ اور محمد عیسیٰ ایک لڑکی ام کلثوم اور دوسرے افراد خاندان نے انتقال کیا۔ چند دنوں میں ایسے جانکاہ حادثات پیش آئے جو کسی بڑے سے بڑے حوصلہ مند انسان کی ہمت توڑ دینے اور اس کی ذہنی قوت کو متاثر کردینے کے لیے کافی ہوتے ہیں مگر حضرت مجدد علیہ الرحمۃ پورے حوصلہ وعزم کے ساتھ صبر وشکر کا کوہ گراں بن کر جمے رہے۔

حضرت مجدد کی مخالفت:

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے عہد اکبری کی گمراہیوں اور اس کے اثرات بد کو جو دور جہانگیری میں بھی اپنا رنگ دکھا رہے تھے انسداد کا ارادہ فرمایا اپنے مرید شیخ بدیع الدین کو آگرہ بھیجا (جو ان دنوں مغلوں کا پایہ ءتخت تھا) شیخ بدیع الدین نے جوش وجذبہ کے ساتھ منکرات کی تردید کی اور معروف کا حکم دیا ان میں مصلحت اور احتیاط کی کمی تھی ان کے طرز عمل سے اصلاح تو کم ہاں ان کے خلاف بدظنی عام طور پر پھیلنے لگی ایک خط میں حضرت شیخ نے لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے۔

> ''بعض طلبہ نے کثرت استمداد کی وجہ سے ترک وخان ومان کردیا ہے ان کے گھر والے اس بات پر مجھے سخت آزار دے رہے ہیں بعض لوگ جو دوسرے سلاسل سے متعلق تھے طریقہ ءعالیہ نقشبندیہ میں داخل ہوکر مسرور ہیں، کس کا اثر یہ ہے کہ آگرہ کے ایک شیخ نے میری اور مرشد برحق کی مخالفت شروع کردی ہے اس کے مرید حضرت کو اور مخدوم باقی باللہ کو اور دوسرے بزرگوں کو گالیاں دیتے ہیں''
>
> (زبدۃ المقامات)

شیخ بدیع الدین کے پر تشدد طریقہ کار سے جو شور و شر پیدا ہوا اس کا اثر ان کے مرشد کریم کو بھی پہنچا اور لوگوں نے ان کے مضامین پر اعتراضات کیے اور مکتوبات دفتر اول کے مکتوب یاز دہم کے مندرجات پر شدت کے ساتھ حرف گیری کی گئی جس میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اپنے عروج روحانی کا ذکر کیا ہے لوگوں نے کہنا شروع کیا شیخ احمد تو اپنے کو صدیق اکبر سے افضل سمجھتے ہیں شیخ نے ان کے اعتراض کے جواب میں لکھا۔

> ''وہ شخص جو اپنے آپ کو حضرت صدیق سے افضل جانے اس کا حال دو امر سے خالی نہیں یا تو وہ زندیق محض ہے یا جاہل۔ وہ شخص جو حضرت امیر کو حضرت صدیق سے افضل کہے اہل سنت و جماعت کے گروہ سے نکل جاتا ہے تو پھر اس شخص کا کیا حال ہوگا جو اپنے آپ کو افضل مانے''

اس جواب پر بھی لوگ مطمئن نہ ہوئے آگرہ کے علماء سوء نے جہانگیر بادشاہ کو یہ اطلاع دی کہ سرہند کا ایک شیخ زادہ اپنے کو صدیق اکبر سے افضل سمجھتا ہے اور ایسے دعوے کرتا ہے جس سے کفر لازم آتا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت مجدد کی خلائق میں یہ مقبولیت اور اس سے حکومت کو پہنچنے والے خطرات سے بھی آگاہ کیا گیا۔ مخالفین کی سازش کارگر ثابت نہ ہوئی اور مسئلہ کو اس طرح سیاسی رنگ دیا گیا کہ جہانگیر نے حاکم سرہند کی معرفت حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کو دربار میں طلب کیا۔

شیخ دربار جہانگیری میں:

آگرہ میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کو دربار شاہی میں حاضر کیا گیا جہانگیر بادشاہ نے دریافت کیا ہم نے سنا ہے آپ نے لکھا ہے کہ میرا مرتبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بلند تر ہے؟ آپ نے متذکرہ بالا جواب دیا اور ایک مثال بیان کی کہ ادنیٰ آدمی کو خدمت کے لیے بلائیں اور اس سے از راہ نوازش اسرار کی باتیں کریں تو لامحالہ پنج ہزاری امراء کے مقام کو طے کر کے پیشی تک پہنچ جائے پھر اپنے مقام پر جا کر کھڑا ہو جائے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا مرتبہ امراء کے پنج ہزاری منصب سے زیادہ ہو جائے اس جواب سے بادشاہ مطمئن ہو گیا اور اس کا عتاب جاتا رہا۔

اسی دوران ایک درباری نے بادشاہ سے کہا کہ اس شیخ کا حال دیکھیے کہ حضور ظل اللہ اور خلیفۃ اللہ ہیں

اس نے سجدہ نہیں کیا بلکہ معمولی تواضع بھی بجا نہیں لایا بادشاہ خفا ہوا اور قلعہ گوالیار حضرت کو قید کرنے کا حکم دیا۔

اس واقعہ سے قبل شاہزادہ شاہجہاں نے جو آپ سے عقیدت رکھتا تھا چند علماء کو آپ کی خدمت میں بھیجا اور پیام دیا سجدۂ تحیۃ سلاطین کے لیے آیا ہے اگر آپ سجدہ کریں تو کوئی گزند آپ کو نہ پہنچے گا میں ذمہ دار ہوں۔ آپ نے فرمایا یہ مسئلۂ ضعیف حکم رخصت ہے اور مسئلہ قوی عزیمت یہ ہے کہ غیر حق کو سجدہ نہ کریں۔ (حضرات القدس، دفتر دوم، ص ۹۰، ۸۹)

اسیری:

بالآخر ربیع الثانی ۱۰۱۸ھ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کو قلعہ گوالیار میں اسیر کر دیا گیا اور ساتھ ہی ساتھ جائیداد بھی ضبط کی گئی اور ان کے خاندان کو حویلی سرائے جاہ و باغ، کتب و اشیاء و دیگر سے محروم ہونا پڑا لیکن اس پیکر تسلیم صبر و رضا پر ذرہ برابر اثر نہ ہوا۔

قید خانہ میں ان حالات کو آپ جس نظر سے دیکھتے تھے اس کا تفصیلی اظہار میر محمد نعمان کے ایک خط میں کیا ہے۔

> ''جب تک قید خانہ کے قفس میں قید نہ ہوا تھا تب تک ایمان شہودی کے تنگ کوچہ سے کلی طور پر نہ نکلا اور ظلال و خیال و مثال کے کوچوں میں سرگرداں رہا۔ ایمان بالغیب کی شاہراہ میں مطلق العنان ہو کر نہ دوڑا اور حضور سے غیب کے ساتھ اور عین سے علم کے ساتھ اور شہود سے استدلال کے ساتھ کامل طور پر نہ ملا اور ذوق کامل اور وجدان بالغ کے ساتھ دوسروں کے عیب کو ہنر معلوم نہ کیا لوگوں کے بلا و جفا کے حسن سے محظوظ نہ ہوا اور کلی طور پر اپنے ارادہ و اختیار کو ترک نہ کیا۔ آفاقی اور انفسی تعلقات کے رشتہ کو کامل طور پر نہ توڑا تضرع اور التجا و انابت و استغنا اور ذلت و انکساری حقیقت میں حاصل نہ ہوئی اور حق تعالیٰ کے استغنا کی رفیع الشان بارگاہ کو جس کے گرد عظمت و کبریائی کے پردے تنے ہوئے ہیں مشاہدہ نہ کیا''

گوالیار کی نظر بندی اللہ تعالیٰ کی بہت سی حکمتوں اور دینی مصالح پر مبنی تھی اور ترقیات باطنی اور مقبولیت ومحبوبیت کے اضافہ کا سبب تھی۔

رہائی:

شہنشاہ جہانگیر نے ایک سال بعد حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کو زندان گوالیار سے آزاد کر دیا وہ لکھتا ہے شیخ جسے میں نے زندان میں محبوس کیا تھا روبرو بلا کر آزاد کر دیا خلعت اور ہزار روپیہ خرچ عطا کر کے جانے یا رہنے کا اختیار دے دیا۔ (تزک جہانگیری)

فوج شاہی میں:

قلعہ گوالیار سے رہائی پانے کے بعد حضرت مجدد علیہ الرحمۃ سرہند گئے وہاں اعزہ واقربا سے ملاقات کے بعد لشکر شاہی میں رہنے کا فیصلہ کیا تا کہ شاہی لشکر کے اندر اور یہ لشکر جہاں بھی جائے گا وہاں کے عوام وخواص میں ارشاد وہدایت کا موقع ہاتھ آئے گا چنانچہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوے۔ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

''اس طرح کے احوال لائق حمد ہیں عجیب وغریب صحبتیں گزر رہی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عنایات سے ان گفتگوں سے اور امور دینیہ اور اصول اسلامیہ میں سرموستی ومداہنت دخل نہیں پاتی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ان محفلوں میں وہی باتیں بیان ہوتی ہیں جو خاص خلوتوں اور مجلسوں میں بیان ہوا کرتی ہیں'' (مکتوبات سوم، مکتوب ۱۰۶)

وفات:

۱۰۳۲ھ میں قیام اجمیر شریف کے دوران فرمایا سفر آخرت کے دن قریب ہیں سرہند آئے تو تمام دنیاوی تعلقات سے انقطاع کر لیا اور عزلت نشین ہو گئے مخدوم زادوں اور چند خادموں کے سوا کسی کو ملنے کی اجازت نہ تھی صرف نماز پنجگانہ اور جمعہ کے لیے باہر آتے سارا وقت ذکر وفکر اور عبادت میں بسر ہوتا کئی مہینے اسی حالت میں گذرے ۱۲ رمحرم کو فرمایا:

''مجھے بتایا گیا ہے ۴۵ دن کے اندر اس عالم میں سے دوسرے عالم

کا سفر کرایا جائے گا''

۲۲ رصفر المظفر کو اعزہ وخدام سے فرمایا کہ آج چالیس روز پورے ہوگئے دیکھنا چاہیے کہ اب کیا پیش آتا ہے ۲۳ رصفر کو اپنے تمام کپڑے خدام میں تقسیم کردیے سرد ہوا کا اثر ہوا اور شدید بیماری میں مبتلا ہوے مرض کی شدت کے باوجود معمولات میں فرق نہ آیا آداب شریعت وطریقت سے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں فرمایا وصال سے کچھ دیر پہلے غیبت واستغراق کا غلبہ ہوا فرزندوں نے پوچھا یہ حالت کس وجہ سے ہے جواب دیا استغراق کی وجہ سے بعض حقائق ومعاملات درپیش ہیں اسی حالت میں یہ وصیت فرمائی۔

''سنت کو دانتوں سے پکڑنا چاہیے صاحب شریعت علیہ السلام نے ''الدین النصیحہ'' کے مطابق امت کی خیر خواہی اور نیک صلاح کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ دین کی معتبر کتابوں سے متابعت کامل کا راستہ حاصل کرنا اور اس پر کاربند ہونا چاہیے میری تجہیز وتکفین میں سنت پر پورا عمل کیا جائے کوئی سنت ترک نہ کی جائے''

۲۸ رصفر المظفر ۱۰۳۴ھ سہ شنبہ بوقت چاشت جان جان آفریں کے سپرد فرمائی اس وقت عمر شریف ۶۳ رسال تھی۔ نماز جنازہ فرزند کلاں خواجہ محمد سعید نے پڑھائی اور جسد مبارک حویلی کے صحن میں سپرد خاک کردیا گیا۔

شمائل وخصائل

حلیہ مبارک:

قد متوسط، چہرہ انور وجیہ، رنگ گندمی مائل بہ سفیدی، پیشانی کشادہ، داڑھی گھنی، آنکھیں بڑی بڑی، صورت انوار ولایت سے روشن، چہرۂ مبارک پر جس کی نظر پڑتی کہتا **تبارک اللہ احسن الخالقین**۔

عام اخلاق:

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ انتہائی حلیم، کریم النفس، مدبر، ذہین، ذکی واقع ہوے تھے۔ کلام نہایت شیریں اور شائستہ ہوتا، طبیعت غیور وخود دار تھی۔ بادشاہ جہانگیر سے تعلقات کے باوجود کسی جاگیر، منصب یا مستقل آمدنی کی خواہش ظاہر نہ کی۔ اخلاق وتواضع اور خلق خدا پر شفقت ورضا وتسلیم کی خوانتہائی درجہ پر پہنچی

ہوئی تھی آپ کو اور اعزہ کو ظالم حاکموں سے بڑی ایذائیں پہنچیں لیکن تسلیم ورضا سے کام لیا اور کبھی حرف شکایت زباں پر نہ لائے۔ کوئی ملاقات کے لیے آتا تو تعظیماً کھڑے ہوجاتے اور مجلس میں جگہ دیتے اور اس کے ذوق کے مطابق گفتگو فرماتے سلام میں ہمیشہ سبقت کرتے تھے۔ اہل حقوق کی حد درجہ رعایت فرماتے۔

لباس:

آپ کا لباس انتہائی سادہ ہوتا ایک کرتا جس کے دونوں کاندھوں پر چاک ہوتا تھا اس کے اوپر عبا، لیکن گرمیوں میں صرف کرتا ہی ہوتا، دستار سر پر لپیٹ لیتے جیسا کہ سنت ہے۔ اور شملہ دونوں کاندھوں کے درمیان پیٹھ پر رہتا، جب نیا لباس تبدیل کرتے، پرانا کسی خادم، عزیز یا مہمان کو دے دیتے۔

اتباع سنت:

زندگی کا ہر عمل سنت کی اتباع میں ہوتا وہ اپنے علمی وروحانی کمالات کو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کا فیض سمجھتے تھے فرماتے تھے:

> ''ہمارا ہر عمل اور کوشش بھی کیا چیز ہے جو کچھ بھی ہے وہ فضل خداوندی ہے لیکن اس کا کوئی ذریعہ کہا جاسکتا ہے تو وہ سید الاولین وآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے ہے جس پر مدار کار سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی عطا فرمایا ہے اسی پیروی اور اتباع کی وجہ سے عطا فرمایا ہے'' (حضرات القدس)

سنت کے آداب اور اس کی باریک باتوں میں سے کسی چھوٹی سی چھوٹی چیز کو بھی ترک نہ کرتے تھے۔ ایک بار کسی خادم سے فرمایا فلاں جگہ لنگیاں رکھی ہوئی ہیں جا کر کچھ لے آؤ۔ وہ گیا اور چھ عدد لے آیا۔ آپ نے تنبیہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہمارے صوفی کو ابھی تک یہ خبر نہیں کہ جفت کے مقابلہ میں طاق کو بہتر قرار دیا گیا ہے اس کی رعایت مسنون ہے اللّٰہ وتر ویحب الوتر میں تو منہ دھوتے وقت بھی اس بات کا خیال رکھتا ہوں کہ پہلے داہنے رخسار پر پانی پڑے کیوں کہ داہنی جانب کو مقدم رکھنا بھی مسنون ہے۔

(مکتوبات، ج ا، ص ۴۵۶، مکتوب ۳۱۳)

لباس وضع قطع، رفتار وگفتار، خورد ونوش، آداب مجلس، نشست وبرخاست، رنج وراحت غرض کہ

شعبہ ہائے زندگی کی معمولی سے معمولی چیزوں میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا التزام کرتے۔

عبادت وریاضت:

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

''یہ دنیا دار العمل ہے اور مزرع آخرت۔ حضور باطن کو آداب و اعمال ظاہری کے ساتھ جمع رکھنا چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے مبارک باوجود محبوبیت اور علوئے مرتبت کے کثرت عبادت سے متورم ہوجاتے تھے'' (حضرات القدس)

آپ کی پوری زندگی عبادت وریاضت کے معمولات سے عبارت ہے۔ فرض نمازیں باجماعت ادافرماتے، نوافل واذکار کا خاص اہتمام رکھتے۔ جس کا اندازہ حضرت کے معمولات شب وروز سے بخوبی ہوتا ہے۔ نصف شب سے تہجد کے لیے بیدار ہوجاتے ہر دو رکعت کے بعد توبہ واستغفار اور درود شریف اور دعاؤں کے بعد مراقبہ فرماتے تھے۔ یہ سلسلہ فجر تک جاری رہتا فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد اشراق تک اپنے متوسلین کے ساتھ مراقبہ میں بیٹھتے تھے۔ بعد اشراق دیگر مشاغل میں مصروف ہوتے۔ نماز چاشت کے بعد کچھ غذا تناول فرماتے جو فقراء حاضر خانقاہ ہوتے وہ بھی کھانے میں شریک ہوتے یا ان کو کھانا تقسیم کردیا جاتا۔ کھانے کے بعد قیلولہ فرماتے پھر زوال کے بعد ظہر کی سنتیں اور فرض وغیرہ سے فراغت پاکر متوسلین حاضر خدمت ہوتے اور فیوض وبرکات سے مالا مال ہوتے یہ سلسلہ نماز عصر تک جاری رہتا اذان عصر کے بعد تحیۃ الوضو اور عصر کی نوافل پڑھتے پھر جماعت سے فراغت پاکر تلقین کا سلسلہ جاری کرتے نماز مغرب کے بعد نوافل کا طویل سلسلہ عشاء کے قریب تک جاری رہتا۔ نماز عشاء کے بعد آرام فرمانے کا وقت تھا رات دن کے نوافل میں پورا قرآن ختم کرلیتے۔ اسی اثناء میں تصانیف، مکاتیب اور درس وتدریس، وعظ وتلقین کا سلسلہ جاری رہتا۔ سفر میں بھی معمولات پر پابندی کی کوشش کی جاتی۔

(حضرات القدس، ص۸۲)

ضیافت:

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے یہاں روزانہ بے شمار علماء، حفاظ، صوفیاء اور مہمان رہتے، جن کی تعداد اکثر دنوں میں سو تک پہنچ جاتی، خاص طور پر رمضان میں یہ تعداد کافی ہوجاتی ان تمام لوگوں کو حضرت کے مطبخ

سے کھانا دیا جاتا۔

اولاد:

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے یہاں سات فرزند پیدا ہوئے جن میں چار کا وصال حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی زندگی ہی میں ہو گیا۔ شیخ محمد فرخ، شیخ محمد عیسیٰ، شیخ محمد اشرف ایام طفولیت ہی میں داغ مفارقت دے گئے۔

۱......خواجہ محمد صادق: تکمیل علم کے بعد درس وتدریس میں مصروف ہوئے اور ۲۵ رسال کی عمر میں وفات پائی۔ (۱۰۲۵ھ)

۲......خواجہ محمد سعید: ۱۰۰۵ھ تا ۱۰۷۰ھ نے علوم اسلامیہ کی تکمیل کی اور حضرت مجدد علیہ الرحمۃ سے خلافت لے کر ان کے کار ارشاد کو آگے بڑھانے میں حصہ لیا۔

۳......خواجہ محمد معصوم: (۱۱ رشوال المکرم ۱۰۰۷ھ ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ) علوم اسلامیہ کے ماہر اور حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے خلیفہ وجانشین ہوئے۔ جن کی مساعی جمیلہ سے سلسلہ مجددیہ کو ہند و بیرون ہند میں بڑا فروغ واستحکام حاصل ہوا۔

چراغ ہفت کشور خواجہ معصوم
منور از فروغش ہند تا روم

شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر آپ ہی سے بیعت تھے جن کی روحانی تربیت آپ کے فرزند خواجہ سیف الدین نے کی تھی۔

خلفاء:

تلقین وہدایت کے اس روشن مینار سے دلوں کی دنیا منور کرنے والے اہل ارادت کا کوئی شمار نہیں۔ اسی طرح آپ کی روحانی تربیت سے فیض یاب ہو کر کامل شیخ طریقت بننے والے اور خلافت واجازت سے سرفراز ہونے والوں کی صحیح تعداد کا تعین ازبس دشوار ہے۔ خلفاء کی کثرت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ صرف ہندوستان ہی نہیں، ترکستان وافغانستان، روم وشام، عرب وعجم ہر جگہ خلفائے عظام سلسلہ مجددیہ نقشبندیہ کی اشاعت میں مصروف تھے۔

چند اہم خلفاء کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱.....خواجہ سید آدم بنوری
۲.....خواجہ محمد معصوم
۳.....شیخ محمد طاہر لاہوری
۴.....خواجہ میر محمد نعمان
۵.....خواجہ ہاشم کشمی
۶.....شیخ بدیع الدین سہارنپوری
۷.....مولانا بدر الدین سرہندی
۸.....شیخ عبدالاحد عرف گل شاہ
۹.....مولانا محمد صدیق کشمی
۱۰.....شیخ حمید بنگالی
۱۱.....شیخ عبدالحی حصاری
۱۲.....شیخ نور محمد پٹنی
۱۳.....مولانا احمد برکی
۱۴.....مولانا امان اللہ لاہوری
۱۵.....شیخ حسن برکی
۱۶.....حاجی خضر خاں افغانی
۱۷.....میر صغیر احمد رومی
۱۸.....مولانا طاہر بدخشی
۱۹.....شیخ عبدالہادی فاروقی
۲۰.....مولانا فرخ حسینی ہروی
۲۱.....شیخ محمد صادق کابلی
۲۲.....مولانا یوسف سمرقندی

تالیفات وتصنیفات:

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ ایک بلند پایہ ممتاز عالم تھے انھوں نے دین وشریعت کی حمایت اور احیائے دین کے مصالح کو مدنظر رکھتے ہوئے چند بیش قیمت تصانیف بھی یادگار چھوڑیں جن کی افادیت وتاثیر آج بھی قایم ہے۔ یہ مصنفات طالب حق اور اہل بصیرت کے لیے گراں قدر سرمایہ اور تلقین وہدایت کا سرچشمہ ہیں۔ آپ کی مصنفات ومؤلفات کی فہرست یہ ہے:

۱.....رسالہ تہلیلیہ
۲.....رسالہ اثبات نبوت
۳.....رسالہ رد روافض
۴.....رسالہ معارف لدنیہ
۵.....شرح شرح رباعیات باقی باللہ
۶.....مبداء ومعاد
۷.....مکاشفات غیبیہ (مکتوبات امام ربانی، دفتر ۳)

دفتر اول کی ابتداان مکاتیب سے ہوتی ہے جن کو آپ نے حضرت باقی باللہ کو تحریر کیے۔ اس دفتر میں ۳۱۳ مکاتیب ہیں۔ جن کو خواجہ یار محمد جدید بدخشی طالقانی نے جمع کیا جس کا تاریخی نام در المعرفت رکھا۔

دفتر دوم خواجہ عبدالحی حصاری نے مرتب کیا جس میں ۹۹ مکاتیب ہیں جس کا تاریخی نام نورالخلائق (۱۰۲۸ھ) رکھا ۱۰۳۳ھ میں ترتیب دیا۔

تیسرا دفتر خواجہ محمد ہاشم کشمی نے ترتیب دیا جو ایک سو چودہ خطوط پر مشتمل ہے جس کا نام بحرالمعارف رکھا۔

اصلاح وتجدید:

ہندوستان میں مسلم حکومت کے دور اول سے لے کر بادشاہ ہمایوں تک جتنے بھی امراء وسلاطین گزرے وہ سچے مسلمان اور راسخ العقیدہ سنی تھے۔ دین حق کے حامی اور اہل اسلام کے خیر خواہ تھے۔ خود اکبر بادشاہ اپنے ابتدائی عہد حکومت میں سچا مسلمان اور پکا سنی تھا۔ سفر وحضر میں جماعت سے پنجگانہ نماز ادا کرتا، رمضان کے روزے رکھتا، اولیاء اللہ، علماء ومشائخ سے عقیدت واحترام کا سلوک کرتا، ان کی بارگاہوں میں ادب واحترام کے ساتھ حاضری دیتا۔ اس کے درباری امراء وعلماء بھی دین حق کے حامی اور مخلص تھے۔ مگر جب سلطنت کو وسعت واستحکام حاصل ہونے لگا اس کے مذہب پر سیاست غالب آنے لگی۔ رانی جودھابائی اور دوسری راجکماریوں سے شادی کر کے اس نے ہندو راجاؤں سے رشتہ قرابت قایم کیا تو اسے ہندو مذہب اور اس کے فلسفہ ورسوم کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا تو وہ جہالت کی بنا پر ہندو مذہب اور اس کے اعمال اور سوم میں گہری دلچسپی لینے لگا۔ اس طرح اس کی راسخ العقیدگی صلح کلیت میں بدل گئی۔ اور وہ ہندو مذہب کے علاوہ دیگر ادیان باطل وملل کے افکار وعقائد کی معلومات فراہم کرنے کا شائق ہو گیا۔ اور اس نے اپنے دربار میں ہر مذہب وملت کے علماء وعقلاء کو جمع کر لیا، اور ان کے درمیان مختلف دینی ومذہبی موضوعات پر مناظرے کراتا۔ بحث ومناظرے کے دوران قسم قسم کی نکتہ آفرینیاں اور بے لاگ تبصرے کیے جاتے۔ مناظرے میں موشگافیوں اور عقلی دلائل کی گرم بازاریوں نے اکبر کے ذہن میں تشکیک کا مرض پیدا کر دیا۔ اسلامی عقائد وافکار کی بندشوں سے آزاد ہونے لگا۔ بین المذاہب والمسالک بحث ومناظرہ کے شوق نے اسے اس نتیجہ پر پہنچا دیا کہ تمام مذاہب کی صداقتوں کو یکجا کیا جائے۔ چنانچہ اس نے چالیس ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جس میں اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب کی خوبیاں جمع کی جانے لگیں۔

ادھر ٹوڈرمل، بیربل، دیوی برہمن ـــ جیسے ہندو امراء واعیان سلطنت اور مفاد پرست تشکیک زدہ ملا مبارک اور اس کے بیٹے ابوالفضل فیضی اور شریف آملی جیسے دیگر خوشامدی علماء وامرائے دربار نے اکبر

کے ذہن و دماغ کو اسلام سے منحرف کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ بادشاہ اور حکومت کو قانون شرع کی پابندیوں سے آزاد کرنے کی بتدریج جدوجہد شروع ہوئی۔

سب سے پہلے ملا مبارک ناگوری نے ایک محضر کے ذریعہ بادشاہ کو امام عادل اور مجتہد کا درجہ دیا جس کی رو سے بادشاہ کسی فقہی مسلک کا پابند نہیں رہا۔ وہ خود امور دینی میں اپنی رائے سے فیصلے کرنے کا مجاز قرار دیا گیا اور اس کے حکم کو تسلیم کرنا اور اس پر عمل پیرا ہونا لازمی قرار دیا گیا۔ یہ پہلی منزل تھی جہاں تقلید سے کنارہ کش کر کے اکبر کو اجتہاد کے درجہ پر پہنچا دیا گیا۔ پھر تھوڑے ہی دنوں بعد اعلانیہ ائمہ مجتہدین کی توہین و تحقیر ہونے لگی۔ دین کا بھرم اٹھ گیا ابوالفضل اس قدر جری ہو گیا کہ بحث و مباحثہ کے دوران ائمہ کا قول نقل کیا جاتا تو وہ کہتا فلاں حلوائی، فلاں، کفش دوز اور فلاں چمڑے والے کے قول سے تم مجھ پر حجت قایم کرتے ہو۔

بادشاہ عادل اور مجتہد قرار دیے جانے کے بعد اس کے دماغ میں فرعونیت سمائی اور جگت گرو بننے کا شوق پیدا ہوا اس نے ایک نیا دین ایجاد کر لیا۔ ملا عبدالقادر بدایونی لکھتے ہیں۔

> ''بادشاہ نے یہ خیال پیدا کر لیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی کل مدت ایک ہزار سال تھی جو پوری ہو گئی۔ بادشاہ کے دل میں اس کے بعد ان منصوبوں کے اظہار و اعلان میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہی۔ جو اپنے دل میں انھوں نے طے کیے تھے ادھر ایسے علماء جن کا کچھ رعب و داب تھا ان سے بھی بساط خالی ہو چکی تھی پھر کیا تھا اس کے بعد تو بادشاہ خوب کھل کر کھیلے اور اسلامی احکام و ارکان کے ہدم و بربادی ان کی جگہ نت نئے اپنے ساختہ پرداختہ قوانین کی ترویج میں مشغول ہوے۔ جس کے بعد عقائد کی بربادی کا بازار گرم ہوا''
>
> (منتخب التواریخ، ص ۳۰۱)

الف ثانی کے اس نظریہ کو سکھوں کے ذریعہ عام کیا گیا اور عالم نما جاہلوں نے کہا اس صاحب زماں کا وقت آگیا ہے جو ہندو اور مسلمانوں کے بہتر فرقوں کے اختلاف کو مٹانے والا ہوگا اور وہ صاحب زماں بادشاہ اکبر ہے۔ اکبر نے ہندو مت، جین مت، عیسائیت اور مجوسیت کے افکار و عقائد، اعمال و رسوم کا ایک مجموعہ مرتب کیا جسے ''دین الٰہی'' کا نام دیا گیا۔ اور اس باطل دھرم کا کلمہ لا الہ اللہ اکبر خلیفۃ اللہ تھا۔

دین الٰہی کا غالب عنصر ہندو دھرم کے افکار و اعمال تھے کہنے کو تو اس نئے دین میں سارے مذاہب کی خوبیاں جمع کر دی گئی تھیں مگر اسلام کے علی الرغم ایسے افکار و عقائد اور رسوم و اعمال کا مجموعہ تھا جو اسلام کے بنیادی عقائد کے سراسر خلاف تھا اسلام کے علاوہ تمام ادیان کی پذیرائی کی جاتی اور کھلے عام اسلام کے عقائد و شعار کا مذاق اڑایا جاتا تھا جس کا اندازہ دین الٰہی کے پیروؤں کے اعمال و افکار سے ہوتا ہے۔

۱......آفتاب کی عبادت دن میں چار بار کی جاتی

۲......صبح کو اکبر کا درشن اور اسے سجدہ کیا جاتا

۳......شراب اور جوا حلال گاؤ کشی حرام

۴......دختر عم و خال سے نکاح جائز

۵......لاشیں جلائی جائیں اگر دفن کی جائیں تو پاؤں قبلہ کی طرف ہوں

۶......مردوں کے لیے سونا اور ریشم حلال

۷......خنزیر اور کتوں کا احترام ناگزیر

۸......آگ کا احترام

۹......دیوالی، دسہرہ، راکھی، پونم، شیوراتری خاص تہوار تھے

۱۰......متعہ حلال

۱۱......عقیدۂ تناسخ

اکبری دور میں اسلام اور اہل اسلام کی زبوں حالی کا عالم کیا تھا حضرت مجدد علیہ الرحمۃ رقم طراز ہیں:

> ''مسلمانوں پر پچھلے دور میں کیا کچھ گزر گیا اسلام کی زبوں حالی پہلے زمانہ میں اس سے آگے نہ گئی تھی کہ مسلمان اپنے دین پر رہیں اور کفار اپنے دین پر، لیکن گزشتہ دور اکبری میں کھلے بندوں اور اسلامی سلطنت میں کفر کے قوانین غالب اور نافذ تھے۔ بحال یہ کہ مسلمان اسلامی قوانین کے اظہار سے عاجز تھے اگر ظاہر کرتے تو قتل کر دیے جاتے''(مکتوب ۶۵)

اکبری دور کے بعد بھی اس کے اثرات بد کا تذکرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اسلام اتنا کمزور ہوگیا ہے کہ ہندوستان کے کفار بے کھٹکے مسجدوں کو گرارہے ہیں اوران کی جگہ اپنے مندر بنارہے ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسلامی شبستان میں جوآگ لگی تھی اس کی شعلہ فشانیاں کس حد کو پہنچی ہوئی تھیں'' (مکتوبات اول،ص۱۶۳)

حضرت مجدد کی اصلاحی سرگرمیاں:

اکبر کی موت کے بعد ۱۰۱۴ھ میدان عمل میں اس وقت اترے جب آپ کی عمر چالیس سال ہوچکی تھی اور علم ظاہر و باطن میں کمال پیدا کرلیا تھا چونکہ اس وقت بے دینی دربار ہی میں پیدا ہوئی تھی اور اسے شاہی سرپرستی حاصل تھی اس لیے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے جہانگیری عہد کے امراء واعیان سلطنت ہی کو دین حق کی طرف مائل کرنے اور اکبری عہد کی بدعات وخرافات کے دور کرنے اور اسلام کے نقصانات کی تلافی کے لیے آمادہ کیا اور اس مقصد کے لیے تمام نامور امراء کو خطوط لکھے ان تمام مکاتیب کا صرف ایک مقصد تھا کہ جس طرح ممکن ہو اس نقصان کی تلافی ہونی چاہیے جو اسلام کو عہد اکبری میں پہنچا ہے۔ لالہ بیگ کو لکھتے ہیں:

''اللہ ہم میں اور آپ میں اسلام کی حمیت زیادہ کرے تقریباً ایک قرن سے اسلام پر ایسی غربت چھاگئی ہے کہ کفار اسلامی علاقوں میں کفر کے احکام جاری کرنے ہی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ اس کوشش میں ہیں کہ اسلام کے احکام پوری طرح زائل ہوجائیں ۔ اسلام اور مسلمان کا نام تک باقی نہ رہے۔ اگر کوئی مسلمان اسلامی شعار کو ظاہر کرتا ہے تو اس کو قتل کرادیا جاتا ہے'' (دفتر اول،مکتوب ۴۹)

شیخ فرید بخاری کے نام لکھے گئے مکتوبات کے بعض اقتباسات:

''آج جب کہ مانع دولت اسلام کے زائل ہونے کی نوید اور بادشاہ اسلام کے جلوس کی بشارت ہر خاص و عام کے کان تک پہنچی ہے اہل اسلام نے تہیہ کرلیا ہے کہ وہ بادشاہ کے مددگار اور معاون رہیں گے اور ترویج شریعت اور تقویت ملت میں ان کا ساتھ دیں

گے۔ان کی مدد کریں گے چاہے زبان سے ہو چاہے ہاتھ سے،سب سے اول مسائل شرعیہ کی مدد ہے تاکہ کتاب وسنت واجماع امت کے موافق عقائد باطلہ کا اظہار ہو۔کوئی بدعتی اور گمراہ بیچ میں آکر راستہ نہ کاٹے اور کام کو نہ بگاڑے‘‘

’’اللہ تعالیٰ نے آپ کو کامل قدرت اور بادشاہ کا قرب عطا کیا ہے اس لیے آپ کی ذات سیادت پناہ سے امید ہے کہ ظاہر و باطن میں برابر شریعت محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کی ترویج کے لیے کوشش کریں گے اور مسلمانوں کو ذلت و پستی سے نکالیں گے‘‘

(دفتر اول، مکتوب ۴۷)

خان جہاں کو تحریر فرمایا:

’’آپ سے التماس ہے کہ جب اس خاندان نقشبندیہ کے اکابر کی محبت کی برکت سے جو آپ کے دل میں ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات میں تاثیر رکھی ہے اور آپ کے اقران میں آپ کی عزت ہے تو آپ کوشش کریں تاکہ کم از کم یہ صورت نکل آئے کہ کفر کے وہ بڑے احکام جو مسلمانوں میں رائج ہو گئے ہیں ختم ہو جائیں۔اور منکرات سے مسلمانوں کو نجات ملے اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری اور سب مسلمانوں کی طرف سے اجر دے۔پہلی حکومت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی مخالفت اور دشمنی مفہوم ہوئی تھی اس حکومت میں بھی پہلی حکومت کی کیفیت نہ پیدا ہو جائے اور عرصہ ءحیات مسلمانوں پر تنگ ہو جائے‘‘ (مکتوبات اول، ۶۵)

علمائے سوء:

ملا مبارک، ابوالفضل فیضی، شریف آملی جیسے دنیادار علماء نے اپنی عقلیت پرستی اور حیلہ طرازی سے اکبر کو مہدی صاحب زماں اور امام مجتہد حتیٰ کہ اسے انسان کامل خلیفۃ الزماں قرار دے دیا اور اسے اسلام سے

برگشتہ کر کے لادینیت کا دروازہ کھول دیا، یہی علماء سوء درحقیقت دین الٰہی کے موسس اور بانی تھے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اس حقیقت سے بخوبی آشنا تھے کہ علمائے سوء اگر بادشاہ جہانگیر کے دربار میں داخل ہوئے تو اکبری دور کی لادینیت پوری قوت کے ساتھ ہندوستان کے طول و عرض میں پھیل جائے گی اس فتنے کو روکنے کا سب سے مؤثر ذریعہ یہی ہے کہ دربار شاہی کو خودغرض دنیادار، دین فروش علماء سے پاک کیا جائے۔

میر صدر جہاں کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرمایا:

''سننے میں آیا ہے کہ بادشاہ اسلام اسلامی حسن اعتقاد کی بنیاد پر علماء کے طلبگار ہو گئے ہیں یہ اللہ کا کرم ہے آپ کو معلوم ہے کہ جو پچھلے دور میں خرابی پیدا ہوئی تھی علماء سوء کی وجہ سے ہوئی تھی۔ لہٰذا علماء کے انتخاب میں آپ خوب چھان بین کریں، علماء سوء دین کے ڈاکو ہیں ان کا مقصد عزت و منزلت اور ریاست ہے اللہ تعالیٰ ان کے فتنہ سے بچائے'' (مکتوبات اول، ص ۱۹۴)

اب جبکہ حکومت پلٹ گئی اور اہل ہبل کے عناد کا زور ٹوٹ گیا ہے تو تمام مقتدایان اسلام پر چاہے وزرائے عظام ہوں یا علمائے کرام ہوں لازم ہے کہ اپنی تمام کوشش شریعت کی ترویج و اشاعت پر لگا دیں۔ اور اسلام کے منہدم ارکان کو قایم کریں، تغافل میں کچھ فائدہ نہیں ہے، مسلمانوں کے دل مضطرب ہیں، ان کی پچھلے دور کی مصیبتیں یاد ہیں، کہیں یہ نہ ہو کہ تلافی مافات کی صورت بھی ہاتھ سے نکل جائے اور اسلام کی غربت میں مزید اضافہ ہو۔

شیخ فرید بخاری کو لکھتے ہیں:

''پچھلے دور میں مسلمانوں پر جو بھی مصیبت آئی وہ اسی جماعت کی وجہ سے آئی بادشاہوں کو انھوں نے ہی بہکایا ہے وہ بہتر فرقے جنھوں نے گمراہی اختیار کی ان کے مقتدی یہی علمائے سوء تھے۔ اگر علمائے سوء کے علاوہ کسی نے راہ ضلالت اختیار کی ہے تو اس کی ضلالت دوسروں تک بہت کم متعدی ہوئی ہے اور اس زمانے کے اکثر صوفی نما جاہل علمائے سوء کے حکم میں ہیں۔ کیونکہ ان کا فساد بھی متعدی

ہے"(مکتوب ۴۷)

مکار صوفی:

عہد اکبری میں تصوف وطریقت کے جوافکار ورسوم ہوا پرست صوفیوں نے وضع کر لیے تھے جس میں فلسفہ یونان، حکمت اشراق، عجمی وہندی تصورات کی ایسی آمیزش کر لی گئی تھی جس سے اسلامی تصوف کا کوئی واسطہ نہ تھا۔ جاہل صوفیہ نے شریعت وطریقت کو الگ الگ خانوں میں بانٹ کر ایک ایسا نظام رائج کر دیا تھا جہاں دینی احکام اور شرعی نزاکتوں کا دور دور تک گزر نہ تھا، نام نہاد روحانیوں کا مسلک دین حق کے لیے سم قاتل تھا۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اس جانب خاص توجہ فرمائی اور شریعت کی برتری کا احساس دلایا اور اس زندیقی نظریہ تصوف وسلوک کی خامیوں سے لوگوں کو روشناس کر کے صحیح اسلامی فکر اور اسلامی تصوف کی راہ دکھائی۔ جو شریعت سے ماوراء نہیں بلکہ شریعت کی سراسر پابندی سے عبارت ہے۔

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اپنے وقت کی گمراہیوں کا تذکرہ اس طرح فرماتے ہیں:

> "اس وقت عالم میں بدعات کا اس کثرت سے ظہور ہے کہ معلوم ہوتا ہے ظلمات کا دریا امنڈ رہا ہے اور سنت کا نور اس مواج دریا میں اس کے مقابلہ میں اس طرح ٹمٹما رہا ہے کہ معلوم ہوتا ہے رات کے اندھیرے میں کہیں کہیں جگنو اپنی چمک دکھا رہے ہیں"
>
> (مکتوبات دوم، ۲۳)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اپنی حکمت وبصیرت سے معلوم کیا کہ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ صوفیہ طریقت وحقیقت کو شریعت سے بالاتر سمجھتے اور حقیقت کے نام پر گمراہی اور باطنی مسلک رائج کر رہے ہیں آپ نے ان مفاسد کا رد فرمایا لکھتے ہیں:

> "منازل سلوک طے کرنے اور مقامات جذب قطع کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ حاصل اور مقصد تمام سیر وسلوک کا یہ ہے کہ مقام اخلاص حاصل ہو جائے جو کہ تمام آفاقی اور انفسی معبودوں کی فنا پر منحصر ہے۔ شریعت کے تین اجزاء ہیں۔ علم، عمل اور اخلاص۔ طریقت اور حقیقت اخلاص کے خادم ہیں۔ یعنی طریقت وحقیقت کے جتنے منازل طے

ہوں گے اسی قدر اخلاص میں قدم راسخ تر ہوتا جائے گا۔ اخروٹ اور کشمش جیسی معمولی اشیاء پر اکتفاء کیے ہوے ہے نہ وہ شریعت کے کمالات کو سمجھا ہے اور نہ طریقت وحقیقت کی تہ تک پہنچا ہے وہ یہ سمجھ رہا ہے کہ شریعت چھلکا ہے اور حقیقت گودا۔ اس کو اصل کا ز کی خبر تک نہیں ہے وہ صوفیہ کی لایعنی باتوں پر فریفتہ اور احوال و مقامات پر مفتون ہو گیا۔ ہے ایسے لوگوں کو اللہ سیدھی راہ پر لگائے''

(مکتوبات اول، ۴۰)

بے عمل صوفیوں کی اس باطل لغزش سے باز رہنے کی تاکید فرمائی جس سے لوگ شرعی فرائض وواجبات سے غافل ہو جاتے تھے۔

''ضرورت دو باتوں کی ہے اللہ کے سوا کسی سے تعلق نہ رہے اور ان اعمال کو پردے کا راز بنایا جائے جس کا تعلق بدن سے ہے اور شریعت نے ان کا حکم دیا ہے۔ جو شخص بغیر اعمال بدنیہ کے قلب کی سلامتی کا دعوٰی کرے اس کا دعوٰی غلط ہے۔ جس طرح دنیاوی زندگی میں بغیر جسم کے روح نہیں ہوتی بلکہ اس کا خیال تک نہیں کیا جا سکتا اسی طرح احوال قلبیہ کا ظہور بغیر بدنی اعمال کے محال ہے۔ اس زمانہ کے اکثر ملحد اس قسم کا دعوٰی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے میں ان کے برے اعمال سے بچالے'' (مکتوبات اول، ۳۹)

شیخ بدیع الدین کو لکھتے ہیں:

صوفیاء خام کی بے عملیوں کی تردید اس طرح فرماتے ہیں:

''یہ لوگ یہ بات بھی کہتے ہیں کہ پیر اس مقصد سے عبادت نہیں کرتا کہ وہ عبادت کا محتاج ہے بلکہ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس کے متبعین اس کو دیکھ کر عبادت کریں'' (مکتوبات دفتر اول، ۲۷۶)

''خام صوفی ذکر وفکر کو اہم سمجھ بیٹھے ہیں فرائض وسنن کی بجا آوری میں

تساہل سے کام لیتے ہیں اور مغنیات اور ریاضات کو اختیار کر کے جمعہ و جماعت کو چھوڑتے ہیں۔ وہ سمجھتے نہیں کہ ایک فرض کو جماعت سے ادا کرنا ان کے ہزاروں چلوں سے بہتر ہے۔ ہاں جو ذکر وفکر آداب شرعیہ کے ساتھ کیا جائے وہ بہتر اور شایان اہتمام رہتا ہے''

(ایضاً:۲۶۰)

آپ نے شیخ نظام تھانیسری کو تحریر فرمایا:

''معتبر افراد سے معلوم ہوا کہ آپ کے بعض خلفاء کو ان کے مرید سجدہ کرتے ہیں وہ زمین بوسی پر اکتفا نہیں کرتے۔ اس فعل کی قباحت اظہر من الشمس ہے آپ ان کو تاکید کے ساتھ منع کریں اس فعل سے بچنا ہر ایک کو لازم ہے اور خاص کر ایسے شخص کو جو خلق کا مقتدا ہو۔ آپ کی مبارک مجلس میں تصوف کی کتابیں پڑھی جاتی ہیں چاہیے کہ فقہ کی کتابیں پڑھی جائیں فقہ کی کتابوں کا نہ پڑھنا احتمال ضرر رکھتا ہے'' (ایضاً:۲۲۹)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اپنی تجدیدی سرگرمیوں سے ایک طرف تو حکومت کو کفر کی گود میں جانے سے روکا اور اکبری دور کی دینی و سماجی گمراہیوں کو ختم کر کے اس عظیم فتنہ کے سیلاب کو روکا جو ہندوستان سے دین حق کو بہالے جانے کے لیے موجیں مار رہا تھا دوسری جانب تصوف کے چشمہء صافی کو ان آلائشوں سے جو فلسفیانہ اور راہبانہ گمراہیوں سے آلودہ ہو چکا تھا پاک کر کے اسلام کا اصلی اور صحیح تصوف پیش کیا اور عوام میں پھیلی ہوئی غیر اسلامی رسوم کا خاتمہ کیا اور سلسلہء بیعت وارشاد کے ذریعے اتباع شریعت کی ایک ایسی تحریک پھیلائی جس کے ہزاروں کارکنوں نے ہندو بیرون ہند عوام کے اخلاق کو اعتقاد کی اصلاح کی۔

تیسرا اہم کارنامہ یہ ہے کہ علمائے سوء کی فتنہ طرازیوں اور ان کی گمراہیوں سے لوگوں کو بچنے کی تلقین کی اور ان کے مکر و حیلہ کا پردہ فاش کیا۔

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی تحریریں گنجینہء اسرار و معارف ہیں اور ان کا ایک ایک لفظ ان کے سوز نہانی اور جذبہء ایمانی کا اظہار کرتا ہے۔

رسالت محمدی:

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا اصل تجدیدی کارنامہ جس کے جلو میں سارے تجدیدی کارنامے انجام پاتے ہیں وہ نبوت محمدی اور اس کی ابدیت وضرورت پر امت مسلمہ میں اعتقاد واعتماد بحال کرنے اور مستحکم کرنے کا انقلابی کارنامہ ہے اس تجدیدی اقدام سے ان تمام فتنوں کا انسداد ہوتا ہے جو اس وقت عالم اسلام میں منہ پھیلائے اسلام کی حقانیت وصداقت کو نگلنا چاہتے تھے۔ ایران کی نقطوی تحریک نے نبوت محمدی کی بقاودوام کے خلاف بغاوت کی اور اعلان کیا کہ نبوت محمدی کا ایک ہزار سالہ دور ختم ہوا اور اب دینی راہنمائی اور زندگی کی تشکیل جدید کا وہ دور شروع ہونے والا ہے جس کی بنیاد عقلیت اور فلسفہ پر ہوگی۔ اسی فلسفہ سے متاثر ہوکر اکبر نے دین الٰہی کا اختراع کیا۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ رقم طراز ہیں:

> ''اس زمانے میں یہ بات میں نے دیکھی کہ خود نبوت ہی کے متعلق اور پھر کسی فرد واحد کے لیے نبوت کے اثبات کے سلسلہ میں لوگوں کے اعتقاد میں فتور آ چلا ہے۔ یہ خرابی اتنی بڑھ گئی ہے کہ اسلام کے وہ علماء جو شریعت کی پیروی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری میں جو ثابت قدم تھے قتل کر دیے گئے اور یہ حالت ہوگئی کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے مکرم نام کو چھوڑا جا رہا ہے جس کا نام آپ کے نام مبارک کے نام پر ہوتا ہے اس کو بدل دیتے ہیں''

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی یہ تحریر دسویں صدی کے اواخر کی ہے جب کہ اکبر اس منحوس جماعت کی سرپرستی کر رہا تھا اور اس نے مختلف مذاہب کے ان افراد کو عبادت خانے میں جمع کیا تھا جنہوں نے اکبر کو خلیفۃ الزماں انسان کامل اور مظاہر حق کا مظہر اتم قرار دے کر معبودیت کے دائرہ میں شامل کیا تھا اور اس کے لیے۔۔۔ تجویز کیا تھا اور رسالت محمدی اور شریعت مبارکہ کا برملا تمسخر اڑایا جا رہا تھا۔

ارشاداتِ عالیہ:

☆... فرائض کے مقابل نوافل کا کچھ اعتبار نہیں۔ فرائض میں سے ایک فرض کا ایک وقت میں ادا کرنا ہزار سال کے نوافل کے ادا کرنے سے بہتر ہے۔ اگرچہ خالص نیت سے ادا ہوں اور خواہ کوئی نوافل ہوں

نماز وزکوٰۃ، روزہ، ذکر وفکر اوران کے مثل۔

☆ ...... مکلفین کے لیے پہلی ضروری بات یہ ہے کہ وہ اپنے عقیدوں کو علماء اہل سنت وجماعت کی رایوں کے موافق درست کرلیں۔ کیونکہ نجات اخروی ان بزرگواروں کی صواب نمارایوں کی پیروی سے وابستہ ہے اورفرقہ ناجیہ یہی بزرگواراوران کے پیرو ہیں۔

☆ ...... موت کے آنے سے پہلے اپنا کام کرنا چاہیے اوریا شوق کہتے ہوے مرنا چاہیے۔اول اعتقاد کی درستی سے چارہ نہیں اور جو کچھ بطریق ضرورت وتواتر دین سے معلوم ہے اس کی تصدیق ضروری ہے دوم جاننا اور عمل کرنا اس پر جو فقہ سے متعلق ہے ضروری ہے۔سوم سلوک طریق صوفیہ بھی درکار ہے نہ اس لیے کہ غیبی صورتوں اورشکلوں کا مشاہدہ کریں اورانوار ورنگ دیکھیں۔

☆ ...... صوفیوں کے اعتقادات آخر کار یعنی منازل سلوک کے پورا ہونے اور ولایت کے درجوں کی نہایت کو پہنچنے کے بعد وہی ہیں جو علمائے حق کے ہیں۔فرق اتنا ہے کہ علماء کو نقل یا استدلال سے حاصل ہوے ہیں اورصوفیوں کو کشف یا الہام سے۔

☆ ...... منازل سلوک کے قطع کرنے سے مراد مقامات عشرہ کا طے کرنا ہے اور مقامات عشرہ کا طے کرنا تجلیات ثلثہ سے وابستہ ہے۔یعنی تجلی افعال ،تجلی صفات اور تجلی ذات۔ان مقامات میں سے سوائے مقام رضا کے سب افعال وتجلی صفات سے وابستہ ہیں۔

☆ ...... طالب کو چاہیے کہ اپنے دل کی توجہ تمام طرفوں سے پھیر کر اپنے پیر کی طرف کرے۔مرید ایسی جگہ نہ کھڑا ہو کہ اس کا سایہ پیر کے کپڑے یا پیر کے سایہ پر پڑے اور پیر کے مصلّی پر پاؤں نہ رکھے اوراس کے وضو کی جگہ میں وضو نہ کرے اورا ا کے برتنوں کا استعمال نہ کرے اوراس کے سامنے پانی نہ پیے اور کھانا نہ کھائے۔

☆ ...... ذکر سے مراد غفلت کا دور کرنا ہے جس طرح ہو سکے نہ یہ کہ ذکر کلمہ نفی واثبات کی تکرار یا اسم ذات کے تکرار میں منحصر ہے۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ:ص۲۴۴تا۲۴۶)

(ماخوذ از: ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی: تذکرہ مشائخ عظام ،شائع کردہ المجمع الاسلامی، مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ،ص۳۷۵۔۴۰۱)

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الم نشرح لک صدرک ووضعنا عنک وزرک الذی

انقض ظہرک ورفعنا لک ذکرک فان مع العسر یسرا

ان مع العسر یسرا فاذا فرغت فانصب والی

ربک فارغب

خط دیوانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

شیخ احمد سرہندی، حالات ونظریات

پروفیسر ڈاکٹر اطہر عباس رضوی
(ایم اے، پی ایچ ڈی، ڈی لٹ، آسٹریلین نیشنل یونیورسٹی، کینبرا، آسٹریلیا)
ملخصہ ومترجمہ
ڈاکٹر صفی الدین مسعودی

☆☆

شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ نسباً دوسرے خلیفہء راشد حضرت فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے خاندان سے تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد میں فرخ شاہ کابلی علیہ الرحمۃ بابا فرید گنج شکر علیہ الرحمۃ کے جد امجد تھے۔ آپ کے والد ماجد شیخ عبد الاحد علیہ الرحمۃ نے شیخ عبد القدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ سے روحانی فیض حاصل کیا۔ اس کے بعد ان کے صاحبزادے شیخ رکن الدین علیہ الرحمۃ سے چشتیہ سلسلہ میں بیعت کی۔ شیخ عبد الاحد نے شیخ جلال تھانیسری سے بھی فیض حاصل کیا اور سلسلہء قادریہ میں سلوک کی منازل طے کیں۔

۱۴ رشوال ۹۷۱ھ/۲۶ رمئی ۱۵۶۴ء میں شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ کی پیدائش ہوئی۔ آپ کے والد ماجد شیخ عبد الاحد علیہ الرحمۃ وحدۃ الوجود کے بلند پایہ عالم تھے اور سرہند میں آپ کی خانقاہ سے فیض جاری وساری تھا[1]۔ شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی، سلسلہ چشتیہ اور قادریہ میں آپ سے بیعت ہوئے[2]۔ علوم نقلیہ وعلوم عقلیہ کی تلاش میں آپ نے متعدد ممتاز علماء کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا، مولانا کمال کشمیری علیہ الرحمۃ سے تحصیل علم کے لیے آپ سیالکوٹ گئے۔ آپ کے علم حدیث کے استادوں میں شیخ یعقوب کشمیری[3] علیہ الرحمۃ بھی تھے جو شیخ حسین خوارزمی علیہ الرحمۃ اور ابن حجر عسقلانی[4] علیہ الرحمۃ جیسے فضلا کے شاگرد تھے۔ شیخ یعقوب علیہ الرحمۃ ہمایوں بادشاہ کے دوستوں میں تھے اور اکبر بادشاہ کے دور حکومت کی ابتداء ہی سے دربار سے وابستہ رہے۔

۱۷ برس کی عمر تک پہنچنے سے پہلے ہی شیخ احمد سرہندی نے حدیث اور فقہ میں کمال حاصل کرلیا تھا[۵-۶]۔ جہاں تک ابوالفضل اور فیضی سے آپ کے مراسم کا تعلق ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شیخ احمد سرہندی شیخ یعقوب علیہ الرحمۃ کی معیت میں فتح پور سیکری گئے ہوں جہاں شیخ یعقوب علیہ الرحمۃ نے انہیں اپنے دوستوں ابوالفضل اور فیضی سے متعارف کرایا ہو ممکن ہے کہ ابوالفضل اور اس کے رفقاء نے فلسفیوں کی تعریف وتوصیف کی ہو جس پر شیخ احمد کو صدمہ ہوا ہو اور انھوں نے امام غزالی علیہ الرحمۃ کی اس تحریر کا حوالہ دیا ہو کہ

''علم ریاضی کو مذہب میں فائدہ نہیں''[۷]

اس پر ابوالفضل نے امام غزالی کو ''نامعقول'' کہا جس پر شیخ احمد علیہ الرحمۃ سخت ناراض ہو گئے۔ بالآخر ابوالفضل نے شیخ احمد سے معافی مانگی اور انہیں اپنے یہاں مدعو کیا[۸]۔ قرین قیاس ہے کہ اس ملاقات کے بعد شیخ احمد علیہ الرحمۃ نے ابوالفضل سے علیحدگی اختیار کرلی۔ ایک جدید مؤرخ کا یہ دعوٰی کہ شیخ احمد علیہ الرحمۃ نے غیر معینہ مدت تک فتح پور سیکری یا آگرہ میں قیام کیا اور ابوالفضل کو اس کے علمی کام میں معاونت کی[۹]، شواہد سے عاری ہے۔ البتہ شیخ محمد ہاشم نے یہ لکھا ہے کہ صنعت غیر منقوط میں قرآن کریم کے ترجمہ میں شیخ احمد نے ایک مقام پر فیضی کی مدد کی[۱۰]۔

حضرات القدس میں لکھا ہے[۱۱] کہ فیضی کی سواطع الالہام کا قابل ذکر حصہ شیخ احمد علیہ الرحمۃ نے تحریر کیا، جیسا کہ راقم نے ایک جگہ تحریر کیا ہے[۱۲] کسی ایک جگہ مدد تو قرین قیاس ہے مگر یہ دعوٰی کہ قابل ذکر حصہ شیخ احمد نے تحریر کیا ہے خارج از امکان ہے۔

شیخ احمد علیہ الرحمۃ، اکبر کے دربار میں پیغمبری، معجزات اور دیگر متنازعہ دینی عقائد پر ہونے والے آزادانہ مباحثوں سے سخت نالاں تھے۔ آپ نے خود کو اہل سنت کے عقائد کی سربلندی کے لیے وقف کردیا تھا، آپ نے نبوت سے متعلق اہل سنت کے عقائد کی تشریح کے لیے رسالہ ''اثبات النبوۃ'' تحریر کیا۔ ۹۹۵ھ/۱۵۸۷ء میں آپ نے خود ایران کے شیعہ علماء کے خط کے جواب میں رسالہ ''ردالرفضہ'' تحریر کیا۔ اگست ۱۵۸۵ء میں شاہی قافلے کے آگرہ سے چلے جانے کے بعد شیخ احمد علیہ الرحمۃ آگرہ میں ہی رہے۔ یہاں آپ نے سلسلہ نقشبندیہ کی طرف اپنا باطنی رجحان ظاہر کیا۔ اور خواجہ عبید اللہ کابلی علیہ الرحمۃ کے ہاتھوں پر توبہ کی۔ آپ اپنے والد ماجد کے ساتھ آگرہ سے سرہند تشریف لے گئے جہاں شیخ کمال کیتھلی

علیہ الرحمۃ کے پوتے شاہ سکندر علیہ الرحمۃ نے آپ وقتیؒ کمال علیہ الرحمۃ کا خرقہ قادریہ عطا کیا۔

چشتیہ سلسلے میں ہونے کے باوجود شیخ احمد علیہ الرحمۃ نے "سماع" سے گریز کیا۔ آپ نے والد ماجد کے مریدین کی تربیت بھی کی اور خود بھی بہت سے لوگوں کو بیعت کیا تاہم روحانی تشنگی کے حصول کے لیے حج بیت اللہ کی شدید خواہش رکھتے تھے۔ لیکن والد کی ضعیف العمری کی بنا پر ۱۳ فروری ۱۵۹۹ء/ ۱۷ رجب المرجب ۱۰۰۷ھ کو ان کی وفات تک سرہند ہی میں رہے[۱۳]۔

اوائل ۱۰۰۸ھ میں مکہ مکرمہ کے لیے عازم سفر ہوئے راستے میں دہلی میں آپ کے دوست مولانا حسن کشمیری علیہ الرحمۃ نے آپ کو خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ سے ملاقات کا مشورہ دیا۔ ربیع الثانی ۱۰۰۸ھ/ نومبر ۱۵۹۹ء میں آپ کی ملاقات خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ سے ہوئی[۱۴]۔ خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ نے آپ کو کچھ عرصے اپنی خانقاہ میں رہنے کی دعوت دی بالآخر شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ نے سلسلہ نقشبندیہ میں داخل ہونے کی استدعا کی، اسی دن آپ کو معرفت اسم ذات حاصل ہوگئی۔ چند ہی دنوں میں آپ نے سلوک کے تمام مدارج طے کرتے ہوئے فنا اور فناء الفناء کے مقامات طے کر لیے، تین ماہ کے عرصے میں آپ نے وہ منازل طے کرلیں جو دیگر صوفیہ کئی برسوں میں بھی طے نہ کر پائے۔ خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ نے شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ کو وطن واپسی کی اجازت دی اور اپنے چند مریدین بھی آپ کے ساتھ کر دیے، سال بھر بعد آپ نے دہلی میں خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ سے دوبارہ ملاقات کی۔

مکتوبات شیخ احمد کی جلد اول میں خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کے نام آپ کے ۲۵ خطوط ہیں۔ ان مکتوبات سے شیخ احمد علیہ الرحمۃ کا تصور وحدۃ الوجود سے شیخ علاء الدولہ سمنانی علیہ الرحمۃ کے تصور "وحدۃ الشہود" کی طرف واضح ارتقا محسوس و معلوم ہوتا ہے۔ شیخ احمد علیہ الرحمۃ نے واضح کیا ہے کہ "وحدۃ الشہود" کو "وحدۃ الوجود" پر فوقیت ہے۔ خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کی وفات سے قبل شیخ احمد علیہ الرحمۃ تیسری بار دہلی حاضر ہوئے جہاں ان کے پیر نے ان کا والہانہ استقبال کیا۔ کیونکہ خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کو اپنی زندگی کی امید نہیں رہی تھی اس لیے انھوں نے شیخ احمد علیہ الرحمۃ کو اپنا جانشین مقرر کیا اور ان سے اپنے دو بیٹوں اور ان کی والدات کو روحانی فیض عطا کرنے کی درخواست کی۔ (چنانچہ آپ نے صاحبزادگان اور ان کی والدات پر توجہ ڈالی) شیخ احمد علیہ الرحمۃ دہلی سے سرہند واپس تشریف لائے اور چند ماہ لاہور میں بھی مقیم رہے۔

خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کی وفات کے بعد شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ اپنے شیخ کے مزار پر فاتحہ خوانی کے لیے حاضر ہوئے تاہم ایک اہم وجہ خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کے دیگر تین اہم خلفاء کے مقابلے میں سجادہ نشینی کے دعوے کا معاملہ بھی تھا۔ شیخ اللہ داد علیہ الرحمۃ اور شیخ تاج الدین علیہ الرحمۃ کے مکہ مکرمہ ہجرت کر جانے اور خواجہ حسام الدین علیہ الرحمۃ کی عدم دلچسپی کے باعث شیخ احمد علیہ الرحمۃ کو اپنی برتری ثابت کرنے کا موقع ملا۔ اس کے بعد شیخ احمد علیہ الرحمۃ نے پورے ہندوستان پر اپنی روحانی برتری کا اعلان کیا اور ''مجدد الف ثانی'' کی حیثیت سے تمام عالم اسلام کے عظیم ترین روحانی پیشوا ہوئے۔

۱۲ر جمادی الثانی ۱۰۱۴ھ/۱۵ر اکتوبر ۱۶۰۵ء کو اکبر کی بے وقت موت سے شیخ احمد علیہ الرحمۃ کو ہندوستان میں خالص اسلام کے نفاذ کی امید ہوئی۔ ان کی بصیرت نے یہ محسوس کیا کہ وہ امراء جو خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کی حیات میں سلسلہ نقشبندیہ سے منسلک ہوئے ان کے ذریعے یہ انقلاب ممکن ہوگا۔

شیخ احمد علیہ الرحمۃ نے اپنی تحریروں میں بیان کیے گئے روحانی مکاشفات اور تصورات میں پائے جانے والے تضادات کی خود نشاندہی کی ہے اور اسے وقت اور حالات کے تقاضا اور نتیجہ قرار دیا ہے۔ ان کے مطابق دراصل یہ تضاد ہی نہیں بلکہ یہ ویسا ہی فرق ہے جیسے مختلف حالات کے تقاضوں کے مطابق شریعت کے مختلف فقہوں میں فرق ہوتا ہے[۱۵]۔ شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ جیسے عالم اور صوفی نے ان تضادات پر شیخ احمد علیہ الرحمۃ سے استفسار کیے ہیں[۱۶]۔ تاہم یہ استفسارات آپ کے مکاشفات کی تفصیلی جزئیات اور ''وحدۃ الشہود'' کے تصورات تک محدود رہے بنیادی طور پر آپ کے نظریات اور عقائد غیر متزلزل رہے۔

علماء اور صوفیاء کے درمیان نظریاتی اختلاف کے معاملے میں شیخ احمد علیہ الرحمۃ علماء کو صحیح مانتے تھے[۱۷]۔ تاہم شیخ احمد علیہ الرحمۃ کا یہ دعویٰ تھا کہ علماء کے ظاہری علم کے مقابلے میں صوفیاء کے باطنی علم کو فوقیت حاصل ہے۔ انھوں نے اساتذہ کی درجہ بندی کی جس کے مطابق مرشدین طریقت، علماء سے اعلیٰ درجہ پر ہیں۔ علماء دین، دنیاوی علوم کے اساتذہ سے برتر ہیں۔ ظاہری علم پڑھانے والوں میں فقہ اور کلام کے اساتذہ کا درجہ صرف ونحو کے اساتذہ سے برتر ہے جب کہ صرف ونحو کے اساتذہ فلسفہ کے اساتذہ سے برتر ہیں[۱۸]۔

شیخ احمد علیہ الرحمۃ نے یہ واضح کیا کہ کوئی صوفی یا ولی اپنے پیغمبر کی تعلیمات پر عمل کیے بغیر روحانیت کے اعلیٰ درجات طے نہیں کر سکتا۔ ان کے مطابق کمال ولایت، کمال نبوت کے سمندر کے سامنے ایک

قطرے کی مانند ہے۔ پیغمبر، فرشتوں سے بھی افضل ہیں اور ولایت کسی بھی لحاظ سے پیغمبری سے برتر نہیں ہو سکتی [19]۔

شیخ احمد علیہ الرحمۃ نے روحانیت کے تین درجات بیان کیے۔ ولایت، شہادت، صدیقیت۔ ولایت ایک صوفی کی ترقی کا ابتدائی درجہ ہے جس میں وہ سکر کی کیفیت میں ہوتا ہے اور صحو سکر کے ماتحت ہوتا ہے۔

دوسرا درجہ شہادت کا ہے جس میں صحو سکر پر حاوی ہو جاتا ہے سب سے بلند درجہ صدیقیت ہے جس کے اوپر صرف نبوت کا درجہ ہے۔ صدیقیت اور نبوت میں سکر کا کوئی دخل نہیں لہٰذا ان درجات میں ہونے والے روحانی مکاشفات و معاملات شریعت کے عین مطابق ہوتے ہیں۔ صدیق کو تمام علوم ''الہام'' کے ذریعے حاصل ہوتے ہیں جبکہ پیغمبر کو فرشتے کے ذریعے وحی سے۔ صدیق مقام نبوت کی اتباع کی بنا پر ہے جبکہ نبی کا علم حتمی اور امت کے لیے شریعت کا حکم رکھتا ہے [20]۔

شیخ احمد علیہ الرحمۃ کو یقین تھا کہ وہ درجہء ولایت سے گزر چکے ہیں اور درجہء شہادت پر قایم ہو چکے ہیں جبکہ درجہء صدیقیت کا نقطہء آغاز ہے۔ یہ روحانی ترقیاں انہیں سلسلہء نقشبندیہ کے امتیاز کی بنا پر حاصل ہوئیں جس میں صوفیانہ روایات شجرہ، دستار اور مراقبہ سے زیادہ صحبت شیخ اہم ہوتی ہے [21،22]۔

شیخ احمد علیہ الرحمۃ کے مطابق سلسلہء نقشبندیہ کو یہ خصوصی امتیاز حاصل ہے کہ اس سلسلہ میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ذریعے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے روحانی فیوض و برکات جاری ہیں۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا سلسلہ والد کی طرف سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور والدہ کی طرف سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے، آپ کی والدہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔ پس سلسلہء نقشبندیہ میں طریقت علی کرم اللہ وجہہ جس کی بنیاد علوم کی کثرت پر ہے اور طریقت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جس کی بنیاد عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے کا امتزاج موجود ہے۔

شیخ احمد علیہ الرحمۃ کے مطابق سلسلہ نقشبندیہ کو اس لیے بھی یہ امتیاز حاصل ہے کیونکہ اس میں نظریہ ''وحدۃ الوجود'' کی تشریح تنزیہ کی بنیاد پر کی گئی ہے۔ اور ''وحدۃ الوجود'' سے ''وحدۃ الشہود'' کی جانب عروج حاصل ہوتا ہے۔ ان کے مطابق ''ہمہ اوست'' اور ''ہمہ از اوست'' کے لفظی معنی مختلف ہیں لیکن حقیقی مفہوم ایک ہی ہے۔ صوفیاء جب ہمہ اوست کا نعرہ لگاتے ہیں تو اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے جلوؤں کے اظہار کی

مختلف شکلیں ہیں لیکن اس سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ اظہار کی یہ صورتیں خود اللہ تعالیٰ ہیں۔ یہی مفہوم علماء کے ''ہمہ اوست'' کا ہے۔ اس معاملے میں شیخ احمد علیہ الرحمۃ، علماء کے ہم خیال ہیں جن کے نظریے کی بنیاد تنزیہ پر ہے[۲۳]۔

تصوف میں شیخ احمد علیہ الرحمۃ کے نظریہ ''وحدۃ الوجود'' کی ترویج سے یہ خیال راسخ ہو گیا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے دوسرے ہزار سال کے مجدد کے طور پر فائز کیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں لیکن سنی روایات کے مطابق اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ ہر صدی میں خالص سنت کو زندہ کرنے کے لیے ایک مجدد بھیجے گا، جن میں سب سے آخری حضرت مہدی علیہ السلام ہوں گے[۲۴]۔

شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو انتہائی اہم فرائض انجام دینے تھے۔ یہ پہلے ہزار ہجری سال کا اختتام تھا اور اکبر کا دورِ حکومت جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے روحانیت کو ایک نیا رخ دیا۔ اپنے بڑے صاحبزادے محمد صادق کو ایک مکتوب میں آپ نے لکھا کہ:

''خاتم النبیین کی تشریف آوری سے پہلے دو عالم کی تاریکیوں کو دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً مختلف انبیاء بھیجے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس امت کے علماء کو وہی رتبہ دیا جو بنی اسرائیل کے انبیاء کا تھا لہٰذا ہر صدی کے اختتام پر شریعت کو زندہ کرنے کے لیے ایک مجدد بھیجا گیا۔ اسی طرح ظہور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہر ہزار سال کے آخر میں ایک جلیل القدر پیغمبر بھیجا گیا''

شیخ احمد علیہ الرحمۃ کے مطابق پچھلے ایک ہزار سال کے دوران کوئی عالم اور صوفی ایسا نہیں تھا جس نے روحانی اور دیگر شرعی علوم کی اتنی ترویج کی ہو جتنی انھوں نے خود کی۔ اس بات سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ شیخ احمد کو یہ یقین تھا کہ وہی دوسرے ہزار ہجری سال کے مجدد ہیں[۲۵]۔

اپنے خلیفہ میر محمد نعمان کے نام ایک مکتوب میں آپ نے لکھا کہ:

''دوسرے ہزار سال میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ مجدد ہزارۂ دوم کے ذریعے ہی ممکن ہے[۲۶] اور اقطاب، اوتاد، ابدال اور نقبا بھی اسی مجدد سے فیض حاصل کرتے ہیں''[۲۷]

شیخ احمد علیہ الرحمۃ نے اپنے خلیفہ شیخ محمد ہاشم کشمی کو مطلع کیا کہ وقت کے جلیل القدر عالم اور روحانی بزرگ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی علیہ الرحمۃ نے انہیں (شیخ احمد کو) ''مجدد الالف الثانی'' کے طور پر مخاطب کیا[۲۸]۔

شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ کے مجدد ہزارۂ دوم ہونے کے اعلان سے اس دور کے علماء اور درباری عہدیداروں میں کھلبلی مچ گئی۔ چنانچہ جہانگیر نے اپنے دورِ حکومت کے چودھویں سال (۱۶۱۹ء) آپ کو اپنے دربار میں طلب کیا اور خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کے نام مکتوب میں آپ نے جن روحانی مدارج کا تذکرہ کیا تھا ان کی وضاحت طلب کی[۲۹]۔ شیخ احمد علیہ الرحمۃ نے تمام الزامات کا تسلی بخش جواب دیا تاہم جہانگیر کے مطابق آپ کے جوابات اطمینان بخش نہیں تھے اور اس نے عوامی اضطراب کو مدھم کرنے کے لیے انی رائے سنگھ دلالان کی تحویل میں دے کر آپ کو قلعہ گوالیار میں قید کرا دیا[۳۰]۔ آپ کی اسیری نے آپ کے خاندان اور خلفاء کو بے چین کر دیا اگرچہ آپ نے بڑے صبر و استقامت کا ثبوت دیا۔ جہانگیر نے اپنے دورِ حکومت کے پندرہویں برس شیخ احمد علیہ الرحمۃ کو خلعت اور ہزار اشرفیاں دے کر رہا کر دیا۔ جہانگیر نے آپ کو شاہی دربار میں رہنے یا واپس سرہند جانے کا اختیار دیا بقول جہانگیر آپ نے اپنی اسیری کو نعمت قرار دیا اور شاہی قافلہ میں رہنا پسند کیا[۳۱]۔ (جہانگیر کا یہ قول کہ شیخ احمد سرہندی نے قافلہ میں رہنا پسند کیا، مکتوبات شریف سے ثابت نہیں ہوتا) ایک روایت کے مطابق شیخ احمد علیہ الرحمۃ نے اپنی اسیری کو رحمت قرار دیا کیونکہ اس دوران انھوں نے پورا قرآن کریم حفظ کر لیا[۳۲]۔ تقریباً تین برس تک شیخ احمد علیہ الرحمۃ شاہی دربار میں رہے اس دوران ان کا وقت تبلیغ و ارشاد اور وعظ و نصیحت میں گزرا، ایسی محافل میں بسا اوقات جہانگیر بادشاہ بھی شریک ہوتا تھا۔ شیخ احمد علیہ الرحمۃ کے مریدین اور خلفاء اس بات پر مسرور تھے کہ پورا شاہی قافلہ ہی خانقاہ میں تبدیل ہو گیا تھا[۳۳]۔ شاہی دربار میں بے راہ روی کا قلع قمع ہو گیا اور نظامِ اہل سنت کی ترویج ہو سکی۔

اپنے دورِ حکومت کے اٹھارہویں برس (۱۶۲۳ء) جہانگیر نے اپنی پچپن ویں سالگرہ کے موقع پر اپنے وزن کے برابر سونا اور جواہرات لوگوں میں تقسیم کیے جن میں شیخ احمد علیہ الرحمۃ بھی شامل تھے[۳۴]۔ (اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جہانگیر کی نظر میں آپ کی عزت و وقار تھا۔ شیخ احمد علیہ الرحمۃ وصال سے تقریباً چھ ماہ قبل ۱۰۳۳ھ/۱۶۲۳ء میں شاہی دربار سے سرہند تشریف لے گئے اور خلوت گزیں ہو گئے) ۲۸،

صفر المظفر ۱۰۳۴ھ/۱۰ر دسمبر ۱۶۲۴ء شیخ احمد کا وصال ہو گیا [۳۵]۔

☆ ☆ ☆

مآخذ و مراجع:

۱ زبدۃ المقامات، ص ۸۸۔۱۶۸، حضرات القدس، دفتر دوم، ص ۲۷۔۳۱

۲ مولانا کمال کا تعلق کشمیر کے ایک مشہور اہل علم خاندان سے ہے ان کے بھائی ملا جمال سیالکوٹ میں فاضل استاد تھے۔ شیخ کمال کشمیری سلسلہ نقشبندیہ میں عبد الحکیم سیالکوٹی کی وساطت سے داخل ہوئے۔ شیخ کمال نے ۱۰۱۷ھ/ ۹۔۱۶۰۸ء میں وصال فرمایا اور سیالکوٹ میں مدفون ہوئے (واقعات کشمیر، ص ۱۱۹۔۱۲۵)

۳ سید اطہر عباس رضوی: ہسٹری آف صوفی ازم ان انڈیا، ج۔ اول، ص ۲۹۷۔۲۹۸
ریلیجس اینڈ انٹلیکچول ہسٹری آف مسلمز، ص ۱۸۹۔۱۹۰

۴ زبدۃ المقامات، ص ۱۲۷۔۱۲۸

۵ حضرات القدس، دفتر دوم، ص ۳۲

۶ زبدۃ المقامات، ص ۱۲۱

۷ المنقذ من الضلال، بیروت ۱۹۵۹ء، ص ۱۸، ۲۰۔۲۷

۸ زبدۃ المقامات، ص ۱۳۱۔۱۳۲

۹ یوحنا فریڈمین: شیخ احمد سرہندی، میکگل یونیورسٹی ۱۹۷۱ء، ص ۱۳

۱۰ زبدۃ المقامات، ص ۱۳۲

۱۱ حضرات القدس، دفتر دوم، ص ۳۳

۱۲ سید اطہر عباس رضوی: مسلم ریوائیولسٹ موومنٹ، ص ۲۵۷

۱۳ زبدۃ المقامات، ص ۱۳۷

۱۴ احمد سرہندی: مبداء و معاد، کانپور ۱۳۵۹ھ ۱۹۰۲ء، ص ۶

۱۵ مبداء و معاد، ص ۵۵۰

۱۶ مکتوبات شیخ عبد الحق بنام شیخ احمد سرہندی

۱۷ مبداء و معاد، ص ۳۱

۱۸ ایضاً، ص ۳۷۔ ۳۸

۱۹ مکتوبات امام ربانی، جلد اول، مکتوب ۲۶۵، ۲۹۱

۲۰ معارف لدنیہ، مخطوطہ تاشقند، ورق۔ (b-۶۵)

۲۱ مکتوبات امام ربانی، جلد اول، مکتوب ۲۹۵

۲۲ مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، مکتوب ۱۸

۲۳ شرح رباعیات، مخطوطہ تاشقند، اوراق ab۷۲

۲۴ سنن ابی داؤد، جلد دوم قاہرہ ۱۹۵۱ء، ص ۵۱۸

۲۵ مکتوبات امام ربانی، جلد اول، مکتوب ۲۳۴

۲۶ ایضاً، جلد اول، مکتوب ۲۶۱

۲۷ ایضاً، جلد دوم، مکتوب ۴

۲۸ زبدۃ المقامات، ص ۱۷۶، مسلم ریوائیولسٹ موومنٹ، ص ۲۶۵

۲۹ مکتوبات امام ربانی، جلد اول، مکتوب ۱۱

۳۰ مسلم ریوائیولسٹ موومنٹ، ص ۲۸۶، ۲۹۶

۳۱ تزک جہانگیری، ص ۳۵۸، مسلم ریوائیولسٹ موومنٹ، ص ۲۹۶

۳۲ معارج الولایت، مخطوطہ اوراق ab۵۸۷

۳۳ مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، مکتوب ۴۳، ۷۲، ۱۰۶، مسلم ریوائیولسٹ موومنٹ، ص ۳۵۴، ۳۵۶

۳۴ تزک جہانگیری، ص ۳۷۵

۳۵ زبدۃ المقامات، ص ۲۹۲، ۲۶۵، حضرات القدس، ص ۲۱۲، ۲۱۹

☆ ☆ ☆

المحبة نسبة بين اثنين

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ایک مردِ حق آگاہ

(مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی.... حیات وخدمات)

ڈاکٹر عبدالوارث خاں

(جامعہ ملیہ، نئی دہلی)

☆☆

زندگی کی راہ پانے کے لیے انسان ہمیشہ خدا کی رہنمائی کا محتاج رہا ہے۔ انسانوں کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے کتابیں نازل کیں، لیکن انسانوں کی فطرت ہے کہ وہ زندگی کے تمام معاملات میں کوئی ان کے ساتھ شریک ہوکر اپنے قول وعمل سے ان کی تربیت ورہنمائی کرے اور ان کے اندر اتباع حق کا جذبہ پیدا کرے۔ انسانوں کی اس ضرورت کی تکمیل کے لیے خدا نے کتاب کے ساتھ رسول بھی بھیجے جنہوں نے لوگوں کے سامنے کتاب اللہ کے مفہوم کو واضح کیا اور انسانوں کی رہنمائی کی۔ ہندوستان بھی ان نفوس قدسیہ سے محروم نہ رہا۔

شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ اپنے فرزند جلیل خواجہ محمد سعید علیہ الرحمۃ کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

> ''یہاں تک کہ سرزمین ہند میں بھی پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں اور صانع جل شانہٗ کی طرف دعوت فرمائی ہے اور ہندوستان کے بعض شہروں میں محسوس ہوتا ہے کہ انبیاء کے انوار شرک کے اندھیروں میں مشعلوں کی طرح روشن ہیں''[۱]

ہندوستان کی سرزمین صوفیائے کرام اور بزرگان دین کی دعوتی سرگرمیوں کا بھی مرکز رہی ہے۔ ملک کا کوئی حصہ ایسا باقی نہیں ہے جہاں کسی نہ کسی سلسلے کے صوفی درویش نہ پہنچے ہوں۔ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ اور

سہروردیہ سلسلوں کے مشائخ ودیگر بزرگوں نے اس ملک کو اپنی دینی وتبلیغی سرگرمیوں کا مرکز بنایا اور بندگان خدا کے اندر مذہب اسلام کی شمع روشن کی اور مسلمانوں کی اصلاح کا فریضہ انجام دیا۔ ان بزرگوں میں امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ کا نام بہت نمایاں ہے۔ آپ کی ذات گرامی عالم اسلام اور بالخصوص ہندوستان کے لیے باعثِ افتخار ہے۔

تعارف:

آپ کا نام احمد، لقب بدرالدین اور کنیت ابوالبرکات ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۹۷۱ھ/ ۱۵۶۴ء میں مشرقی پنجاب کے قصبہ سرہند میں ہوئی۔ خواجہ محمد ہاشم کشمی نے لکھا ہے کہ خردسالی میں آپ علیل ہو گئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو حضرت شاہ کمال کیتھلی قادری کے پاس لے گئیں اور دعا کی درخواست کی۔ شاہ کمال نے فرمایا:

> ''پریشان خاطر نہ ہو یہ بچہ عمر پائے گا اور خلق خدا اس سے فیض یاب ہو گی''[۲۰۰]

آپ کا سلسلہ نسب خلیفہ دوم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ شیخ مجدد علیہ الرحمۃ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی اور کم عمری میں حافظ قرآن ہو گئے۔ تفسیر، فقہ اور دوسرے علوم ظاہری و باطنی کی تعلیم علامہ کمال الدین کشمیری، شیخ یعقوب صرفی اور قاضی بہلول بدخشانی وغیرہ سے حاصل کی۔ آپ کے والد ماجد شیخ عبدالاحد کو شیخ عبدالقدوس گنگوہی سے بیعت کا شرف حاصل ہونے کی وجہ سے آپ نے چشتیہ، قادریہ اور سہروردیہ سلسلہ کی خلافت شیخ رکن الدین سے حاصل کی۔

سفینۃ الاولیاء میں داراشکوہ کا بیان ہے کہ:

> ''شیخ احمد کابلی قدس سرہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کا وطن سرہند ہے، سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کے مرید ہیں اور قادریہ و چشتیہ مشائخ سے بھی اجازتِ ارشاد حاصل ہے، وہ صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے، اواخر احوال میں آپ پر بعض لوگوں نے تہمت لگائی کہ وہ اپنے مرتبے کو خلفائے راشدین کے مرتبہ سے زیادہ سمجھتے ہیں لیکن یہ

بات خالص افتراء ہے''[۳]

آپ نے آگرہ میں فیضی کی تفسیر ''سواطع الالہام'' میں تعاون دیا۔ شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ اور شاگرد مولانا بدرالدین سرہندی نے ''حضرات القدس'' میں لکھا ہے:

''آپ نے تفسیر غیر منقوطہ کی تحریر میں فیضی کو بڑی مدد دی اور تفسیر کا ایک حصہ لکھ کر دیا تھا''[۴]

لیکن شیخ احمد سرہندی نے ابوالفضل اور فیضی کے گمراہ کن افکار وخیالات پر بے باک تنقید کی اور اختلافات کی وجہ سے علیحدگی اختیار کر لی۔ خواجہ محمد ہاشم کشمی زبدۃ المقامات میں لکھتے ہیں:

''ابوالفضل نے امام غزالی علیہ الرحمۃ کی شان میں گستاخی کی جس کی وجہ سے آپ نے اس سے یہ کہہ کر علیحدگی اختیار کر لی کہ اگر ہم جیسے اہل علم سے تم کو ملنے کا شوق ہے تو ایسے دور از ادب الفاظ سے اپنی زبان کو روکو''[۵]

فیضی سے اختلاف کے بعد آپ سرہند چلے گئے مولانا احسان اللہ گورکھپوری، سوانح عمری حضرت مجدد الف ثانی سرہندی علیہ الرحمۃ میں لکھتے ہیں:

''حضرت مجدد عرصے تک اکبر آباد میں رہے آپ کے والد مخدوم عبدالاحد آئے اور اپنے ساتھ سرہند واپس لے گئے۔ واپسی پر شیخ سلطان کی لڑکی سے حضرت مجدد کا عقد ہوا کہا جاتا ہے کہ اس عقد کی بابت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے شیخ سلطان کو خواب میں علم ہوا تھا۔ اس عقد سے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی مالی حالت اچھی ہوگئی اور ایک نئی حویلی آپ نے اپنے لیے سرہند میں بنوائی''[۶]

حضرت خواجہ باقی باللہ سے بیعت اور روحانی ارتقاء:

شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ نے دوران سفر حج ہندوستان میں نقشبندیہ سلسلہ کے بانی خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ سے دہلی میں ملاقات کی اور بیعت ہو کر نقشبندیہ سلسلہ اختیار کیا رودِ کوثر میں شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں:

''حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اپنی تمام عمر میں تین بزرگوں سے حلقہ بیعت میں داخل ہوئے ایک ان کے والد بزرگوار تھے دوسرے خواجہ باقی باللہ قدس سرہ تیسرے شیخ یعقوب صرفی کشمیری، مؤخر الذکر کا بھی ان کی علمی و روحانی زندگی میں ایک اہم مقام ہے''۷

شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ اپنے مرشد سے ملاقات کی تفصیل بیان کرتے ہیں:

''آپ والد کی وفات کے بعد حج کے ارادے سے گھر سے نکلے راستے میں دہلی تھی جب آپ وہاں پہنچے تو مولانا حسن کشمیری کے ایک شاگرد جو آپ کے دوستوں اور حضرت خواجہ کے مخلصوں میں سے تھے آپ سے حضرت خواجہ سے ملاقات کا اظہار کر کے ملاقات کی تحریک کی اور آپ کے ہمراہ حضرت خواجہ کی خدمت عالیہ میں اواخر ربیع الثانی ۱۰۰۸ھ دسمبر ۱۵۹۹ء کے وسط میں پہنچے۔ حضرت خواجہ صاحب نے آپ سے خلاف عادت خانقاہ شریف میں چند دن قیام کرنے کے لیے کہا آپ نے ایک ہفتہ قیام کا وعدہ کیا لیکن رفتہ رفتہ دو ڈھائی مہینے کی نوبت پہنچ گئی اور رجب کا مہینہ آ گیا''۸

تیسری ملاقات میں مرشد خواجہ باقی باللہ (م۔ ۱۰۱۲ھ) نے آپ کو خلعت وخلافت عطا فرما کر اپنے فرزندوں کو تعلیم و تربیت کے لیے آپ کے سپرد کر دیا حالانکہ شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ نے پہلی ہی ملاقات میں محسوس کر لیا تھا کہ یہ باکمال صحبت بلندیوں تک لے جائے گی چنانچہ آپ نے اپنے خلیفہ خواجہ محمد ہاشم کشمی سے فرمایا:

''جس روز سے فقیر نے اپنے خواجہ قدس سرہ کی خدمت عالیہ میں تعلیم طریقت حاصل کرنی شروع کی اسی روز مجھے یقین ہو گیا تھا کہ عنقریب اللہ سبحانہ وتعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے مجھ کو راہ طریقت کی معراج تک پہنچا دے گا ہر چند کہ اپنے اعمال واحوال پر نظر جاتی تو اس یقین کی نفی کرتا مگر چین نہیں آتا اور زبان پر اکثر یہ شعر رہتا:

ازیں نورے کہ از تو بردلم تافت
یقیں دانم کہ آخر خواہمت یافت[9]

شیخ احمد سرہندی اپنے مرشد خواجہ باقی باللہ کے فیض روحانی کا تذکرہ کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں:

''اس فقیر کو یقین تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کے بعد اس قسم کی صحبت اور تربیت وارشاد ہرگز کہیں نہیں دیکھی گئی ہوگی فقیر اس نعمت پر خدا کا شکر ادا کرتا ہے کہ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مشرف نہیں ہوا لیکن اس صحبت کی سعادت سے محروم بھی نہیں رہا''[10]

جس طرح حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کو پہچانا اسی طرح حضرت خواجہ باقی باللہ نے شیخ مجدد کو پہچانا لہٰذا خواجہ باقی باللہ نے کابل سے دہلی جاتے وقت راستے میں سرہند سے گزرنے کے دوران جو مشاہدہ کیا اس کا ذکر شیخ احمد سرہندی سے اس طرح فرمایا:

''فقیر نے دیکھا کہ ایک بڑا چراغ روشن کیا گیا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کی روشنی بڑھتی گئی لوگ ہزاروں چراغ اس سے روشن کر رہے ہیں حتیٰ کہ میں سرہند کے قریب پہنچا تو وہاں کے دشت ودر کو چراغوں سے منور پایا یہ اشارہ بھی تمہاری ہی طرف تھا''[11]

ایک دوسری جگہ خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ نے آپ کے بارے میں یہ پیشین گوئی فرمائی:

''ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ آگے چل کر ایک ایسا روشن چراغ بن جائیں گے جس سے جہان روشن ہوں گے۔ الحمد للہ! ان کے احوال کامل کو دیکھ کر مجھے اس بات کا یقین ہو گیا ہے''[12]

ایک دوسری جگہ اس سے بھی بڑی بات خواجہ باقی باللہ فرماتے ہیں:

''میاں شیخ احمد! ایک آفتاب ہیں کہ ہم جیسے بہت سے تارے ان کی روشنی میں گم ہیں''[13]

مکتوبات ایک تعارف:

صوفیہ ومشائخ نے بیعت وارشاد کے ساتھ ساتھ لوگوں کی رہنمائی کے لیے ملفوظات بھی لکھوائے۔ اسلامی شریعت سے روشناس کرانے کے لیے ہدایات بھی قلم بند کرائیں اور جن لوگوں سے دوری کی وجہ سے

ملاقات ممکن نہ تھی انھیں خطوط بھیج کر اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی تلقین بھی فرمائی۔ مکتوبات کے حوالے سے صوفیاء کرام اور بزرگوں میں شیخ احمد سرہندی بہت مشہور ہیں۔ یہ مکتوبات دراصل فارسی زبان میں ہیں مگر ان کی سماجی افادیت کے پیش نظر دوسری زبانوں میں منتقل کیا گیا ہے۔

شیخ اکرام نے اپنی کتاب رودِ کوثر میں ان مکتوبات کے متعلق تفصیلات پیش کی ہیں وہ لکھتے ہیں:

''مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی زندگی ہی میں مرتب ہو گئے تھے ان کی تین جلدیں ہیں۔

دفتر اول: جسے درالمعرفت بھی کہتے ہیں، ۳۱۳ خطوط پر مشتمل ہے۔ اسے خواجہ یار محمد بدخشی نے ۱۶۱۶ء میں یعنی محبوسی سے تین سال قبل ترتیب دیا ہے۔ یہ مجموعہ سب سے مفصل ہے۔

دفتر دوم: جس کا تاریخی نام نورالخلائق ہے ۱۶۱۹ء میں یعنی واقعہ قید سے ذرا پہلے مرتب ہوا جسے خواجہ عبدالحی نے خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کے ایما پر جمع کیا۔ ان میں صرف ۹۹ خطوط ہیں، لیکن ان میں بعض بڑے طویل اور مفصل ہیں۔

دفتر سوم: جو معرفت الحقائق کے نام سے مشہور ہے جس کی ترتیب میر محمد نعمان نے شروع کی لیکن انھوں نے صرف تیس کے قریب مکاتیب جمع کیے تھے باقی کو خواجہ محمد ہاشم کشمی برہانپوری نے ۱۶۲۲ء میں نقل کیا ہے۔''[۱۴۰]

مکتوبات امام ربانی نے ہر دور میں لوگوں کے لیے ہدایت و رہنمائی کا کام کیا ہے۔ تاج الفحول نمبر میں ہے:

''امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ کے مکتوبات جس میں دریافت طلب امور کا شریعت حقہ کی روشنی میں تفصیلی جواب دیا گیا ہے دو ضخیم جلدوں میں ہیں یہ مکتوبات کئی حصوں پر مشتمل ہیں جن میں مختلف دینی امور سے متعلق سیکڑوں خطوط ہیں۔ ان خطوط کی علمی

وادبی اہمیت ہر دور میں مسلم رہی ہے۔ زبان وادب کے طالب علم اور متلاشیان دین ہر دور میں اس سے استفادہ کرتے رہیں گے'' ۱۵

شیخ مجدد علیہ الرحمۃ نے اپنے مکتوبات کے ذریعہ جس طرح بندگان خدا کی زندگیوں میں ایک انقلاب برپا کردیا تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ صوفی عبدالستار طاہر لکھتے ہیں:

''دور اکبری وجہانگیری میں ہزاروں کی اصلاح ہوئی وہ مومن صادق بنے۔ ہزاروں لوگ فسق وفجور سے تائب ہوکر داخل اسلام ہوئے اور آج تک اس کا فیض جاری وساری ہے'' ۱۶

مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں:

''تصوف اسلام کے ذخیروں میں سب سے زیادہ اثر میرے اوپر دو ہی کتابوں کا پڑا ہے۔ نمبر اول پر مثنوی ہے جس نے دہریت والحاد سے کھینچ کر مجھے اسلام کی راہ دکھائی اس اجمال کے بعد ضرورت تفصیل کی تھی یعنی اسلام کے اندر عقائد واعمال میں متعین راہ کون سی اختیار کی جائے۔ اس باب میں شمع ہدایت کا کام مکتوبات ہی نے دیا'' ۱۷

ان مکتوبات میں مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے نام نہاد صوفیاء کے گمراہ کن افکار وخیالات اور خلاف سنت طریقوں ورسم ورواج، درباری علماء سو کی ذاتی مفاد پر مبنی اسلام مخالف دشمنی جس کے نتیجے میں امراء اور خاص کر عہد اکبری وجہانگیری کی (ابتدائی حصہ میں) مخالفت، مذہب سے بیزاری اور اہل سنت والجماعت کے خلاف محاذ آرائی کا بڑا خوش اسلوبی سے احاطہ کیا ہے، خاص کر دین الٰہی کا وہ فتنہ جو درباری علماء کی ذہنی اختراع اور سلطان کو خوش کرنے کی مذموم کوشش تھی۔ آپ نے ان مکتوبات کے ذریعہ ملت اسلامیہ کا جس طرح تحفظ کیا ہے اس کے پیش نظر ان مکتوبات کی دینی وسماجی اہمیت سے ملت اسلامیہ کو عموماً اور صوفیائے کرام کو خصوصاً متعارف کرایا جائے۔

اکبری عہد حکومت اور شیخ احمد سرہندی کی اصلاحی کوششیں:

مغل فرماں روا اکبر نے اپنے درباری علمائے سوء کے مشورے سے ایک نئے مذہب دین الٰہی کی

بنیاد رکھی تو شیخ مجدد علیہ الرحمۃ نے حالات کا جائزہ لیا اور اس ملحدانہ تحریک کے مقابلے کے لیے وسیع پیمانے پر تحریک چلائی۔ اصلاح معاشرہ اور اشاعت اسلام کے لیے اپنے خلفاء و مریدین کو ملک کے مختلف علاقوں میں بھیجا۔ اعیان مملکت، فوج کے اعلیٰ افسروں اور ریاست کے امراء و گورنروں کو خطوط کے ذریعہ احیائے اسلام اور نفاذ شریعت کی دعوت دی اور بدعات و خرافات کے خاتمہ کے لیے علماء و مشائخ کو لکھا۔

مولانا ابوالکلام آزاد اپنی کتاب تذکرہ میں شیخ مجدد کی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''شہنشاہ اکبر کے عہد کے اختتام اور عہد جہانگیری کے اوائل میں کیا ہندوستان علماء و مشائخ حق سے بالکل خالی ہو گیا تھا؟ کیسے کیسے اکابر موجود تھے؟ لیکن مفاسد وقت کی اصلاح و تجدید کا معاملہ کسی سے بھی بن نہ آیا صرف مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کا وجود گرامی ہی'' تن تنہا'' اس کاروبار کا کفیل ہوا''[۱۸]

حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ نے مغل بادشاہ اکبر کے عہد میں اپنی تحریری اور تبلیغی کوششوں کا آغاز کیا۔ یہ ظلم و ستم کا دور تھا کسی کی مجال نہ تھی کہ اسلام اور اسلامی شعائر کے متعلق کچھ کہہ سکے۔ ایک اطالوی سیاح ''مینوکی'' نے لکھا ہے:

''میں نے دیکھا ایک سڑک کے دونوں طرف درختوں پر مقتولوں کی گردنیں لٹکی ہوئی ہیں''[۱۹]

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے خسر شیخ سلطان بھی اسی زمانہ میں شہید کیے گئے ایک مکتوب میں ان ناگفتہ بہ حالات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں:

''بعض تکلیفیں لوگوں کی طرف سے اس فقیر پر گزریں اور انھوں نے بہت ظلم و ستم کیے اور فقیر سے تعلق رکھنے والے بہت سے لوگوں کو ناحق طور پر ان لوگوں نے برباد اور جلاوطن کر دیا''[۲۰]

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ان ایذا رسانیوں کے باوجود مسلسل جد و جہد فرماتے رہے اپنی دعوتی سرگرمیوں میں حائل ان مشکلات کا آپ نے جس اولوالعزمی سے مقابلہ کیا ہے اس سے آپ کی ہمت مردانہ اور جرأت مومنانہ کا پتا چلتا ہے۔ اس وقت آپ کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ اس الحاد کا تھا جو دین

الٰہی کے نام سے ہندوستان میں فروغ پا رہا تھا۔

عہد اکبری میں دین الٰہی کے نام پر اسلام کی تصویر کو مسخ کرنے کی مذموم کوشش جاری تھی اور شعائر اسلام کو ختم کرنے کی منصوبہ بند جدوجہد ہو رہی تھی۔ کلمہ طیبہ میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جگہ اکبر خلیفۃ اللہ پڑھا جانے لگا، گائے کی قربانی پر پابندی لگادی گئی، خنزیر ناپاک و نجس نہ رہا، شراب و جوا عام ہوگیا، پردہ پر پابندی لگا کر عورتوں کو بے حجاب کر دیا گیا، سجدۂ تعظیمی کو لازمی قرار دیا گیا، مساجد شہید اور مدارس بند کر دیے گئے اس سلسلے میں روضۃ القیومیۃ کے مصنف خواجہ محمد احسان مجددی رقم طراز ہیں:

> ''اکبر نے اسلام سے منحرف ہونے کے بعد چہل تن مجلس قایم کی۔ یہ مجلس ہر مسئلہ کو اپنی ناقص عقلوں کی سان پر چڑھاتی اگر کوئی مسئلہ ان کی عقل میں آتا تو اسے دین الٰہی کا حصہ بنالیا جاتا ورنہ بازیچہء اطفال قرار دے دیا جاتا، غسل جنابت ساقط کر دیا گیا، انسان کی منی کو خلاصہء انسانیت قرار دیا گیا، تجہیز و تکفین کو ایک فرسودہ رسم قرار دیا گیا، ساری مملکت میں شراب نوشی کی عام اجازت دے دی گئی۔ ملا عبد القادر بدایونی نے ایسے علماء و قاضیوں کے نام لکھے ہیں جو کثرت شراب نوشی سے مر گئے تھے۔ نکاح کے معاملے میں یہ نعرہ عام تھا ''خدا یکے وزن یکے'' شیطان پورہ کی تعمیر کی گئی، جس میں زنا کی اجازت عام تھی، سود حلال کر دیا گیا، ایک درباری عالم قاضی عبد السمیع نے رشوت لینا فرض قرار دے ڈالا، داڑھی منڈانے کا عام رواج ہوگیا''۲۱

اکبر نے مذہب اسلام، اسلامی تعلیمات اور شعائر اسلام کو فرسودہ قرار دے کر اسلام اور مسلمانوں کی اپنی جداگانہ شناخت کو ختم کر کے ایک ہی لڑی میں پرونے کے لیے تمام مذاہب کی تعلیمات کو ملا کر ایک نئے مذہب دین الٰہی کی بنیاد رکھی تاکہ وحدت ادیان کے نظریہ کو مستحکم کیا جا سکے۔ شیخ مجدد علیہ الرحمۃ نے صاف صاف اعلان کر دیا کہ وحدت ادیان کا تصور صرف سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکا دینے کے سوا کچھ نہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ کافر اور مسلمان اپنی جداگانہ شناخت رکھتے ہیں وہ دونوں ایک دوسرے کی ضد

ہیں اور اجتماع ضدین محال ہے کیونکہ ایک کا قریب ہونا اور قایم کرنا دوسرے سے دور ہونے کا سبب بنے گا
ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

''حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں اہل کفر کو اپنا اور اپنے پیغمبر
کا دشمن قرار دیا ہے اس لیے خدا اور اس کے دشمنوں کے ساتھ
اتحاد اور محبت بڑا گناہ ہے'' ۲۲

ایسے حالات پیدا ہو گئے تھے کہ مسلمان ایک مسلمان بادشاہ کے عہد حکومت میں احکام اسلام جاری
کرنے سے عاجز اور اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے سے قاصر تھے۔ شیخ مجدد علیہ الرحمۃ ایک امیر کو اپنے
مکتوب میں بادشاہ کی اصلاح کے لیے زبانی جہاد کی تلقین کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''سبحان اللہ وبحمدہ! کہا گیا ہے شریعت زیر شمشیر ہے اور شریعت کی
رونق وصفا بادشاہوں کے دم سے لیکن یہاں معاملہ برعکس ہو گیا ہے۔
افسوس صد افسوس۔ آج تمہارے وجود کو ہم غنیمت سمجھتے ہیں اور
سوائے تمہارے کوئی مرد میدان اس میدان میں ہم کو نظر نہیں آتا۔ حق
تعالیٰ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اہل بیت کے طفیل
آپ کا حامی ومددگار رہو۔ حدیث پاک میں ہے کہ تم میں سے کوئی اس
وقت تک مومن کامل نہیں ہو سکتا جب تک اس کو دیوانہ نہ کہا جائے۔
اس وقت دیوانگی جس کی بنیاد اسلامی غیرت وحمیت پر ہوتی ہے آپ
ہی کی فطرت میں نظر آتی ہے۔ یہ زبانی جہاد جس کا موقع تمہیں آج
میسر ہے بہت بڑا جہاد ہے۔ اس کو غنیمت جانو اور زیادہ سے زیادہ جہا
کے طالب رہو۔ یہ زبانی جہاد تلوار کے جہاد سے افضل ہے۔ ہم جیسے
بے دست وپا (جس کی بادشاہ تک رسائی نہیں) اس نعمت سے محروم
ہیں۔ ہم نے تم کو اس خزانے کا پتا دے دیا ہے اگرچہ ہمارا ہاتھ اس
تک نہیں پہنچ سکا تو شاید تم ہی اس کو پالو'' ۲۳

عہد جہانگیری میں سلطنت کو راہ راست پر لانے کے لیے آپ کی جدوجہد:

اکبر بادشاہ کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا جہانگیر تخت نشین ہوا تو امام ربانی علیہ الرحمۃ نے احیائے اسلام کے اپنے مشن کو اور تیز کر دیا اور دربار کے مقربین وحکومت کے اہم ارکین وعمائدین مثلاً شیخ فرید بخاری، جبار خاں، حکیم فتح اللہ اور خان خاناں وغیرہ کو مکتوبات اور ملاقاتوں کے ذریعہ بادشاہ کی اصلاح کی طرف توجہ دلائی۔ دربار جہانگیری کے ایک مقرب شیخ فرید تجاری کے نام ایک مکتوب میں آپ تحریر فرماتے ہیں:

''بادشاہ کی عالم سے وہی نسبت ہے جو دل کو بدن سے ہے اگر دل صحیح وصالح ہے تو بدن بھی صحیح وسالم ہوگا اور اگر وہ فاسد ہے تو بدن بھی فاسد ہوگا۔ بادشاہ کا صلاح عالم کا صلاح ہے اور اس کا فساد عالم کا فساد ہے۔ آج جبکہ اسلام کے غلبہ واقبال سے جو چیز مانع تھی، اس کے دور ہو جانے اور بادشاہ اسلام کے سریر آرائے سلطنت ہونے کا مژدہ خاص وعام کے کانوں تک پہنچا ہے۔ اہل اسلام نے اپنی ذمہ داری سمجھی کہ وہ بادشاہ کے مدد ومعاون بنیں اور شریعت کی ترویج اور ملت کی تقویت کا راستہ دکھائیں۔ یہ امداد وتقویت خواہ زبان سے میسر آئے خواہ ہاتھ سے جس قسم کی بھی ہو اس سے دریغ نہ کریں۔ سب سے بڑھ کر مدد یہ ہے کہ کتاب وسنت اور اجماع امت کے طریقہ پر شرعی مسائل کو بیان کریں اور عقائد کلامیہ کو ظاہر کریں تاکہ کوئی بدعتی اور گمراہ درمیان میں آکر بادشاہ کو راستہ سے نہ بہکا دے اور کام خراب نہ کر دے۔ امید ہے کہ جب حق تعالیٰ نے آپ کو بادشاہ کا قرب پورے طور پر بخشا ہے تو خلوت وجلوت میں اور پوشیدہ وعلانیہ شریعت محمدی کو رواج دینے میں آپ پوری کوشش کریں گے اور مسلمانوں کو ذلت وخواری سے نکالیں گے،،[۲۴]

مفتی صدر جہاں جو جہانگیر کے بچپن میں تعلیم کے نگراں بھی رہے اور عہد اکبری میں منصب صدارت

ہیں اور اجتماع ضدین محال ہے کیونکہ ایک کا قریب ہونا اور قایم کرنا دوسرے سے دور ہونے کا سبب بنے گا
ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

''حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں اہل کفر کو اپنا اور اپنے پیغمبر کا دشمن قرار دیا ہے اس لیے خدا اور اس کے دشمنوں کے ساتھ اتحاد اور محبت بڑا گناہ ہے'' ۲۲

ایسے حالات پیدا ہو گئے تھے کہ مسلمان ایک مسلمان بادشاہ کے عہد حکومت میں احکام اسلام جاری کرنے سے عاجز اور اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے سے قاصر تھے۔ شیخ مجدد علیہ الرحمۃ ایک امیر لو اپنے مکتوب میں بادشاہ کی اصلاح کے لیے زبانی جہاد کی تلقین کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''سبحان اللہ وبحمدہ! کہا گیا ہے شریعت زیر شمشیر ہے اور شریعت کی رونق وصفا بادشاہوں کے دم سے لیکن یہاں معاملہ برعکس ہو گیا ہے۔ افسوس صد افسوس۔ آج تمہارے وجود کو ہم غنیمت سمجھتے ہیں اور سوائے تمہارے کوئی مرد میدان اس میدان میں ہم کو نظر نہیں آتا۔ حق تعالیٰ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اہل بیت کے طفیل آپ کا حامی و مددگار ہو۔ حدیث پاک میں ہے کہ تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن کامل نہیں ہو سکتا جب تک اس کو دیوانہ نہ کہا جائے۔ اس وقت دیوانگی جس کی بنیاد اسلامی غیرت وحمیت پر ہوتی ہے آپ ہی کی فطرت میں نظر آتی ہے۔ یہ زبانی جہاد جس کا موقع تمہیں آج میسر ہے بہت بڑا جہاد ہے۔ اس کو غنیمت جانو اور زیادہ سے زیادہ جہا کے طالب رہو۔ یہ زبانی جہاد تلوار کے جہاد سے افضل ہے۔ ہم جیسے بے دست و پا (جس کی بادشاہ تک رسائی نہیں) اس نعمت سے محروم ہیں۔ ہم نے تم کو اس خزانے کا پتا دے دیا ہے اگرچہ ہمارا ہاتھ اس تک نہیں پہنچ سکا تو شاید تم ہی اس کو پالو'' ۲۳

عہد جہانگیری میں سلطنت کو راہ راست پر لانے کے لیے آپ کی جدوجہد:

اکبر بادشاہ کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا جہانگیر تخت نشین ہوا تو امام ربانی علیہ الرحمۃ نے احیائے اسلام کے اپنے مشن کو اور تیز کر دیا اور دربار کے مقربین وحکومت کے اہم ارا کین وعمائدین مثلاً شیخ فرید بخاری، جبار خاں، حکیم فتح اللہ اور خان خاناں وغیرہ کو مکتوبات اور ملاقاتوں کے ذریعہ بادشاہ کی اصلاح کی طرف توجہ دلائی۔ دربار جہانگیری کے ایک مقرب شیخ فرید تجاری کے نام ایک مکتوب میں آپ تحریر فرماتے ہیں:

''بادشاہ کی عالم سے وہی نسبت ہے جو دل کو بدن سے ہے اگر دل صحیح وصالح ہے تو بدن بھی صحیح وسالم ہوگا اور اگر وہ فاسد ہے تو بدن بھی فاسد ہوگا۔ بادشاہ کا صلاح عالم کا صلاح ہے اور اس کا فساد عالم کا فساد ہے۔ آج جبکہ اسلام کے غلبہ واقبال سے جو چیز مانع تھی، اس کے دور ہو جانے اور بادشاہ اسلام کے سریر آرائے سلطنت ہونے کا مژدہ خاص وعام کے کانوں تک پہنچا ہے۔ اہل اسلام نے اپنی ذمہ داری سمجھی کہ وہ بادشاہ کے مدد ومعاون بنیں اور شریعت کی ترویج اور ملت کی تقویت کا راستہ دکھائیں۔ یہ امداد وتقویت خواہ زبان سے میسر آئے خواہ ہاتھ سے جس قسم کی بھی ہو اس سے دریغ نہ کریں۔ سب سے بڑھ کر مدد یہ ہے کہ کتاب وسنت اور اجماع امت کے طریقہ پر شرعی مسائل کو بیان کریں اور عقائد کلامیہ کو ظاہر کریں تا کہ کوئی بدعتی اور گمراہ درمیان میں آکر بادشاہ کو راستہ سے نہ بہکا دے اور کام خراب نہ کر دے۔ امید ہے کہ جب حق تعالیٰ نے آپ کو بادشاہ کا قرب پورے طور پر بخشا ہے تو خلوت وجلوت میں اور پوشیدہ وعلانیہ شریعت محمدی کو رواج دینے میں آپ پوری کوشش کریں گے اور مسلمانوں کو ذلت وخواری سے نکالیں گے'' [۲۴]

مفتی صدر جہاں جو جہانگیر کے بچپن میں تعلیم کے نگراں بھی رہے اور عہد اکبری میں منصب صدارت

پر بھی فائز تھے ان کو ایک مکتوب میں حضرت امام ربانی بادشاہ کی اصلاح اور اس کو علمائے سوء سے بچانے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے لکھتے ہیں:

''سننے میں آیا ہے کہ بادشاہ اسلام، اسلامی حسن استعداد کی بنا پر علماء کے طلب گار ہوے ہیں، یہ اللہ کا کرم ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ پچھلے دور میں جو خرابی پیدا ہوئی تھی علمائے سوء کی وجہ سے ہوئی تھی۔ لہٰذا علماء کے انتخاب میں آپ خوب چھان بین کریں۔ علماء سوء دین کے ڈاکو ہیں ان کا مقصد عزت و منزلت اور ریاست ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے فتنہ سے بچائے'' ۲۵

میر صدر جہاں کو لکھا:

''اب جبکہ حکومت پلٹ گئی ہے اور اہل ملل کے عناد کا زور ٹوٹ گیا ہے تو تمام مقتدایان اسلام پر چاہے وہ وزرائے عظام ہوں یا علمائے کرام لازم ہے کہ اپنی تمام کوشش شریعت کی ترویج پر لگادیں اور اسلام کے منہدم ارکان کو قایم کریں۔ تغافل میں کچھ فائدہ نہیں ہے۔ مسلمانوں کے دل مضطرب ہیں ان کے پچھلے دور کی مصیبتیں یاد ہیں کہیں یہ نہ ہو کہ تلافی مافات کی صورت ہاتھ سے نکل جائے اور اسلام کی غربت میں مزید اضافہ ہو۔ جب بادشاہ کو طریقہ نبویہ کی اشاعت کا خیال نہ ہو اور بادشاہ کے مقربین اپنے کو اس کام سے بچائیں اور چند روزہ حیات کی فکر میں رہیں تو اہل اسلام کا معاملہ کیوں کر نہ خراب ہو'' ۲۶

خان اعظم کو لکھا:

''آپ سے التماس ہے کہ جب اس خاندان (نقشبندیہ) کے اکابر کی محبت کی برکت سے جو آپ کے دل میں ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات میں تاثیر رکھی ہے اور آپ کے اقران میں آپ کی مسلمانی کی

عزت ہے تو آپ کوشش کریں تا کہ کم از کم یہ صورت نکل آئے کہ کفر کے وہ بڑے احکام جو مسلمانوں میں رائج ہو گئے ہیں ختم ہو جائیں اور منکرات سے مسلمانوں کو نجات ملے۔ اللہ آپ کو ہمارے اور سب مسلمانوں کی طرف سے اجر دے" ۲۷

ایک مرتبہ جہانگیر اہل تشیع و بدعت اور درباری علماء کے اکسانے سے شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ سے بدظن ہو گیا اور سجدۂ تعظیمی و آداب شاہی سے انکار کے نتیجے میں قید کا حکم صادر کر دیا۔ مگر جلد ہی اپنی غلطی کا احساس ہوا اور آپ کو گوالیار کے قلعے سے رہائی دلا کر خلعت و عطیات سے نوازا اور فوجی چھاؤنی میں رہنے کی اجازت دیدی۔ آپ کی موجودگی سے فوج اور محل دونوں میں اچھے اثرات رونما ہوئے اور آپ نے جہانگیر کو بہت سی بدعات کے خاتمہ پر راضی کر لیا جنہیں اکبر نے ایجاد کیا تھا۔ مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فوج میں قیام کے متعلق خواجہ حسام الدین کو تحریر فرماتے ہیں:

"برخورداران اور رفقاء میں سے جو بھی ساتھ ہے ان سب کو وابستگی حاصل ہے اور ان کے احوال میں ترقی ہے ان کے واسطے یہ چھاؤنی گویا کہ خانقاہ بن گئی ہے" ۲۸

ایک دوسرے مکتوب میں ایک شاہی مجلس کا حال لکھتے ہیں:

"فرزندان گرامی کا صحیفۂ شریفہ پہنچا اللہ تعالیٰ کی حمد ہے کہ صحبت و عافیت سے ہے ایک تازہ معاملہ جو آج ظاہر ہوا ہے لکھتا ہوں، اچھی طرح سماعت کریں۔ آج شنبہ کی رات کو بادشاہی مجلس میں گیا تھا ایک پہر رات گزرے وہاں سے واپس آیا اور تین سی پارہ قرآن مجید حافظ سے سنا۔ دو پہر سے زیادہ رات گزر چکی تھی کہ نیند میسر ہوئی" ۲۹

مسلک اہل سنت والجماعت کی پیروی کی ترغیب:

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی کوششیں صرف مسلمانوں کے بااثر طبقے کو اپنے فرائض یاد دلانے اور امراء کے خیالات کی اصلاح تک محدود نہ تھیں انھوں نے عامۃ المسلمین بلکہ جمہور علماء اور صوفیہ کے خیالات کی بھی اصلاح کی۔ آپ کا مسلک اہل سنت والجماعت کا وہ قدیم مسلک ہے جس پر صدیوں سے

علماء ومشائخ چلتے رہے ہیں آپ نے تمام مسلمانوں کے لیے ان کی پیروی کو لازم قرار دیا۔ شیخ فرید بخاری کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

''اگر یہ معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص ان بزرگوں کے صراط مستقیم سے رائی کے دانے کے برابر بھی ہٹ گیا ہے تو اس کی صحبت زہر قاتل جاننا چاہیے اور اس کی مجالست کو سانپ کا زہر سمجھنا چاہیے'' ۳۰

ایک دوسرا مکتوب پندرہ نحات کا خان جہاں کو تحریر فرمایا اور اس کے آخر میں لکھا:

''وہ نعمت جو اللہ نے آپ صاحبان کو دی ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ آپ بھی اس کو نہ سمجھے ہوں، یہ ہے کہ بادشاہ وقت سات پشت سے مسلمان اہل سنت والجماعت اور حنفی مذہب ہے۔ اگر چہ چند سالوں سے اس زمانے میں کہ قرب قیامت اور عہد نبوت سے بُعد کا زمانہ ہے بعض ایسے طلب گارانِ علم نے (علماء) جو کہ بد باطن، لالچی اور امراء وسلاطین کا قرب چاہنے والے ہیں، دین متین میں شکوک وشبہات پیدا کیے اور سادہ لوح لوگوں کو بھٹکایا ہے۔ ایسا بادشاہ جبکہ آپ کی بات سنتا اور قبول کرتا ہے تو آپ اسلام کی حق بات، موافق اہل سنت والجماعت، بادشاہ کے کان تک پہنچائیں کم یا زیادہ، اشارتاً یا صراحتاً'' ۳۱

بدعت کی مخالفت اور سنت کا احیاء:

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے بدعت کے خلاف جس زور سے علم جہاد بلند کیا اور جس اعتماد وقوت اور علمی استدلال کے ساتھ اس کا انکار کیا اس کی نظیر نہیں ملتی۔ بدعات کی ظلمتوں اور تاریکیوں کے تسلط کا ذکر کرتے ہوئے آپ ایک مکتوب میں مخدوم زادہ خواجہ محمد عبداللہ کو لکھتے ہیں:

''اس وقت عالم میں بدعات کا اس کثرت سے ظہور ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ ظلمات کا دریا امنڈ آیا ہے، اور سنت کا نور اس موج دریا میں اس کے مقابلہ میں اس طرح ٹمٹمار ہا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ رات

کے اندھیرے میں کہیں کہیں جگنو اپنی چمک دکھا رہے ہیں''۳۲

مخدوم زادہ خواجہ محمد عبداللہ کو سنت نبویہ کی ترویج واشاعت کی تحریص اور بدعات کے انسداد کی ترغیب دیتے ہوئے اسی مکتوب میں آپ آگے لکھتے ہیں:

''یہ وہ وقت ہے کہ حضرت خیر البشر کی بعثت پر ہزار سال گزر چکے ہیں اور علامات قیامت ظاہر ہونا شروع ہوگئی ہیں، عہد نبوت کے بُعد کی وجہ سے سنت مستور اور چونکہ زمانہ کذب ودروغ کا ہے بدعت رائج اور مقبول ہورہی ہے، کسی شہباز کی ضرورت ہے جو سنت کی نصرت اور حمایت کرے اور بدعت کو پسپا اور مغلوب کرے۔ بدعت کی ترویج، دین کی تخریب کے مترادف ہے اور مبتدع کی تعظیم قصر اسلام کے منہدم کرنے کے ہم معنی۔ حدیث میں آتا ہے کہ جو کسی بدعت والے کی توقیر کرے گا اس نے اسلام کو منہدم کرنے کے کام میں حصہ لیا۔ پورے عزم و ہمت کے ساتھ اس کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے کہ سنتوں میں سے کسی سنت کو رواج دیا جائے اور بدعتوں میں سے کسی بدعت کا ازالہ کیا جائے۔ یہ کام ہر وقت ضروری تھا، لیکن ضعف اسلام کے اس زمانہ میں کہ مراسم اسلام کا قیام، سنت کی تشریح اد. بدعت کی تخریب کے ساتھ وابستہ ہوگیا ہے اور بھی ضروری ہے''۳۳

شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ کے نزدیک تمام مفاسد کا علاج اتباع سنت ہی میں ہے۔ آپ نے اپنے ایک مکتوب میں شیخ حسن برکی کو تحریر فرمایا:

''اللہ آپ کو استقامت دے اور مقاصد عالیہ کی نہایت تک پہنچائے آپ نے رفع بدعت کے سلسلے میں جو کچھ لکھا ہے، ٹھیک ہے۔ یہ ایک بڑی نعمت ہے جو بدعات کے اس دور میں کسی خوش نصیب ہی کو ملتی ہے کہ وہ کسی بدعت کو مٹائے اور کسی سنت کو رائج کرے۔ صحاح کی

حدیث ہے کہ جو شخص کسی ایسی سنت کا احیاء کرے کہ اس پر عمل نہ کیا جاتا ہو اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ اس مبارک ارشاد سے اس کام کی عظمت کا اندازہ لگانا چاہیے۔ البتہ اس بات کا خیال رہے کہ اس کی وجہ سے کوئی فتنہ پیدا نہ ہو اور کہیں ایک بھائی بہت سی برائیوں کا سبب نہ بنے کیونکہ یہ آخر زمانہ اور اسلام کی کمزوری کا دور ہے''۳۴

سنت پر عمل کی فضیلت بیان کرتے ہوئے صوفی قربان کو لکھتے ہیں:

''فضیلت تمام تر سنت کی پیروی سے وابستہ اور امتیاز و اعزاز شریعت پر عمل کرنے سے مربوط ہے، مثلاً دوپہر کو سونا جو اتباع سنت کی نیت سے ہو واقعہو کروڑوں شب بیداریوں سے افضل اور زکوٰۃ کا ایک پیسہ ادا کرنا سونے کے پہاڑ خرچ کر دینے سے جو اپنی طرف سے ہو افضل ہے''۳۵

مرتبۂ رسالت اور اثباتِ نبوت:

شیخ مجدد علیہ الرحمۃ نے احیائے سنت کی تحریک کے ساتھ ساتھ مرتبہ رسالت اور اثبات نبوت کے سلسلے میں جو بھی کوششیں کیں اور فلسفیوں کے ان گمراہ کن خیالات کے خلاف آواز بلند کی جنہوں نے لوگوں کے اندر نبوت و رسالت کے تعلق سے شکوک و شبہات پیدا کر دیے تھے اس کے لیے ایک رسالہ ''اثباۃ النبوۃ'' لکھا جس میں تمہیدی عبارت کے بعد آپ تحریر فرماتے ہیں:

''اس زمانے میں یہ بات میں نے دیکھی ہے کہ خود نبوت ہی کے متعلق اور پھر کسی فرد واحد کے لیے نبوت کے اثباۃ کے سلسلے مین لوگوں کے اعتقاد میں فتور آ چلا ہے۔ یہ خرابی اتنی بڑھ گئی ہے کہ اسلام کے وہ علماء جو شریعت کی پیروی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری میں ثابت قدم تھے قتل کر دیے گئے اور یہ حالت ہوگئی کہ حضرت خاتم الانبیاء کے مکرم نام کو چھوڑا جا رہا ہے، جس کا نام آپ

کے مبارک نام پر ہوتا ہے اس کو بدل دیتے ہیں۔ ذبح بقر سے روکا جاتا ہے حالانکہ وہ ہندوستان میں اسلام کے بڑے شعائر میں سے ہے۔ مسجدوں ومقبروں کو توڑا جا رہا ہے، کفار کے معابد اور ان کے رسم ورواج کی تعظیم کی جاتی ہے۔ مختصر یہ کہ اسلام کے شعائر اور اعلام کو مٹا کر کافروں کے رسوم ورواج اور ان کے باطل ادیان کو رائج کیا جا رہا ہے تاکہ اسلام کا نشان تک مٹ جائے۔

میں یہ بھی دیکھ رہا ہوں کہ شک وانکار کا دائرہ پھیلتا چلا جا رہا ہے خود اطباء (علماء) بیمار ہو چلے ہیں اور اللہ کی مخلوق ہلاکت تک پہنچ گئی ہے۔ میں نے ایک ایک عقیدہ کو ٹٹولا ہے اور ان سے ان کے شبہات دریافت کیے ہیں ان کے دلی خیالات اور اعتقادات کی جانچ پرتال کی تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس ساری خرابی کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد سے یہ زمانہ دور جا پڑا ہے اور حکمائے ہند اور فلسفہ کی کتابوں سے شغف بڑھ گیا ہے''

مخالفین کے نقطہء نظر کی توضیح اور ان کے بعض اعتراضات کا جواب دے کر آپ لکھتے ہیں:

''میرے دل میں یہ بات بیٹھ گئی اور میرے سینے میں جم گئی کہ میں ان کے لیے ایسی تقریر کروں، جو ان کے شکوک دور کر دے، اور ان کے لیے ایسی بات لکھوں، جو ان کے شبہہ کو زائل کر دے''[۳۶]

اہل تشیع کی مخالفت:

جہانگیر نے ابتداء میں اپنے والد کے نقش قدم کی پیروی کرتے ہوئے علماء اہل سنت کو تکلیفیں دیں اور اس کے برخلاف اہلِ تشیع کو اپنے قریب کر کے اعزازات سے نوازا۔ شیخ مجدد علیہ الرحمۃ نے اہل تشیع کی پر زور مخالفت کی اور ان کے خیالات کی تردید میں باقاعدہ ایک رسالہ ''رد روافض'' لکھا۔ اس سلسلے میں رودِ کوثر کے مصنف شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں:

''جن نئے فرقوں سے قومی نظام میں خلل کا اندیشہ تھا ان کی ہر طرح

مخالفت کی ۔ اس زمانہ میں صفویوں کی وجہ سے شیعیت ایران میں عروج پر آئی اور چونکہ ایران سے عہد مغلیہ میں گہرے روابط قایم تھے ، ہندوستان میں بھی شیعہ اثرات بڑھنے لگے۔ شیخ مجدد علیہ الرحمۃ نے انہیں روکنے کے لیے زبان وقلم سے کام لیا۔ امراء وسلاطین کی محفلوں میں اس کی مخالفت کی اور شیعہ خیالات کی تردید میں ایک پُرزور رسالہ لکھا۔ جب کہیں شیعہ طریقوں کو فروغ پاتا دیکھتے ذمہ دار حضرات کو ان کے خطرات سے آگاہ کرتے'' [۳۷]

''رسالہ ردروافض'' کے متعلق شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں:

''یہ رسالہ اصل میں اس رسالے کا جواب ہے جو علمائے شیعہ نے علمائے ماوراء النہر کو اس وقت بھیجا جب عبداللہ خاں ازبک نے ۱۵۸۸ء میں مشہد کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ لیکن اس کی تصنیف کی فوری وجہ یہ تھی کہ ہندوستان میں شیعہ علمائے مشہد کے مضامین دہراتے اور امراء وسلاطین کی مجلسوں میں انھیں بڑے فخر سے بیان کرتے۔ لیکن انھیں خیال ہوا کہ اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ سپرد قلم ہونا چاہیے تاکہ عوام الناس میں بھی غلط فہمیوں کی گنجائش نہ رہے۔'' [۳۸]

تصوف کی اصلاح:

شیخ مجدد علیہ الرحمۃ کی اہم اسلامی خدمت یہ ہے کہ آپ نے اس سلسلے کے ذریعہ تصوف کی اشاعت کی جو ہندوستانی طریقوں میں شریعت سے قریب ترین ہے اور تصوف کے اندر جو غیر اسلامی چیزیں رائج ہوگئی تھیں ان کی اصلاح کی۔ ''جواہر مجددیہ'' کے مصنف اس طرح لکھتے ہیں:

''اس طریقے کے تمام اصول اور فروع میں اتباع سنت اور اجتناب بدعت بدرجہ کمال ہے یعنی اصحاب کبار کا سا لباس مشروط ہے انہی کی سی معاشرت، ویسے ہی کم ریاضتیں اور فیضان کثیر اور کمالاتِ ولایت کے علاوہ کمالاتِ نبوت کی بھی تعلیم ہے۔ نہ اس میں چلہ کشی کی

ضرورت ہے، نہ ذکر بالجہر کی اجازت ہے، نہ سماع بالمزامیر ہے، نہ قبروں پر روشنی، نہ غلاف وچادر اندازی نہ ہجوم عورات، نہ سجدۂ تعظیمی نہ سر جھکانا۔ نہ بوسہ دینا نہ توحید وجودی ودعوئے انا الحق وہمہ اوست، نہ مریدوں کو پیروں کی قدم بوسی کا حکم، نہ مرید عورتوں کی ان کے پیروں سے بے پردگی"[۳۹]

شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ تصوف کی اصلاح کے ضمن میں شیخ نظام تھانیسری کو سجدۂ تعظیمی کی ممانعت کے تعلق سے لکھتے ہیں:

"معتبر افراد سے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے بعض خلفاء کو ان کے مرید سجدہ کرتے ہیں وہ زمین بوسی پر اکتفاء نہیں کرتے۔ اس فعل کی قباحت اظہر من الشمس ہے۔ آپ ان کو تاکید کے ساتھ منع کریں ایسے فعل سے ہر ایک کو بچنا لازم ہے اور خاص کر ایسے شخص کو جو خلق کا مقتدا ہو"[۴۰]

شیخ مجدد نے تصوف کی صحیح اسلامی شکل سے لوگوں کو آگاہ کرنے کے لیے ایک "رسالہ معارف لدنیہ" لکھا اور تصوف میں شریعت کی مخالف باتوں کی تردید کی۔ اس رسالہ کے متعلق شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں:

"رسالہ معارف لدنیہ میں زیادہ تر معرفت الٰہی کے مختلف پہلوؤں کا بیان ہے۔ شریعت وطریقت کی ہم آہنگی پر زور دیا ہے اور ان نام نہاد صوفیہ کی مذمت کی ہے جو شریعت کے مخالف باتیں کہتے ہیں"[۴۱]

اس طرح شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ کی تجدیدی تحریک کامیاب ہوئی اور ہندوستان میں اسلامی معاشرہ از سر نو زندہ ہوا۔ شیخ محمد اکرام نے رود کوثر میں لکھا ہے کہ:

"شرح کی ترویج، طریقہ نقشبندیہ کی اشاعت، شریعت اور طریقت کی تطبیق اور بدعت کی مخالفت کے علاوہ شیخ مجدد علیہ الرحمۃ نے جو اہم کام کیا وہ اسلام کا عام احیاء تھا۔ اس زمانے میں جب ایک طرف اکبر کے "صلح کل" طریقے نے اسلام کو اس حمایت سے محروم کر دیا تھا

جو اسلامی حکومت کی ابتداء سے اسے حاصل تھی اور دوسری طرف ''ہندو احیائیت'' نے مسلمانوں کے لیے طرح طرح کی مشکلات پیدا کردی تھیں۔ آپ نے شعائر اسلام کے احترام پر زور دیا۔ امراء وارا کین سلطنت کو اس کی تلقین کی۔ خود اپنی زندگی میں اسلامی نقطہ نظر کے احترام کی بڑی جرأت مندانہ مثال قایم کی۔ آپ نے جہانگیر کے سامنے سجدہ نہ کر کے عملی مخالفت کی۔ آپ کی اس نیک مثال نے لوگوں کو جرأت دلائی جو دبے بیٹھے تھے وہ دلیر ہوگئے۔ حکمراں طبقے میں جو اسلام پسند گروہ تھا اسے تقویت ملی اور جو غیر اسلامی آداب و رسوم دربار شاہی میں عجمی ملوکیت کی تقلید میں یا ہندو اثرات کی وجہ سے رائج ہوگئی تھیں ان کے ازالے کا سامان ہوا اور شعائر اسلامی کے احترام کا پھر سے خیال کیا جانے لگا''[۴۲]

آپ کی وفات ۶۳ سال کی عمر میں ۲۹ رصفر ۱۰۳۴ھ/ ۱۶۲۴ء میں ہوئی۔ آپ کے بیٹے خواجہ محمد سعید نے نماز جنازہ پڑھائی اور سرہند میں آپ کی تدفین ہوئی۔

وہ ہند میں سرمایہء ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو بروقت خبردار

☆......☆......☆

حواشی:

۱......مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۲۵۹، بنام فرزند جلیل خواجہ محمد سعید

۲......زبدۃ المقامات، ص ۱۹۹، بحوالہ حضرت مجدد اور ان کے ناقدین، ص ۲۳

۳...... سفینۃ الاولیاء، محررہ ۱۰۶۱ھ، بحوالہ حضرت مجدد اور ان کے ناقدین، ص ۱۲۴

۴... حضرات القدس، ص ۱۱، بحوالہ رود کوثر، ص ۲۲۸

۵... زبدۃ المقامات، ص ۲۰۳، بحوالہ حضرت مجدد اور ان کے ناقدین، ص ۲۵

۶......سوانح عمری حضرت مجدد الف ثانی سرہندی، ص ۷۰، بحوالہ رود کوثر، ص ۲۳۶

۷......رود کوثر، ص ۲۲۶

۸......مبداء ومعاد، ص ۶۷، بحوالہ رود کوثر، ص ۲۴۸

۹......زبدۃ المقامات، ص ۱۴۵

۱۰......مبداء ومعاد، ص ۶۷

۱۱......زبدۃ المقامات، ص ق ۱۴

۱۲......زبدۃ المقامات، ص ۱۴۵

۱۳......جواہر مجددیہ، ص ۱۲۰

۱۴......رود کوثر، ص ۳۲۷

۱۵......ماہنامہ مظہر حق بدایوں، تاج الفحول نمبر، ص ۴۸۱

۱۶......مکتوبات مسعودی، ص ۲

۱۷......رود کوثر، ص ۳۲۷

۱۸......تذکرہ ابوالکلام آزاد، ص ۲۳۸، بحوالہ رود کوثر، ص ۲۷۷

۱۹......فسانۂ سلطنت مغلیہ، آگرہ ۱۹۲۰ء، مینوکی

۲۰......مکتوبات امام ربانی، جلد اول، مکتوب ۱، بنام مرشد کریم خواجہ باقی باللہ

۲۱......روضۃ القیومیہ، جلد اول، ص ۲۲۴

۲۲......مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، حصہ اول، ص ۲۷۱

۲۳......مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب ۶۵

۲۴......مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۴۷، بحوالہ دعوت وعزیمت حصہ چہارم، ص ۳۰۵

۲۵......مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۱۹۴، بحوالہ حضرت مجدد اور ان کے ناقدین، ص ۱۰۲

۲۶......مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۱۹۵، بحوالہ حضرت مجدد اور ان کے ناقدین، ص ۱۰۲

۲۷......مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۶۵، بحوالہ حضرت مجدد اور ان کے ناقدین، ص ۱۰۱

۲۸......مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب ۲۷، بحوالہ حضرت مجدد اور ان کے ناقدین، ص ۱۲۸

۲۹.....مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب ۷۸، بحوالہ حضرت مجدد اوران کے ناقدین، ص ۱۶۸

۳۰.....مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب ۲۱۳، بنام مرتضی خاں شیخ فرید بخاری

۳۱..... مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب ۶۷، بحوالہ حضرت مجدد اوران کے ناقدین، ص ۹۸

۳۲..... مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب ۲۳، بحوالہ دعوت وعزیمت، حصہ چہارم، ص ۲۴۵

۳۳.....مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب ۲۳، بحوالہ دعوت وعزیمت، حصہ چہارم، ص ۲۵۸

۳۴.....مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب ۱۰۵، بحوالہ حضرت مجدد اوران کے ناقدین، ص ۵۳

۳۵..... مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب ۱۱۴، بحوالہ دعوت وعزیمت، حصہ چہارم، ص ۲۴۸

۳۶..... رسالہ اثبات النبوۃ، شیخ احمد سرہندی، بحوالہ رود کوثر، ص ۲۳۲

۳۷..... رود کوثر، شیخ محمد اکرام، ص ۲۸۷

۳۸.....رود کوثر، شیخ محمد اکرام، ص ۲۴۳

۳۹.....جواہر مجددیہ، ص ۲۴، بحوالہ رود کوثر، ص ۲۸۵

۴۰..... مکتوبات، دفتر اول مکتوب ۹۰، بحوالہ حضرت مجدد اوران کے ناقدین، ص ۹۴

۴۱..... رود کوثر، شیخ محمد اکرام، ص ۲۵۷

۴۲..... رود کوثر، ص ۲۸۷۔۲۸۸

ماخذومراجع:

۱..... زبدۃ المقامات، خواجہ محمد ہاشم کشمی، مطبوعہ کانپور ۱۸۸۹ء

۲ جواہر مجددیہ، خواجہ احمد حسین خاں، مطبوعہ کراچی ۲۰۰۲ء

۳ خزینۃ الاصفیاء، سرور مفتی غلام، کانپور ۱۸۹۴ء

۴ ماہنامہ مظہر حق بدایونی، تاج الفحول نمبر، مارچ ۱۹۹۸ء

۵ مکتوبات مسعودی، صوفی عبدالستار طاہر، کراچی ۲۰۰۵ء

۶..... مبداء ومعاد، احمد سرہندی، مطبوعہ لاہور ۱۹۵۶ء

۷..... مکتوبات امام ربانی، احمد سرہندی، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۲ء

۸..... سوانح عمری حضرت مجدد الف ثانی سرہندی، علامہ ابوالفضل محمد احسان عباسی گورکھپوری، مطبوعہ ہمدرد کامرییڈ پریس

دہلی ۱۹۲۶ء

۹......رود کوثر، شیخ محمد اکرام، مطبوعہ تاج پرنٹرز نئی دہلی ۱۹۹۹ء

۱۰.. حضرت مجدد اوران کے ناقدین، ابوالحسن زید فاروقی، مطبوعہ دہلی ۱۹۹۹ء

۱۱......تصوف اور شریعت (مجدد الف ثانی کے افکار کا مطالعہ) ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری، مترجم مفتی محمد مشتاق تجاری، مطبوعہ مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی ۲۰۰۰ء

۱۲......تاریخ دعوت وعزیمت، حصہ چہارم مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، مطبوعہ تحقیقات ونشریات اسلام لکھنو ۱۹۸۰ء

۱۳...... Contribution of Shaikh Ahmed Sirhindi to Islamic Thought Edited by Abdul Ali and Zafarul Islam-Published by the Institute of Islamic Studies A.M.U.Aligarh -2005

☆......☆......☆
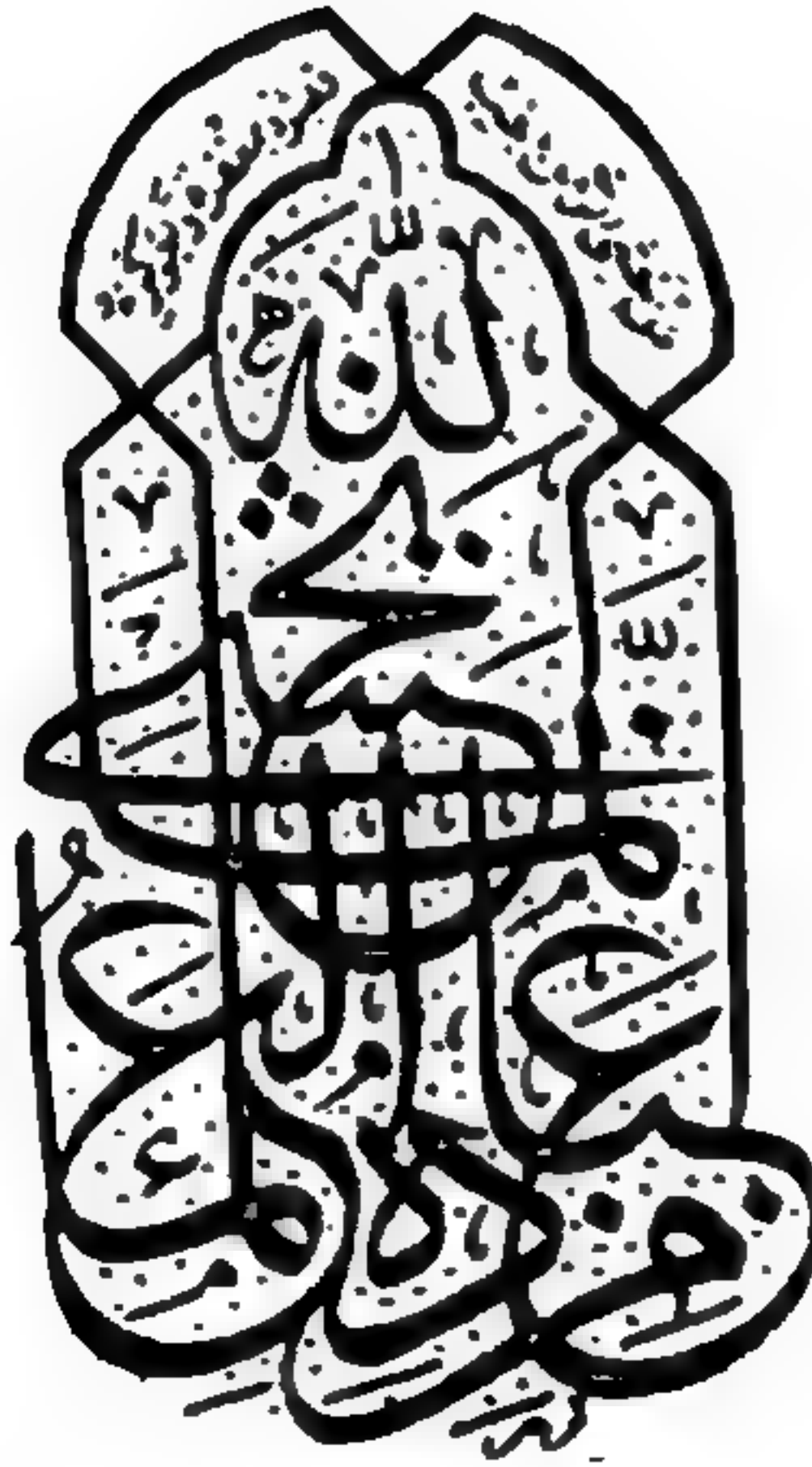
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

شجرۂ مصافحہ

☆☆

شجرۂ مبارکہ مصافحہ نمودن حضرت امام ربانی قیوم صمدانی پیر دستگیر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز

☆☆

آں جناب مصافحہ با حضرت حاجی عبد الرحمٰن بدخشی کابلی مشہور بہ حاجی رمزی کردہ اند اوشاں با حافظ سلطان اودھی کہ یک صد و دو سال عمر یافتہ مصافحہ کردہ واوشاں بحضرت شیخ محمود اسفرائینی واوشاں با حضرت شیخ سعید معمر چشتی واوشاں با جناب مقدس مطہر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم۔

(عکس مخطوطہ عطا کردہ: پروفیسر امین اللہ علوی، ڑکارپور، سندھ، پاکستان)

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

حقیقتِ محمدیہ، حقیقتِ احمدیہ اور حقیقتِ کعبہ
مکتوباتِ امام ربانی کی روشنی میں

ڈاکٹر صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر

☆☆

روحانیت کی دنیا میں جتنے بلند مدارج اور مراتب ہیں ان سب میں اعلیٰ اور ارفع مرتبہ حقیقتِ احمدیہ، حقیقتِ محمدیہ اور حقیقتِ کعبہ کا ہے۔ اگر یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ روحانیت کا منتہائے کمال اور معراج یہی مقامات ہیں رب کائنات نے اپنے خصوصی کرم سے اپنے ایک خاص بندے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جہاں اور روحانیت کے دیگر بلندترین مقامات عطا فرمائے وہاں روحانیت کی ان معراجوں سے بھی آپکو مشرف فرمایا۔

آیئے حضرت امام ربانی کے مکتوبات کی روشنی میں ہی دیکھیں کہ حقیقتِ محمدیہ، حقیقتِ احمدیہ اور حقیقتِ کعبہ کسے کہتے ہیں؟ اس کے کیا معنی ہیں؟ اس کی کیا حقیقت ہے؟ اور عالم مکاشفہ اور مشاہدہ میں اسکا کیا مقام ہے؟

لیکن چونکہ اس کی تعریف اور تشریح میں حضرت امام ربانی نے جابجا تصوف کی اصطلاحات استعمال فرمائی ہیں لہٰذا جب تک ان اصطلاحات کے بارے میں علم نہ ہو تو آپ کی عبارت کا مفہوم سمجھ نہیں آسکتا لہٰذا بطور تمہید اولاً چند اصطلاحات تصوف کی تشریح پیش کرتا ہوں اور اس کے بعد حضرت امام ربانی کے ارشادات پیش کروں گا تاکہ ان اہم مقامات کا مفہوم صحیح سمجھ میں آجائے۔

لاتعین:۔

اللہ تعالیٰ کی خالص ذات جس میں کسی اسم نعت اور وصف کا کوئی دخل نہ ہو صرف اور صرف اس کی ذات ''من حیث ہو'' یہ مقام لاتعین کہلاتا ہے اسی کو غیب ہویت، غیب الغیب، ذات بحت اور مرتبہ ہویت کے الفاظ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔امام ربانی نے اس کے لیے لاتعین کا لفظ اختیار فرمایا ہے۔

تنزلات:۔

جب اس کی ذات نے مرتبہ لاتعین اور وراء الورا سے نزول فرما کر باغ کائنات کی گلشن آرائی فرمائی تو اسکو صوفیہ ''تنزلات'' کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔

تعینات:۔

اس کی ذات نے جن مراتب اور جن منزلوں سے نزول فرمایا انہیں صوفیہ کی زبان میں تعینات (جمع تعین) تجلیات (جمع تجلی) اور اعتبارات (جمع اعتبار) کے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے۔

تعین اول:۔

حق تعالیٰ نے غیب ہویت یعنی لاتعین سے جس چیز پر سب سے پہلے تجلی فرمائی اسکو تعین اول کہتے ہیں اسی کو تجلی اول، وحدۃ الحقیقہ، حجاب عظمت وغیرہ کے الفاظ سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

تعین ثانی:۔

تعین اول کے بعد جس چیز پر تجلی فرمائی اسکے لیے صوفیہ تعین ثانی، تجلی ثانی، حضرت الوھیت، حقیقت انسانی حضر اسماء الصفات وغیرہ کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

ظل:۔

کسی بھی چیز کی ایک اصل ہوتی ہے اور ایک اسکا سایہ ہوتا ہے ظل سے سایہ مراد ہے اس کی جمع ظلال ہے۔

حقیقتِ محمدیہ

ان تمہیدی کلمات کے بعد آئیے اب دیکھتے ہیں کہ مکتوبات شریف میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حقیقت محمدیہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں آپ کا ارشاد مبارک ہے کہ:

''حقیقت محمدیہ علیہ وعلی وآلہ الصلاۃ والسلام جو کہ حقیقت الحقائق ہے مراتب ظلال کے طے کرنے کے بعد اس فقیر پر آخر کار کچھ اس طرح سے منکشف ہوئی کہ وہ تعین اور ظہور بھی ہے جو کہ تمام ظہورات کا مبداء اور تمام مخلوقات کی پیدائش کا منشاء ہے مشہور حدیث قدسی میں آیا ہے۔ ''کنت کنزا مخفیافاحببت ان اعرف فخلقت الخلق ''(میں ایک مخفی خزانہ تھا میں نے محبوب رکھا کہ میں پہنچانا جاؤں پھر میں نے مخلوق کو پیدا کیا) سب سے پہلی چیز جو اس مخفی خزانے سے ظہور کے تحت پر جلوہ گر ہوئی، وہ محبت تھی جو کہ مخلوقات کی پیدائش کا سبب ہوئی اگر یہ محبت نہ ہوتی تو ایجاد کا دروازہ نہ کھلتا اور عالم عدم میں مستقل طور پر اپنا ٹھکانہ رکھتا۔ حدیث قدسی ''لولاک لماخلقت الافلاک ''(اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا) جو کہ خاتم الرسل کی شان میں واقع ہوئی ہے اس کا راز اس جگہ سے معلوم کرنا چاہیے اور ''لولاک لما اظهرت الربوبيه ''(اگر تو نہ ہوتا تو ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا) کی حقیقت کو اس مقام پر تلاش کرنا چاہیے'' (مکتوبات امام ربانی دفتر سوم مکتوبات ۱۲۲)

یہ بات تو تمام فلاسفر مناطقہ اور صوفیہ کہتے چلے آئے ہیں کہ کہیں حضور اکرم کا ارشاد گرامی ہے کہ ''اول ماخلق اللہ نوری ''(کہ اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا) اور کہیں فرمایا ''اول ماخلق الله القلم '' (کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا) اور کہیں کہا ''اول ماخلق اللہ العقل ''(کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے عقل کو پیدا فرمایا) تو ان تینوں احادیث میں تطبیق اس طرح سے ہوگی کہ قلم اور عقل سے مراد بھی نور مصطفےٰ ہے اور یہ سب اسی نور کے نام ہیں۔ لہٰذا اس ذات وحدہ، لاشریک نے مرتبہ لاتعین اور غیب ھویت سے سب سے پہلے جو تجلی فرمائی اور جس چیز کو سب سے پہلے وجود عطا فرمایا وہ 'تعین اول' ظہور اول'' نور مصطفیٰ ہے اسی کو حقیقت محمدیہ کہتے ہیں۔

لیکن مندرجہ بالا عبارت میں امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ایسی نئی بات فرمائی ہے جو اس سے پہلے کسی صوفی اور فلاسفر نے نہیں کی آپ کے ارشادات کا خلاصہ یہ ہے کہ حدیث مبارکہ

کنت کنزا مخفیا (میں مخفی خزانہ تھا) مرتبہ لاتعین اور غیب ھویت کی طرف اشارہ ہے کہ وہ ذات باری تعالیٰ جل جلالہ پہلے مرتبہ لاتعین میں تھی جب مقام تعین اول میں سب سے پہلے کسی چیز کو اس نے وجود عطا کیا وہ ''احببت'' ہے۔ جس کے معنی ہیں میں نے محبوب رکھا کہ میں پہچانا جاؤں لہٰذا اسکے مخفی خزانہ عدم سے جو سب سے پہلے چیز منصۂ ظہور و شہود پر آئی وہ محبت تھی اور وہ ہی محبت دراصل حقیقت محمدی ہے کیونکہ اسی محبت کی وجہ سے سب کچھ ظہور پذیر ہوا اور باقی مخلوقات کو وجود عطا ہوا اگر یہ محبت نہ ہوتی تو کسی کو کوئی وجود نہ ملتا یہی شان اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے لیے فرمائی ہے کہ اے محبوب اگر تو نہ ہوتا تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا بلکہ اپنی ربوبیت کو بھی ظاہر نہ کرتا لہٰذا ثابت ہوا کہ وہ تعین اول اور ظہور اول جو محبت ہے وہ حقیقت میں نور مصطفیٰ ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں فرمایا **اول ماخلق اللہ نوری** اور اسی کو حقیقت محمدیہ کہتے ہیں۔

حقیقت الحقائق:۔

اس حقیقت محمدیہ کو حضرت امام ربانی حقیقت الحقائق سے بھی تعبیر فرماتے ہیں کہ جس کے معنی یہ ہیں کہ اس ساری کائنات میں اسکے بعد جو چیز بھی عدم سے وجود میں آئی ہے اور مرتبہ تعین میں آئی ہے ان سب حقیقتوں کی اصل بھی یہی حقیقت محمدی ہے کیونکہ اسی حقیقت کی وجہ سے دیگر اعیان واشیاء کے حقائق کو وجود ملا اور وہ اسی کے دم سے حقیقتیں بنیں۔ چنانچہ اس کی تفصیل آپ یوں بیان فرماتے ہیں۔

> حقیقت محمدی علیہ افضل الصلوات والتسلیمات جو کہ ظہور اول اور حقیقۃ الحقائق ہے اس معنی کے لحاظ سے کہ دوسرے حقائق خواہ وہ انبیاء کے حقائق ہوں یا ملائکہ عظام علیہ وعلیھم الصلوٰۃ السلام اسکے لیے ظلال کی طرح ہیں اور وہ حقائق کی اصل ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **اول ماخلق اللہ نوری** (سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا کیا) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **خلقت من نور اللہ والمومنون من نوری** (میں اللہ کے نور سے پیدا ہوا اور مومن میرے نور سے پیدا ہوئے) تو لازماً آپ تمام حقائق اور خداند تعالیٰ کے درمیان واسطہ ہونگے انکے وسیلہ کے

بغیر کسی کو بھی مطلوب تک پہنچنا محال ہوگا پس آپ انبیاء ومرسلین کے
نبی ہیں اور آپ کا بھیجنا جہان والوں کے لیے رحمت ہے علیہ وعلیہم
الصلوٰۃ التسلیم یہی وجہ ہے کہ اولوالعزم انبیاء باوجود اصالت (براہ
راست فیض پہنچنے کے) انکی تبعیت (تابع ہونا) چاہتے تھے اور آپ
کی امت میں داخل ہونے کے آرزو رکھتے تھے جیسا کہ حدیث میں
آیا ہے۔ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

اس مقام پر ایک سوال نقل کر کے اسکا جواب بھی ارشاد فرماتے ہیں

سوال:۔ یہ تعین بھی جو کہ تعین اول ہے اور حقیقت محمدی ہے علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام ممکن ہے یا واجب ہے حادث ہے یا قدیم ہے صاحب فصوص تعین اول کہ جسکو حقیقت محمدی کہا ہے اسکو انہوں نے وحدت سے تعبیر کیا ہے اور اسی طرح تعین ثانی کو جس کو واحدیت کہا ہے اعیان ثابتہ اور حقائق ممکنات کہا ہے اس مرتبہ میں ثابت کیا ہے اور وہ ہر دو تعین کو تعین وجوبی کہتے ہیں اور اسکو قدیم سمجھتے ہیں اور دوسرے تین تنزلات یعنی کہ روحی اور مثالی اور جسدی کو تعین امکانی تصور کرتے ہیں آپ کا اس بارے میں کیا عقیدہ ہے؟

جواب:۔ اس فقیر کے نزدیک کوئی تعین بھی وجوبی نہیں وہ کونسا تعین ہوگا جو لاتعین کو متعین کرے یہ الفاظ حضرت شیخ محی الدین اور اس کے متبعین کے مذاق کے موافق ہیں اگر فقیر کی عبارت میں کہیں اس قسم کے الفاظ ہوں تو انکو صنعت مشاکلہ کے قبیلہ سے سمجھنا چاہیے بہر حال میں کہتا ہوں کہ وہ تعین تعین امکانی ہے، مخلوق اور حادث ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے اول ما خلق اللہ نوری "سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا فرمایا اور دوسری حدیث میں اس کی پیدائش کے وقت کا تعین بھی آیا ہے جیسا کہ فرمایا" قبل خلق السموات بالفی عام " (آسمانوں کی پیدائش سے دو ہزار سال قبل) اور اس کی مثل اور روایات بھی ہیں اور جبکہ وہ مخلوق ہے اور مسبوق بالعدم ہے تو وہ ممکن اور حادث ہوگا۔ (مکتوبات دفتر سوم مکتوب ۱۲۲)

آپ کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ ممکن اسے کہتے ہیں جو مسبوق بالعدم ہو یعنی پہلے نہیں تھا بعد میں ہوا اور واجب وہ ہوتا ہے جو مسبوق بالعدم نہ ہو یعنی اس کے لیے پہلے عدم نہ ہو وہ ہمیشہ سے ہو اور ہمیشہ رہے

اسے واجب کہتے ہیں اس تعریف کی روشنی میں یہ نور محمد یعنی حقیقت محمد یہ ممکن اور حارث قرار پائی ہے کیونکہ اسکے لیے خود سرکار نے فرمادیا ہے کہ اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ یہ مسبوق بالعدم ہے یعنی پہلے نہیں تھا بعد میں آیا ہے لہٰذا یہ واجب نہیں بلکہ ممکن ہے بلکہ جتنے تعینات اور موجودات اللہ کے سوا ہیں وہ سب ممکن اور حادث ہیں۔

امکان حقیقت محمد یہ:۔

اب یہاں ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا تھا کہ نور محمد اور حقیقت محمد یہ اول خلق ہونے کے باعث اور غیب ہویت کی پہلی تجلی ہونے کے باعث دیگر مخلوقات بالخصوص انبیائے کرام سے بیشک فضیلت اور فوقیت رکھتی ہے لیکن ممکن ہونے میں تو سب برابر ہیں اور نفس امکان میں تو نور محمد اور دیگر انبیائے کرام ورسل عظام اور ملائکہ مقربین سب برابر ہیں۔اس خدشہ اور سوال کا جواب اپنے ایک اور مکتوب گرامی میں دیتے ہوئے حضرت امام ربانی فرماتے ہیں کہ اس نور محمد اور حقیقت محمد یہ کا امکان بھی نرالا اور بے مثل و بیمثال ہے نفس امکان اور ممکن ہونے میں بھی کوئی آپکا شریک اور ہم پلہ نہیں۔کائنات ارضی و سماوی میں کسی کا ایسا امکان نہیں جیسا کہ حقیقت محمد یہ کا امکان ہے کیونکہ اس نور محمد کی تخلیق کے لیے اللہ نے فرمایا ہے کہ میں نے اسکو اپنے نور سے بنایا ہے جبکہ اس کے علاوہ اور کسی ممکن کے لیے یہ نہیں فرمایا گیا لہٰذا انکے امکان جیسا کسی کا امکان نہیں اور آپکے امکان میں کوئی آپکا شریک و مماثل نہیں۔اس مضمون کو آپ اپنے مکتوبات میں یوں بیان فرماتے ہیں:

> جاننا چاہیے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش دوسرے افراد انسانی کی پیدائش کی طرح نہیں بلکہ جہاں کے تمام افراد میں سے کسی کے ساتھ آپکی پیدائش اور آپکا وجود انور مشابہت اور مناسبت نہیں رکھتا کیونکہ حضور اکرم ﷺ باوجود جسم عنصری رکھنے کے نور حق تعالیٰ سے پیدا ہوئے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے خود فرمایا کہ میں اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہوں اور دوسرے کسی کو یہ دولت نصیب نہیں ہوئی۔
>
> اور کتنی ہی باریک نظر سے صحیفہ ممکنات کا مطالعہ کیا جائے نبی کریم ﷺ کا وجود انور اس میں سے معلوم نہیں ہوتا اور چونکہ آنحضرت ﷺ اس

عالم ممکنات میں سے نہیں ہیں بلکہ اس سے بلند اور ارفع سے پیدا ہوئے ہیں اس بنا پر آپ کے جسم شریف کا سایہ نہیں تھا اور نیز اس عالم شہادت میں شئی کا سایہ شئی سے لطیف تر ہوتا ہے اور جب حضور علیہ السلام سے زیادہ لطیف کوئی چیز جہاں میں نہیں ہے تو آپ کے جسم مبارک کے لیے سایہ کس طرح متصور ہو سکتا ہے۔

(مکتوبات دفتر سوم مکتوب ۱۰۰)

مقام حقیقت محمدیہ:۔

حقیقت محمدیہ کا تصوف اور روحانیت میں کیا مقام ہے؟ اسکے بارے میں حضرت امام ربانی فرماتے ہیں کہ چونکہ حقیقت محمدیہ حقیقۃ الحقائق ہے یعنی سارے حقائق کی اصل ہے اس لیے ممکنات میں سے کوئی حقیقت اس سے اوپر نہیں۔ اور نہ ہی ایک سالک اور عارف کے لیے اس مرتبہ سے اوپر کسی مرتبہ میں ترقی کا تصور کیا جا سکتا ہے کیونکہ ممکنات میں یہ سب سے افضل اور آخری مرتبہ ہے اس سے اوپر لاتعین کا مرتبہ ہے جہاں سے وجوب کی سرحد شروع ہو جاتی ہے جبکہ اس مرتبہ تک وصول ناممکن ہے آپ فرماتے ہیں کہ

جب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس ظل سے اور تمام ظلال سے نجات میسر ہوئی تو معلوم ہوا کہ اس میں حقیقۃ الحقائق سے آگے ترقی نہیں ہو سکتی بلکہ جائز ہی نہیں کیونکہ اس مقام سے آگے قدم اٹھانا اور حقیقت وجوب میں قدم رکھنا ہے اور امکان سے باہر آنا ہے جبکہ یہ ایک خلق کے لیے شرعاً اور عقلاً محال ہے۔

(مکتوبات امام ربانی دفر سوم مکتوب ۱۲۲)

بلکہ ایک مکتوب میں تو اس کی اہمیت اور عظمت کو بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ جب حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام آسمان سے زمین پر تشریف لائیں گے تو حضرت خاتم الرسل ﷺ کی شریعت کی متابعت فرمائیں گے اور اپنے مقام سے عروج فرما کر تبیعت کے

طور پر حقیقت محمدی کے مقام پر بھیجیں گے اور حضور اکرم ﷺ کے دین کو تقویت دینگے (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب ۲۰۹)

حضرت امام ربانی کو بھی اللہ تعالیٰ نے اس عظیم مقام کا مشاہدہ کرایا اور اسکے کمالات سے آپکو بھی مستفیض فرمایا چنانچہ ایک مقام پر آپ تحریر فرماتے ہیں۔

اس مقام پر ملاحظہ کیا گیا کہ آیا یہ تعین اول حقیقت محمدی ہے یا نہیں تو معلوم ہوا کہ حقیقت محمدی وہ ہی ہے جو اوپر ذکر ہو چکی ہے۔۔ ۔۔۔۔

اور وہ سیر جو اس شہر کے اوپر واقع ہے وہ کمالات نبوت کا آغاز ہے ان کمالات کا حاصل ہونا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مخصوص ہے اور یہ کمالات مقام نبوت سے ناشی اور پیدا ہوئے ہیں اور انبیا علیہم السلام کے کامل تابعداروں کو بھی ان کی تابعداری کے سبب ان کمالات سے کچھ حصہ مل جاتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کی عنایت اور اسکے حبیب ﷺ کے صدقہ اس سیر کو بھی انجام تک پہنچایا تو مشہود ہوا کہ اگر ایک قدم اور آگے بڑھایا تو عدم محض میں جا پڑے گا کیونکہ اسکے آگے عدم محض کے سواء کچھ نہیں۔ (دفتر اول مکتوب ۲۶۰)

کعبہ:۔

حقیقت کعبہ سمجھنے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم کعبہ کو سمجھیں کہ کعبہ کیا ہے اور کس چیز کا نام ہے؟
حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ میں یہ جو اینٹ اور پتھروں سے بنی ہوئی عمارت ہے یہ کعبہ نہیں اس کی دلیل امام ربانی یہ دیتے ہیں کہ اگر بالفرض یہ عمارت نہ بھی ہو تو اسطرف رخ کر کے سجدہ کرنا اور نماز پڑھنا ضروری ہے معلوم ہوا کہ کعبہ اس چیز کا نام نہیں بلکہ اس ہی مقام پر وہ کوئی اور شئے ہے جس کے اظہار سے نطق و گویائی عاجز ہے بلکہ وہ ایک ایسی نورانیت ہے جو عقل کی حدوں سے بھی ماوراء ہے اور عقل و قیاس بھی اسکا ادراک نہیں کر سکتے حضرت امام ربانی اپنے الفاظ میں اسکو یوں بیان فرماتے ہیں۔

جاننا چاہیے کہ صورت کعبہ اینٹ اور پتھر سے عبارت نہیں کیونکہ اگر بالفرض اینٹ اور پتھر درمیان میں نہ ہوں تو بھی کعبہ، کعبہ ہے اور

خلائق کا مسجود ہے بلکہ صورت کعبہ باوجود اسکے کہ عالم خلق ہے لیکن دوسری اشیاء کی پیدائش کی طرح نہیں ہے بلکہ وہ ایک مستور (پوشیدہ) امر ہے جو حس وخیال کے احاطہ سے باہر ہے وہ عالم محسوسات سے ہے اور کچھ بھی محسوس نہیں ہے وہ تمام اشیاء کا متوجہ الیہا ہے اور کوئی توجہ بھی نہیں وہ ایسی ہستی ہے جس نے نیستی کا لباس پہنا ہوا ہے وہ ایسی نیستی ہے جس نے ہستی کے لباس میں اپنے آپ کو ظاہر کیا ہوا ہے وہ جہت میں ہوتے ہوئے بھی بے جہت ہے اور سمت میں ہوتے ہوئے بے سمت ہے۔ مختصر یہ کہ یہ صورت حقیقت منش ایک عجیب چیز ہے کہ عقل اس کی تشخیص میں عاجز ہے اور عقلاء اس کے تعین میں حیران ہیں گویا وہ عالم بے چوں اور بے چگونی کا نمونہ ہے اور بے شبہی اور بے نمونی کا نشان اس میں پوشیدہ ہے ہاں اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ مسجودیت کے لائق نہ ہوتا اور بہترین موجودات علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام شوق و آرزو سے اسکو اپنا قبلہ نہ بناتے فیہ آیات بینات (اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں) اس کی شان میں نص قطعی ہے من دخلہ کان آمنا (جو اس میں داخل ہوگیا امن میں آ گیا) اس کی شان میں قرآن کی مدح سرائی ہے۔ (دفتر سوم مکتوب ۱۲۴)

بیت اللہ:۔

اس مقام پر حضرت امام ربانی نے ایک بڑا نفیس نکتہ بیان فرمایا اور ذہن میں آنے والے ایک سوال کا جواب بھی دے دیا سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ حدیث مبارک میں آتا ہے کہ ولکن یسعنی قلب عبدی المومن کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندہ کے قلب میں سما سکتا ہوں اس سے ثابت ہوا کہ بندہ مومن کا قلب بھی بیت اللہ یعنی اللہ کا گھر ہے تو پھر اس بیت اللہ اور مکہ معظمہ کے بیت اللہ میں کیا فرق ہوا؟ اور جب قلب مومن بھی بیت اللہ ہے تو پھر اس کی طرف رخ کر کے سجدہ کیوں روا نہیں؟ بالخصوص ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جس کا قلب انوار الٰہی کی جلوہ گاہ ہے۔ امام ربانی نے اسکے جواب میں ایک اعلیٰ اور عقل سے ماوراء

حقیقت کو مجاز کے پردہ میں سمجھانے کی کوشش فرمائی ہے کہ جس طرح ایک عام آدمی دکان، بازار، باغ، گلی کوچہ، محلہ ہر جگہ پر جا سکتا ہے اور وہاں موجود ہو سکتا ہے اور بیٹھ سکتا ہے لیکن آرام اور راحت وہ صرف اپنے گھر میں حاصل کرتا ہے کیونکہ گھر وہ کہلاتا ہے جہاں کوئی غیر نہیں ہوتا بلا تشبیہ و بلا تمثیل خانہ کعبہ بھی اللہ کا گھر ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ بندہ مومن کے قلب میں بھی جلوہ گر ہوتا ہے لیکن خانہ کعبہ کیونکہ بیت اللہ ہے یعنی اس کا گھر ہے اس لیے اس میں اس کی جلوہ گری تمام اغیار سے ہٹ کر ہے تو چونکہ وہاں اسکے ساتھ کسی غیر کا کوئی دخل نہیں اس لیے وہ جگہ مخلوق کی سجدہ گاہ بنی سجدہ اسکے سوا کسی اور کو جائز نہیں لہٰذا جہاں کوئی اور ہو گا وہاں سجدہ جائز نہیں ہو گا جہاں صرف وہ ہو گا وہاں سجدہ ہو گا اور وہ صرف بیت اللہ یعنی خانہ کعبہ ہے اب اس مفہوم کو خود امام ربانی کے الفاظ میں دیکھیے اور اسکا مزہ لیجیے۔ آپ فرماتے ہیں:

''وہ بیت اللہ ہی ہے جس میں صاحب خانہ جل شانہ کی بے کیفیت بود و باش ہے اور اسکے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مجہول الکیفیت نسبت اور اتصال ہے **وللہ المثل الاعلی** (اور اللہ کے لیے بلند مثال ہے) عالم مجاز میں جو کہ حقیقت کا پل ہے بیت یعنی گھر کا لفظ شب باشی کی خبر دیتا ہے جو کہ صاحب خانہ کے آرام اور قرار کی جگہ ہے اہل دولت کے لیے اگرچہ بے شمار نشست گاہیں ہیں اور بیٹھنے اٹھنے کے لیے بہت سے مقامات ہیں لیکن گھر پھر بھی گھر ہے جو کہ اغیار کی مزاحمت سے بیگانہ اور دوست کے آرام کی جگہ ہے اگرچہ بحکم حدیث **ولکن یسعنی قلب عبدی المومن** (لیکن میں اپنے بندہ کے قلب میں سما سکتا ہوں) مومن بندہ کا قلب بے چونی ظہور کی گنجائش پیدا کرتا ہے لیکن گھر ہونے کی نسبت جو کہ بود و باش کی خبر دیتا ہے وہ اس میں کہاں پیدا ہو گی اور اغیار کی مزاحمت جو کہ گھر کے لوازمات سے ہے وہ یہاں کہاں سے آئیں گے۔ تو جب بیت میں غیر اور غیریت کو دخل نہ ہو گا تو اب وہ لازماً مخلوق کی سجدہ گاہ ہو گا کہ غیر کو سجدہ نہ ہو کیونکہ غیریت مسجودیت کے منافی ہوتی ہے۔ محمد رسول ﷺ نے اپنی طرف سجدہ تجویز

نہیں فرمایا اور بیت اللہ شریف کی جانب شوق اور رغبت سے سجدہ کرتے تھے فرق کا راز اس جگہ سے معلوم کرو کہ ساجد اور مسجود میں کتنا بڑا فرق ہے"۔ (دفتر سوم مکتوب ۱۲۴)

حقیقتِ کعبہ:۔

صورت کعبہ کے معنی اور مفہوم کو تفصیل سے بیان کرنے کے بعد آپ حقیقت کعبہ کی دو لفظوں میں تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

اے بھائی! جب آپ نے صورت کعبہ کے متعلق معلوم کر لیا تو اب کچھ حقیقت کعبہ کے متعلق بھی سنو۔ حقیقت کعبہ ذات بے چون واجب الوجود سے عبارت ہے کہ ظہور اور ظلیت کی گرد بھی وہاں تک راہ نہیں پا سکتی۔ (دفتر سوم مکتوب ۱۲۴)

یعنی حقیقت کعبہ سے اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی مراد ہے اپنے ایک اور مکتوب گرامی میں اس کی شرح اور تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"دوسرا مرتبہ جو خالص نور ہے اور لاتعین سے متعین ہے اسکو بھی دوسروں کی طرح ذات محض اور احدیت مجردہ خیال نہ کریں کہ وہ بھی نورانیت خالص کے حجابوں میں سے ایک حجاب ہے ان للہ سبعین الف حجاب من نور و ظلمة (اللہ تعالیٰ کے نور و ظلمت سے ستر ہزار پردے ہیں) اگر چہ تعین نہیں ہے لیکن مطلوب حقیقی کا حجاب ہے اگر چہ یہ آخری حجاب ہے اور اللہ تعالیٰ وراء الوراء ہے یہ نور چونکہ تعین کے دائرہ میں داخل نہیں لہذا عدم کی ظلمت سے منزہ اور مبرا ہے (وللہ المثل الاعلی) اس کی مثال نور آفتاب کی شعاعوں کی سی ہے جو کہ سورج کی ٹکیہ کے لیے حاجب ہیں (یعنی پردہ ہیں) اور وہ ٹکیہ آفتاب کے عین سے منتشر ہو کر اسکا حجاب ہو گی حدیث میں آیا ہے۔ حجابہ النور کہ اسکا حجاب نور ہے اور یہ بلند مرتبہ تجلیات

ذاتیہ سے اوپر ہے پھر تجلیات فعل وصفت کے متعلق کیا کہوں کیونکہ تجلی تعین کی آمیزش کے بغیر متصور نہیں جبکہ یہ مقام تمام تعینات سے اوپر ہے لیکن ان تجلیات ذاتیہ کا منشاء وہ ہی خالص نور ہے اور تجلی اسکے واسطہ کے بغیر متصور نہیں ہوسکتی اگر وہ نہ ہوتو تجلی حاصل نہیں ہوتی اور حقیقت کعبہ ربانی میں سمجھتا ہوں کہ یہی نور ہے جوکہ سب کا مسجود ہے اور تمام تعینات کا اصل ہے اگر چہ تجلیات ذاتیہ کا ملجاء وماؤی یہی نور تھا تو دوسروں کی مسجودیت ہے اس کی کیا تعریف کروں۔ جاننا چاہیے کہ یہ نور دوسرے انوار کی طرح ہرگز نہیں کہ امکان کا شائبہ رکھ کر ممکن ہو یا جوہر وعرض کی جنس سے ہو وہ تو ایک ایسا مرتبہ ہے کہ نور کے علاوہ اس پر کسی چیز کا اطلاق نہیں کیا جاسکتا اگر چہ وجوب وجود ہی کیوں نہ ہو کہ وجوب بھی اس سے نیچے ہے۔(دفتر سوم مکتوب ۷۲)

حقیقت کعبہ کی جو آپ نے یہ تشریح فرمائی ہے اسکا نچوڑ یہ ہے کہ مقام لاتعین میں اللہ تعالیٰ کی جو حقیقی ذات ہے جو 'احدیت مجردہ' اور 'ذات محض' ہے۔ اس پر ستر ہزار نور کے پردے پڑے ہوئے ہیں۔ ان نور کے پردوں میں سے جو آخری پردہ اس کی ذات ورآء الورآء پر پڑا ہوا ہے اس نور کے پردہ کا نام حقیقت کعبہ ہے اور پر نور چونکہ مقام لاتعین میں ہے لہٰذا تعینات کے اندر نہیں آئیگا البتہ تمام تعینات کی اصل اور تمام تجلیات ذاتیہ کا ملجاء وماوی یہی نور ہے۔

وصول حقیقت کعبہ:۔

حضرت امام ربانی فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا کمال فضل وکرم ہوتا ہے تو وہ ہزاروں میں سے کسی ایک عارف کو اس دولت کے وصول سے مشرف فرما دیتا ہے اور وہ عارف اس مقام پر پہنچ کر فنا وبقا سے اس مقام میں سرفراز ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ وہ بقا اسکو اسی نور سے حاصل ہوتی ہے اور فوق الفوق سے اسکو وافر حصہ ملتا ہے اور وہ نور کے ساتھ نور سے گزرتا ہوا اصل نور تک پہنچ جاتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا عظیم فضل واحسان ہے وہ جس خاص بندہ پر چاہے اسی پر فرماتا ہے (دفتر سوم مکتوب ۷۶)

اس ارشاد سے پہلے اسی مکتوب گرامی میں آپ یہ بھی فرما چکے تھے کہ کعبہ ربانی کی حقیقت میں سمجھتا ہوں یہی نور ہے لہٰذا اس سے پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو اس مقام سے واصل کر دیا تھا اور آپ اس عظیم دولت سے سرفراز فرما دیے گئے تھے۔

سوال:۔ البتہ یہاں ایک اہم سوال پیدا ہوتا ہے جس کو حضرت امام ربانی نقل فرما کے اس کا جواب بھی عطا فرما رہے ہیں سوال یہ ہے کہ جب آپ کے ارشاد کے مطابق ایک عارف کو یہ دولت نصیب ہوگی اور وہ اس مقام سے سرفراز کیا جائیگا تو اسکے حق میں اللہ تعالیٰ کی ذات سے تمام حجابات کا اٹھنا متحقق ہو جائیگا کیونکہ آپ ہی نے فرمایا ہے کہ آخری حجاب اس نور کو کہتے ہیں جبکہ ایسا ہونا یعنی حجابات کا اٹھ جانا ناممکن ہے کیونکہ حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے نور و ظلمت کے ستر ہزار پردے ہیں اگر وہ اٹھ جائیں تو اللہ تعالیٰ کی ذات کے انوار ہر اس مخلوق کو جلا کر رکھ دینگے جہاں تک اس کی نظر جائیگی۔

جواب:۔ اسکا جواب دیتے ہوئے حضرت امام ربانی فرماتے ہیں کہ اس جگہ تحقق بقا حجابات سے ہے جو کہ ایک دوسرے کے لیے اسباب ہیں نہ کہ حجابات کا دور ہونا اور ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ (دفتر سوم مکتوب ۷۶)

یعنی آپ کے ارشاد کا مقصد یہ ہے کہ حقیقت کعبہ کے مشاہدہ کا تحقق تو اس وقت ہوگا جب وہ حجاب نور باقی رہے اگر وہ اٹھ گیا تو پھر حقیقت کعبہ کا مشاہدہ تو نہیں ہوا لہٰذا اس مقام پر پہنچنے والوں کے لیے ان پردوں کا اٹھنا ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ حجابات اسباب ہیں اس آخری حجاب نور تک پہنچنے اور اسکے مشاہدہ کے لیے۔

سوال:۔ حقیقت کعبہ اور حقیقت محمدیہ پر آپ نے اپنی تصنیف مبداء و معاد میں بھی بحث فرمائی ہے وہاں آپ نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ جس طرح صورت کعبہ صورت محمدی کی مسجود ہے اسی طرح حقیقت کعبہ حقیقت محمدیہ کی مسجود ہے اس بات پر آپ کے ایک خلیفہ حضرت شیخ محمد طاہر نے اپنے خط کے ذریعہ آپ سے ایک سوال کیا کہ آپ کی اس عبارت سے تو حقیقت محمدیہ سے حقیقت کعبہ کی افضلیت ثابت ہو رہی ہے حالانکہ یہ بات طے شدہ ہے کہ عالم کی تخلیق سے مقصود رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے اور حضرت آدم اور تمام کائنات آپکی طفیلی ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ اگر وہ نہ ہوتے تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا اور اپنی ربوبیت کو ظاہر

نہ کرتا اس سے معلوم ہوا کہ آپ ساری کائنات سے افضل ہیں جبکہ آپ کے ارشاد سے حقیقت کعبہ کا آپ سے افضل ہونا ثابت ہو رہا ہے۔

جواب:۔اسکا جواب دیتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ہم بتا چکے ہیں کہ حقیقت کعبہ سے اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی مراد ہے اور حقیقت کعبہ ذات واجب الوجود سے عبارت ہے اور وہ ہی سب کا مسجود ہے اور وہ ہی مسجودیت کے لائق ہے لہٰذا اسکو اگر حقیقت محمدیہ کا مسجود کہیں اور اس سے ذات باری تعالیٰ کی افضلیت ثابت ہو تو اس میں کونسا استحالہ اور اللہ تعالیٰ کی ذات کی افضلیت میں کسی کو کیا شک وشبہ ہوسکتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ہاں البتہ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ضرور ہے کہ حقیقت محمدی عالم کے تمام افراد کے حقائق سے افضل ہے جبکہ کعبہ کی حقیقت اس عالم کی جنس سے ہے ہی نہیں لہٰذا اس کے حقیقت محمدیہ سے افضل ہونے میں کیا توقف ہوسکتا ہے۔

سوال:۔یہاں ایک اور ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپکے مندرجہ بالا جواب اور حقیقت کعبہ کی جو تشریح آپ نے فرمائی ہے اس سے جب ثابت ہوگیا کہ حقیقت کعبہ حقیقت محمدیہ سے افضل ہے تو پھر آپ کے اس ارشاد کا کیا مطلب کہ حقیقت محمدیہ جو حقیقت الحقائق ہے ممکنات کے حقائق میں سے کوئی حقیقت۔ اس سے اوپر نہیں اور نہ ہی اس سے اوپر ترقی جائز ہے۔(دفتر سوم مکتوب ۱۲۶)

جواب:۔اس سوال کا جواب ہمیں آپ کے ایک مکتوب گرامی کی اس عبارت سے بخوبی مل جاتا ہے جس میں آپ فرماتے ہیں کہ حقیقت محمدی اپنے مقام سے عروج کر کے حقیقت کعبہ تک جو اس سے برتر ہے پہنچ کر اس سے متحد ہو جاتی ہے اور حقیقت محمدی اس جگہ حقیقت احمدی کا نام پاتی ہے۔اس وقت حقیقۃ کعبہ اس حقیقت کے ظلال میں سے ایک ظل ہوتا ہے۔

اس جواب سے معلوم ہوا کہ حقیقت محمدی کی دو حیثیتیں ہیں ایک حقیقت کعبہ میں ضم ہو کر حقیقت احمدی بننے سے پہلے اور ایک اس کے بعد لہٰذا جو آپ نے فرمایا ہے کہ اس سے اوپر ممکنات کے حقائق میں سے کوئی حقیقت نہیں اور اس سے اوپر ترقی ممکن نہیں یہ اس وقت کے

لیے فرمایا ہے جب حقیقت محمدی حقیقت کعبہ میں ضم ہو کر حقیقت احمدی کا نام پا لیتی ہے بلکہ اس وقت اسکا مقام یہ ہوتا ہے کہ حقیقت کعبہ بھی اسکے ظلال میں سے ایک ظل ہوتا ہے۔ اپنے ایک دوسرے مکتوب گرامی میں آپ نے اسی مفہوم کو اس انداز میں بیان فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کے رحلت فرمانے سے ہزار اور چند سال کے بعد ایک ایسا زمانہ آ رہا ہے کہ حقیقت محمدی اپنے مقام سے عروج فرما کے حقیقت کعبہ کے مقام سے متحد ہو جائیگی اور اس وقت حقیقت محمدی کا نام حقیقت احمدی ہو جائیگا اور اس وقت وہ ذات احد جل سلطانہ کا مظہر بن جائیگی اور دونوں اسم مبارک اپنے مسمی کے ساتھ متحقق ہو جائیں گے۔ (دفتر سوم مکتوب ۲۰۹)

حقیقت احمدی :۔

حقیقت محمدی حقیقت کعبہ سے متحد کیسے ہوتی ہے؟ حقیقت محمدی عروج کر کے حقیقت احمدی کس طرح بنتی ہے یہ عالم مکاشفہ کا ایک نازک ترین مقام ہے جس کی تشریح اور تفسیر کسی عام انسان کے بس کی بات نہیں لیکن حضرت امام ربانی نے اس مشکل ترین مقام کو جس انداز سے بیان فرما کے سمجھانے کی کوشش فرمائی ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے اور اس ضمن میں آپ نے آنحضرت ﷺ کے اسمائے گرامی محمد احمد کے بارے میں جو خوبصورت نکات بیان کر کے عظمت مصطفے ﷺ کو جس طرح آشکار فرمایا ہے وہ آپ جیسے عاشق رسول ہی کا کام تھا آپ فرماتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ محمد رسول اللہ ﷺ تمام مخلوقات کی طرح عالم خلق اور عالم امر سے مرکب ہیں اور وہ اسم الٰہی جو انکے عالم خلق کی تربیت کرنے والا ہے شان العلیم ہے اور وہ جو انکے عالم امر کی تربیت فرماتا ہے وہ معنی ہے جو اس شان کے وجود اعتباری کا مبداء ہے جیسے کہ گزر چکا ہے اور حقیقت محمدی شان العلیم سے مراد ہے اور حقیقت احمدی اس معنی سے کنایہ ہے جو اس شان کا مبداء ہے اور حقیقت کعبہ سبحانی بھی اس معنیٰ سے مراد ہے اور وہ نبوت جو آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ السلام کی پیدائش سے پہلے آنحضرت ﷺ کو حاصل تھی اور جس مرتبہ کی نسبت خبر دی ہے اور فرمایا ہے کہ ”کنت نبیا و آدم بین

الماء والطین ''(میں نبی تھا جبکہ آدم ابھی پانی اور مٹی کے درمیان تھے) وہ باعتبار حقیقت احمدی کے تھی جس کا تعلق عالم امر سے تھا اور اس اعتبار سے حضرت عیسی علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جو کلمۃ اللہ تھے اور عالم امر سے زیادہ مناسبت رکھتے تھے تو آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری کی خوشخبری اسم احمد سے دی اور فرمایا ''مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمهٗ احمد ''(خوشخبری دیتے ہوئے ایک رسول کی جو میرے بعد آئیگا اسکا نام احمد ہوگا) اور وہ نبوت جو عنصری پیدائش سے تعلق رکھتی ہے وہ صرف حقیقت محمدی کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ دونوں حقیقتوں کے اعتبار سے ہے اور اس مرتبہ میں آپکی تربیت کرنے والی وہ شان اور اس شان کا مبداء ہے یہی وجہ ہے کہ اس مرتبہ کی دعوت پہلے مرتبہ کی دعوت کی نسبت زیادہ اتم ہے کیونکہ اس مرتبہ میں آپکی دعوت عالم امر سے مخصوص تھی اور آپکی تربیت روحانیوں پر منحصر تھی (یعنی عالم امر اور عالم ارواح میں بھی ارواح کی تربیت حضور نے فرمائی) اور اس مرتبہ آپکی دعوت خلق وامر دونوں کو شامل ہے اور آپکی تربیت اجساد (اجسام) اور ارواح دونوں پر مشتمل ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اس جہاں میں آپکی عنصری پیدائش کو آپکی فلکی پیدائش پر غالب کیا ہوا تھا تاکہ مخلوقات کے ساتھ جن میں بشریت زیادہ غالب ہے وہ مناسبت جو افادہ اور استفادہ کا سبب ہے زیادہ پیدا ہو جائے۔

یہی وجہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو اپنی بشریت کے ظاہر کرنے کے لیے بڑی تاکید سے امر فرمایا کہ ''قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی ''(اے محبوب کہہ دیجیے میں بھی تمہاری طرح بشر ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے) یہاں لفظ مثلکم کا لانا تاکید بشریت کے لیے ہے اور وجود عنصری سے رحلت کر جانے کے بعد حضور ﷺ کی روحانیت کی جانب غالب ہوگئی اور بشریت کی مناسبت گم ہوگئی اور دعوت کی نورانیت میں تفاوت پیدا ہو گیا۔ بعض اصحاب کرام نے فرمایا کہ ابھی ہم آنحضرت ﷺ کے دفن سے فارغ نہ ہوئے کہ ہم نے اپنے دلوں میں فرق محسوس کیا یہاں ایمان شہودی ایمان غیبی سے بدل گیا اور معاملہ آغوش سے گوش تک آ پہنچا اور دیکھنے سے سننے تک آ گیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے جب ہزار سال گزرے جو بڑی لمبی مدت اور بڑا دراز زمانہ ہے تو روحانیت کی جانب اس طرح غالب ہوئی کہ بشریت کی تمام جانب کو اپنے رنگ میں رنگ دیا حتی کے عالم خلق نے عالم امر کا رنگ اختیار کر لیا پس ناچار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عالم خلق سے جس چیز نے اپنی حقیقت کی طرف رجوع کی تھی یعنی

حقیقتِ محمدی عروج کر کے حقیقتِ احمدی سے لاحق ہوگئی اور حقیقتِ محمدیٰ حقیقتِ احمدی سے متحد ہوگئی اس جگہ حقیقت محمدی اور حقیقت احمدی سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلق وامر کا تعین امکانی ہے نہ کہ تعین وجوبی کہ تعین امکانی اسکا ظل ہے۔ کیونکہ تعین وجوبی کے عروج کے کچھ معنی نہیں اور اس تعین کے ساتھ متحد ہونا معقول نہیں۔ (دفتر اول مکتوب ۲۰۹)

ایک اور مکتوب گرامی آنحضرت ﷺ کے ان دنوں اسماء گرامی میں پوشیدہ رازہائے سربستہ سے پردہ اٹھاتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ہمارے پیغمبر ﷺ دوناموں سے موسوم ہیں اور دونوں اسم مبارک قرآن مجید میں لکھے ہوئے ہیں فرمایا **محمد رسول اللہ** (محمد اللہ کے رسول ہیں) اور عیسیٰ روح اللہ کی بشارت کی حکایت کرتے ہوئے فرمایا **اسمہ احمد** (ان کا نام احمد ہے) اور ان دونوں کی ولایت علیحدہ ہے ولایت محمدی اگرچہ پیغمبر ﷺ کی محبوبیت کے مقام سے پیدا ہوئی ہے لیکن اس جگہ خالص محبوبیت ثابت نہیں بلکہ اس محبیت کی کیفیت کی آمیزش بھی ہے اگرچہ وہ آمیزش اس کے اصل میں ثابت نہیں لیکن محبوبیت خالص کے مقام سے مانع ہے اور ولایت احمدی خالص محبوبیت سے پیدا ہوئی ہے جس میں محبیت کا شائبہ تک نہیں ہے اور یہ ولایت پہلی ولایت سے بلند تر ہے اور ایک منزل مطلوب سے نزدیک تر ہے اور محبّ کو زیادہ مرغوب ہے کیونکہ محبوب جتنا بھی محبوبیت میں مکمل ہوگا اس کی بے نیازی استغنا بھی کامل تر ہوگی اور محبت کی نگاہ میں زیادہ خوبصورت اور زیبا تر ہوگا اور محبّ کو اپنی طرف زیادہ کھینچے گا اور اسے زیادہ برگشتہ اور شیفتہ بنا دیگا۔

نہ تنہا آفتم زیبائی اوست
بلائے من ز ناپروائی اوست

بلا سے مراد عشق کا حد سے گزر جانا ہے جو کہ عاشق کو مطلوب ہے سبحان اللہ احمد عجیب مبارک نام ہے جو کلمہ مقدسہ احد سے مرکب ہے اور حرف میم کے حلقہ سے جو کہ اللہ تعالیٰ کے عالم بے چوں میں پوشیدہ اسرار میں سے ہے اور اس کی گنجائش نہیں رکھتا کہ عالم چوں میں اس پوشیدہ راز کو حلقہ میم کے بغیر تعبیر کیا جاسکے اور اگر اس کی گنجائش ہوتی تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے تعبیر فرماتے اور احد احد ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور حلقہ میم طوق عبدیت ہے کہ جس نے بندہ کو مولا سے الگ کر دیا ہے بس بندہ وہی میم کا حلقہ ہے اور لفظ احد اس کی تعظیم کے لیے آیا ہے اور اس کے اختصاص کا اظہار کیا ہے۔

چوں نام ایں است نام آور چہ باشد

(ترجمہ) جب نام ایسا ہے تو نام والا کیسا ہوگا

ہزار سال کے بعد اسکو امور عظام کے تغیر میں ایک تاثیر ودیعت کی ہے اسی ولایت کا معاملہ اس ولایت تک کھینچا اور ولایتِ محمدی ولایتِ احمدی پر منتہی ہوگی اور کاروبار عبودیت کے طوق سے ایک طوق تک پہنچا اور پہلے طوق کی جگہ الف جو کہ اسکے رب سے اشارہ ہے تمکن ہوا یہاں تک کہ محمد، احمد ہوا وعلیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام اس کا بیان یہ ہے کہ عبودیت کے دو طوق میم کے دو حلقوں سے عبارت ہیں کہ جو اسم مبارک محمد میں مندرج ہیں ہوسکتا ہے کہ وہ دو طوق ان کے دو تعین کی طرف اشارہ ہو علیہ ﷺ ان دو تعینوں میں سے ایک تعین بشری ہے اور دوسرا تعین روحی ملکی ہے اور تعین جسدی میں اگرچہ موت آجانے کی وجہ سے سستی ونقص آجاتا ہے اور تعین روحی نے اور قوت حاصل کرلی لیکن اس تعین کا اثر باقی رہا تھا ہزار سال چاہیے تھا کہ اس کا اثر بھی زائل ہوا اور اس تعین کا کوئی نشان نہ رہے اور جب ہزار سال ختم ہوا اور اس تعین کا اکثر حصہ نہ رہا اور ان دو طوق میں سے ایک طوق عبودیت کھینچ لیا گیا اور اس پر فنا اور زوال طاری ہوا اور الف الوھیت کہ اسکو بقا باللہ کے رنگ میں کہا جاسکتا ہے اس کی جگہ بیٹھا تو لازماً محمد، احمد ہوا اور ولایتِ احمدی نے ولایتِ محمدی میں انتقال رمایا۔ بس محمد دو تعین سے عبارت ہے اور احمد ایک تعین سے کنایہ ہے اور بس۔ لہٰذا یہ نام حضرت مطلق سے زیادہ قریب ہوگیا اور عالم سے دور تر ہوگا۔ (دفتر سوم مکتوب ۹۶)

☆......☆......☆

الحمد للہ کوفی مربع
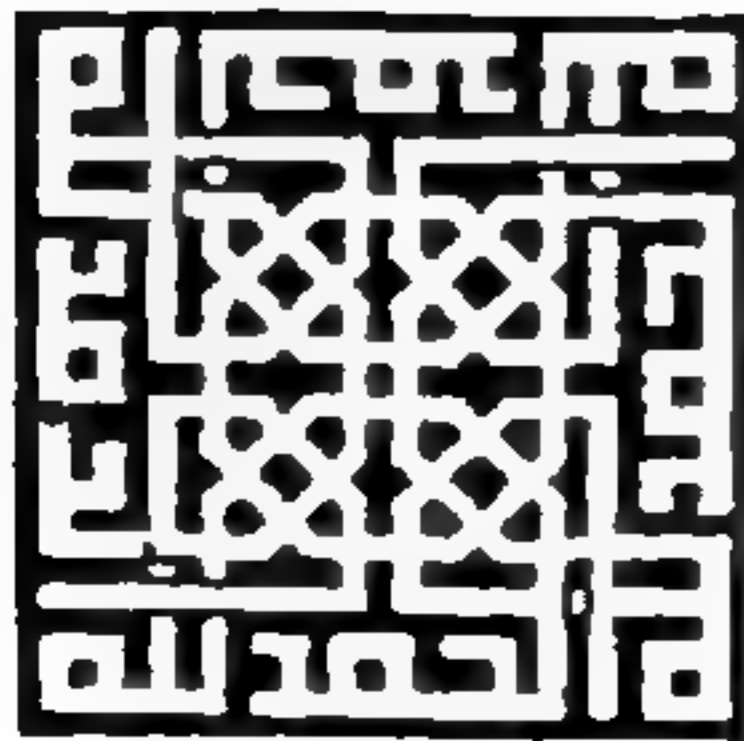
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

علم الکلام میں حضرت مجدد الف ثانی کے اجتہادات

پروفیسر غلام مصطفےٰ مجددی نوری
(ایم۔اے علوم اسلامیہ، پنجاب)

☆☆

پروفیسر غلام مصطفیٰ مجددی نے اس موضوع پر بڑی تحقیق وتدقیق سے سیر حاصل مقالہ تحریر فرمایا ہے۔اُن کا تحقیقی مقالہ کمپوز شدہ ۲۰۰ صفحات پر مشتمل تھا جس کی اس جلد میں گنجائش نہ تھی اس لیے معذرت کے ساتھ اس مقالے کے اقتباسات پیش کیے جارہے ہیں۔اصل مقالہ کتابی صورت میں شائع ہوگا۔ان شاءاللہ تعالیٰ۔حق یہ ہے کہ اس موضوع پر وہی لکھ سکتا ہے جو کسی مرشد کامل کا فیض یافتہ ہو۔پروفیسر موصوف نے اس مقالے میں ۲۵ ذیلی موضوعات پر اظہار خیال فرمایا ہے جن کی تفصیل یہ ہے۔
(۱) قضائے مبرم وقضائے معلق (۲) وحدۃ الشہود (۳) اللہ نور السموات والارض (۴) فرشتے اور انسان (۵) ظلوماً جھولاً کی تفسیر (۶) کعبے کی صورت وحقیقت (۷) سیر فی اللہ (۸) حقیقت محمدی (۹) فضیلت نبوت بر ولایت (۱۰) مقام عبدیت (۱۱) شیونات و اعتبارات (۱۲) رویت حق تعالیٰ (۱۳) نظریۂ قیومیت (۱۴) تصور تجدید الف ثانی (۱۵) عرفانِ خدا کے دو راستے (۱۶) عالم مثال (۱۷) من عرف نفسہٗ (۱۸) تنزلات (۱۹) علم کون و مکان (۲۰) ولایت کے تین درجات (۲۱) جہاد اکبر (۲۲) تخلیق آدم و فلسفۂ روح (۲۳) قلب صنوبری (۲۴) شاہق الجبل واطفال مشرکین (۲۵) اقوال اولیاء کی توجیہات۔۔(مرتبین)

تمام اہل اسلام کے لیے بالعموم اور اسلامیانِ ہند کے لیے بالخصوص حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی، شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمۃ کی ذاتِ کمال علم وعرفان کا ایک لازوال سرچشمہ

ہے، جس کے توسل سے آج بھی لاکھوں تشنہ کام سیراب اور شاداب ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس پر آشوب عہد میں پیدا فرمایا جب شریعت اور طریقت کے بنیادی اصولوں پر علمائے سوء، صوفیائے خام اور شاہان برصغیر اپنے اپنے انداز میں تیرزنی اور انگشت نمائی کا ارتکاب کر رہے تھے اب ضرورت تھی ایسے عظیم القدر انسان کی جو علم ظاہر کے ساتھ علم باطن کا بھی بحرِ زخار ہوتا اور اپنی جولانی موجوں سے دلوں اور ذہنوں کی بنجر زمین کو فکر و آگہی کی ہریالیوں سے مالا مال کر دیتا۔ حضرت علامہ بدرالدین سرہندی علیہ الرحمۃ رقمطراز ہیں:

''حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہر صدی کے بعد قطبِ وقت کی صورت میں ظہور کرتا ہے اور ارشاد وہدایت فرماتا ہے لیکن قطب الاقطاب کی صورت میں ظاہر ہونے کے لیے ایک ہزار سال تک اس کی طینت کی تخمیر کی جاتی ہے، مادر زمانہ اس کو تینتیس قرن (990 سال) اور دس سال تک اپنے شکم میں رکھتی ہے اور قضا و قدر کی دایہ اسے تین لاکھ اور سات ہزار دنوں تک تربیت دیتی ہے اور مشاطہ ازل بارہ ہزار ماہ تک اس کے ظاہر و باطن کو آراستہ اور مزین کرتی ہے اور اسکی ظاہری اور روحانی زینت کرتی ہے اور آخر کو اول سے ملاتی ہے اس لیے اس کا ظہور بھرپور اور زیادہ سے زیادہ ہوتا ہے اور چونکہ یہ تجدید سراپا حقیقت و معنی (روحانیت) کا ظہور و بروز ہے اس لیے وہ سب کے لیے ہے اور سب کو شامل ہے یہی وجہ ہے کہ کارخانہ رحمت اور خزانہ فضل و احسان آپ کے حوالے کیا گیا اور وہ جو وَمَا ارسلنک الا رحمتہ للعالمین کا خطاب مستطاب اللہ پاک کی طرف سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا ہے تو ایک ہزار سال کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پرتو اس احمد (مجدد الف ثانی قدس سرہٗ) پر ڈالا گیا۔ آپ کا ازلی نام عبدالرحمٰن ہے اور آپ زمانے کے لیے عجوبہ اور عطیاتِ الٰہی کا اعلیٰ نمونہ ہیں، (حضرات القدس ۲/ ۲۵ مطبوعہ مکتبہ نعمانیہ سیالکوٹ)۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے جہاں اپنی کوشش پیہم سے نظام اسلام کو نافذ کروایا وہاں علم الکلام اور عرفان التصوف کی صدیوں پرانی الجھنوں کو دور فرمایا اور جسمانی و روحانی طور پر امت محمدیہ کی قیادت کا حق ادا کر دیا، آپ خود تحریر فرماتے ہیں:

''وہ علوم جو مقام فنافی اللہ اور بقا باللہ سے تعلق رکھتے ہیں، اللہ پاک نے محض اپنی عنایت سے مجھ پر منکشف فرما دیئے ہیں اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ ہر چیز کی خاص وجہ کیا ہے اور سیر فی اللہ کے کیا معنی ہیں، برقی تجلی کیا ہے، محمدی المشرب کون ہے، اسی طرح کی دوسری باتیں، اور ہر مقام میں اس کے لوازم اور ضروریات بتائی جاتی ہیں اور ان کو سیر کرائی جاتی ہے، بہت کم چیزیں ایسی ہوں گی جن کی نشاندہی اولیاء اللہ نے کی ہوگی اور وہ راستے میں چھوڑ دی گئی ہوں اور نہ دکھائی گئی ہوں، وہ شخص مقبول ہو گیا جس نے اسکو بلا چون و چرا تسلیم کر لیا۔ (بحوالہ حضرات القدس ۲/۳/۷)

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ پر ولایت کے تین درجات منکشف فرمائے گئے، یعنی ولایتِ صغریٰ، ولایتِ کبریٰ اور ولایتِ علیا، ان تینوں کی تفصیل آپ نے مکتوبات شریفہ میں تحریر فرمائی ہے، (مکتوب ۲۶ دفتر ۱، مکتوب ۲۸۲ دفتر ۱، مکتوب ۳۰۲ دفتر ۱) اسی طرح آپ پر حقیقتِ قرآن، حقیقتِ کعبہ، حقیقتِ بیت المقدس کے اسرار منکشف فرمائے گئے اور یہ بھی ظاہر کیا گیا کہ ایک ہزار سال کے بعد حقیقتِ احمدی کے ساتھ حقیقت محمدی متحد کر دی گئی، اس کی تفصیل بھی آپ نے خود تحریر فرمائی ہے، (مکتوب ۷۷ دفتر ۳، مکتوب ۱۲۴ دفتر ۳، مکتوب ۲۷ دفتر ۲) آپ کو قلوب خمسہ کے اسرار و علوم سے بھی نوازا گیا، مبداء معاد منہا ۱۲) آپ کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی سات درجہ متابعت سے نوازا گیا اور یہ آپ کی خصوصیات میں سے ہے، (مکتوب ۲۵ دفتر ۲) آپ پر تعین وجودی کہ جس کے متعلق آج تک کسی عارف نے لب کشائی نہیں کی تھی، ظاہر کیا گیا اور اس عالی مقام کے اسرار و برکات سے آپ کو ممتاز کیا گیا، (مکتوب ۸۹ دفتر ۳) آپ کی بلند استعداد کا یہ عالم ہے کہ دیگر صوفیہ کے نزدیک جو حق الیقین ہے وہ آپ کے نزدیک عین الیقین ہے، نیز فرمایا، یہ معارف احاطہ ولایت سے خارج ہیں اور علمائے ظاہر کی طرح ارباب ولایت بھی ان کو سمجھنے سے قاصر و عاجز ہیں، یہ علوم انوار نبوت کی مشکوٰۃ سے ماخوذ ہیں کہ دوسرے

ہزار سال والی تجدید سے محض تبعیت اور وراثت کی وجہ سے تازہ ہوئے ہیں، (مکتوب ۴ دفتر ۲) آپ کو خزینہ دار رحمت کے بلند درجے پر فائز کیا گیا جیسا کہ دفتر اول کے مکتوب ۳۱۱ میں ہائے دوچشمی کی حقیقت کے سلسلے میں اشارہ فرمایا ہے آپ قیومیت کے وصفِ عظیم سے بھی متصف ہوئے (مکتوب ۱۱ دفتر ۲، مکتوب ۹۳ دفتر ۲، مکتوب ۸۰ دفتر ۳، مکتوب ۲۵۶ دفتر ۱) اس حقیقت کو مبداء و معاد کے ابتدائی حصے میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ الغرض جیسا وحشت ناک دور تھا اللہ تعالیٰ نے اس کے تقاضوں کے مطابق کامل المعرفت انسان کو ہویدا کر دیا جو امم سابقہ والے اولوالعزم پیغمبر کا قائم مقام تھا اور جس نے علوم شرعیہ کو نظریہ استدلالیہ کے مطابق بدیہی اور کشفی بنایا اور نظریت سے ضرورت کی طرف قدم اٹھا کر پیاسی قوم کو راہنمائی عطا فرمائی۔

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

زیرِ نگاہ مضمون میں آپ کے لاتعداد کمالات میں سے صرف ایک کمال کو اجاگر کرنے کی مقدور بھر کوشش کی گئی ہے اور وہ ہے آپ کا کمال اجتہاد، اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم الکلام میں درجہ اجتہاد پر فائز فرمایا ہے، آپ خود تحریر فرماتے ہیں:

> مجھے توسطِ حال میں ایک رات جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم علم الکلام کے ایک مجتہد ہو، اس وقت سے لے کر مسائل کلامیہ میں میری رائے خاص اور میرا علم مخصوص ہے، اکثر مسائل خلافیہ میں ماتریدیہ اور اشاعرہ کا خلاف ہے، شروع مسئلہ میں اشاعرہ حق بجانب معلوم ہوتے ہیں لیکن نور فراست سے دیکھا جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ ماتریدیہ حق بجانب ہیں، میری رائے ماتریدیہ کی رائے کے موافق ہے، (مبداء و معاد منہا ۲۸) مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور)۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ علم الکلام کے ساتھ عرفان و سلوک کے بھی مجتہد اعظم ہوئے جیسا کہ حضرت علامہ اقبال نے اپنے ایک خطبہ یورپ میں ارشاد فرمایا ہے، (تشکیل جدید الٰہیات ص ۲۷۸ مطبوعہ لاہور) آپ کے صحیح مقام سے تو آپ کے شیخ کامل ہی آشنا تھے، انہوں نے آپ کے لیے کثیر العلم،

قوی العلم، چراغے شود کہ عالم باز وے روشن گردند" کے مبارک الفاظ استعمال کیے ہیں، (رقعات باقی باللہ ۶۵ بحوالہ حضرت مجدد اور ان کے ناقدین ص ۲۷ مطبوعہ دہلی)

قضائے مبرم اور قضائے معلق:

اللہ تعالیٰ کی قضا، قدر اور تقدیر کا معاملہ بہت ہی نازک ہے، جب تک قرآن وحدیث کا سہارا نصیب نہ ہو، انسانی تفکر وتدبر اسکی گہرائیوں کو نہیں پا سکتا، حضرت علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی لکھتے ہیں۔ امام تفتازانی نے تلویح میں لکھا ہے، قضا کا معنی حکم اور فعل ہے، حکم اس آیت سے ثابت ہے **وقضٰی ربک الاّ تعبدوا الاّ ایاہ**، تمہارے رب نے حکم دیا کہ اسکے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے، اور فعل اس آیت سے ثابت ہے، **فقضاھن سبع سمٰوٰت**، پس ان کو مکمل سات آسمان بنایا، (حاشیہ علی الخیالی ص ۲۸۸ مطبوعہ کوئٹہ) آپ مزید فرماتے ہیں: قضا کے تین مطلب ہیں:

☆ ......لغوی طور پر حکم اور فعل کا نام قضا ہے۔

☆ ......اشاعرہ کی اصطلاح میں جتنی اشیا نفس الامر میں واقع ہیں، ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا جو ارادہ ازل سے متعلق تھا، اسکا نام قضا ہے۔

☆ ......فلاسفہ کی اصطلاح میں تمام موجودات کے بارے میں خدا تعالیٰ کے علم ازلی کا نام قضا ہے۔ اور یہی علم تمام موجودات کے لیے فیض کا مبداء ہے۔ اسکو حکما اشیاء کے وجود اجمالی، وجود ظلی، لوح محفوظ اور جوہر عقلی سے تعبیر کرتے ہیں، محقق طوسی نے لکھا ہے کہ عالم عقلی میں موجودات کا تخلیق کے طور پر اکٹھا ہونا قضا کہلاتا ہے اور خارج میں اپنے مواقع پر یکے بعد دیگرے واقع ہونا قدر ہے۔ قرآن پاک میں ہے، **وان من شئ الا عندنا خزآئنہٗ وما ننزلہ الا بقدر معلوم** اور کوئی چیز نہیں جس کے ہمارے پاس خزانے نہ ہوں اور ہم اسے نہیں اتارتے مگر ایک معلوم اندازے سے، (سورۃ الحجر آیت ۲۱) امام تفتازانی نے بھی رقم کیا ہے کہ حکما کے نزدیک مخلوقات کا وجود قضا ہے (حاشیہ علی الخیالی ص ۲۸۸ مطبوعہ کوئٹہ) امام تفتازانی نے تقدیر کے متعلق لکھا ہے: ہر مخلوق کے حسن، قبح، نفع، ضرر، زمان یا مکان اور اس کے ثواب اور عقاب کی حد مقرر کرنا نام اسکی تقدیر ہے۔ (شرح عقائد نسفی ص ۶۳ مطبوعہ دہلی)۔

اگر کسی عقلِ نارسا کی طرف سے یہ اعتراض کیا جائے کہ تقدیر پر ایمان لانے سے یہ لازم آتا ہے کہ کافر اپنے کفر اور فاسق اپنے فسق میں مجبور ہے، اسکو ایمان واطاعت کا مکلف ٹھہرانا کیونکر صحیح ہوگا، اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ کافر اور فاسق اپنے اختیار سے کفر اور فسق کا ارتکاب کریں گے اس لیے اس نے ان کے اختیار سے ان کے کفر اور فسق کا ارادہ کیا لہٰذا یہ جبر نہیں ہے اور نہ انہیں محال امر کا مکلف ٹھہرایا گیا ہے۔ اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ تقدیر ثابت ہے اور اسکا معنیٰ ہے کہ ازل میں اللہ تعالیٰ نے اشیاء کو مقدر کیا اور اسے علم تھا کہ یہ اشیاء ان اوقات میں اس طرح واقع ہوں گی تو اب وہ اشیاء اسکے علم ازلی کے مطابق واقع ہوتی ہیں۔ قدریہ تقدیر الٰہی کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اشیاء کو مقدر نہیں کیا اور نہ ہی اسکو پہلے سے ان کا علم تھا، ان کے واقع ہونے کے بعد اسکو علم حاصل ہوتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قدریہ اس امت کے مجوس ہیں، قضا کی دو قسمیں ہیں، مبرم اور معلق قضائے مبرم اٹل ہے، اس میں تبدیلی ممکن نہیں جبکہ قضائے معلق تبدیل ہوسکتی ہے، دونوں قضاؤں کا قرآن پاک میں ثبوت ہے، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے قضا کا تیسرا درجہ بھی بیان کیا ہے، اور غالباً یہ آپ کے فکر رسا کا نتیجہ ہے، فرماتے ہیں:

> اے میرے سعادت مند بھائی! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ قضا دو قسم پر ہے، قضائے معلق اور قضائے مبرم، قضائے معلق میں تغیر وتبدل کا احتمال ہے اور قضائے مبرم میں تغیر وتبدل کی مجال نہیں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، **مایبدل القول لدی**، میرا قول کبھی تبدیل نہیں ہوتا، یہ قضائے مبرم کے بارے میں ہے، اور قضائے معلق کے بارے میں فرماتا ہے، **یمحوا اللہ مایشاء ویثبت وعندہٗ ام الکتاب**، جسے چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جسے چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے اور اس کے پاس ام الکتاب ہے، میرے قبلہ حضرت گاہی قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہٗ نے اپنے بعض رسالوں میں لکھا ہے کہ قضائے مبرم میں کسی کو تبدیلی کی مجال نہیں ہے مگر مجھے ہے، اگر چاہوں تو میں اس میں بھی تصرف کروں، اس بات سے بہت تعجب کیا کرتے تھے اور بعید از فہم فرماتے تھے، یہ نقل بہت مدت تک

اس فقیر کے ذہن میں رہی یہاں تک کہ حضرتِ حق تعالیٰ نے اس دولت سے مشرف فرمایا، ایک دن ایک بلّیہ کے دفع کرنے کے درپے ہوا جس کسی دوست (طاہر بندگی) کے حق میں مقرر ہو چکی تھی، اس وقت بڑی التجا، عاجزی اور نیاز وخشوع کی تو معلوم ہوا کہ لوح محفوظ میں اس امر کی قضا کسی امر سے معلق اور کسی شرط سے مشروط نہیں ہے، اس بات سے بڑی یاس اور نا امیدی حاصل ہوئی اور حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہٗ کی بات یاد آئی، دوبارہ پھر ملتجی اور متضرع ہوا اور بڑی عجز و نیاز سے متوجہ ہوا، تب محض فضل وکرم سے اس فقیر پر ظاہر کیا گیا کہ قضائے معلق دو طرح پر ہے، ایک وہ قضا ہے جس کا معلق ہونا لوحِ محفوظ میں ظاہر ہوا ہے اور فرشتوں کو اس پر اطلاع ہے اور دوسری وہ قضا ہے جس کا معلق ہونا صرف خدا تعالیٰ ہی کے پاس ہے اور لوح محفوظ پر قضائے مبرم کی صورت رکھتی ہے اور قضائے معلق کی اس دوسری قسم میں بھی پہلی قسم کی طرح تبدیلی کا احتمال ہے، پھر معلوم ہوا کہ حضرت سید جیلانی قدس سرہٗ کی بات بھی اسی اخیر قسم پر موقوف ہے جو قضائے مبرم کی صورت رکھتی ہے نہ اس قضا پر جو حقیقت میں مبرم ہے کیونکہ اس میں تصرف وتبدیلی عقلی اور شرعی طور پر محال ہے اور حق یہ ہے کہ جب کسی کو اس قضا کی حقیقت پر اطلاع ہی نہیں ہے تو پھر اس میں تصرف کیسے کر سکے، اس آفت ومصیبت کو جو اس دوست پر پڑی تھی قسم اخیر میں پایا اور معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ نے اس بلّیہ کو دفع فرما دیا ہے، الحمد للّٰہ ذٰلک حمداً کثیراً طیباً مبارکاً۔ (مکتوب ۲۱۷ دفتر ۱)

حضرت امام ربانی، مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے قضا اور قدر کے حوالے سے غور وفکر سے کام لیا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ اسکا تیسرا درجہ بھی متعین ہے یعنی جو صورۃً مبرم ہے لیکن حقیقتاً معلق ہے اور اس میں تصرف کی

اجازت خاص الخاص محبوبانِ خدا کو نصیب ہوتی ہے۔

وحدۃ الشہود کا نظریہ:

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی جلوہ گری سے پہلے عرفان وتصوف کی دنیا میں حضرت شیخ اکبر ابن عربی قدس سرہٗ کے نظریہ وحدۃ الوجود کا راج تھا، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اس نظریے کو مختصر الفاظ میں اس طرح بیان کیا ہے۔

> ''شیخ اکبر کہتے ، وجود صرف اللہ تعالیٰ کا ہے، اسکی صفات کا ظہور ہوا۔ اس کی صفات میں سے ایک صفت علم ہے۔ اللہ کے علم میں تمام اشیاء کی تفصیل موجود ہے، اشیاء کی تفصیل کا نام ''اعیان ثابتہ'' ہے۔ اعیان ثابتہ کا عکس باہر پڑا اور ان کا ظہور ہوا۔ ممکنات کی جو شکلیں نظر آ رہی ہیں وہ موہومی ہیں، حقیقت میں صرف ایک ہی ذات وحدہٗ لاشریک کی ہے۔ اور چونکہ یہ موہومی شکلیں خلاق عظیم جل جلالہ کی صفت ہیں اس لیے ان میں اتفاق ہے اور اتفاق بھی ایسا ہے کہ ان پر ثواب وعقاب۔۔کا ظہور ہوتا ہے۔ شیخ اکبر نے جب تمام اشیاء کو موہومی عکس قرار دے دیا تو ہمہ اوست کہنا ان کے لیے جائز ہوا (مکتوب ۸۹ دفتر ۳)

اس نظریہ وحدۃ الوجود یعنی ہمہ اوست کا مفہوم کچھ بھی ہو، اکبر و جہانگیر جیسے آزاد منش بادشاہوں کے دور میں شریعت سے بیزار صوفیوں نے اس کو غلط معانی کا لباس پہنا کر عوام الناس کو گمراہ کرنا شروع کر دیا، اول تو اسکو عوام الناس کے سامنے بیان کرنے کا مقصد ہی کیا تھا، یہ کوئی اسلام کا اعتقادی مسئلہ نہیں تھا جس پر انسان کی نجات کا دارومدار ہوتا ہے، حضرت علامہ غلام یحییٰ علیہ الرحمۃ ''کلمات الحق'' میں تحریر فرماتے ہیں ''وحدتِ الوجود اور وحدتِ الشہود کا مسئلہ دین کے ان ضروری مسائل سے نہیں ہے جن پر ایمان اور اسلام کا مدار ہو۔ توحید وجودی حضرت شیخ اکبر علیہ الرحمۃ اور ان کے معاصرین وتبعین کے دور سے کچھ اس طرح اشاعت پذیر ہوئی، اس مسئلہ کے مبادی ومقاصد کی تحقیق میں کچھ اتنی کتابیں اور رسالے لکھے گئے اور اس دور میں اسکا رواج کچھ اس قدر بڑھ گیا کہ نادانوں کا ایک گروہ زمرۂ صوفیہ میں داخل ہو گیا ہے اور صرف

اس مسئلہ پر اعتقاد رکھنے کو ہی دین کا کمال تصور کرتا ہے اور ظاہر شریعت کو نا قابل اعتنا اور ظاہر رسمیں قرار دیتا ہے، شریعت کا اتباع تو امتِ محمدیہ کا سب سے بڑا کمال ہے اور سعادتِ سرمدی کی کامیابی اسی سے وابستہ ہے، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے دور میں تو گمراہی کا یہ سلسلہ اتنا دراز ہو گیا تھا کہ اسکو روکنا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا، ملا عبدالقادر بدایونی کے بقول شیخ تاج الدین اکثر دربار اکبری میں باریاب ہوتے، رات بھر رہتے اور وجودی فلسفے پر تقریریں کرتے، خود ابوالفضل بھی اسی غلط تعبیر وتشریح سے متاثر نظر آتا ہے، وہ اس لیے کہ اس کے مقاصد پورے ہو رہے تھے، ابوالفضل کے خیالات خاص قسم کی ذہنی کیفیت کی غمازی کرتے ہیں کہ اے خدا! میں تیرے طالبوں کو ہر معبد میں دیکھتا ہوں، ہر زبان میں تیری ہی حمد کی جاتی ہے، ہر مذہب یہی تعلیم دیتا ہے کہ تو وحدہٗ لاشریک ہے، مسجد و مندر ہو یا گرجا، ہر جگہ تیری ہی عبادت کی جاتی ہے، کبھی میں تجھ کو گرجا میں تلاش کرتا ہوں اور کبھی مسجد میں، ہاں ایک معبد سے دوسرے معبد میں تلاش کرتا پھرتا ہوں، اے خدائے برتر! تیرے ہاں دین والحاد کا کوئی امتیاز نہیں وغیرہ، (سیرت مجدد الف ثانی ص ۱۰۰ مطبوعہ کراچی) اس ماحول میں فکر وعرفان اور علم وکلام کے اس عظیم مسئلے پر تفکر وتدبر کی شدید ضرورت تھی اور اس کام کے لیے وہی شخصیت مناسب تھی جسکو وحدۃ الوجود کا پورا پورا ادراک نصیب ہوتا، اللہ تعالیٰ نے یہ کمالِ فکر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو عطا فرمایا، آپ تحریر فرماتے ہیں: ''مخدوما! اس فقیر کا مشرب خردسالی سے اہل توحید کا مسلک رہا ہے، فقیر کے والد (حضرت شیخ عبدالاحد سرہندی علیہ الرحمۃ) کا مشرب بہ ظاہر اس پر تھا، مع حصول نگرانی بہ جانب مرتبہ بے کیفی مشہور ہے کہ فقیہ کا بیٹا آدھا فقیہ، فقیر کو از روئے علم اسی مشرب سے حظِ وافر اور لذتِ عظیم حاصل تھی اور حضرت خواجہ (باقی باللہ علیہ الرحمۃ) سے بیعت ہونے کے بعد توحید کے اسرار کا انکشاف مجھ پر ہوا، مجھ پر ان تمام حقائق کا انکشاف ہوا جن کو شیخ اکبر علیہ الرحمۃ نے نصوص میں بیان کیا ہے، بلکہ وہ اسرار بھی ظاہر ہوئے جن کو شیخ اکبر خاتم الولایت سے مخصوص سمجھتے ہیں۔ (مکتوب ۳۱ دفتر ۱)

آپ نے اپنی خداداد صلاحیت اور قابلیت کو بروئے کار لاتے ہوئے صرف رضائے الٰہی کے لیے کشف وشہود کے سمندر میں غوطہ لگایا اور وحدۃ الشہود کے گوہرِ مراد سے فلاح یاب ہوئے، اس محنتِ دینی اور مشقتِ فکری کے نتیجے میں نہ مغرور ہوئے اور نہ بزرگانِ طریقت کے متعلق کوئی توہین آمیز رویہ اپنایا، خود تحریر فرماتے ہیں:

''مسئلہ وحدۃ الوجود میں کسی کی مخالفت سے مجھ کو کوئی اندیشہ نہیں، اندیشہ اس وقت ہوتا کہ مجھ کو اپنے کشف میں کچھ تذبذت ہوتا، جبکہ نورِ فجر کی طرح وضاحت کے ساتھ مجھ پر حقیقت واضح ہو چکی ہے تو پھر تذبذب کس بنا پر، اس مسئلہ کا تعلق اگر اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور اسکی تصدیق وتنزیہ سے نہ ہوتا تو میں ہرگز اپنے کشوفات کا اظہار نہ کرتا اور حضراتِ مشائخ کے خلاف ایک لفظ بھی زبان پر نہ لاتا، میں ان حضرات کے انبارِ دولت کا ایک ادنیٰ ریزہ گیر اور ان کے خوانِ انعامات کا ایک کمترین خوشہ چین ہوں۔ (مکتوب ۴۲ دفتر ۲)

آپ کے نزدیک وحدۃ لشہود کی تعریف یہ ہے:

''اللہ تعالیٰ کی ذات واجب الوجود ہے، وہ قادر مطلق ہے، اس نے اپنی قدرت کاملہ سے عدم سے ممکن کو پیدا فرمایا، عدم پر شر وفساد اور ظلمت وخرابی کا ماڈی ہے، یہ عدمی حصہ بمنزلہ اصل اور مادہ کے ہے، اس عدمی حصہ پر اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کا ظل ویر تو پڑا۔ جس اسم وصفت کا اصل پر تو پڑا وہ اس صفت سے متصف ہوا، اگر اسم الہادی کا پرتو پڑا ہے تو ہدایت پائی، اگر العلیم کا پرتو پڑا ہے تو علم سے مجلّی ہوا اور اگر المضل کا پرتو پڑا ہے تو ضلالت میں پڑا، اس طرح باقی صفات کی کیفیت ہے،

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے موقف کی تائید اور بھی نصوصِ قطعی سے حاصل ہے، آپ نے علمی اور فکری طور پر اپنے نظریے کو قرآن وحدیث سے مزین فرمایا ہے، اور طریقت کے اس اہم موضوع کو شریعت کے اصولوں کی طرف لوٹایا ہے تا کہ گمراہی کا کوئی شائبہ باقی نہ رہے۔ آپ کی اس کاوش پیہم کی سب سے پہلے آپ کے مرشدِ کریم حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی علیہ الرحمۃ نے تصدیق فرمائی جو توحیدِ وجودی پر کاربند تھے اور اپنے رسالوں اور خطوں میں اسکو ظاہر فرماتے تھے۔ ان کے مخلص مرید حضرت میاں عبدالحق کا بیان ہے مرض الموت سے ایک ہفتہ پہلے انہوں نے فرمایا، مجھے عین الیقین سے معلوم ہو گیا ہے کہ توحید وجودی ایک تنگ کوچہ ہے اور شاہراہ اور ہے، اس سے پہلے بھی جانتا تھا مگر اب ایک قسم کا یقین حاصل ہو گیا ہے'' (مکتوبات مکتوب ۴۳ دفتر ۱)

اللہ نُور السمٰوٰت والارض:

اللہ تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو فکرِ وسیع کی دولت سے مالا مال فرمایا جس کی بدولت آپ قرآن وحدیث کے بحرِ ناپیدا کنار سے انوکھے موتی تلاش کرتے رہے، قرآن مجید کی بہت مشہور آیت مبارکہ ہے:

اللہ نور السمٰوٰت والارض مثل نورہٖ کمشکوٰۃ فیھا مصباح ؕ المصباح فی زجاجۃ ط الزجاجۃ کانھا کوکب درّیٌّ یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتُونۃٍ لا شرقیَّۃٍ ولا غربیۃ یکاد زیتھا یُضِیٓءُ وَلَوْ لم تمسَسه نارٌ نورٌ علیٰ نُورٌ ، اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے، اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک چراغدان ہو اور اس کے اندر چراغ ہو اور چراغ ایک شیشے میں ہو، وہ شیشہ گویا ایک چمکدار ستارہ ہے جو زیتون کے مبارک درخت سے روشن کیا گیا ہو، نہ شرقی ہو، نہ غربی اور اس کا تیل آگ کے بغیر ہی روشنی دیتا ہو اور بہت ہی روشن ہو۔ (سورۃ النور آیت ۳۵)

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنی اجتہادی فکر وعرفان سے اسکی تفسیر کچھ اس طرح فرماتے ہیں کہ آیتِ کریمہ میں تمثیل کو اس واسطے اختیار کیا ہے تاکہ ان میں اس نور کے ظہور کو بلا واسطہ نہ سمجھ لیں اور ظلِ کو اصل سے مشتبہ نہ کریں اور نورِ ظل کو نورِ اصل سے مقتبس اور روشن ہوا ہوا خیال کریں لھدیٰ اللہ لِنورہٖ من یشآء اللہ اپنے نور کی طرف جسکو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، آیتِ کریمہ اللہ تعالیٰ کی مراد پر محمول ہے لیکن ہم اسکی تاویل کرتے ہیں جو ہم پر منکشف ہوئی ہے۔ یہ بیان اللہ تعالیٰ کی مدد اور حسنِ توفیق ہی سے ہے۔

قلب انسانی اور عرش رحمانی کا موازنہ:

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے انسان کے قلب اور رحمان کے عرش کے درمیان اسرار ومعارف سے لبریز موازنہ پیش کیا ہے جس کی نظیر آپ سے قبل کسی عارف باللہ کے کلام میں نہیں پائی جاتی، آپ کا یہ کلام بھی آپ کے اجتہادی فکر وعرفان کا منہ بولتا ثبوت ہے، آپ تحریر فرماتے ہیں: ''چونکہ قلب عالم صغیر کا عرش ہے اور عالم کبیر کے عرش کے مشابہ ہے جہاں کی تجلّی میں ظلیت کی آمیزش نہیں، اس

لیے اس ظلیت کی آمیزش سے. خالی تجلی کا ایک لمحہ اس قلب کا حصہ ہے اگر چہ آسمانوں اور زمینوں کو بھی اس تجلی کی چمک پہنچی ہے لیکن ظلال میں سے کسی ظل کے پردے میں ہے، سوائے قلب کے جو عرش کی ظلیت کی ملاوٹ سے پاک ہے اگر چہ ظہور چھوٹا بڑا ہونے کے اعتبار سے متفاوت ہے۔

بقدر آئینہ حسنِ تو می نماید او

(بقدر آئینہ پاتا ہے تیرا حسنِ ظہور)

پس ظلیت کی آمیزش سے خالی تجلی عرش مجید کے بعد کاملین کے قلب کا حصہ ہے، دوسروں کے لیے ظلیت دامن گیر ہے، جاننا چاہیے کہ ظہور عرشی اگر چہ ظلیت کی آمیزش سے پاک ہے لیکن وہاں صفات ذات کے ساتھ ملی ہوئی ہیں اور شیوں و اعتبارات ذات میں ثابت ہیں اگر چہ صفات و شیون اس مرتبہ میں ذات کا حجاب نہیں ہیں لیکن دید و دانش میں مشارکت اور محبت و گرفتاری میں برابر شریک ہیں، احدیتِ مجردہ کی محبت کے گرفتار کسی امر کی شرکت پر راضی نہیں ہیں، الا للہ الدین الخالص ، دین خالص اللہ ہی کے لیے ہے، کے موافق دین خالص کو چاہتے ہیں، صفات کا شریک نہ کرنا انسان کی ہیئت وحدانی اور انسان کے جزء ارضی کے نصیب ہے، ان سب سے بڑھ کر ایک اور انسان کی ہیئت وجدانی ہے جس نے اس کی جزء ارضی کا رنگ اور اس کا حکم اختیار کر لیا ہے، غرض اس معاملہ میں عمدہ اور بہتر جزء ارضی ہے، دوسرے امور زایدہ تحسین وخوبی کی طرح ہیں، انسان میں دو چیزیں ایسی ہیں جو عرشِ مجید میں نہیں ہیں اور نہ ہی عالم کبیر کو ان کا کچھ حصہ ملا ہے انسان میں ایک جزء ارضی ہے جو عرش میں نہیں اور دوسری ہیئت وجدانی ہے جو عالم کبیر میں نہیں اور وہ شعور جو ہیئتِ وجدانی سے تعلق رکھتا ہے نورٌ علیٰ نورٌ ہے جو عالمِ صغیر کے ساتھ مخصوص ہے پس انسان ایک اعجوبہ ہے جس نے خلافت کی لیاقت پیدا کر لی ہے اور بار امانت اٹھالیا ہے، انسان کی عجیب وغریب خصوصیتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس کا معاملہ یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ حضرت احدیتِ مجردہ کے آئینہ بننے کی قابلیت پیدا کر لیتا ہے اور صفات و شیون کے ملنے کے بغیر ذاتِ احد کا مظہر بن جاتا ہے حالانکہ حضرتِ ذات تعالیٰ ہر وقت صفات و شیونات کی جامع ہے اور صفات و شیونات کسی وقت بھی ذات تعالیٰ سے الگ نہیں ہیں، اس کا بیان یہ ہے کہ جب انسان کامل ذات احدیت کے ماسوا کی گرفتاری سے آزاد ہو کر ذاتِ احدیت سے گرفتاری حاصل کر لیتا ہے اور صفات و شیونات سے کچھ بھی اس کے ملحوظ و منظور اور

مقصود ومطلوب نہیں ہوتا تو المرء مع من احبّ کے موافق اسکو حضرت احدیتِ مجردہ کے ساتھ ایک قسم کا مجہول الکیفیت اتصال پیدا ہو جاتا ہے اور وہ گرفتاری جو ذاتِ احدیت کے ساتھ اسکو حاصل ہوتی ہے ذاتِ بیچون کے ساتھ قربِ بیچون کی نسبت اس میں ثابت کر دیتی ہے، اس وقت انسان کامل ذاتِ احد کا اس قسم کا آئینہ بن جاتا ہے کہ اس میں صفات وشیونات کچھ مشہود اور مرئی نہیں ہوتیں بلکہ احدیتِ مجردہ اس میں ظاہر وجلوہ گر ہوتی ہے، سبحان اللہ العظیم وہ ذات جو صفات سے ہرگز جدا نہ تھی، اس انسان کامل کے آئینہ میں مجرد اور تنہا طور پر ظاہر اور تجلی ہوگئی اور حسنِ ذاتی حسنِ صفاتی سے الگ ہوگیا، حضرت ذات صفات وشیونات کی آمیزش کے بغیر انسان کے سوا اور کسی چیز میں جلوہ گر نہیں ہوتی، عالم کبیر میں عرش مجید حضرت ذات مستجمع الصفات کا مظہر ہے اور عالم صغیر میں انسان کامل ذاتِ احد کا مظہر ہے، جو اعتبارات سے مجرد ہے، اس قسم کا آئینہ اور مظہر بننا انسان کی نہایت عجوبہ باتوں میں سے ہے، واللہ **سبحانہٗ المعطی لامانع لما اعطاہ ولا معطی لما منعہ**، اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے جس کو وہ کچھ عطا کرے اسکو کوئی روک نہیں سکتا اور جس سے وہ روک لے اس کو کوئی دے نہیں سکتا۔ (مکتوب ۱۱ دفتر ۳)

فرشتے اور انسان میں امتیاز:

انسان ایک عجوبۂ روزگار ہے، خلاقِ عظیم نے ایسے ہی تو نہیں فرمایا، بے شک ہم نے انسان کو احسن التقویم بنایا ہے، پھر اسے خلافت ارضی کا سزاوار بنا کر جملہ مخلوقات پر تاجداری کا شرف عطا فرمایا۔

قطرہ ہے لیکن مثالِ بحرِ بے پایاں بھی ہے

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے فرشتے اور انسان کے مقام میں عجیب قسم کے معارف بیان فرمائے ہیں جو آپ کی اجتہادی فکر وعرفان کی گواہی دیتے ہیں اور آپ کی بےمثال باریک بینی کا خوبصورت نتیجہ ہیں، فرماتے ہیں

> ''فرشتے اصل کا مشاہدہ کرتے ہیں اور اسکی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ گرفتاری رکھتے ہیں، ظلیت کی آمیزش ان کے حق میں مفقود ہے، انسان بیچارہ اس جہان میں دائرہ ظلیت سے بمشکل قدم باہر نکال سکتا ہے اور انفسی وآفاقی آئینوں کے وسیلہ کے بغیر شہود دائمی

بمشکل حاصل کرسکتا ہے۔ اصل تک پہنچنے کے بعد اصل کے انوار کی شعاعوں کا پرتو اس کے قلب کے آئینہ میں جلوہ کر کے پھر اسکو عالم کی طرف لوٹا دیتے ہیں اور ناقصوں کی تربیت اس کے حوالے کرتے ہیں، اس رجوع میں اسکی اپنی بھی تربیت ہے اور دوسروں کی بھی، کیونکہ اصلی انوار کا وہ پرتو جو اس کی جزء کی طرح بنایا گیا ہے رجوع کی مدت میں دوسرے اجزاء کو بھی اپنے رنگ پر لے آتا ہے اور اپنے رنگ میں رنگ دیتا ہے جس طرح کہ دوسروں کو نقص سے کمال تک لے آتا ہے اور غیب سے شہادت کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور جب اسکی دعوت اور رجوع کی مدت تمام ہو جاتی ہے اور کتاب وقت مقررہ تک پہنچ جاتی ہے تو اسکو اپنے اصل کا شوق پیدا ہو جاتا ہے اور رفیق اعلیٰ کی ندا اس سے نکلتی ہے اور مختلف تعلقات سے آزاد ہو کر غیب سے شہادت کی طرف اسباب لے جاتا ہے اور گوش سے آغوش تک معاملہ آجاتا ہے، الموت جسر یوصل الجیب الی الجیب، موت ایک پل ہے جو یار کو یار سے ملاتا ہے، اس وقت صادق آتا ہے، جاننا چاہیے کہ فرشتہ اگرچہ اصل کا مشاہد ہے اور انسان کا شہود النفس کے آئینہ میں ہے لیکن اس دولت کو انسان میں جزء کی طرح بنایا گیا ہے اور اس کے ساتھ اسکو بقا بخشا ہے اور اس کے ساتھ متحقق ہوا ہے برخلاف فرشتہ کے کہ اس دولت کو اس میں جزء کی طرح نہیں بنایا گیا، وہ باہر ہی سے نظارہ کرتا ہے اور بقا و تحقیق اس کے ساتھ حاصل نہیں کرتا، یہ انصباغ و تلون جو انسان کو اصلی رنگ سے میسر ہوا ہے فرشتہ نہیں رکھتا اور وہ خصوصیت جو خاکیوں کو حاصل ہے قدسیوں کو حاصل نہیں کیونکہ اندر سے باہر تک بہت فرق ہے اگرچہ اندرونی دولت جزء کی طرح ہوتی ہے اور بیرونی دولت کل کی طرح لیکن اندر اندر ہے اور باہر باہر، کلامنا اشارۃ

وبشارۃ، ہمارا کلام اشارت اور بشارت ہوتا ہے اس واسطے خواص بشر خواصِ ملک سے افضل ہوگئے اور ان کے ہوتے ہوئے خلافت کے مستحق بن گئے واللہ یختص برحمتہ من یشآءُ واللہ ذوالفضل العظیم۔

زمیں زادہ بر آسماں تاختہ
زمین و زماں راپس انداختہ

یہ دولت انسان کو جزء ارضی کے باعث میسر آئی ہے اور قلب کو جو عرش اللہ کہتے ہیں عنصرِ خاک ہی کی بدولت ہے جو کل کا جامع اور دائرہ امکان کا مرکز ہے، ہاں زمین کو اسکی پستی اور عاجزی کے باعث یہ رفعت وبلندی حاصل ہوئی ہے، اس فروتنی نے اسکو بلند کردیا ہے، مَنْ تواضع لِلّٰہ تعالیٰ رفعہ اللہ تعالیٰ، جو اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو بلند کرتا ہے، جب انسان رجوع اور دعوت کی مدت کے تمام ہونے اور اصلی رنگ میں رنگے جانے کے بعد اصل کی طرف رجوع کرتا ہے اور جناب پاک کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اس وقت جو خصوصیت اور انبساط اس کو میسر ہوتا ہے یقین نہیں کہ دوسروں کو بھی ہو اور قرب ومرتبہ جو اسکو حاصل ہوتا ہے کسی اور کو حاصل نہیں ہوتا کیونکہ وہ اصل میں فانی ہوکر اسکے ساتھ بقا پیدا کرلیتا ہے اور اصل کے رنگ میں رنگا جاتا ہے، کسی اور کی کیا مجال ہے کہ اس کے ساتھ برابری کرے کیونکہ دوسروں کا انصباغ چونکہ درونی ہے اس لیے ذاتی حکم رکھتا ہے، شتان مابینھما، ان دونوں میں بہت فرق ہے، یہ کمال انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ جن کو خواص بشر کہتے ہیں، مخصوص ہے اور جس کسی کو چاہیں ان کی وراثت اور تبعیت کے طور پر اس دولت سے مشرف کرتے ہیں، یہ دولت انبیاء علیہم السلام کے اصحاب کو ان کی صحبت کی برکت سے زیادہ تر حاصل تھی، اصحاب کرام کے سوا اور لوگ جن کو اس دولت سے مشرف فرماتے ہیں بہت کم بلکہ اس سے بھی کمتر ہیں۔ (مکتوب ۱۲ دفتر ۲)

ظلوماً جھولا کی انوکھی تفسیر:

قرآن پاک کی دو مشہور آیات ایسی ہیں جن کی تفسیر میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے فکر وعرفان کی پرواز نقطہ کمال کو چھو رہی ہے، پہلے ان آیات مبارکہ کی تلاوت کیجیے:

ثم اور ثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنھم ظالم لِنفسہٖ ومنُھم مقتصدٌ ومنھم سابقٌ بالخیرات باذن اللہ،

پھر ہم نے کتاب کا وارث ان لوگوں کو بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا، کوئی ان میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے اور کوئی اعتدال پر چلنے والا اور کوئی اللہ تعالیٰ کے حکم سے خیرات میں سب سے بڑھنے والا ہے۔

انّا عرضنا الا مانۃ علی السموت والارض والجبال فابیْنَ انْ یحملنھا واشفقن منھا وحملھا الانسان انّہٗ کان ظلوما جھولا ٥

ہم نے اپنی امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کی لیکن انہوں نے اسکے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اٹھالیا، یہ بڑا ہی ظالم اور جاہل ہے۔

''ان دونوں آیتوں کی مراد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے لیکن ہم تاویل بیان کرتے ہیں جو ہم پر ظاہر ہوگئی ہے، **ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا** ، اے پروردگار تو ہماری بھول چوک پر مواخذہ نہ فرمانا، جاننا چاہیے کہ **انّ اللہ خلق آدم علیٰ صورتہ**، اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے، اللہ تعالیٰ صورت سے پاک اور برتر ہے، پس آدم کا اسکی صورت پر پیدا ہونا اس طرح پر ہوسکتا ہے کہ اگر مرتبہ تنزیہ کی صورت عالم مثال میں فرض کی جائے تو بے شک یہ صورت جامع ہوگی جس پر انسان جامع موجود ہوا ہے، دوسری صورت کو یہ قابلیت حاصل نہیں کہ اس مرتبہ مقدسہ کی تمثال ہوسکے اور اس کا آئینہ بن سکے، یہی باعث ہے کہ انسان حق تعالیٰ کی خلافت کے لائق ہوا ہے کیونکہ خلیفہ جب شے کی صورت پر مخلوق نہ ہو اس شے کی خلافت کا مستحق نہیں ہوتا اس لیے کہ شے کا خلیفہ اسکا خلف اور قائم مقام ہوتا

ہے، چونکہ انسان رحمان کا خلیفہ بن گیا اس لیے بار امانت بھی اسی کو اٹھانا پڑا، **لا یحمل عطایا الملک الاّ مطایاہ**، بادشاہ کے عطیوں کو اسی کے اونٹ اٹھا سکتے ہیں۔ آسمان، زمین اور پہاڑ اتنی جامعیت کہاں سے لاتے تا کہ حق تعالیٰ کی صورت پر پیدا ہوتے اور اسکی خلافت کے لائق ہو کر بار امانت کو اٹھا سکتے، محسوس ہوتا ہے کہ بالفرض اگر اس بار امانت کو آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں کے حوالے بھی کرتے تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے اور ان کا کچھ اثر باقی نہیں رہتا، وہ امانت اس فقیر کے خیال میں نیابت کے طور پر تمام اشیاء کی قیومیت ہے جو انسان کامل کے ساتھ مخصوص ہے، یعنی انسان کامل کا معاملہ یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ اس کو خلافت کے حکم سے تمام اشیاء کا قیوم بنا دیتے ہیں، تمام مخلوق کو تمام ظاہری باطنی کمالات کا اضافہ اور بقا اسی کے ذریعے پہنچاتے ہیں، اگر فرشتہ ہے تو وہ بھی اس کے ساتھ متوسل ہے اور اگر جن وانس ہے تو وہ بھی اس کے ساتھ وسیلہ پکڑتا ہے، غرض یہ کہ حقیقت میں تمام اشیاء کی توجہ اس کی طرف ہوتی ہے اور سب اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں خواہ وہ اس امر کو جانیں یا نہ جانیں، فرمایا، **انہ کان ظلوما جھولا**، یعنی انسان اپنی جان پر یہاں تک ظلم کرتا ہے کہ اپنے وجود اور توابع وجود کا کوئی نام ونشان اور حکم واثر باقی نہیں چھوڑتا۔ واقعی جب تک اس طرح کا حکم نہ کرے بار امانت کے لائق نہیں ہوسکتا، **جھولا** یعنی اس قدر جاہل ہے کہ اسکو اپنے مطلوب کا علم وادراک نہیں بلکہ ادراک سے عاجز ہونا اور علم سے جاہل ہونا اس کا مقصود ہے، یہ عجز اور جہل اس مقام میں کمالِ معرفت ہے کیونکہ سب سے زیادہ جاہل اس مقام میں سب سے

زیادہ عارف ہوتا ہے اور جو سب سے زیادہ عارف ہوگا وہی بار امانت کے لائق ہوگا، یہ دونوں صفتیں گویا بار امانت کے اٹھا لینے کا باعث ہیں یہ عارف جو اشیاء کی قیومیت کے مرتبہ سے مشرف ہوا ہے وزیر کا حکم رکھتا ہے، جس کی طرف تمام مخلوقات کے ضروری کام اور معاملات راجح ہیں، انعام اگرچہ بادشاہ کی طرف سے ہیں لیکن وزیر کے ذریعے پہنچتے ہیں، اس دولت کے رئیس ابوالبشر حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ السلام ہیں، یہ مرتبہ اصلی طور پر اولوالعزم پیغمبروں کے ساتھ مخصوص ہے یا ان لوگوں کے ساتھ جن کو ان بزرگوں کی وراثت وتبعیت کے طور پر اس دولت سے مشرف فرمائیں۔

بر کریماں کارہا دشوار نیست

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے نزدیک انسان عالم خلق اور عالم امر کے مجموعہ سے مراد ہے، عالمِ خلق کو انسان کی صورت اور ظاہر تصور کرتے ہیں اور عالم امر کو اسکا باطن اور حقیقت جانتے ہیں لہٰذا اتنی جامع مخلوق ہی حق تعالیٰ کی امانت وخلافت کی سزاوار ہوسکتی ہے اور تمام مخلوقات سے اشرف واعلیٰ کہلاسکتی ہے، اب حق تعالیٰ کی ذات وصفات کے لامتناہی عرفان کا عالم دیکھیے کہ اتنے اعلیٰ درجے کی مخلوق بھی ایسے حیرت زدہ ہے جیسے کوئی بچہ سمندر کے کنارے پر کھڑے ہوکر اسکی بیکرانیوں پر نقش حیرت بنا ہوا ہے۔

کعبہ کی صورت وحقیقت:

کعبہ مشرفہ، زاداللہ شرفھا اللہ تعالیٰ کا مقدس ومطہر گھر ہے جس کی طرف چہرہ کر کے تمام اہل اسلام نماز پڑھتے ہیں، جس کا حج اور عمرہ عبادتوں کی جان ہے اور دیدار ریاضتوں کی شان ہے، جس کے طواف سے عشق ومستی کے جذبات پروان چڑھتے ہیں، جو کائنات میں مرکز توحید ہے، محورِ مساوات ہے، ذریعہ اخوتِ اسلامی ہے، حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، یارسول اللہ! زمین پر سب سے پہلے کونسی مسجد بنائی گئی، آپ نے فرمایا، مسجد حرام (یعنی کعبہ مشرفہ) (صحیح مسلم کتاب المساجد) قرآن پاک نے بھی فرمایا۔

اِنَّ اول بیت .... وھدی للعٰلمین

یعنی بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے، برکت والا اور سارے جہانوں کا راہنما، (آل عمران آیت ۹۶)

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے کعبہ مشرفہ کے متعلق بہت ہی بلند افکار و اسرار کا اظہار فرمایا ہے جن کو پڑھ کر اسکی شان و عظمت اور جلالت و منزلت کا ادراک حاصل ہوتا ہے، آپ رقمطراز ہیں:

''جاننا چاہیے کہ صورتِ کعبہ پتھر اور مٹی سے مراد نہیں ہے کیونکہ بالفرض پتھر اور مٹی نہ بھی ہوں تو پھر بھی کعبہ کعبہ ہے، اور خلائق کا مسجود (الیہ) ہے، بلکہ صورت کعبہ باوجودیکہ عالم خلق میں سے ہے لیکن اور اشیاء کی خلق کی طرح نہیں ہے بلکہ ایک ایسا پوشیدہ امر ہے جو حسن وخیال کے احاطہ سے باہر ہے، گو عالم محسوسات میں سے ہے لیکن کچھ بھی محسوس نہیں اور اگر چہ اشیاء کا متوجہ الیھا ہے لیکن کچھ بھی توجہ میں نہیں ہے، وہ ایک ہست ہے جس نے نیستی کا لباس پہنا ہے، اور ایک نیست ہے جو ہستی کے لباس میں ظاہر ہے، جہت میں ہو کر بے جہت ہے اور سمت میں ہو کر بے سمت ہے غرضیکہ یہ صورت حقیقت نما نہایت ہی عجیب ہے جس کی تشخیص میں عقل عاجز ہے اور عقلمند اس کے تعین میں حیران ہیں، گویا عالم بیچونی وبیچگونی کا نمونہ رکھتی ہے۔ ور بے شبہی اور بے نمونی کا نشانہ اس میں پوشیدہ ہے، ہاں اگر ایسی نہ ہوتی تو مسجود (الیہ) ہونے کے لائق نہ ہوتی اور بہترین موجودات بڑے شوق سے اسکو اپنا قبلہ نہ بناتے، فیہ آیات ابینات اس میں نشان ظاہر ہیں، اسکی شان میں نص قاطع ہیں اور من دخلہ کان امنا، جو اس میں آگیا وہ امن میں ہو گیا اس کے حق میں ہے۔ بیت اللہ ہے کہ صاحب خانہ جل شانہ کی بیوتیت خاص اسی میں ہے اور بیچون بے چگون کا مجہول الکیفیت اتصال نسبت اسی کے ساتھ ہے واللہ

المثل الاعلی ،اعلیٰ مثال اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، عالم مجاز میں جو حقیقت کا پل ہے، بیت یعنی خانہ اور گھر اس بیوتیت کی خبر دیتا ہے کہ صاحب خانہ کے قرار و آرام کی جگہ ہے، اگرچہ دولتمندوں کی نشست گاہیں بہت ہیں اور نشست و برخاست کے مکان بے شمار ہیں لیکن یہ ایسا گھر ہے جو اغیار کی مزاحمت سے بیگانہ ہے اور معشوق حقیقی کا مکان اور آرام گاہ ہے اگرچہ حدیث قدسی ہے ولکن یسعنی قلب عبدالمومن ،لیکن میں اپنے مومن بندے کے دل میں سکما تا ہوں، کے موافق مومن بندے کا دل بیچونی ظہور کی گنجائش حاصل کرلیتا ہے لیکن بیتیت یعنی گھر ہونے کی نسبت جو بیوتیت کی خبر دیتی ہے کہاں حاصل کرسکتا ہے اور اغیار کی مزاحمت کو جو گھر کے لوازم سے ہے کس طرح دور کرسکتا ہے، چونکہ غیر و غیریت کا اس مقام میں دخل نہیں اس لیے خلائق کا مسجود ہے تا کہ غیر کو سجدہ نہ ہو کیونکہ غیریت مسجود ہونے کے منافی ہے، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سجدہ تجویز نہ کیا لیکن بیت اللہ کی طرف بڑے شوق و رغبت کے ساتھ سجدہ کیا، اس بیان سے فرق محسوس کرلیں، ساجد اور مسجود کے درمیان بہت فرق ہے، میرے بھائی جب تو نے صورت کعبہ کا تھوڑا سا حال سن لیا تو اب حقیقت کعبہ کی نسبت بھی سن لے، حقیقت کعبہ اس بیچون واجب الوجود کی ذات سے مراد ہے جہاں تک ظہور اور طلب کی گرد بھی نہیں پہنچی اور مسجود اور معبود ہونے کے لائق ہے، اس حقیقت کو اگر حقیقت محمدی کی مسجود کہیں تو اس میں ڈر ہے اور اس سے اس کے افضل ہونے میں کیا حرج ہے، ہاں حقیقت محمدی جہان کے تمام افراد کی حقیقتوں سے افضل ہے لیکن کعبہ معظمہ کی حقیقت عالم کی قسم سے نہیں تا کہ اسکی طرف یہ نسبت کی جائے اور اس کے افضل ہونے میں توقف

کیا جائے، تعجب ہے ان دونوں صاحب دولتوں کی صورتوں کا فرق ساجد اور مسجود ہونے کے باعث ہے، صاحب ہنر عقلمندوں نے ان دونوں حقائق کا تفاوت معلوم نہیں کیا، اسی لیے اعراض وانکار کے مقام میں رہتے ہیں اور طعن و تشنیع کے لیے زبان دراز کی ہے، حق تعالیٰ ان کو انصاف دے تاکہ بے سوچے سمجھے ملامت نہ کریں، (مکتوب ۱۲۴ دفتر ۳)

سیر فی اللہ کے بارے میں:

سیر آفاقی کے بعد جو سیر واقع ہوتی ہے اسکو سیر انفسی کہتے ہیں اور اسی کو سیر فی اللہ قرار دیتے ہیں آپ تحریر فرماتے ہیں۔

''صاحب مقام کا حال کیا ہے اور اس بات کے قائل کی مراد کیا ہے تو ہر شخص اپنی عقل و دانش کے مطابق کچھ کہتا ہے، اس بات کا کہنے والا کچھ مطلب نکالتا ہے اور سننے والا کچھ اور ہی سمجھتا ہے، یہ لوگ بلاتکلف سیر انفسی کو ''سیر فی اللہ'' کہتے ہیں اور بلاتردد کے اسکا نام ''بقا باللہ'' رکھتے ہیں اور اس مقام کو وصل واتصال سمجھتے ہیں، فقیر پر اس قسم کی باتیں نہایت شاق گزرتی ہیں اور ان کی تصحیح اور توجیہ کے لیے مشقت اور محنت کرنی پڑتی ہے، سیر آفاقی میں اوصاف رذیلہ سے تخلیہ حاصل ہوا ہے اور سیر انفسی میں اخلاقِ حمیدہ سے تجلیہ نصیب ہوا ہے چونکہ تخلیہ کو مقام فنا سے مناسبت ہے اس لیے تجلیہ کو بقا سے مناسبت ہوئی۔ ان کے نزدیک سیر انفسی کی نہایت نہیں ہے، اگر ابدی عمر ہو تب بھی کوئی اسکے اختتام کو نہیں پا سکتا کیونکہ حضرت محبوب جل شانہٗ کے شمائل واوصاف کی کوئی حد نہیں ہے لہذا سالک کے آئینے میں اسکے کمالات اور اوصاف میں سے کسی نہ کسی کمال اور وصف کا ظہور ہوتا رہے گا اور سالک اس سے متخلق اور متجلی ہوتا رہے گا۔

ذرہ گر بس نیک وربس بدبود
گرچہ عمرے تگ زند درخود بود

مشائخ اس فنا و بقا کو جو سیر آفاقی وانفسی سے حاصل ہوئی ہے ولایت کا نام دیتے ہیں اور کمال کی نہایت اس مقام کو سمجھتے ہیں، اس کے بعد اگر سیر واقع ہو تو ان کے نزدیک وہ سیر رجوعی ہے جس کو سیر عن اللہ باللہ کہتے ہیں اور اسی طرح چوتھی سیر کو سیر فی الاشیاء باللہ کہتے ہیں اور اس کا تعلق بھی نزول سے ہے، ان دو سیروں کو برائے تکمیل وارشاد تجویز کرتے ہیں جیسا کہ پہلی دو سیرں کو حصول ولایت وکمال کے لیے کیا ہے، مشائخ کی ایک جماعت کہتی ہے کہ خبر میں وارد ہے، اللہ تعالیٰ کے لیے ستر ہزار پردے نور اور ظلمت کے ہیں، سیر آفاقی میں ان تمام پردوں کا چاک کرنا شامل ہے، سات لطائف ہیں اور ہر لطیفہ کے دس ہزار پردے ہیں، جب سیر آفاقی پوری ہوتی ہے تو تمام پردے اٹھ جاتے ہیں، سالک کو سیر فی اللہ نصیب ہوتی ہے اور وصل کا مقام مل جاتا ہے، گویا ان کے نزدیک نسخہ جامعہ کے کمال وتکمیل کی یہ کیفیت ہے، اے اصحاب بینش! سنجیدگی سے کام لو اور توجہ سے سنو، اللہ تعالیٰ تم کو فہم اور راہ مستوی پر چلنے کی توفیق دے، اللہ تعالیٰ بے کیف و بے مثل ہے، جس طرح وہ آفاق سے برتر ہے اسی طرح انفس سے بالاتر ہے، لہٰذا سیر الی اللہ اور سیر انفسی کو سیر فی اللہ کہنا کب درست ہے، حقیقت تو یہ ہے کہ یہ دونوں سیر الی اللہ میں داخل ہیں اور سیر فی اللہ وہ سیر ہے جو بہت ہی زیادہ آفاق وانفس سے بعید ہے اور آگے اور بہت آگے ہے، عجب معاملہ ہے کہ یہ لوگ سیر انفسی کو سیر فی اللہ قرار دے کر کہتے ہیں کہ اس سیر کی کوئی انتہا نہیں اگر کوئی عمر ابدی پالے جب بھی اسکو طے نہ کر سکے جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے حالانکہ

انفس بھی آفاق کی طرح دائرہ امکان میں داخل ہے تو اسکے معنی یہ
ہوئے کہ دائرہ امکان کا طے کرنا ممکن نہیں، اندریں صورت حرمان
دائمی اور خسران ابدی کے سوا کیا نتیجہ نکلے گا، نہ فنا کا تحقق ہوگا اور نہ بقا
کا تصور تو پھر وصل واتصال اور قرب وکمال کیسے نصیب ہوگا،
سبحان اللہ! جب کہ مشائخ بزرگ پانی کے عوض سراب پر
اکتفا کر بیٹھیں اور الی اللہ کو فی اللہ سمجھ لیں اور امکان کو وجوب تصور
کریں اور مثل کو بے مثل قرار دیں تو پھر چھوٹوں اور پست ہمتوں سے
کیا گلہ کیا جائے اور کیسی شکایت، چہ بلا شُد، آخر کس اعتبار سے انفس
کو حق جلا وعلا سمجھ لیا ہے کہ اسکی سیر کو جبکہ اسکی حدونہایت ہے، بے حد
وبے انتہا لکھ گئے ہیں، سیر انفسی کے دوران آئینہ سالک میں جو کچھ نظر
آیا ہے اسکو یہ لوگ عین اسما وصفات پروردگار قرار دے رہے ہیں
حالانکہ وہ اسما وصفات کے ظلال میں سے ایک ظل کا ظہور ہے، میں کیا
کروں اور باوجود علم اور واقفیت کے اللہ تعالیٰ کے بارے میں
سوءِ ادب کسطرح برداشت کروں اور اس کی بادشاہت میں کس
طرح کسی کو تریک کردوں، بے شک ان اکابر قدس اللہ اسرارہم کے
مجھ پر حقوق ہیں کہ ان کی نیک تربیتوں کا پروردہ ہوں لیکن اللہ تعالیٰ
کے حقوق ان کے حقوق سے بالاتر ہیں اور اسکی تربیت اوروں کی
تربیت سے بہتر ہے، اس کے حسن تربیت کی بدولت اس ورطہ سے
میں نے نجات پائی اور اسکی بادشاہت میں غیر کو اسکا شریک نہیں
بنایا ہے، حمد اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جس نے ہمیں اسکی ہدایت دی
اور ہم ہدایت نہ پاتے اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت نہ دیتا، اللہ تعالیٰ
بے مثل وبے کیف ہے اور ہر وہ شے جس پر مثلیت اور کیفیت کا دھبہ
ہو اس سے مسلوب ہے، اس صورت میں آفاق وانفس کے لیے

آئینوں میں اس کے کیا گنجائش کیونکہ ان آئینوں میں جو بھی ظاہر ہو وہ مثل وکیف کے مظاہر کی طرح ہے لہٰذا آفاق وانفس کے وراا سکو تلاش کرنا چاہیے، اس دائرہ امکان میں جس میں آفاق وانفس شامل ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے گنجائش نہیں ہے اسی طرح اس کے اسماوصفات کے لیے گنجائش نہیں ہے، جو کچھ دائرہ امکان میں ظاہر ہو رہا ہے وہ اسماوصفات کے ظلال وعکوس ہیں بلکہ ظلال وعکوس بھی اس سے بالاتر ہیں، یہاں تو صرف ان کا سراغ ہے اور قدرت کی کاریگری اور انتقاش ہے، بھلا ظہور کس کا اور تجلی کہاں کی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرح اسماوصفات بھی بے مثل و بے کیف ہیں، جب تک آناق وانفس سے نہ نکلو گے اللہ تعالیٰ کے اسماوصفات کی ظلیت کو نہ پاسکو گے، جبکہ آفاق وانفس میں ظلیت کو نہیں پاسکتے تو اسماوصفات تک وصول کیسا، عجب معاملہ ہے، اگر میں اپنے مکشوفات اور یقینی معلومات کی کوئی ایسی بات بیان کروں جو مشائخ کے مذاق اور ان کے کشوفات کے مطابق نہ ہو تو کون یقین کرے گا اور کون اسکو قبول کرے گا اور اگر میں وہ بات نہ کہوں اور اس کو چھپاؤں تو میں نے حق کو باطل کے ساتھ ملانا تجویز کرلیا اور جو بات اللہ تعالیٰ کے بارے میں نہ کہنے کی ہے اسکے کہنے کو جائز قرر دے دیا، لہٰذا میں مجبور ہوں کہ حق کا اظہار کروں اور جو اس کے شایان نہیں ہے اسکو سلب کروں، مجھکو اوروں کے خلاف کا نہ ڈر ہے نہ غم ...... اللہ تعالیٰ کے فضل سے انکشاف ہوا کہ یہ تمام کھیل ظلال کا ہے اور یہ سب شبح ومثال میں گرفتاری کے اسباب ہیں، مطلوب تو ان سب سے وراء ہے اور مقصود ان کے سوا ہے، لہذا سب سے منہ موڑ کر رب العزت کی طرف فقیر متوجہ ہوا ہے اور کہتا ہے، انی وجهت وجهی للذی

فطر السموات والارض حنیفاً ومااناً من المشرکین،
اگر مولا تعالیٰ کی تقدیس اور تنزیہ کا معاملہ نہ ہوتا تو میں اکابر کے مکشوفات کے سامنے کب زبان ہلاتا، میں ان کی نعمتوں کے خرمنوں کا ایک ادنیٰ خوشہ چین ہوں، (مکتوب ۴۲، دفتر ۲)

حقیقت محمدی واجب نہیں

آپ تحریر فرماتے ہیں:

''یعنی فقیر کے نزدیک کوئی تعین متعین نہیں ہے، وہ کونسا تعین ہے جو لاتعین ذات کو متعین بنائے (مکتوب ۱۲۲، دفتر ۳) پھر فرمایا، اگر فقیر کی عبارتوں میں اس قسم کے الفاظ ہوں تو ان کو صنعتِ مشاکلہ کے قبیل سے جاننا چاہیے، (کسی شے کا کسی دوسرے لفظ کے ساتھ اس کی مصاحبت کی وجہ سے ذکر کرنا مشاکلہ کہلاتا ہے)

حقیقت محمدی باقی تمام حقائق اور حق تعالیٰ کے درمیان کا واسطہ ہے، آنحضرت کے واسطہ کے بغیر کوئی مطلوب تک نہیں پہنچ سکتا (مکتوب ۱۲۲، دفتر ۳)

حقیقت محمدی جو حقیقت الحقائق ہے، اس حب کا تعین اور ظہور ہے جو ظہورات کا مبداء اور مخلوقات کی پیدائش کا منشا ہے، جیسا کہ حدیث قدسی میں آیا ہے، ''میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں بس میں نے خلق کو پیدا کیا''، اول اول جو چیز اس پوشیدہ خزانہ سے میدان ظہور میں آئی یہی حب ہے جو مخلوقات کی پیدائش کا سبب ہوئی، اگر حب نہ ہوتی تو ایجاد کا دروازہ نہ کھلتا اور عالم عدم میں راسخ اور مستقر نہ ہوتا، حدیث قدسی ''اگر تو نہ ہوتا تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا'' کے راز کو جو حضرت خاتم الرسل ﷺ کی شان میں ہے اس جگہ ڈھونڈنا چاہیے، اور اگر تو نہ ہوتا تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا کی حقیقت کو اس مقام میں طلب کرنا چاہیے، عالم کے ایجاد کے لیے

پہلے جو اعتبار پیدا ہوا وہ حب ہے بعد ازاں اعتبار وجود جو ایجاد کا مقدمہ ہے کیونکہ حضرت ذات جل شانہٗ اس حب اور اس وجود کے اعتبارات کے بغیر عالم اور عالم کی ایجاد سے مستغنی ہے، بے شک وہ تمام جہانوں سے غنی ہے، آیتِ قرآنی اس پر نص قاطع ہے، جاننا چاہیے کہ تعین اول جو کہ تعین حبی ہے جب بڑی باریک نظر سے دیکھا جاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تعین کا مرکز حب ہے جو حقیقت محمدی ہے۔ (مکتوب ۱۲۲ دفتر ۳)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے نزدیک پہلے دونوں تعینوں کو وجوبی کہنا غلط ہے کیونکہ جب حقیقۃ الحقائق (سب سے پہلی حقیقت) یعنی حقیقت محمدی مخلوق، حادث ہے تو دوسرے مابعد کے حقائق بھی مخلوق و حادث ہوں گے، تعین وجوبی ممکنات کی حقیقت نہیں ہوسکتا ممکن کی حقیقت بھی ممکن ہوگی نہ کہ واجب، آپ کے نزدیک حقیقت محمدی کا مخلوق ہونا حدیث نبوی اول ماخلق اللہ نوری سے ثابت ہے، اس طرح قبل خلق السمٰوت بالفی عام اور قبل خلق ادم باربعۃ عشر الف عام وغیرہ کے الفاظ احادیث سے خلقت کا وقت متعین بھی ثابت ہوتا ہے جو حقیقت محمدی کے مخلوق اور حادث ہونے کی دلیل ہے، آپ تحریر فرماتے ہیں:

''تعجب ہے کہ جناب شیخ اکبر قدس سرہٗ حقیقت محمدی کو اور تمام ممکنات کی حقائق کو جن کو وہ اعیان ثابتہ کہتے ہیں قدیم سمجھتے ہیں اور ان کو واجب قرار دیتے ہیں وہ کس بنا پر وجوب کا حکم تجویز کر کے ارشادات نبویہ کے خلاف جاتے ہیں، ممکن تو اپنے اجزاء سے اپنی صورت سے، اپنی حقیقت سے ممکن ہے، اس کی حقیقت کے واسطے تعین وجوبی کس بنا پر، ممکن ممکن ہی رہے گا، اس کا واجب سے کوئی اشتراک نہیں، صرف یہ نسبت ہے کہ وہ مخلوق ہے اور واجب تعالیٰ اسکا خالق ہے، (مکتوب ۱۲۲ دفتر ۳)

اس مکتوب کے خاتمہ حسنہ میں حضور اقدس ﷺ کے متعلق کمالِ محبت سے تحریر فرماتے ہیں:

''جاننا چاہیے کہ پیدائش محمدی تمام افراد انسان کی پیدائش کی طرح نہیں بلکہ افراد عالم میں سے کسی فرد کی پیدائش کے ساتھ نسبت نہیں رکھتی کیونکہ آنحضرت ﷺ باوجود عنصری پیدائش کے حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے جیسے کہ آپ نے فرمایا خلقت من نور اللہ، دوسروں کو یہ دولت میسر نہیں، اس دقیقہ کا بیان یہ ہے کہ حضرت واجب الوجود کی صفات ثمانیہ حقیقہ اگرچہ دائرۂ وجوب میں داخل ہیں لیکن اس احتیاج کے باعث جو ان کو حضرتِ ذات تعالیٰ کے ساتھ ہے ان میں امکان کی بو پائی باتی ہے اور جب صفات حقیقیہ قدیمہ میں امکان موجود ہے تو حضرت واجب الوجود کی صفات اضافیہ میں بطریق اولیٰ مکان ثابت ہوگا اور ان کا قدیم نہ ہونا ان کے امکان پر پختہ دلیل ہوگا، کشف صریح سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی پیدائش اس امکان سے پیدا ہوئی جو صفات اضافیہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے نہ کہ اس امکان سے جو تمام ممکنات عالم میں ثابت ہے، ممکناتِ عالم کے صحیفہ کو خواہ کتنا ہی باریک نظر سے مطالعہ کیا جائے لیکن وہاں آپ کا وجود مشہود نہیں ہوتا بلکہ ان کی خلقت وامکان کا منشا صفات اضافیہ کا وجود اور ان کا امکان محسوس ہوتا ہے، جب آپ کا وجود عالم ممکنات میں ہے ہی نہیں بلکہ اس عالم سے برتر ہے تو یہی وجہ ہے کہ ان کا سایہ نہ تھا نیز عالم شہادت میں ہر ایک شخص کا سایہ اس کے وجود کی نسبت زیادہ لطیف ہوتا ہے اور جہان میں آپ سے زیادہ لطیف کوئی نہیں تو پھر آپ کا سایہ کیسے متصور ہوسکتا ہے، واضح ہو کہ یہ صفتِ علم صفاتِ حقیقہ میں سے ہے۔ اور موجود خارجی کے دائرے میں داخل ہے اور جب اس صفت کو اضافت عارض ہوجائے اور اس سے تقسیم ہوجائے جیسے علم اجمالی اور علم تفصیلی تو یہ قسمیں صفاتِ اضافیہ میں سے ہوں گی اور

ثبوت نفس الامری کے دائرہ میں داخل ہوں گی جو صفاتِ اضافیہ کا مقر و مقام ہے جیسے کہ گزر چکا ہے اور مشہود ہوتا ہے کہ علم جملی جو صفاتِ اضافیہ میں سے ہے وہی نور ہے جس نے عالم عنصری میں بہت سی پشتوں سے رحموں میں منتقل ہونے کے بعد بعض حکمتوں اور مصلحتوں کے بموجب صورت انسانی میں جو احسن تقویم ہے ظہور فرمایا ہے اور جسکا نام محمد اور احمد ہوا ہے،......پس پیدائشِ محمدی باوجود حدوث کے قدم ذات کی طرف منسوب ہے اور اسکا امکان بھی وجوب ذات تک منتہیٰ ہے اور اسکا حسنِ حسن ذاتِ تعالیٰ ہے، جس میں حسن کے سوا کسی اور چیز کی آمیزش نہیں یہی وجہ ہے کہ اس کے ساتھ جمیل مطلق کی محبت کا تعلق ہے اور حق تعالیٰ کی محبوب ہے۔
(مکتوب ۱۰۰ دفتر ۳)

نبوت افضل ہے ولایت سے:

آپ تحریر فرماتے ہیں:

''کمالات ولایت، کمالات نبوت کے مقابلے میں کسی گنتی میں نہیں ہیں کاشکے از (ز) کے درمیان وہ نسبت ہی ہوتی جو قطرے کو دریا کے محیط کے ساتھ ہے مگر ایسا نہیں پس وہ فضیلت جو نبی کو نبوت کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے وہ اس فضیلت سے کئی گنا زیادہ ہے جو ولایت کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے، لہٰذا فضیلت مطلق انبیائے کرام کا حصہ ہے اور جزئی فضیلت ملائکہ کرام کے لیے ہے، پس درست وہی ہے جو علمائے کرام نے فرمایا ہے، (مکتوب ۲۶۶ دفتر ۱)

ولایت، نبوت سے افضل ہے کہ قائلین ارباب سکر اور اولیائے غیر مرجوعین میں سے ہیں اور مقام نبوت کے کمالات سے بے خبر ہیں، مقام نبوت کو مقام ولایت کے ساتھ ایسی نسبت ہے جیسی غیر متناہی کو

متناہی کے ساتھ ہے، نبوت ہبوط کے مرتبہ میں کلی طور پر مخلوق کی طرف متوجہ ہے اور ولایت کو ہبوط کے مرتبہ میں مخلوق کی طرف پوری توجہ نہیں ہے بلکہ اسکا باطن حق کی طرف ہے اور اس کا ظاہر مخلوق کی طرف، اسکا راز یہ ہے کہ صاحب ولایت نے مقاماتِ عروج کو پوری طرح طے نہیں کیا اور نزول کرلیا ہے اس لیے لازمی طور پر اس کو فوق کی نگرانی ہر وقت دامن گیر ہے، اور کلی طور پر اسکی توجہ خلق کے ساتھ ہونے میں مانع ہے برخلاف۔ صاحب نبوت کے کہ اس نے عروج کے تمام مقامات طے کر کے ہبوط فرمایا ہے لہٰذا وہ پورے طور پر مخلوق کو حق جل سلطانہٗ کی طرف دعوت دینے میں متوجہ ہے، ولایتِ اولیا، اللہ تعالیٰ کے قرب کی طرف سراغ دیتی ہے اور ولایت انبیاء حق تعالیٰ کی اقربیت کا نشان بتاتی ہے، ولایت اولیا شہود کی طرف دلالت کرتی ہے اور ولایت انبیا اس مجہول کیفیت کی نسبت کا ثبوت دیتی ہے، ولایت اولیا اقربیت کو نہیں پہچانتی کہ کیا ہے اور جہالت کو نہیں جانتی کہ کہاں ہے اور ولایت انبیاء اقربیت کے باوجود قرب کو عین بُعد جانتی ہے اور شہود کو عین غیبت سمجھتی ہے۔(البینات شرح مکتوبات مکتوب ۷۷، جلد۲)

مقام عبدیت کی بلندی:

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے تصوف وعرفان کے تین گروہوں کا ذکر کیا ہے۔
''اہل عبدیت، اہل ظلیت اور اہل وجودیت پھر اہل عبدیت کے متعلق فرماتے ہیں:
''اس عالی گروہ کو عبدیت کے مقام سے جو تمام مقاماتِ ولایت کی انتہا ہے کامل حصہ مل چکا ہے اور ان بزرگوں کے حال کی صحت پر اس سے بڑھ کر اور کونسی دلیل ہوسکتی ہے کہ ان کے تمام کشف کتاب وسنت کے موافق اور ظاہر شریعت کے مطابق ہیں اور ان حضرات نے ظاہر شریعت سے سرمو مخالفت نہیں کی،(بحوالہ مکاتیب اقبال جلد ۱ ص ۳۹)

پھر آپ خود اپنے سفرِ عرفان کے متعلق لکھتے ہیں کہ پہلے پہل آپ توحید وجودی کے قائل تھے بعد ازاں مقام ظلیت میں قدم رکھا اور سارے عالم کو ظل محسوس کیا، اس مقام پر بہت سے مشائخ کو اقامت پذیر ملاحظہ کیا، یہ مقام اس قدر رنگین تھا کہ وہاں سے باہر نہ جانے کی آرزو نے گھیر لیا کیونکہ اس دوران اس مقام کو منتہائے کمال تصور کرتے تھے، دوسرے مشائخ کی موجودگی بھی اس تصور پر دلیل تھی، آخر حق تعالیٰ نے کمال مہربانی اور غریب نوازی سے اس مقام سے بھی عروج عطا فرمایا اور آپ کو مقام "عبدیت" پر پہنچادیا، جب اس مقام کا کمال ظاہر ہوا اور اسکی بلندی ظاہر ہوئی تو گزشتہ مقامات سے تائب ہو کر استغفار کی، (ایضاً ص ۳۹) جناب ڈاکٹر برہان احمد فاروقی لکھتے ہیں، "وہ مقام عبدیت پر فائز ہو جاتے ہیں جو اعلیٰ ترین مقام ہے، عبدیت پر پہنچ کر عالم اور خدا کی اثنینیت ان پر اظہر من الشمس ہو جاتی ہے، (نظریہ توحید ص ۸۹ مطبوعہ لاہور) گویا یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ رب رب ہے اور بندہ بندہ ہے، رب اور بندے میں کسی طرح بھی اتصال واتحاد ثابت نہیں، یہ آپ کا آخری عرفان ہے لہٰذا پہلے راستے کے معارف کو آپ کا عقیدہ تصور نہ کیا جائے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

> جب سالک اس مقام سے بلند چلا جاتا ہے اور سکر کے افراط سے آنکھ کھولتا ہے تو حضرت محمد ﷺ جو کہ حق تعالیٰ کے کمالات کے مظہر ہیں کو بھی بندہ پاتا ہے اور اسکا رسول جانتا ہے جیسے کہ ابتدا میں جانتا تھا، النهاية هي الرجوع الى البداية، نہایت یہی بدایت کی طرف رجوع کرنا ہے آپ نے سنا ہوگا، (مکتوب ۸۵ دفتر ۲)

حضرت علامہ اقبال جیسے اسکالر نے آپ کے نظریہ عبدیت پر ہی نظریہ خودی کی بنیاد رکھی ہے جناب ابوسعید نورالدین نے لکھا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی کے اس نظریۂ عبدیت سے انسانی خودی کا پورا پورا ثبوت ملتا ہے، اقبال ان کے نظریے سے متاثر ہوئے، اس تاثر کی بنا پر وہ ان کی طرف اشارہ کر کے التجا کرتے ہیں۔

تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند
اب مناسب ہے ترا فیض ہو عام اے ساقی

شیونات واعتبارات:

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ شیونات کی تعریف میں رقمطراز ہیں:

اللہ تعالیٰ کی شیونات اسکی ذات کی فرع ہیں اور اسکی صفات ان شیونات پر ہی متفرع ہیں اور اس کے اسما جیسے خالق ورازق صفات پر متفرع ہیں اور اسکے افعال ان اسما پر متفرع ہیں اور تمام موجودات افعال کے نتائج ہیں اور ان ہی پر متفرع ہیں، پس معلوم ہو گیا کہ شیونات اور چیز ہیں اور صفات اور چیز اور شیونات خارج میں عین ذات ہیں جبکہ صفات خارج میں ذات پر زائد ہیں۔ (معارف لدنیہ، معرفت ۲۰)

وہ فیض جو حق تعالیٰ کی طرف سے سالک کو پہنچتا ہے دو قسم کا ہے، ایک قسم وہ ہے جس کا تعلق ایجاد (موجد کرنا) ابقا (باقی رکھنا) تخلیق (پیدا کرنا) ترزیق (رزق دینا) احیا (زندہ کرنا) اماتت (مارنا) وغیرھا کے ساتھ ہے اور دوسری قسم وہ ہے جو ایمان، معرفت اور مراتب ولایت ونبوت کے تمام کمالات سے متعلق ہے، پہلی قسم کا فیض سب کو صفات کے ذریعے سے آتا ہے اور دوسری قسم کا فیض بعض کو صفات کے ذریعے سے اور بعض کو شیونات کے ذریعے سے آتا ہے، صفات وشیونات کے درمیان بہت باریک فرق ہے جو محمدی المشرب اولیا کے علاوہ کسی پر ظاہر نہیں ہوا اور نہ ہی کسی اور نے اس کی نسبت کلام کیا، اس بیان کو ہم ایک مثال سے واضح کرتے ہیں، مثلاً پانی بالطبع اوپر سے نیچے کو آتا ہے، یہ طبعی فعل اس میں حیات، علم، قدرت اور ارادہ کا اعتبار پیدا کرتا ہے کیونکہ صاحبانِ علم اپنے ثقل کے باعث بتقاضائے علم اوپر سے نیچے کو آتے ہیں اور فوق کی طرف توجہ نہیں کرتے اور علم حیات کے تابع ہے اور ارادہ علم کے تابع ہے، اس طرح قدرت بھی ثابت ہو گئی کیونکہ ارادہ میں احد المقدورین (دو

مقدوروں میں سے ایک کو اختیار کرنا) کی تخصیص ہے پس یہ اعتبارات جو پانی کی ذات میں ثابت کیے جاتے ہیں بمنزلہ شیونات کے ہیں، اگر ان اعتبارات کے باوجود پانی کی ذات میں صفاتِ زائدہ ثابت ہو جائیں تو وہ وجود زائد کے ساتھ صفات موجودہ کی طرح ہوں گی، پانی کو پہلے اعتبارات کے لحاظ سے حی، قائم، عالم، قادر اور مرید نہیں کہہ سکتے، ان اسموں کو ثابت کرنے کے لیے صفاتِ زائدہ کا ثابت کرنا ضروری ہے، لہٰذا جو کچھ مشائخ کی عبارات میں پانی کے متعلق مندرجہ بالا اسموں کے ثبوت میں واقع ہوا ہے ان کی بنیاد شیونات و صفات میں فرق نہ کرنے کی وجہ سے ہے اور اس طرح صفات کے وجود کی نفی کا حکم بھی اس فرق کے معلوم نہ ہونے پر محمول ہے، شیون و صفات میں دوسرا فرق یہ ہے کہ مقام شیون صاحبِ شان کا مواجہہ ہے، اور مقام صفات ایسا نہیں ہے (مکتوب ۲۸۷ دفتر ۱)

روئیت اخروی کی تحقیق:

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اس کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

''صورت جامعہ مثالیہ کی روئیت حق تعالیٰ کی روئیت نہیں ہے بلکہ اس کے کمالات کے مظاہر میں سے ایک مظہر کی روئیت ہے جس نے عالم مثال میں حصول پیدا کیا ہے جیسا کہ کسی کا قول ہے،

میراہ المومنون بغیر کیفٍ
وادراکٍ وضربٍ من مثالٍ

یعنی مومن خدا تعالیٰ کو بے کیف، بے تصور، بے شبہہ اور بے مثال دیکھیں گے، حق تعالیٰ کی روئیت کو صورت کی روئیت پر مقرر کرنا حق تعالیٰ کی روئیت کی نفی کرنا ہے، نیز وہ صورت جو عالم مثال میں حاصل ہو اگرچہ جامع ہو لیکن عالم مثال ہی کے اندازہ پر ہو گی، عالم مثال

اگرچہ وسعت رکھتا ہے لیکن اس کے عوالم مخلوقہ میں سے ہے وہ جامعیت صورت جو اس میں ہے کیا گنجائش رکھتی ہے کہ تمام کمالاتِ وجوبیہ ذاتیہ کی جامع ہو سکے اور سب کو ضبط کر سکے تا کہ اس مرتبہ مقدسہ کا آئینہ بن سکے اور اسکی رویت حق تعالیٰ کی رویت ہو سکے، جب صفتِ علم جو صفاتِ وجوبیہ میں سے ہے اور تمام ذاتی صفات میں سے زیادہ جامع ہے، اس امر کی گنجائش نہیں رکھتی تو پھر عالم مثال جو ممکن و مخلوق ہے اس کی صورت تمام کمالاتِ وجوبیہ کی جامع کس طرح ہو سکتی ہے، اگر فرضاً اور تقدیراً اس کو جامع کہیں بھی تو اس مرتبہ مقدسہ کے (کمالات کے) ظلال میں سے ایک ظل ہوگا اور ظل کی رویت درحقیقت اسکی رویت نہیں ہے، مخبر صادق نے رویتِ آخرت کو چودھویں رات کے چاند کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور کوئی پوشیدگی نہیں چھوڑی، ظل کی رویت ایسی ہے جیسے طشتِ آب میں چاند کو دیکھیں جسکو بلند فطرت والے لوگ پسند نہیں کرتے...... لیکن حق تعالیٰ کی رویت وہ ہے جو ان ظہورات اور صور سے ماوراء ہے اور بے کیف وبیچون کی قسم سے ہے، رویت آخرت پر ایمان لانا چاہیے اسکی کیفیت اور چند و چوان میں مشغول نہ ہونا چاہیے، آخرت کے خلق اور وجود کو دنیا کے خلق اور وجود کے ساتھ کوئی نسبت نہیں تا کہ ایک کے احکام کو دوسرے پر قیاس کیا جائے، وہاں کی آنکھ جدا ہے اور فہم وادراک الگ ہے، اس کے لیے دوام ابدی ہے اور اس کے لیے دوام ابدی ہے اور اس کے لیے زوال وفنا' اس کے لیے سراسر نظافت و لطافت ہے اور اس کے لیے خبث کثافت، شیخ اکبر قدس سرہٗ خانہ علم کے باہر حق تعالیٰ کا ظہور ثابت نہیں کرتے اور مجال و مظاہر کے ماسوا مشاہدہ، ورویت اور شہود تجویز نہیں کرتے۔ (مکتوب ۷۹ دفتر ۳)

نظریہ قیومیت کا اعلان:

بے شک آپ نے امتثالاً لامر اللہ تبارک وتعالیٰ واما بنعمة ربک محدث، واظہاراً لشکرہٖ عمّ احسانہٗ لقولہٖ عزوجل ان شکرتم لازیدنکم، ان بعض احسانات اور انعامات کا ذکر فرمایا ہے جو پروردگار جل شانہٗ نے آپ پر کیے ہیں مثلاً خلت کا مقام آپ کو عنایت ہوا اور قیومیت کا درجہ آپ کو عطا ہوا، قیومیت کا درجہ کیا ہے اور اس مقام پر کس شان کا برگزیدہ بندہ اللہ کے فضل وکرم سے فائز ہوتا ہے، اس کے متعلق کتاب برکاۃ الاحمدیہ الباقیہ معروف بہ زبدۃ المقامات کی عبارت قلمی نقل کی جاتی ہے:

''باید دانست کہ قیوم دریں عالم خلیفہ حق است جل وعلا ونائب مناب او اقطاب وابدال در دائرہ ظلالِ او مندرج اند وافراد واوتاد در محیط کمالِ او مندمج، افراد عالم ہمہ بہ وے روئے دارند وقبلہ توجہ جہانیاں اوست دانند تانہ دانند بلکہ قیام عالمیان بہ ذاتِ اوست چہ افرادِ عالم چوں کہ مظاہر اسما وصفات اند ذاتے درمیان شان کائن نیست ہمگی اعراض واوصاف را، ذات وجوہر چارہ نیست تا قیام شان بہ آن بود، سنۃ اللہ جاری است کہ بعد از قرونِ متطاولہ عارفے راں نصیبے از ذات ارزانی داشتہ، وے را ذاتے عطا می فرمایند کہ بحکم نیابت وخلافت قیوم اشیاء می گردد، اشیائے بوئے قائم می باشند''۔

قیوم کے متعلق یہ بیان حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کے مکتوب شریف ۸۰ دفتر سوم کا خلاصہ سمجھنا چاہیے جسکو آپ کے زمانے سے اب تک ہزارہا جلیل القدر علما دیکھ چکے ہیں، ان کے لیے سر القیا خم کرنے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ تھا۔

تجدید الف ثانی کا تصور:

آپ سے پہلے کسی شخص نے ہزار سالہ تجدید پر گفتگو نہیں کی، یہ آپ کے فکر وعرفان کا اجتہادی کارنامہ ہے، آپ تحریر فرماتے ہیں:

''یہ علوم انوار نبوت کی مشکوٰۃ سے اقتباس کیے گئے ہیں جو الف ثانی کی تجدید کے بعد تبعیت و وراثت سے تازہ ہوئے ہیں اور تر و تازگی

کے ساتھ ظہور میں آئے ہیں، ان علوم و معارف کا صاحب اس موجودہ الف کا مجدد ہے چنانچہ لوگ اس کے علوم و معارف دیکھتے ہیں جو ذات وصفات وافعال اولواحوال ومواجید اور تجلیات وظہورات کے متعلق ہیں ان پر پوشیدہ نہیں اور وہ جانتے ہیں کہ یہ علوم و معارف علما کے علوم اور اولیاء کے معارف سے پرے کے ہیں بلکہ علما اور اولیا کے علوم ان علوم کی نسبت پوست ہیں اور یہ معارف اسکا مغز ہیں، اللہ پاک ہادی ہے اور معلوم رہے کہ ہر صدی کے سرے پر ایک مجدد گزرا ہے لیکن صدی کا مجدد اور ہے اور ہزار سال کا مجدد اور ہے، جتنا سو اور ہزار میں فرق ہے اتنا ہی بلکہ اس سے بھی زیادہ ان کے مجددوں میں بھی فرق ہے، مجدد وہ ہوتا ہے کہ اسکی مدت میں جو فیوض امتیوں کو پہنچتے ہیں اسی کی وساطت سے پہنچتے ہیں خواہ وہ اس وقت کے اقطاب اور اوتاد ہوں یا ابدال اور نجبا ہوں۔ (مکتوب ۴ دفتر ۲)

حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں:

''میرے مخدوم! مجدد الف ہونا ایک کشفی اور الہامی امر ہے جو اس معاملے والے کے وجدان سے تعلق رکھتا ہے، کسی ایسے امر کا التزام نہیں کہ آثار و علامات کے ساتھ آشنا و بیگانہ کو قائل کیا جاسکے، جو شخص آشنا اور ازلی سعادت سے بہرہ ور ہے وہ باطنی مناسبت کے ذریعے اہل اللہ کے اسرار قبول و برکات کا مورد ہو جاتا ہے، جو بیگانہ اور بے سعادت ہے، باطنی نامناسبت کی وجہ سے ان اسرار کی تہ تک نہیں پہنچتا تو انکار کر دیتا ہے اور ان حضرات کے فیوض و برکات سے محروم رہتا ہے، اگرچہ وہ ظاہر نہ کرے، غیر لوگ خارج از بحث ہیں، ہمیں ان کے انکار و اقرار سے کوئی واسطہ نہیں، منکروں نے قرآن جیسا روشن معجزہ دیکھ کر بھی انکار کر دیا، اس کے باوجود جس شخص کو تیز نظری کی

قوت عطا کی گئی ہے اگر وہ حضرت عالی (مجدد الف ثانی قدس سرہٗ) کے اطوار و عادات میں اچھی طرح غور کرے اور جن فیوض و برکات، کمال و اکمال اور اعلام و اسرار سے وہ پیشوائے صالحین میں ممتاز ہیں، مشاہدہ کرے تو بلا تکلف ان کے (الف ثانی کے) مجدد ہونے کا اقرار کرے گا، (مکتوباتِ معصومیہ دفتر ۲ مکتوب ۲)

عرفانِ خدا کے دو راستے:

آپ تحریر فرماتے ہیں:

''ایک راہ وہ ہے جو قرب ولایت سے تعلق رکھتی ہے، اقطاب و اوتاد اور بدلاء و نجباء اور عام اولیاء اس راہ سے واصل ہیں اور راہ سلوک اسی راہ کا نام ہے بلکہ متعارف جذبہ بھی اسی میں داخل ہے اور اس راہ میں توسط و حیولیت ثابت ہے، اس راہ کے واصلین کے سردار اور منبع فیض حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں، یہ عظیم الشان منصب انہی سے تعلق رکھتا ہے، اس راہ میں رسول اللہ ﷺ کے دونوں قدم ان کے سر پر ہیں، اور حضرت فاطمہ اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہم بھی اس مقام میں ان کے شریک کار ہیں، (معارف لدنیہ ص ٦٦)

جاننا چاہیے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے کامل متبعین جب تبعیت کے طور پر مقام نبوت کے کمالات کو پوری طرح حاصل کر لیتے ہیں تو ان میں سے بعض کو منصب امامت پر فائز کر دیا جاتا ہے اور بعض کو ان کمالات کے مجرد حصول پر کفایت فرماتے ہیں، یہ دونوں قسم کے بزرگ نفس کمال کے حصول میں برابر ہیں، فرق صرف منصب پر فائز کرنے اور نہ کرنے کا ہے یا ان امور کا جو اس منصب سے تعلق رکھتے ہیں، کامل متبعین جب ولایت نبوت و کمالات کو تمام کر لیتے ہیں تو ان میں سے بعض کو منصب خلافت سے مشرف فرماتے ہیں اور بعض کو مجرد حصول پر اکتفا کرتے ہیں، یہ دونوں

منصب کمالات اصلیہ سے تعلق رکھتے ہیں کامل تبعین جب ولایت نبوت کے کمالات کو تمام کر لیتے ہیں تو ان میں سے بعض کو منصب خلافت سے مشرف فرماتے ہیں اور بعض کو مجرد حصول پر اکتفا کرتے ہیں، یہ دونوں منصب کمالاتِ اصلیہ سے تعلق رکھتے ہیں اور کمالات ظلیہ میں منصب امامت کے مناسب قطب الارشاد کا منصب ہے، اور منصبِ خلافت کے مناسب قطب، مدار کا منصب، یعنی یہ نیچے والے دونوں مقام اوپر والے دونوں مقام کے ظل ہیں، شیخ ابن عربی علیہ الرحمۃ کے نزدیک قطب مدار ہی غوث ہوتا ہے جبکہ فقیر کا عقیدہ ہے کہ غوث قطب مدار سے الگ ہوتا ہے اور وہ اس کے فرائض میں معاون ہوتا ہے، قطب مدار بعض امور میں اس سے مدد لیتا ہے، ابدال کے مناسب مقرر کرنے میں بھی اسکا دخل ہے، قطب مدار کو اس کے اعوان وانصار کے اعتبار سے قطب الاقطاب بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ بھی قطب حکمی ہیں۔ (مکتوب ۶۱ دفتر ۱)

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے اس اجتہادی فکر وعرفان سے معلوم ہوا کہ قرب ولایت کے کمالات کے حصول پر خلافت کا منصب ملتا ہے اور قطب الارشاد اسکا ظل ہے گویا منصبِ امامت منصب خلافت سے بھی افضل ہے اور قطب الارشاد قطب الاقطاب سے اعلیٰ ہے اور آپ کے ایک اور مکتوب گرامی کے مطابق کمالاتِ فردیہ کا جامع ہے، عزیز الوجود اور نایاب ہوتا ہے، قرنوں اور زمانوں کے بعد ایسا گوہر یکتا ہاتھ آتا ہے اور عالم تیرہ وتاریک اسکی نورانیت سے منور ہو جاتا ہے، جو شخص اس بزرگ کا منکر ہے تو اگرچہ وہ ذکر الٰہی میں مشغول کیوں نہ رہے، رشد وہدایت کی حقیقت سے محروم رہے گا اور جو اس بزرگ سے محبت کرتے ہیں اگرچہ ذکر وفکر سے خالی ہوں لیکن اسکی محبت کے سبب انہیں رشد وہدایت کے نور سے حصہ مل جائے گا۔ (مکتوب ۲۶۰ دفتر ۱)

عالم مثال کے متعلق اجتہادی رائے:

آپ تحریر فرماتے ہیں:

"میرے مخدوم! اس مسئلہ میں اللہ تعالیٰ کی عنایت سے جو کچھ اس فقیر

پر ظاہر ہوا۔ یہ وہ یہ ہے کہ یہ سب آدم جو حضرت آدم علیہ السلام کے وجود سے پہلے گزرے ہیں، ان کا وجود عالم مثال میں ہوا ہے نہ عالم شہادت میں حضرت آدم علیہ السلام یہی ہیں جو عالم شہادت میں موجود ہوئے ہیں اور زمین میں خلافت پاکر مسجود ملائک ہوئے ہیں، حاصل کلام یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام چونکہ جامعیت کی صفت پر مخلوق ہوئے ہیں، اپنی حقیقت میں بہت سے لطائف اور اوصاف رکھتے ہیں، ان کے وجود سے بیشمار قرن پہلے ہر وقت ان کی صفات میں سے کوئی صفت یا ان کے لطائف میں سے کوئی لطیفہ حق تعالیٰ کی ایجاد سے عالم مثال میں موجود ہوا ہے اور آدم کی صورت میں ظاہر ہوا ہے اور اسی کے نام کا مسمیٰ ہوا ہے اور مختصر آدم کے کاروبار اس سے وقوع میں آئے ہیں حتی کہ توالد وتناسل بھی جو اس عالم مثال کے مناسب ہے ظاہر ہوا ہے اور اس عالم کے مناسب ظاہری باطنی کمالات بھی حاصل ہوئے ہیں اور ثواب وعذاب کا مستحق ہو کر بلکہ اس کے حق میں قیامت قائم ہو کر بہشتی بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں گئے ہیں، بعد ازاں پھر کسی وقت اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے کوئی صفت یا لطیفہ آدم علیہ السلام کا اس عالم میں ظاہر ہوا اور وہ کاروبار جو ظہور اول سے وجود میں آئے تھے، ظہور ثانی سے بھی وہی کاروبار ظاہر ہوئے، جب یہ دورہ بھی تمام ہوگیا، صفات ولطائف کا تیسرا ظہور حاصل ہوا، جب اس ظہور نے بھی اپنا دورہ ختم کیا تو چوتھا ظہور ثابت ہوا الی ماشاء اللہ، جب ان کے مثالیہ ظہورات کے دورے جو ان کے لطائف وصفات کے ساتھ تعلق رکھتے تھے تمام ہوگئے، آخرکار وہ نسخہ جامعہ عالم شہادت میں حق تعالیٰ کی ایجاد سے وجود میں آیا اور فضل خداوندی سے معزز ومکرم ہوا۔

مَنْ عَرف نفسہ' کی اجتہادی تشریح:

حضرت امام ربانی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

''پاک ہے وہ ذات جس نے نور(روح) کو ظلمت (نفس) کے ساتھ جمع کیا اور لامکانی (روح) جو کہ جہت سے بری ہے، کو مکانی (نفس) جسکو جہت حاصل ہے، کا ساتھی بنایا ہے اور ظلمت کو نور کی نظر میں محبوب کر دیا اور وہ نور اس ظلمت پر فریفتہ ہو گیا اور کمالِ محبت سے اسکے ساتھ مل گیا تا کہ اس تعلق سے اسکی روشنی زیادہ ہو جائے اور ظلمت کی ہمسائیگی سے اسکی صفائی کامل ہو جائے جس طرح کہ آئینہ کو جب صیقل کرنا اور اسکی لطافت کو ظاہر کرنا چاہتے ہیں تو پہلے اسکو مٹی سے آلودہ کرتے ہیں تا کہ مٹی کی ظلمت کی ہمسائیگی سے اسکی صفائی ظاہر ہو جائے اور مٹی کی کثافت کی وجہ سے اسکی روشنی زیادہ ہو جائے پس اس نور(روح) نے ظلمانی معشوق کے مشاہدہ میں غرق ہونے اور عنصری جسم سے تعلق ہونے کے باعث جو کچھ اسکو پہلے قدسی شہود سے حاصل تھا فراموش کر دیا بلکہ اپنی ذات اور وجود کے متعلقات سے بھی بے خبر ہو گیا، پس وہ اسکی ہمنشینی سے اصحابِ مشئمہ یعنی بائیں ہاتھ والوں میں سے ہو گیا، اور اسکی صحبت میں اصحاب میمنہ یعنی دائیں ہاتھ والوں کے فضائل کو ضائع کر دیا، پس اگر اسی استغراق کے تنگ کوچہ میں پڑا رہا اور اطلاق و آزادی کے میدان میں نہ پہنچا تو اس پر ہزار افسوس ہے کیونکہ اس کے وجود سے جو مقصود تھا حاصل نہ ہوا۔ (مکتوب ۲۲ دفتر ۱)

تنزلات کیا ہیں؟

تنزلات، تنزل کی جمع ہے جس کا لغوی معنیٰ ہے نیچے اترنا، اصطلاحی معنیٰ میں ذات کے ظہور کو تنزل کہا جاتا ہے، صوفیہ کرام کے نزدیک لغوی معنیٰ مراد نہیں بلکہ اصطلاحی معنیٰ مراد ہے، یعنی وجودِ مطلق نے اپنی

ذات وصفات کو قائم رکھتے ہوئے ظہور فرمایا ہے مگر وہ جیسا تھا ویسا ہی ہے، اس تنزل اور ظہور کی وجہ سے اس میں کوئی تغیر و تبدل پیدا نہیں ہوا، حضرتِ شیخ اکبر علیہ الرحمۃ کے نزدیک وجود مطلق ہے اور مراتبِ وحدت میں لاتعین ہے۔ پھر اس نے جن مرتبوں سے علی الترتیب نزول فرما کر کائنات میں ظہور فرمایا ہے ان مرتبوں کو تنزلات کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ حسب موقع ان مرتبوں کو تعینات، تجلیات، اعتبارات اور تقیدات کے ناموں سے بھی تعبیر کیا گیا ہے، یہ جملہ تنزلات شہود میں واقع ہوئے ہیں نا کہ وجود میں، تنزلات و تعینات کے پانچ مرتبے ہیں، پہلے دو مرتبے علمی ہیں اور بعد کے تین مرتبے عینی یا خارجی ہیں۔ ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔ پہلے تنزل میں ذات کو اپنا شعور بحیثیت وجود محض حاصل ہوتا ہے اور شعورِ صفات اجمالی رہتا ہے۔ دوسرے تنزل میں ذات کو اپنا شعور بحیثیت متصف بہ صفات ہوتا ہے۔ یہ صفاتِ تفصیلی کا مرتبہ ہے (یعنی صفات کے بالتفصیل واضح ہونے کا) یہ دونوں تنزلات بجائے واقع ہونے کے ذہنی یا محض منطقی تنزلات کے طور پر تصور کیے جاتے ہیں کیونکہ وہ غیر زمانی ہیں اور خود ذات وصفات کا امتیاز بھی صرف ذہنی ہے، اس کے بعد تنزلات عینی (یا تعیناتِ خارجی) شروع ہوتے ہیں، تیسرا تعین (تنزل) روحی ہے یعنی وحدت بصورت روح یا ارواح نزول کرتی ہے اور وہ اپنے آپ کو بہت سی ارواح میں تقسیم کر دیتی ہے مثلاً فرشتے وغیرہ، چوتھا تنزل تعینِ مثالی ہے جس سے عالمِ مثال وجود میں آتا ہے، پانچواں تنزل تعین جسدی ہے، اس سے مظاہر یا اشیاء طبعی ظاہر ہوتی ہیں (تحقیق الحق فی کلمۃ الحق مترجم ص ۸۴) ان تنزلات کو حضراتِ خمسہ بھی کہا جاتا ہے، گویا پہلے مرتبے میں خود حق تعالیٰ نے اپنا آپ علم اجمالی کی صورت میں اور دوسرے مرتبے میں علم تفصیلی کی صورت میں ظاہر فرمایا ہے۔ اسی طرح تیسرے مرتبے میں عالم ارواح، چوتھے مرتبے میں عالم مثال اور پانچویں مرتبے میں عالم اجسام کی صورتوں میں ظاہر فرمایا ہے۔ آخری تین تنزلات کو تعینات خارجیہ بھی کہتے ہیں اور ان کو مرتبہ امکان میں ثابت کرتے ہیں۔ وجودی صوفیہ کے نزدیک تنزلات و تعینات کی بنیاد یہ ہے کہ وجود تو فقط ایک ہے، ہر دوسری چیز اس کا مظہر ہے لہٰذا خالق اور مخلوق، عالم اور معبود، ذات اور صفات میں اتحاد و عینیت پائی جاتی ہے۔

حضرتِ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے مکمل تحقیق فرمانے کے بعد یہ نتیجہ رقم فرمایا ہے:

''پس عالم کو حق تعالیٰ کے ساتھ کسی قسم کی مناسبت نہیں، **ان الله لغنی عن عن العالمین**، بے شک اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بے نیاز

ہے، حق تعالیٰ کو عالم عین کہنا اور اس کے ساتھ متحد جاننا بلکہ نسبت دینا بھی اس فقیر پر بہت گراں اور دشوار ہے۔ (مکتوب ادفتر ۲)

''کلمہ طیبہ کا پہلا حصہ تمام ماسوائے حق یعنی آسمانوں، زمینوں، عرش و کرسی، لوح وقلم اور عالم وآدم کی نفی کرتا ہے اور دوسرا حصہ معبود برحق کا اثبات کرتا ہے جو زمینوں اور آسمانوں کا پیدا کرنے والا ہے، حق تعالیٰ کے ماسوا جو کچھ آفاق وانفس میں ہے سب چونی وچندی کے داغ سے داغدار ہے۔ پس جو کچھ آفاق وانفس کے آئینوں میں جلدہ گر ہو بطریق اولیٰ چند وچون ہوگا جو نفی کے لائق ہے، اس سے معلوم ہوا کہ جو کچھ ہمارے علم و وہم میں آسکے اور جو ہمارا مشہود ومحسوس ہو سب چونی اور چگونی سے متصف اور حدوث وامکان کے عیب سے عیب ناک ہے کیونکہ ہمارا معلوم اور محسوس ہمارا تراشا ہوا ہے، وہ تنزیہ جس کا تعلق ہمارے علم سے ہے عین تشبیہ ہے اور وہ کمال جو ہمارے فہم میں اس کے عین نقص ہے۔ پس جو کچھ ہم پر متجلی اور مکشوف اور مشہود ہو وہ سب حق تعالیٰ کا غیر ہے۔ حق تعالیٰ اس سے وراء الوراء ہے۔ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام فرماتے ہیں کیا تم ان چیزوں کی عبادت کرتے ہو جو تم اپنے ہاتھ سے بناتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اور تمہارے عملوں کو پیدا کیا ہے، ہمارا اپنا تراشا ہوا اور بنایا ہوا خواہ ہاتھ کے ذریعے ہو خواہ عقل و وہم کے ساتھ، سب حق تعالیٰ کا مخلوق ہے جو عبادت کے لائق نہیں، عبادت کے لائق وہی خدائے بیچون وبیچگون ہے جس کے دامن ادراک سے ہماری عقل و وہم کا ہاتھ کوتاہ ہے اور کشف وشہود کی آنکھ اس کی عظمت وجلال کے مشاہدے سے خیرہ وتباہ ہے۔ ایسے خدائے بیچون وبیچگون کے ساتھ غیب کے طریق کے سوا ایمان میسر نہیں ہوتا کیونکہ ایمان شہود حق تعالیٰ کے ساتھ ایمان نہیں ہے

بلکہ تراشیدہ چیز کے ساتھ ہے کہ وہ بھی حق تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ میرے خیال میں جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا (کی حیات) میں دولتِ رویت سے مشرف ہوئے تو ان کے حق میں اگر ایمان شہودی ثابت کریں تو زیبا اور محمود ہے اور اپنی طرف سے بنانے اور تراشنے سے صاف آزاد ہے کیونکہ جس چیز کا اوروں کے لیے قیامت کا وعدہ ہے ان کو اسی جگہ میسر ہے۔ (مکتوبات ۹ دفتر ۲)

عالم کون ومکان کی حقیقت:

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے نظریہ تخلیقِ عالم کی اصل قرآنِ پاک کی یہ نصِ قطعی ہے۔ فرمایا: صنع الله الذی اتقن کل شیٍ اس اللہ کی صنعت ہے جس نے ہر شے کو مضبوط کر دیا ہے۔ حضرت شیخ اکبر اور حضرت شیخ مجدد میں فرق یہ ہے کہ وہ ممکنات کے حقائق وجودات متنزلہ کو تصور کرتے ہیں اور یہ عدمات کو تصور کرتے ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا فرق ہے جو اربابِ بصیرت پر ہرگز پوشیدہ نہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

''جو کچھ فقیر پر ظاہر کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ممکنات کی ماہیتیں مع ان کے کمالات وجودیہ کے جو ان میں منعکس ہو کر ان سے مل گئی ہیں، عدمات ہیں جیسے کہ مفصل گزر چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ حق ظاہر کرتا ہے اور وہی راہِ راست کی ہدایت دیتا ہے۔ یہ علوم ومعارف جن کی نسبت کسی اہل اللہ نے نہ ہی صراحت سے اور نہ ہی اشارہ سے گفتگو کی ہے بڑے اعلیٰ معارف ہیں اور اکمل علوم ہیں جو ہزار سال کے بعد ظہور میں آئے ہیں اور واجب تعالیٰ اور ممکنات کی حقیقت کو جیسے کہ ممکن اور لائق ہے بیان کیا ہے۔ جو نہ کتاب وسنت کی مخالفت رکھتے ہیں اور نہ ہی اہلِ حق کے اقوال کے مخالف ہیں۔ (مکتوب ۲۳۴، دفتر اول)

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے واضح طور پر لکھا ہے کہ ممکناتِ عالم کی حقیقت عدم ہے لیکن وہ حق تعالیٰ کے اسماء وصفات کے کمالات وظہورات کا مظہر ہیں اور ان کے ساتھ ان کا قیام ہے اس لیے ان میں

اتقان واقع ہوا ہے جبکہ حضرتِ ذات کو عالم سے ذاتی استغنا ہے۔ اس درجہ بلند کے ساتھ عالم کا قیام کیسے ہوسکتا ہے اگرچہ اسماء وصفات کا قیام حضرتِ ذات کے ساتھ ہے۔

ماتماشا کنان کوتاہ دست

تو درختِ بلند بالائی

لیکن آپ کے نزدیک عارفِ اکمل کا معاملہ باقی ممکنات عالم سے جدا ہے اور اس کا حکم ممکناتِ عالم کے احکام سے الگ ہے۔ وہ محبتِ ذاتی کے ذریعے المرءمع من احب کے موافق اپنے اصل سے گزر کر اصل الاصل کے ساتھ معیت پیدا کر لیتا ہے اور اپنے آپ کو اصل الاصول میں فانی کر دیتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں:

''مرادوں کے سردار اور محبوبوں کے رئیس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ اس دعوت سے مقصود ذاتی اور مدعو اولیٰ آپ ہی ہیں اور دوسروں کو خواہ مراد ہوں یا مرید آپ ہی کی طفیل بلایا ہے۔ اگر وہ نہ ہوتے تو اللہ مخلوق کو پیدا نہ کرتا اور نہ اپنی ربوبیت کو ظاہر کرتا چونکہ دوسرے سب ان کے طفیلی ہیں اور وہ اس دعوت کے مقصود اصلی ہیں اس لیے سب ان کے محتاج ہیں اور انہی کے ذریعے فیوض و برکات اخذ کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے اگر سب کو ان کی آل کہیں تو بجا ہے کیونکہ سب ان کے پیچھے چلنے والے ہیں اور ان کے وسیلے کے بغیر کمال حاصل نہیں کر سکتے۔ جب ان سب کا وجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کے وسیلے کے بغیر متصور نہیں ہوسکتا تو دوسرے کمالات جو وجود کے تابع ہیں۔ ان کے وسیلہ کے بغیر کس طرح متصور ہوسکتے ہیں۔ ہاں رب العالمین کا محبوب ایسا ہی ہونا چاہیے (مکتوب ۱۲۱، دفتر ۳)

جہادِ اکبر کا مفہوم:

صوفیہ کرام کے کلام میں ایک حدیثِ مبارک کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الا كبر۔ ہم نے جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف رجوع کیا۔ صوفیہ کرام فرماتے

ہیں کہ اس سے مراد اپنے نفس کے ساتھ جہاد ہے جو ہر وقت احکام شرعیہ کے خلاف انسان کو اکساتا رہتا ہے۔ لیکن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے اپنے اجتہادی علم وعرفان سے ثابت کیا ہے کہ نفس مطمئنہ شرح صدر حاصل ہونے کے بعد جو ولایت کبریٰ کے لوازم سے ہے۔ اپنے مقام سے عروج فرما کر تخت صدر پر چڑھ جاتا ہے اور وہاں تمکین وسلطنت حاصل کر لیتا ہے اور ممالک قرب پر غلبہ پالیتا ہے۔ یہ تخت صدر حقیقت میں ولایت کبریٰ عروج کے تمام مقامات سے برتر ہے۔ اس تخت پر چڑھنے والے کی نظر ابطن بطون کی طرف نفوذ کرتی ہے اور غیب الغیب میں سرایت کر جاتی ہے۔ ہاں جو شخص بہت اونچے مقام پر چڑھ جائے اس کی نظر بھی بہت دور تک نفوذ کر جاتی ہے۔ اس مطمئنہ کو تمکین کے بعد عقل بھی اپنے مقام سے نکل کر اس سے مل جاتی ہے اور عقل معاد کا نام پاتی ہے اور دونوں اتفاق بلکہ اتحاد سے اپنے کام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اس مطمئنہ کے لیے اب مخالفت کی گنجائش اور سرکشی کی مجال نہیں رہی اور وہ پورے طور پر مقصود کے حاصل کرنے کے درپے ہے۔ رضائے حق کے سوا اس کا کوئی ارادہ نہیں۔ اس کی عبادت واطاعت کے سوا اس کا کچھ مطلب نہیں۔ سبحان اللہ وہ امارہ جو اول بدترین خلائق تھا۔ اطمینان پر حضرت سبحان کی رضا حاصل ہونے کے بعد عالم امر کے لطائف کا رئیس ہو گیا اور اپنے ہمسروں کا سردار بن گیا۔ مخبر صادق نے کیا سچ فرمایا ہے۔ **خیارکم فی الجاھلیة خیارکم فی الاسلام اذافقھوا**، جو لوگ جاہلیت میں تم سے اچھے تھے وہ اسلام میں بھی تم سے اچھے ہیں جب انہوں نے دین سمجھ لیا اس کے بعد اگر خلاف اور سرکشی کی صورت ہے تو اس کا منشاء اربع عناصر کی مختلف طبائع ہیں۔ جو قالب کے اجزاء ہیں یعنی اگر قوتِ غضبیہ ہے تو وہیں سے پیدا ہے۔ اگر شہوہ یہ ہے تو وہیں سے ظاہر ہے۔ اگر خست وکمینہ پن ہے تو بھی وہیں سے ہے۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ وہ تمام حیوانات جن میں نفس امارہ نہیں ہے ان کو یہ اوصافِ رذیلہ پورے اور کامل طور پر حاصل ہیں۔ پس ہوسکتا ہے کہ مراد اس جہاد اکبر سے جہاد بالقلب ہو نہ کہ جہاد بالنفس، جیسے کہ کہا گیا ہے کیونکہ نفس اطمینان تک پہنچ چکا ہے اور راضی ومرضی ہو گیا ہے۔ پس خلاف وسرکشی کی صورت اس سے متصور نہ ہوئی۔ اجزائے قالب سے خلاف وسرکشی صورت سے مراد ترک اولیٰ امور مرفعہ کے ارتکاب اور ترک عزیمت کا ارادہ ہے نہ کہ اشیائے محرمہ کے ارتکاب اور ترک فرائض وواجبات کا ارادہ کہ یہ اس کے حق میں نصیب اعدا ہو چکا ہے۔ (مکتوب ۲۶۰، دفتر ۱)

تخلیقِ آدم اور فلسفۂ روح:

حضرتِ مجدد الف ثانی روح کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

''روح بھی چونکہ عالم بیچونی سے ہے اس واسطے اس کے لیے بھی لامکان ہونا تحقق ہے لیکن اس کی بیچونی بمقابلہ وجوبِ ذاتِ حق عین چون ہے اور اس کا لامکان ہونا حقیقی لامکان کی لامکانیت کے سامنے عین مکانیت ہے گویا عالم ارواح اس عالم اور مرتبہ بیچونی کے مابین برزخ ہے۔ چونکہ روح میں دونوں رنگ پائے جاتے ہیں اس لیے عالم بیچون اسے بے چون جانتے ہیں لیکن اصلی بیچون کے مقابلہ میں عین چون ہے۔ یہ برزخ ہونے کی نسبت اسے اس کی اصلی فطرت کے اعتبار سے حاصل ہے لیکن جب اس کا تعلق ایک ہیکل اور قفسِ عنصری سے ہو جاتا ہے تو عام برزخیت سے نکل کر بالالہام عالم چون میں اتر آتا ہے اس واسطے بیچونی کا رنگ اس سے جاتا رہتا ہے۔ اس کی مثال ہاروت و ماروت کی سی ہے۔'' (مبدء و معاد منہا ۱۳، مطبوعہ لاہور)

آپ تحریر فرماتے ہیں:

''ان اللہ خلق ادم علیٰ صورتہ، اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بیچون و بیچگون ہے۔ آدم علیہ السلام کی روح کو جو اس کا خلاصہ ہے'' بیچونی اور بیچگونی کی صورت پر پیدا کیا۔ پس جس طرح حق سبحانہٗ لامکانی ہے، روح بھی لامکانی ہے اور روح کو بدن کے ساتھ وہی نسبت ہے جو حق تعالیٰ کو عالم کے ساتھ ہے۔ نہ داخل ہے نہ خارج ہے نہ متصل ہے نہ منفصل ہے اور قیومیت سے زیادہ اور کوئی نسبت مفہوم نہیں ہوتی اور بدن کے ذرات میں سے ہر ذرہ کا قیوم روح ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ عالم کا قیوم ہے۔ بدن کے لیے حق تعالیٰ کی قیومیت روح کی قیومیت کے سبب

سے ہے جو فیض وارد ہوتا ہے اس فیض کے وارد ہونے کا محل پہلے روح ہے اور پھر روح کے ذریعے وہ فیض بدن کو پہنچتا ہے اور چونکہ روح بیچونی اور بچگونی کی صورت میں پیدا کیا گیا ہے اس لیے حقیقی بیچون وبچگون کی اس میں گنجائش ہوگئی۔ **لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبد مومن**، میں اپنی زمین و آسمان میں نہیں سما سکتا لیکن مومن آدمی کے دل میں سما سکتا ہوں کیونکہ زمین وآسمان باوجود وسعت وفراخی کے چونکہ دائرہ امکان میں داخل ہیں اور چونی اور چگونی کے نشان سے داغدار ہیں۔ اس لیے لامکانی کی جو چندی اور چونی سے مقدس وپاک ہے گنجائش نہیں رکھتے۔ کیونکہ لامکانی مکان میں گنجائش نہیں رکھتا اور بیچون چون میں آرام نہیں پاتا پس ناچار مومن آدمی کے دل میں جو لامکانی ہے اور چندی اور چونی سے مبرا ہے گنجائش ثابت ہوگئی۔ مومن آدمی کے دل کی تخصیص اس لیے ہے کہ غیر مومن آدمی کا دل لامکانی کی بلندی سے نیچے اترا ہوا ہوتا ہے اور چندی وچونی میں گرفتار ہوکر اسی کا حکم حاصل کیے ہوتا ہے۔ پس نزول اور گرفتاری کے باعث چونکہ دائرہ امکان میں داخل ہوگیا ہے اور چونی کا حکم حاصل کرلیا ہے اس لیے اس نے قابلیت کو ضائع کردیا ہے۔ **اولئک کا لانعام بل هم اضل**، یہ لوگ چارپاؤں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں اور مشائخ میں سے جس نے اپنے دل کی وسعت کی نسبت خبر دی ہے اس کی مراد قلب کی لامکانیت ہے کیونکہ مکان خواہ کتنا ہی وسیع ہو پھر بھی تنگ ہی ہے۔ عرش اپنی فراخی وعظمت کے باوجود چونکہ مکانی ہے اس لیے لامکانی کے مقابلے میں جو روح ہے دانہ رائی کا حکم رکھتا ہے بلکہ اس سے بھی کم معلوم ہوتا ہے بلکہ میں کہتا ہوں کہ

جب یہ قلب انوار قدس کی تجلی کا محل ہے اور قدیم کے ساتھ بقا حاصل کر چکا ہے تو عرش و مافیہا کو اگر اس میں ڈال دیں تو محو و متلاشی ہو جائیں اور ان میں سے کچھ باقی نہ رہے جیسے کہ سید الطائفہ (حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ) نے اس مقام کے بارے میں فرمایا ہے۔ ان المحدث اذا قورن بالقدیم لم یبق لہٗ اثر کہ جب حادث قدیم کے ساتھ مل جائے تو اس کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا۔ یہ ایسا یکتا لباس ہے جو خاص روح کے قد پر سیا ہوا ہے۔ ملائکہ کو بھی یہ خصوصیت حاصل نہیں ہے کیونکہ وہ بھی دائرہ امکان میں داخل ہیں اور چون کے داغ سے موسوم ہیں۔ اسی واسطے انسان خلیفۂ رحمٰن بن گیا۔ ہاں شے کی صورت اس شے کا خلیفہ ہوتی ہے اور جب تک شے کی صورت پر مخلوق نہ ہو شے کی خلافت کے لائق نہیں ہوتا۔ اپنے اصلی امانت کے بوجھ کو نہیں اٹھا سکتا۔ بادشاہ کے عطیوں کو اسی کے اونٹ اٹھا سکتے ہیں۔۔۔۔ اگر کسی عبارت میں ایسا لفظ واقع ہو جائے جس سے حق تعالیٰ کی شان میں ظرف یا مظروف ہونے کا وہم گزرتا ہو تو اس کو میدانِ عبارت کی تنگی پر محمول کرنا چاہیے اور کلام کی مراد کو اہل سنت و جماعت کی آراء کے موافق سمجھنا چاہیے'' (مکتوب ۲۸۷، دفتر ۱)

قلب صنوبری موردِ الہام ہے:

آپ تحریر فرماتے ہیں:

''جب بدن عنصری اپنی جائے قرار میں آ جاتا ہے تو لطائف ستہ کی جدائی اور ان کے عالم امر میں چلے جانے کے بعد اس جہان میں ان کا خلیفہ بلاشک و شبہ یہی بدن رہ جاتا ہے اور یہی ان سب کے کام کرتا ہے۔ بعد ازاں اگر الہام ہوتا ہے تو گوشت کے اسی

ٹکڑے کو جو حقیقت جامعہ قلبیہ کا خلیفہ ہے اور اس حدیث نبوی ''من اخلص لله اربعین صباحاً ظهرت منابیع الحکمة من قلبه علیٰ لسانه'' یعنی جو شخص چالیس دن اللہ تعالیٰ کی عبادت اخلاص سے کرتا ہے۔ حکمت کے چشمے اس کے دل سے اس کی زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔ میں قلب سے مراد واللہ اعلم یہی گوشت کا ٹکڑا ہے اور دوسری حدیثوں میں بھی یہی مراد مقرر ہے.... جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دل کے واسطے اطمینان کی درخواست کی تو اس وقت آپ کی مراد اسی گوشت کے ٹکڑے سے تھی نہ کہ کسی اور چیز سے کیونکہ آپ کا حقیقی دل تو بلاشک وشبہ مطمئن تھا نہ آپ کا نفس بھی آپ کے حقیقی دل کی سیاست کی وجہ سے مطمئن تھا۔ (مبدء ومعاد منہا ۱۳)

شاہق الجبل اور اطفال اہل شرک:

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اپنے کشف صریح سے اس مسئلے کا یہ حل بیان فرمایا ہے!

''بہت مدت کے بعد خداوند تعالیٰ کی عنایت نے راہنمائی کی اور اس معما کو حل کر دیا اور منکشف فرمایا کہ یہ لوگ نہ بہشت میں رہیں گے نہ دوزخ میں بلکہ آخرت کے بعث واحیاء کے بعد ان کو مقام حساب میں کھڑا رکھ کر گناہوں کے اندازہ کے موافق ان کو عتاب و عذاب دیں گے اور حقوق پورے کر کے غیر مکلف حیوانوں کی طرح ان کو معدوم مطلق اور لاشے محض کر دیں گے۔ پس خلود کس کے لیے اور مخلد کون ہوگا۔ اس معرفت غریبہ کو جب انبیائے کرام علیہم السلام کے حضور پیش کیا گیا تو سب نے اس کی تصدیق فرمائی اور اس کو مقبول فرمایا۔ والعلم عند الله سبحانه' فقیر پر یہ بات بہت ناگوار گزرتی ہے کہ حق تعالیٰ باوجود اپنی کمال رافت و

رحمت کے منافی اس بات کے کہ انبیاء کرام کے ذریعے ابلاغ مبین فرمائے، صرف عقل کے اعتبار پر جس میں غلطی اور خطاء کی مجال ہے اپنے بندے کو ہمیشہ کے لیے دوزخ میں ڈال دے اور ہمیشہ کے عذاب میں گرفتار کرے جس طرح کی باوجود شرک کے اس کے لیے جنت میں ہمیشہ رہنے کا حکم کرنا ناگوار معلوم ہوتا ہے۔ جیسے کہ جنت و دوزخ کے درمیان واسطہ کے قائل نہ ہونے کے باعث امام اشعری کے مذہب سے لازم آتا ہے۔ پس حق وہی ہے جو مجھے الہام ہوا کہ قیامت کے دن محاسبہ کے بعد ان کو معدوم کیا جائے گا اور فقیر کے نزدیک دارالحرب کے مشرکین کے اطفال کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔ کیونکہ بہشت میں داخل ہونا ایمان پر وابستہ ہے۔ خواہ ایمان اصالت کے طور پر ہو یا تبعیت کے طور پر، اگرچہ تبعیت دارالاسلام میں ہوتی ہے جیسے کہ اہل ذمہ کے لڑکوں کے لیے لیکن ان کے حق میں ایمان مطلق طور پر مفقود ہے پس بہشت میں ان کا داخل ہونا متصور نہیں ہوتا اور دوزخ میں داخل ہونا اور اس میں ہمیشہ رہنا تکلیف کے ثابت ہوتے کے بعد مشرک پر منحصر ہے اور یہ بھی ان کے حق میں مفقود ہے، پس ان کا حکم حیوانوں کا سا حکم ہے کہ بعث ونشور کے بعد حساب کے لیے کھڑا کریں گے اور ان سے حقوق پورے کر کے ان کو معدوم اور نیست ونابود کر دیں گے اور ان مشرکوں کے حق میں بھی جو پیغمبروں کی فترت کے زمانہ میں ہوئے ہیں اور جن کو کسی پیغمبر کو دعوت نصیب نہیں ہوئی۔ (مکتوب ۲۵۹، دفتر ۱)

اقوال اولیاء کی توجیہات:

اقوال اور احوال کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے بکثرت اولیاء اللہ کے اقوال کی صحیح توجیہ بیان کردی یا قرآن وسنت کی روشنی میں ان کا اصل حکم ظاہر فرمادیا۔ صدیوں سے تشریح طلب اقوال کا صحیح

پیش کرنا بھی آپ کے اجتہادی فکر وعرفان کا عظیم الشان کارنامہ ہے۔

محترم قارئین! حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٖ کے مکتوبات اور رسائل علوم ومعارف کا بحر زخار ہیں، چند جواہر پارے آپ کی خدمتِ اقدس میں پیش کر دیئے جن کی چمک دمک سے آپ کے اجتہادی فکر وعرفان کی کرنیں ظاہر ہو رہی ہیں۔ مولا کریم آپ کے فیوضات کو عام فرمائے اور آپ کے مزار پرانوار پر کھربوں رحمتوں کا نزول فرمائے آپ کی توجہات سے ہم جیسے تشنہ کاموں کو سیراب فرمائے۔

تو مری رات کو مہتاب سے محروم نہ رکھ
تیرے پیمانے میں ہے ماہِ تمام اے ساقی

☆......☆......☆

الحج اشهر معلومات فمن فرض فيهن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال في الحج
وما تفعلوا من خير يعلمه الله
وتزودوا فان خير الزاد التقوى واتقون يا اولي الالباب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

مشائخ نقشبندیہ مجددیہ سے سلاطین کی ارادت وعقیدت

(ہندوستان، افغانستان، ترکی)

صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد

☆☆

مشائخ طریقت اور اہل اللہ کا شاہان وقت کی طرف توجہ نہ کرنا عزیمت کی نشانی ہے لیکن ان کی طرف متوجہ ہوکران کی زندگی میں انقلاب برپا کرنا یہ بہت بڑی بات ہے۔ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے جس پر بہت کم مشائخ کرام نے عمل کیا۔ مشائخ مجددیہ نقشبندیہ کا یہ خاص امتیاز ہے کہ شاہان وقت اور اعیان مملکت ان کے دامن سے وابستہ ہوئے اور سلطنتوں میں انقلابات آئے۔[1] بلکہ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ سے عالم اسلام متاثر ہوا۔ حضرت خواجہ محمد احسان مجددی سرہندی[2] نے حق فرمایا:

> ''حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی بزرگی کا شہرہ اور ارشاد کا غلغلہ جہاں اور اہل جہاں تک پہنچ گیا اور آنجناب کی تجدید کی نوبت ساتوں ولایتوں میں بجنے لگی اور قیومیت کی شہرت وخوشبو تمام جہاں میں پھیل گئی اور ان کی ولایت کے نعرہ کی گونج آسمانوں میں سنی جانے لگی۔''[3]

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ و جانشین حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ نے ترویج اسلام اور اشاعت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے لیے اپنے خلفاء ومریدین کو مختلف ملکوں اور شہروں میں بھیجا مثلاً کابل، بدخشاں، ترکستان، دشت قپچاق، کاشغر، ختا، روم، شام، یمن، خراسان، ماوراء النہر، تہران، اندراب، قہستان، طبرستان، بجستان، عرب، بحرین، مشرقی ہندوغیرہ۔ پھران

علاقوں کے بادشاہوں نے خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ سے ارادت وعقیدت کا اظہار کیا اور بہت سے بیعت بھی ہوئے۔ چنانچہ شاہ روم بیعت ہوئے[۴]۔ والیِ بلخ سلطان عبد الرحمٰن بیعت ہوئے[۵]۔ بادشاہ بدخشاں نے غائبانہ بیعت کی[۶]۔ سلاطین قبچاق، ترکستان غائبانہ بیعت ہوئے[۷]۔ بادشاہ ایران شاہ سلیمان نے حاضر ہوکر توبہ کی[۸]۔ شاہ کاشغر نے غائبانہ بیعت کی، والی یمن نے غائبانہ بیعت کی[۹]۔ چین کے بادشاہ قآن چین کے دربار میں خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ نے اپنے خلیفہ خواجہ ارغون کو تین سو سالکین ومریدین کے ساتھ روانہ کیا، بادشاہ نے اس نورانی قافلہ کا شاندار استقبال کیا۔ لاکھوں کی فوج نے سلامی دی، پھر جب خواجہ ارغون نے شاہ چین کو اسلام کی دعوت دی تو اس کے ساتھ بہت سے درباری اور چینی مسلمان ہوگئے[۱۰]۔ خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کی شان یہ تھی کہ آپ کے خلفاء کا استقبال بھی شاہان وقت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ والی مکہ یعنی شریف مکہ نے خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کے خلیفہ شیخ مراد کا استقبال کیا[۱۱]۔ بندرگاہ یمن پر خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کا والی یمن کے اراکین سلطنت نے استقبال کیا[۱۲]۔ والیِ یمن امام اسماعیل حضرت مجدد الف ثانی کے صاحبزادے خواجہ محمد سعید علیہ الرحمۃ کے بھی عقیدت مند تھے موصوف کے نام مکتوبات سعیدیہ میں عربی زبان میں ایک مکتوب شریف ملتا ہے۔[۱۳]

خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے خواجہ محمد نقشبند علیہ الرحمۃ جس وقت حج بیت اللہ کے سفر کے دوران مسقط پہنچے تو سلطان مسقط تمام اراکین سلطنت کے ساتھ خود حاضر ہوئے اور مرید ہوئے۔ اور مسقط کے ہزاروں مسلمان بیعت ہوئے[۱۴]۔

خواجہ محمد نقشبند علیہ الرحمۃ کی خدمت میں سلطانِ کاشغر حاضر ہوکر مرید ہوا[۱۵]۔ شاہ بدخشاں حاضر ہوا[۱۶]، بادشاہ توران قلی علی خان غائبانہ مرید ہوا[۱۷]، ملائیشیا، انڈونیشیا کے سلاطین بھی مشائخ نقشبندیہ مجددیہ سے وابستہ رہے۔ چنانچہ ملایا کی تاریخ میں شیخ پاہانگ Pahang نقشبندی مجددی، شیخ ریو (Riev) نقشبندی مجددی، ملایا اور انڈونیشیا کے بادشاہوں کے مشیر رہے۔ بیت المقدس میں بھی ایک نقشبندی خانقاہ موجود ہے جو بخاری خاندان نے ۱۶۱۶ء میں قایم کی تھی جب وہ بخارا (ازبکستان) سے بیت المقدس آئے تھے۔ اس نقشبندی مرکز کا نام The Naqshbandi Centre in Jeruselum تھا۔ ابھی حال ہی میں دنیا نے دیکھا کہ ایک نقشبندی مجددی تاجدار خوشی خوشی موت کو گلے لگا رہا ہے۔ مملکت عراق کے صدر صدام حسین (م۔ ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء) نقشبندی مجددی تھے اور مشائخ نقشبندیہ مجددیہ سے

عقیدت رکھتے تھے۔مملکت عراق اور دیگر ممالک میں جو سلسلہء نقشبندیہ مجددیہ پھیلا اس کا آنکھوں دیکھا حال شیخ خالد کردی نقشبندی مجددی کی زبانی سنیے:

''تمام مملکت روم، عرب اور حجاز و عراق اور بعض ممالک عجم اور سارا کردستان طریقہء عالیہ نقشبندیہ کی تاثیرات وجذبات سے سرشار ہے اور شب و روز محافل ومجالس، مساجد و مدارس میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ' کے محاسن ومحامد کا ذکر اس طرح ہر چھوٹے بڑے کی زبان پر ہے کہ اس کا گمان نہیں ہوسکتا کہ کبھی کسی ملک میں اور کسی وقت گوشِ زمانہ نے ایسا زمزمہ سنا ہو یا چشم فلک نے ایسی رغبت یا ایسا اجتماع دیکھا ہو''

(ابوالحسن علی ندوی: تاریخ دعوت وعزیمت، حصہ چہارم، کراچی، ص ۳۶۹)

الغرض حضرات نقشبندیہ مجددیہ سے نہ صرف اسلامی دنیا بلکہ سارا عالم متاثر ہوا۔اس موضوع پر سیر حاصل لکھنے کی ضرورت ہے لیکن سر دست ہم اس مقالہ میں ہندوستان، افغانستان اور ترکی کے سلاطین کی مشائخ نقشبندیہ مجددیہ سے ارادت وعقیدت کا ذکر کریں گے۔

☆

ہندوستان کے شاہان وقت کا کسی نہ کسی شیخ طریقت سے تعلق رہا ہے۔بادشاہوں کے ساتھ ساتھ اعیان مملکت بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے عقیدت مند رہے۔چنانچہ اکبری دربار کے مقربین ابوالفضل اور ابوالفیض فیضی خود چل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوے[18]۔پھر جب تعلقات بڑھ گئے تو آپ بھی تشریف لے گئے لیکن ان دونوں کی بے راہ روی سے آخر میں تعلقات منقطع ہوگئے۔اکبر بادشاہ اور جہانگیر بادشاہ کے اراکین سلطنت بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے عقیدت مند و مرید تھے مثلاً خان جہاں لودھی، سکندر خاں لودھی، دریا خاں لودھی[19]، صدر جہاں، خان اعظم[20]، خان خاناں، تربیت خاں، اسلام خاں، قاسم خاں، جباری خاں، مہابت خاں، مرتضیٰ خاں[21] اور دلیر خاں آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ معصوم علیہ الرحمۃ سے بیعت ہوے اور بہادر خاں آپ کے خلیفہ سے[22]۔جہانگیر بادشاہ نے اگرچہ ابتداء میں شاہانہ جاہ وجلال سے ۱۰۲۸ھ/ ۱۶۱۸ء حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ[23]

کو اپنے دربار میں طلب کیا تھا جب جہانگیر بادشاہ کے دربار میں سوال و جواب ہو رہے تھے تو ایک ہندو راجہ بھی موجود تھا جو دربار شاہی میں آپ کی استقامت دیکھ کر مشرف بہ اسلام ہو گیا بعد میں بہت سے اس کے ہمنوا مسلمان ہو گئے اور اس نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی بڑی خدمت کی[۲۴]۔ انجام کار جہاں گیر بادشاہ آپ کا معتقد ہو گیا اور آپ کی خدمت میں خلعت اور اشرفیاں بھی نذر کیں[۲۵]۔ اور تقریباً ۱۰۲۹ھ/ ۱۶۱۹ء سے ۱۰۳۴ھ/ ۱۶۲۴ء تک چار پانچ سال تک اپنے ساتھ رکھا اور فرمائش کر کے آپ کے گھر کا کھانا بھی کھایا اور کھانے کی تعریف بھی کی یہاں تک کہ تھوڑا کھانا تبرکاً رات کو کھانے کے لیے رکھوا دیا۔[۲۶]

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ جہانگیر بادشاہ کے ساتھ لشکر میں بھی رہے اور قلعہ آگرہ کے دربار شاہی میں بھی رہے اور ہر موقع پر تبلیغ دین متین کا اہم فریضہ ادا کیا۔[۲۷] شاہجہان بادشاہ بھی آپ کا خاص عقیدت مند تھا۔ آپ کے وصال کے بعد سرہند شریف حاضر ہو کر ایصال ثواب کا بڑا اہتمام کیا۔[۲۸] جہانگیر بادشاہ بھی وصال کے بعد تعزیت کے لیے سرہند شریف حاضر ہوا[۲۹]۔ شاہ جہاں بادشاہ تخت نشینی کے بعد خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا۔[۳۰] شاہ جہاں بادشاہ کے بیٹے اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ تو آپ کے صاحبزادہ خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کے مرید تھے[۳۱]، ان کے وصال پر اورنگ زیب عالم گیر خود تعزیت کے لیے سرہند شریف حاضر ہوئے[۳۲]۔ اور آپ کے صاحبزادے خواجہ سیف الدین علیہ الرحمۃ نے لال قلعہ دہلی میں قیام فرما کر اورنگ زیب عالمگیر کو منازل سلوک طے کرائے۔[۳۳] یہ وہی لال قلعہ ہے جس کی بنیاد شاہ جہاں بادشاہ نے حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ سے رکھوائی۔

حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ جب حج بیت اللہ شریف کے لیے خلفاء و مریدین کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ سرہند شریف سے دہلی روانہ ہوئے[۳۴] تو شاہجہاں بادشاہ نے آپ کا استقبال کیا[۳۵]۔ اورنگ زیب عالم گیر اور ان کے شہزادے اور شہزادیاں حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ سے بیعت تھیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ اور حضرت خواجہ محمد سیف الدین علیہ الرحمۃ کے مکتوبات کے مجموعوں میں اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ اور شہزادے اور شہزادیوں کے نام مکتوبات ملتے ہیں۔ جن کی تفصیل حضرت مسعود ملت نے ایک تحقیقی مقالے میں پیش کی ہے جو جہان امام ربانی مجدد الف ثانی (مطبوعہ کراچی ۲۰۰۵ء) کے چوتھی جلد میں شامل ہے۔ اس مقالے میں اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے نام حضرت خواجہ

محمد معصوم علیہ الرحمۃ کے چھے مکتوبات شریف ہیں۔[۳۶] خواجہ محمد سیف الدین علیہ الرحمۃ کے سولہ مکتوبات شریفہ اورنگ زیب عالمگیر کے نام ہیں۔[۳۷] اور آپ ہی کے پانچ مکتوبات شریفہ شہزادہ معظم کے نام ہیں[۳۸] اور گیارہ مکتوبات شریفہ شہزادی روشن آرا کے نام ملتے ہیں[۳۹]۔ خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے خواجہ محمد نقشبند علیہ الرحمۃ جب علیل ہوئے تو اورنگ زیب عالمگیر نے تبدیلی آب وہوا کے لیے دہلی آنے کی دعوت دی[۴۰] خواجہ محمد نقشبند علیہ الرحمۃ کے پوتے خواجہ محمد زبیر علیہ الرحمۃ کا حاکم کابل شہزادہ معظم بہادر شاہ نے استقبال کیا[۴۱]۔ شاہ جہاں تخت نشینی کے بعد خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا[۴۲] وہ آپ سے اتنی عقیدت رکھتا تھا کہ دہلی کے لال قلعہ کی بنیاد بھی آپ سے رکھوائی[۴۳]۔ شاہ جہاں بادشاہ کے صاحبزادے اورنگ زیب عالم گیر حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ سے بیعت ہوئے[۴۴] اورنگ زیب عالم گیر نے حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کے علاوہ خواجہ محمد سعید علیہ الرحمۃ[۴۵] اور خواجہ سیف الدین علیہ الرحمۃ کے نام بھی خطوط لکھے[۴۶]۔ شاہ جہاں کی بیٹیاں روشن آراء گوہر آراء بھی خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ سے بیعت تھیں[۴۷]۔

شاہان مغلیہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے اولاد امجاد سے خاص عقیدت رکھتے تھے چنانچہ آپ کے پوتے خواجہ محمد نقشبند علیہ الرحمۃ کے انتقال پر اورنگزیب عالمگیر نے شہزادہ معظم کو تعزیت کے لیے بھیجا[۴۸]۔ خود اورنگزیب عالمگیر نے آپ کے دست حق پرست پر تجدید بیعت کی[۴۹]۔ اور آپ کے پوتے خواجہ محمد زبیر علیہ الرحمۃ کی خدمت میں مغل بادشاہ فرخ سیر نے تحائف وہدایا پیش کیے[۵۰]۔ اور اس سے قبل بہادر شاہ بھی اعلان شاہی کے بعد سرہند شریف حاضر ہوا اور اس خاندان کے شہزادوں کو تحفہ تحائف پیش کیے[۵۱]۔ سلطان ہند کا وزیر اعظم ملاقات کے لیے حاضر ہوا[۵۲]، شاہ شام[۵۳]، شاہ روم[۵۴]، اور والیِ کاشغر[۵۵] آپ سے ارادت و بیعت رکھتے تھے۔ الغرض سلاطین مغلیہ میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اور آپ کے اولاد واحفاد کا بڑا اثر تھا۔

☆

شاہان افغانستان مشائخ نقشبندیہ مجددیہ سے وابستہ رہے چنانچہ افغانستان کے بادشاہ امیر عبد الرحمٰن حضرت پیر فضل الرحمٰن مجددی کے جد امجد حضرت ضیائے معصوم مجددی کے عقیدت مند تھے اور ان کے بیٹے امیر حبیب اللہ خان (۱۹۰۱ء۔ ۱۹۱۹ء) جو افغانستان کے بادشاہ ہوئے حضرت ضیائے معصوم علیہ الرحمۃ کے

خاص مریدوں میں تھے[۵۶]۔ آپ کے دامن سے وابستگی پر فخر کرتے تھے۔ امیر حبیب اللہ روضہ شریف پر بھی حاضر ہوئے[۵۷]۔

۲۰۰۵ء میں جب فقیر کی سرہند شریف حاضری ہوئی تو یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے قدموں میں شاہان افغانستان کے مزارات تھے۔ کبھی ایسا سننے میں نہ آیا کہ کوئی افغانی جنازہ دفن کے لیے ہندوستان آیا ہو۔ یہ ضرور سننے میں آیا کہ افغانی جنازہ تدفین کے لیے ہندوستان سے افغانستان گیا۔ لیکن روضہ شریف دربار عالیہ سرہند شریف کی یہ شان ہے کہ شاہان افغانستان کے جنازے تدفین کے لیے سرہند شریف آرہے ہیں[۵۸]۔ اس سے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی روحانی جذب وکشش کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ آج بھی جانے والا شاہان افغانستان کے مقابر روضہ شریف کے احاطے میں دیکھ سکتا ہے۔ چند شاہان افغانستان کے نام پیش کرتا ہوں۔

۱ والی ریاست رام پور نواب کلب علی خان نے جو نقشبندی مجددی تھے روضہ شریف کے جنوب میں احمد شاہ ابدالی (۱۷۹۳ء۔ ۱۸۰۰ء) کے پوتے شاہ زمان شاہ (۱۷۴۷ء۔ ۱۷۷۳ء) کا خوبصورت اور شاندار مقبرہ تعمیر کرایا۔

۲ شاہ شجاع (۱۸۰۳ء۔ ۱۸۰۹ء) جو سید عبد الرحیم المعروف میر لالہ شاہ نقشبندی مجددی کا مرید تھا یہاں مدفون ہوا۔

۳ شاہ زمان کے پوتے امیر محمد یعقوب خان (۱۷۸۹ء۔ ۱۸۸۰ء) کا مرقد سفید سنگ مرمر کا روضہ شریف میں واقع ہے۔

۴ افغانستان کے جرنیل عبد الرحمٰن خان کا مزار معصومی باغ سرہند میں واقع ہے۔

☆

ترکی میں شاہان سلطنت عثمانیہ مشائخ نقشبندیہ اور مشائخ نقشبندیہ مجددیہ سے وابستہ رہے اور ان کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ مرمرا یونیورسٹی استانبول کے پروفیسر نجدت طوسون (Prof. Necdet Tosun) نے شاہان ترکیہ کی مشائخ نقشبندیہ مجددیہ سے ارادت وعقیدت کے سلسلے میں مختصر تفصیلات بھیجی ہیں جو پیش کی جارہی ہیں۔[۵۹]

۱ سلطان بایزید دوئم (۸۸۶ھ۔ ۹۱۸ھ/ ۱۴۸۱ء۔ ۱۵۱۲ء) نے استانبول میں خانقاہ کی تعمیر میں

امیر احمد بخاری نقشبندی (م۔ ۹۲۰ھ/۱۵۰۶ء) کی مدد کی۔ امیر احمد بخاری عبد اللہ الٰہی کے مرید تھے جو خواجہ عبید اللہ احرار کے مرید تھے۔

۲...... قانونی سلطان سلیمان (۱۵۲۰ء۔۱۵۶۶ء) نے مکہ مکرمہ میں عبد الرحمٰن غباری نقشبندی (م۔ ۹۷۴ھ/ ۱۵۶۶ء) کی خانقاہ تعمیر کرائی۔

۳...... عبد اللطیف محدومی جامی (م۔ ۹۶۳ھ/ ۱۵۶۶ء) یہ نقشبندی کبروی تھے انھوں نے قانونی سلطان سلیمان کو سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت فرمایا۔

۴...... سلطان عبد الحمید (۱۷۷۴ء۔ ۱۷۸۹ء) نے شیخ مصطفیٰ آفندی نقشبندی مجددی (م۔ ۱۱۵۷ھ/ ۱۷۸۵ء) کو ایک گاؤں نذر کیا۔

۵...... بایزید مصطفیٰ نقشبندی مجددی (م۔ ۱۲۰۰ھ/ ۱۷۸۵ء) سلطان مصطفیٰ سوئم کے زمانے میں عساکرِ عثمانیہ کے ساتھ جہاد پر گئے۔

۶...... سلطان محمود دوئم (۱۸۰۸ء۔ ۱۸۳۹ء) نے استانبول میں دو نقشبندی خانقاہوں کو بحال کرنے میں مدد دی۔

۷...... بزم عالم ولیدہ سلطان (والدہ سلطان محمود دوئم) شیخ محمد جان نقشبندی مجددی مکی کی مریدہ تھیں اور شیخ محمد جان شاہ غلام علی عبد اللہ دہلوی کے خلیفہ تھے۔

۸...... سلطان عبد المجید (۱۸۳۹ء۔ ۱۸۶۱ء) یہ شیخ مصطفیٰ عصمت نقشبندی خالدی (م۔ ۱۲۸۹ھ/ ۱۸۷۲ء) کے مرید تھے۔ آپ نے وصیت کی کہ مرنے کے بعد ہر جمعہ کو ان کی قبر پر دس نقشبندی صوفی حضرات ختم خواجگان پڑھتے رہیں۔

۹...... سلطان عبد العزیز (۱۸۶۱ء۔ ۱۸۷۶ء) نے شیخ سلیمان بخاری نقشبندی مجددی کا وظیفہ مقرر کیا جب وہ استانبول تشریف لائے۔

۱۰...... سلطان عبد الحمید (۱۸۷۶ء۔ ۱۹۰۹ء)، شیخ حسن خیالی آفندی نقشبندی مجددی کی خدمت میں اکثر حاضر ہوتے تھے۔

الغرض ہندوستان، افغانستان اور ترکی کے بادشاہ و سلاطین سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سے وابستہ رہے۔ اور یہ سلسلہ عالیہ کا خاص امتیاز ہے کہ اس نے جہاں عوام و خواص کو متاثر کیا وہاں شاہان وقت پر بھی

اثر انداز ہوا۔

ہندوستان کی سرزمین میں پیدا ہونے والی کوئی ایسی شخصیت نظر نہیں آتی جس کو دنیا کے مختلف ممالک کے باشندوں میں یہ قبول عام حاصل ہوا ہو جو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اور ان کی اولاد و امجاد کو حاصل ہوا۔ ان کا فیض اور غلغلہ ہندوستان سے گزر کر افغانستان و ایران، روس و چین، شام و یمن سلطنت عثمانیہ میں پھیلا جو تین براعظموں یورپ، ایشیا اور افریقہ پر پھیلی ہوئی تھی اور جس میں یہ ممالک شامل تھے۔ قبرص، یونان، بلغاریہ، سرویا، بوسنیا، ہنگری، رومیلیا، کریمیا، آرمیلیا، مصر و حجاز، لیبیا، فلسطین وغیرہ۔

دورِ جدید میں بھی روس، افغانستان، بوسنیا وغیرہ کی آزادی کی جنگوں میں حضرات نقشبندیہ مجددیہ کے مجاہدین کا خون شامل ہے اور ترکی میں سلطنت عثمانیہ کے زمانے کے اثرات آج بھی نظر آرہے ہیں چنانچہ قبرص ہی کے شیخ ناظم قبرصی، نے یورپ و امریکہ میں سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کا غلغلہ بپا کر رکھا ہے۔ کوئی فاضل محقق عالمی سطح پر سربراہان مملکت اور عوام و خواص پر حضرات نقشبندیہ مجددیہ کے اثرات کا جائزہ لیں تو یہ ایک بڑی خدمت ہوگی۔

اللہ تعالیٰ عالم اسلام کی اسلامی حکومتوں اور سربراہان مملکت کو بھی توفیق عطا فرمائے کہ وہ تعلیمات مجددیہ سے فیض حاصل کر کے اپنی اپنی حکومتوں کو مستحکم کریں اور اسلام کی خدمت کی سعادت حاصل کریں۔ اس میں شک نہیں یہ دور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی تعلیمات اور فیضان کا محتاج ہے۔ اسی لیے ڈاکٹر اقبال نے کہا تھا۔

تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند
اب مناسب ہے ترا فیض ہو عام اے ساقی

☆......☆......☆

حواشی:

۱۔ پروفیسر محمد اقبال مجددی نے روس و افغانستان کے مشائخ نقشبندیہ مجددیہ پر تحقیق سے متعلق مندرجہ ذیل مآخذ کا ذکر کیا ہے۔

(۱) وین گارڈ: صوفی ازم ان سوویت یونین، لندن

(۲) شیخ محمد مرادمکی: وقائع کاغان (۴ جلد) بیروت

(۳) محمد علی بیضون: ذیل علی دشھات

(۴) عبدالحئی حبیبی: تاریخ افغانستان درعصر گانیان

(۵) عزیز الدین وکیلی: تیمور شاہ درانی

(۶) اعزاز الدین وکیلی: ذرالزمان

(۷) ڈاکٹر ساجدہ سلطانہ علوی (کینڈا) نے انگریزی میں ایک مقالہ قلم بند کیا ہے جس کا عنوان ہے

''وسط ایشیا میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کا عروج...... مجددی مشائخ اور خلفاء کی نظر میں''

(سولھویں صدی سے لے کر اٹھارویں صدی عیسوی تک) یہ مقالہ غیر مطبوعہ ہے اور اس میں بہت مفید اور جدید معلومات ہیں۔

(۸) ایک اور مقالہ نگار Richard Foltz نے بھی مندرجہ ذیل عنوان پر انگریزی میں مقالہ لکھا ہے جو چھپ گیا ہے۔

''وسط ایشیائی نقشبندی حضرات کے شاہان مغلیہ سے تعلقات'' جے آئی ایس ۷، (۱۹۹۶ء) ص ۲۲۹۔۲۳۹

(۹) ڈاکٹر آرتھر بوہیلر نے بھی انگریزی میں ایک مقالہ لکھا ہے جس کا عنوان ہے

''تیموری ہند میں نقشبندیہ حضرات...... وسط ایشیا کا ورثہ'' جے آئی ایس ۷، (۱۹۹۶ء) ص ۲۰۸، ۲۲۸ (ماہنامہ نور اسلام، گولڈن جوبلی نمبر ۲۰۰۶ء)

۲...... خواجہ محمد احسان مجددی مرید وخلیفہ خواجہ محمد زبیر بن خواجہ محمد ابو العلاء بن خواجہ محمد نقشبند بن خواجہ محمد معصوم بن شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی علیہم الرحمۃ

۳...... خواجہ محمد احسان: روضۃ القیومیہ، ج ۱، مطبوعہ لاہور ۲۰۰۲ء، ص ۲۹۵

۴...... ایضاً، ج ۲، ص ۸۶

۵...... ایضاً، ص ۱۱۶

۶...... ایضاً، ص ۱۱۸

۷...... ایضاً، ص ۱۲۰

۸...... ایضاً، ص ۱۲۵

۹۔ ایضاً،ص۱۲۹

۱۰۔ ایضاً،ص۱۳۲

۱۱۔ ایضاً،ص۱۵۳

۱۲۔ ایضاً،ص۱۷۸

۱۳۔ مکتوبات سعیدیہ،مطبوعہ لاہور،مکتوب نمبر ۸۷،ص۱۴۹

۱۴۔ روضۃ القیومیہ،ج۳،ص۸۲۔۸۳،لاہور ۲۰۰۲ء

۱۵۔ ایضاً،ص۱۲۰

۱۶۔ ایضاً،ص۱۴۴

۱۷۔ ایضاً،ص۱۵۴

۱۸۔ ایضاً،ج۱،ص۱۲۷

۱۹۔ ایضاً،ص۲۲۷

۲۰۔ ایضاً،ص۱۹۵

۲۱۔ ایضاً،ص۳۰۷

۲۲۔ ایضاً،ص۳۱۵۔۳۱۶

۲۳۔ جہانگیر،تزک جہانگیری(اردو)،مطبوعہ لاہور ۱۹۶۰ء،ص۵۶۳

۲۴۔ روضۃ القیومیہ،ج۱،ص۳۔۵

۲۵۔ جہانگیر،تزک جہانگیری،مطبوعہ لکھنو،ص۲۷۴۔۲۷۵

۲۶۔ بدرالدین سرہندی: مجمع الاولیاء(۱۰۴۳ھ)،مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری،لندن،نمبر ۱۴۵،ورق ۴۴۲

۲۷۔ مکتوبات امام ربانی: جلد سوم،مکتوب ۴۳

۲۸۔ کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ،جلد اول،مطبوعہ لاہور ۲۰۰۲ء

(فاضل جلیل شیخ کامل میرک۔شاہ علیہ الرحمۃ سے شاہجہاں بادشاہ نے دریافت کیا کہ سلطان روم کی خدمت میں ہندوستان کا کون سا ایسا تحفہ پیش کروں جس کی نظیر روم میں بھی نہ ہو۔آپ نے جواباً فرمایا کہ مکتوبات امام ربانی پیش کردیں کیونکہ یہ وہ پاکیزہ اعجوبہ ہے جس کی مثال دنیا میں نہیں۔(ترجمہ از عربی،رسالہ الجنات الثمانیہ مشمولہ

مخطوطہ مجموعہ رسائل خواجہ عبدالاحد، ورق ۳۴، مخزونہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی لٹن لائبریری)

۲۹......روضۃ القیومیہ، ج ۲، ص ۶۳

۳۰......ایضاً، ج ۲، ص ۴۳

۳۱......محمد امین نقشبندی: مقامات احمدیہ و ملفوظات معصومیہ، ص ۱۰۸

۳۲......روضۃ القیومیہ، ج ۲، ص ۹-۴۷

۳۳......مکتوبات معصومیہ، جلد ۳، مکتوب ۲۴۲

۳۴......مکتوبات سعیدیہ، مطبوعہ لاہور، مکتوب ۸۷، ص ۱۴۹

۳۵......زوار حسین شاہ: انوار معصومیہ، مطبوعہ کراچی ۱۴۰۱ھ، ص ۶۶

۳۶......مکتوبات معصومیہ، مکتوب نمبر ۶، جلد ۳۔ مکتوب نمبر ۵، جلد ۲۔ مکتوب ۴۲، جلد ۱۔ مکتوب ۱۲۲، جلد ۳۔ مکتوب ۲۲۱، جلد ۳۔ مکتوب ۲۲۷، جلد ۳

۳۷......خواجہ سیف الدین: مکتوبات سیفیہ، مطبوعہ حیدر آباد، سندھ، مکتوب ۲۶، ۶، ۲۳، ۲۰، ۵۳، ۵۶، ۵۷، ۵۹، ۶۰، ۶۷، ۷۲، ۷۴، ۷۶، ۸۰، ۱۲۱، ۱۶۵، ۱۸۶

۳۸......خواجہ سیف الدین: مکتوبات سیفیہ، مطبوعہ حیدر آباد، سندھ، مکتوب ۵۲، ۵۳، ۵۸، ۶۹، ۱۷۶

۳۹......خواجہ سیف الدین: مکتوبات سیفیہ، مطبوعہ حیدر آباد، سندھ، مکتوب، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۲۴، ۴۳، ۴۶، ۶۲، ۷۷

۴۰......روضۃ القیومیہ، ج ۳، ص ۳۶

۴۱......ایضاً، ج ۴، ص ۵۵

۴۲......ایضاً، ج ۲، ص ۴۳

۴۳......ایضاً، ص ۹۳

۴۴......ایضاً، ص ۱۰۰

۴۵......ایضاً، ص ۲۲

۴۶......ایضاً، ص ۳۹

۴۷......ایضاً، ص ۱۰۴-۱۰۵

۴۸......زوار حسین شاہ: انوار معصومیہ، کراچی ۱۴۰۱ھ، ص ۱۶۹

۴۹..... ایضاً ص ۱۶۸

۵۰ ..... خواجہ محمد احسان: روضۃ القیومیہ، ج ۴، مطبوعہ لاہور ۲۰۰۲ء

۵۱..... ایضاً

۵۲..... ایضاً ص ۱۷۱

۵۳..... ایضاً ص ۱۱۹

۵۴..... خواجہ محمد احسان: روضۃ القیومیہ، مطبوعہ لاہور ۲۰۰۲ء، ج ۴، ص ۱۲۱

۵۵..... ایضاً ص ۱۷۷

۵۶..... ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر: تجلیات ضیائے معصوم، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۶ء، ص ۴۴۔۵۱

۵۷..... محمد ظاہر شاہ بادشاہ (دور حکومت ۱۹۳۳ء۔۱۹۵۸ء) جو حضرت نور المشائخ فضل عمر مجددی کابلی (م۔ ۱۳۷۶ھ) کا مرید تھا۔ ۱۹۴۵ء۔ ۱۹۴۶ء میں روضہ شریف پر حاضر ہوا۔

۵۸ احمد شاہ ابدالی (۱۷۴۷ء۔۱۷۷۳ء) کے پوتے شاہ زمان شاہ (۱۷۹۳ء۔۱۸۰۰ء) دربار سرہند میں مدفون ہوئے۔

۵۹..... پروفیسر نجدت طوسون نے اپنے ایک تحقیقی مقالے (The Contribution of the Ottoman Naqshbandia to the Persian Language and Letrature) میں ان نقشبندی مجددی مصنفین کا ذکر کیا ہے جنہوں نے ترکی میں فارسی زبان و ادب کی خدمت میں حصہ لیا۔ انھوں نے ان حضرات کا ذکر کیا:

(۱) شیخ نعمت اللہ بن احمد، صوفیہ (م۔ ۹۶۹ھ/ ۱۵۶۲ء)

(۲) میرک محمد نقشبندی تاشقندی (مابعد ۱۰۲۲ھ/ ۱۶۱۳ء)

(۳) محمد مراد بن عبدالحلیم نقشبندی (م۔ ۱۲۶۴ھ/ ۱۸۴۸ء)

(۴) علی بہجت قونوی (م۔ ۱۲۳۸ھ/ ۱۸۲۲ء)

(۵) عبداللہ الٰہی ساوی (م۔ ۸۹۶ھ/ ۱۴۹۱ء)

(۶) امیر احمد بخاری (م۔ ۹۲۲ھ/ ۱۵۱۶ء)

(۷) احمد بن محمود حزینی (م۔ ۱۰۰۲ھ/ ۱۵۹۳ء)

(۸) ابوعبداللہ محمد سمرقندی (م۔ ۱۱۱۶ھ/۱۷۰۴ء)

(۹) عبداللہ ندائی کاشغری (م۔ ۱۱۷۴ھ/ ۱۶۶۰ء)

(۱۰) خواجہ نشمت آفندی (م۔ ۱۲۲۲ھ/۱۸۰۷ء)

(۱۱) عبدالقادر برقی (م۔ ۱۹۲۳ء)

(وضاحت) راقم نے اس مقالے میں روضۃ القیومیہ سے استفادہ کیا ہے جس میں بعض باتیں ایسی بھی ہیں جو معاصر کتب تاریخ میں نہیں ملتیں۔ لیکن چونکہ فاضل مصنف خواجہ محمد احسان مجددی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے پڑپوتے قیوم رابعہ خواجہ محمد زبیر علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ تھے اس لیے ایسے مصنف سے غلط بیانی یا مبالغہ آرائی کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ اس کے علاوہ تاریخ کی بعض باتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو مؤرخ لکھنا نہیں چاہتا یا حالات لکھنے کی اجازت نہیں دیتے اس لیے بہت سی سچ باتیں بھی تاریخ میں جگہ نہیں پاتیں۔ فاضل مصنف کو بہت سی باتیں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے خاندان کے افراد سے بھی معلوم ہوئیں جو اکثر خاندان میں سینہ بسینہ چلی آتی ہیں۔ ایسی باتوں کی اگرچہ معاصر تاریخ کتب سے تصدیق نہ بھی ہو تو قرائن سے قابل اعتبار سمجھی جاسکتی ہیں۔

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکتوب گرامی

خواجہ محمد سعید علیہ الرحمۃ
(م۔ ۱۰۷۰ھ/ ۱۶۵۰ء)

بنام

والی یمن امام اسماعیل

مکتوب ہشتاد و ہفتم بنام امام اسماعیل والیٔ یمن در بیان بعض فضائل اعمال و مناقب اہل بیت نبوت۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ سَيِّدِ الْاَبْرَارِ، وَعَلٰى اٰلِهٖ الْاَطْهَارِ وَصَحْبِهٖ الْاَخْيَارِ، نَخُصُّ بِالسَّلَامِ وَالتَّحِيَّةِ الحضرة الَّتِيْ اتَّصَلَ نَسَبُهَا بِالنُّبُوَّةِ الطَّاهِرَةِ وَالْاِمَامَةِ الْبَاهِرَةِ، وَالسَّفَرَةِ الَّتِيْ تَمَسَّكَتْ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى مِنَ الْوَلَايَةِ وَالْخِلَافَةِ الْقَاهِرَةِ مِنْ شَيْخٍ آنِفِ الزَّمَانِ بِاَوَامِرِهِ النَّافِذَةِ، وَانْقَعَتْ اَعْلَامُ الْعَدَالَةِ وَالْاِحْسَانِ بِاَحْكَامِهِ الْجَارِيَةِ ؎

خَلِيْفَةٌ مَلَكَ الْاٰفَاقَ سَطْوَتُهٗ ۔۔۔ وَالْحَقُّ كَانَ مَدَارَ اٰيَةٍ مَسْلَكَا

يَحُوْمُ حَوْلَ ذَرَاهُ الْعَالَمُوْنَ كَمَا ۔۔۔ تَرَى الْحَجِيْجَ بِبَيْتِ اللّٰهِ مُعْتَرِكَا

اَعْنِيْ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِمَامَ الْمُسْلِمِيْنَ نَاصِرَ الشَّرِيْعَةِ الْقَوِيْمَةِ سَالِكَ الطَّرِيْقَةِ الْمُسْتَقِيْمَةِ، نَتِيْجَةَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ سَيِّدِ الْاَنَامِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ، صَفْوَةَ اَهْلِ الْبَيْتِ الْكِرَامِ، سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا الْمُتَوَكِّلَ عَلَى اللّٰهِ الْجَلِيْلِ الْمُبِيْنِ الْاِمَامَ اِسْمَاعِيْلَ بْنَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ، لَازَالَتْ رَايَاتُ مَعْدَلَتِهٖ مَنْشُوْرَةً، وَاَعْلَامُ سَلْطَنَتِهٖ مُظَفَّرَةً مَنْصُوْرَةً۔ اَمَّا بَعْدُ فَلَمَّا مَنَّ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْنَا بِاِحْرَازِ السَّعَادَةِ الْعُظْمٰى وَالْفَوْزِ بِالنِّعْمَةِ الْقُصْوٰى مِنْ طَوَافِ الْكَعْبَةِ الْمُعَظَّمَةِ الْمُكَرَّمَةِ وَزِيَارَةِ الرَّوْضَةِ الْمُطَهَّرَةِ الْمُنَوَّرَةِ الَّتِيْ هِيَ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ، زَادَهُمَا اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ تَشْرِيْفًا وَّتَكْرِيْمًا وَقَضَيْنَا الوطر مِنْ اَدَاءِ الْمَنَاسِكِ الْعِظَامِ فِي الْمَشَاعِرِ الْكِرَامِ مَعَ اعْتِرَافِنَا بِالْعَجْزِ وَالْقُصُوْرِ عَنْ اِتْيَانِ الْحَقِّ الْمَاْمُوْرِ، وَرَجَعْنَا امْتِثَالًا لِلْحَدِيْثِ الْمَاْثُوْرِ بِرِوَايَةِ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَضٰى اَحَدُكُمْ حَجَّتَهٗ فَلْيُعَجِّلِ الرُّجُوْعَ اِلٰى اَهْلِهٖ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِاَجْرِهٖ۔ اَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ۔ وَوَصَلْنَا اِلَى الْهِنْدِ وَالدِّيَارِ الْمَعْمُوْرَةِ الْمُكَرَّمَةِ بِبِشَارَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَا رَوَاهُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ،

أتاكم أهل اليمن هم أضعف قلوباً وأرق أفئدة، الفقه يمانٍ والحكمة يمانية.
أخرجه الشيخان، مشمولة على أنواع أفضالكم وإكرامكم معنونة بحماستكم
وحمايتكم. وألفينا أهلها بل كل عاكفٍ وبادٍ ومقيمٍ ووارد فيها شاكرين على
إحسانكم وإنعامكم، وحامدين على مكارم أخلاقكم الحسنة الموروثة من جدكم
النبي صلى الله عليه وسلم مشغوفين بحبكم. إذ قد ورد في الحديث
الموقوف برواية ابن مسعود رضي الله عنه جبلت القلوب على حب من أحسن
إليها. رواه ابن عدي وأبو نعيم والبيهقي. وكيف لا وقد أحرزتم جوامع
الكمالات بحذافيرها، وفزتم بمحاسن الأوصاف بأسرها. منها بذل
الندى وكف الأذى وتعجيل الثواب وتأخير العقاب وتقديم العدالة التي
يفوز صاحبها بالبشارة النبوية على ما رواه عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله
عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم قال إن المقسطين عند الله يوم القيامة
على منابر من نورٍ عن يمين الرحمن وكلتا يديه يمين. رواه مسلم. وعن ابن عباس
رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، يوم من إمام عادل
أفضل من عبادة ستين سنة. رواه الطبراني وإسناده حسن. تشوقنا إلى زيارتكم
الشريفة، وتقبيل أياديكم المنيفة على أن محبتكم واجبة على المسلمين
كافةً لقوله عز من قائل قل لا أسئلكم عليه أجراً إلا المودة في القربى، و
لما روى البزار عن ابن عباس والحاكم عن أبي ذر عنه صلى الله عليه وسلم أنه
قال مثل أهل بيتي كمثل سفينة نوح من ركبها نجى ومن تخلف عنها غرق
ونرجو من الله الكريم أن يحشرنا بفضله مع أهل بيت نبيه، عليه وعليهم
الصلاة. وذلك لقوله صلى الله عليه وسلم المرء مع من أحب. رواه الشيخان
وغيرهما. والسلام على من اتبع الهدى.

ڈاکٹر محمد اطہر عباس رضوی

(وکٹوریہ یونیورسٹی، نیوزی لینڈ)

☆

مکتوبات خواجہ باقی باللہ جو حال ہی میں شائع ہوئے ہیں، ۸۷/مکتوبات پر مشتمل ہیں اور مختلف علماء وصوفیہ کے نام ہیں جن میں شیخ تاج الدین، شیخ احمد سرہندی، شیخ الہٰ داد، خواجہ حسام الدین، شیخ فرید بخاری، صدر جہاں، مرزا خان خاناں اور شیخ نظام تھانیسری وغیرہ شامل ہیں۔ آپ کے مکتوبات میں سلسلۂ نقشبندیہ احراریہ کی تعلیمات کے اہم پہلو اجاگر ہوتے ہیں۔ ان مکتوبات کے ذریعے تصوف کے مختلف نظریات بالخصوص نظریہ وحدۃ الوجود کی عمیق گہرائیوں پر آپ کے غیر معمولی عبور کی عکاسی ہوتی ہے۔

(ترجمہ: ڈاکٹر صفی الدین مسعودی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

شیخ محمد ناظم عادل القبرصی

الحقانی النقشبندی المجددی

شیخ محمد ناظم قبرصی نقشبندی مجددی اس وقت دنیا میں مشرق ومغرب اور جنوب وشمال کے مختلف ممالک میں سلسلہء عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت کر رہے ہیں۔ ان کی عمر تقریباً تراسی سال ہوگی مگر دین ومسلک کی اشاعت کے لیے ان کا والہانہ جذبہ جوانوں کو بھی شرمندہ کیے دیتا ہے۔ بقول مولانا جامی:

ہمہ شیران ۔ جہاں بستہء ایں سلسلہ اند

(دنیا کے سارے بہادر شیر سلسلہء عالیہ نقشبندیہ سے وابستہ ہیں)

اور بقول ڈاکٹر اقبال مرحوم سلسلہء عالیہ نقشبندیہ مجددیہ ایک ''حرکی'' (Dynamic) سلسلہ ہے۔ شیخ ناظم قبرصی ان اقوال کے آئینہ دار معلوم ہوتے ہیں اور اگرچہ نقشبندی مجددی ہیں مگر سنا گیا ہے کہ ان کی محفل میں ذکر جہر بھی ہوتا ہے اور رقص وپاکوبی بھی...... شاید ذکر جہر ددھیال کی نسبت سے ہو، کیونکہ ان کے والد قادری تھے اور رقص وپاکوبی ننھیال کی نسبت سے ہو۔ ان کی والدہ مولانا جلال الدین رومی کے سلسلہء مولویہ سے وابستہ تھیں۔ شیخ محمد ناظم قبرصی ظاہر میں متبع سنت ہیں اور سلف صالحین کی یادگار معلوم ہوتے ہیں اس دور کے شیخ معلوم ہی نہیں ہوتے۔ ان کی شخصیت متاثر کیے بغیر نہیں رہتی۔ ان کا پیغام، پیغام محبت والفت اور پیغام امن واتحاد ہے لیکن اس کے باوجود وہ بدعقیدہ لوگوں کے سخت مخالف ہیں جن کی نفرت وگستاخی کی تحریک نے ملت اسلامیہ کو پارہ پارہ کردیا۔ شیخ محمد ناظم قبرصی کھلم کھلا نہایت جوش وجذبے کے ساتھ اس فتنے سے مسلمانوں کو آگاہ کرتے ہیں......

شیخ محمد ناصر قبرصی کے مندرجہ ذیل حالات ویب سائٹ نمبر

www.naqshbandi.org

www.naqshbandi.act

سے ملے ہیں جو ایک لبنانی فاضل نے انگریزی میں لکھے ہیں، ہم اس کا ترجمہ اور خلاصہ پیش کر رہے ہیں۔

(مرتبین)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

شیخ محمد ناظم عادل القبرصی

☆☆

شیخ محمد ناظم قبرصی ۲۳؍اپریل ۱۹۲۲ء/۲۶؍شعبان المعظم ۱۳۴۰ھ کو قبرص کے قریہ لارنکا (Larnaca) میں بروز اتوار پیدا ہوئے۔ ...والد کی طرف سے سلسلۂ نسب بانی سلسلۂ قادریہ شیخ عبدالقادر جیلانی سے ملتا ہے اور والدہ کی طرف سے بانی سلسلۂ مولویہ مولانا جلال الدین رومی سے ملتا ہے شیخ محمد ناظم حسنی اور حسینی ہیں اور مشرباً نقشبندی مجددی ...والد کی طرف سے قادری اور والدہ کی طرف سے مولویہ نسبتیں ان کو حاصل ہیں۔

شیخ محمد ناظم قبرصی بچپن میں اپنے دادا کے ساتھ رہے جو سلسلۂ قادریہ کے شیخ تھے۔ آپ کے والد نے جدید تعلیم کے لیے اسکول میں داخل کرا دیا۔ لیکن شام کو وہ مذہبی تعلیم دیتے تھے......آپ نے تفسیر، حدیث، فقہ، منطق وغیرہ علوم وفنون حاصل کیے......قبرص میں علوم وفنون کی تعلیم ختم کر کے استنبول آ گئے جہاں استنبول یونیورسٹی میں کیمیکل انجینئرنگ میں ۱۳۵۹ھ/۱۹۴۰ء میں داخلہ لیا......اس کے ساتھ ساتھ شیخ جمال الدین (م۔۱۳۷۵ھ/۱۹۵۵ء) کے پاس عربی بھی پڑھتے رہے......آپ نے کیمیکل انجینئرنگ میں تعلیم حاصل کی ...لیکن شیخ محمد ناظم کہتے تھے کہ "میرا دل سائنس کی طرف مائل نہیں، روحانیت کی طرف مائل ہے" قیام استنبول کے پہلے سال اپنے مرشد شیخ سلیمان نقشبندی مجددی (م۔۱۳۶۸ھ/۱۹۴۸ء) سے ملے (جنہوں نے روحانی تربیت کے بعد شیخ محمد ناظم کو اپنے مرشد شیخ عبد اللہ داغستانی سے بیعت واجازت کے لیے شام بھیجا) جب انجینئرنگ پڑھ رہے تھے، شیخ کی محفلوں میں شریک ہوتے اور طریقۂ نقشبندیہ مجددیہ کے ساتھ ساتھ سلاسل قادریہ اور مولویہ میں بھی تعلیم حاصل کرتے رہے......نقشبندیہ مجددیہ میں آپ کا سلسلۂ طریقت اس طرح ہے......

☆......شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی

☆......خواجہ محمد معصوم

☆......خواجہ سیف الدین

☆......سید نور محمد بدایونی

☆......مرزا مظہر جان جاناں

☆......شاہ غلام علی دہلوی

☆......شیخ خالد البغدادی

☆......شیخ خاص محمود داغستانی

☆......شیخ محمد آفندی یراغی داغستانی

☆......شیخ جمال الدین غموقی حسینی داغستانی

☆......شیخ احمد سغوری داغستانی

☆......شیخ ابو محمد مدنی

☆......شیخ شرف الدین داغستانی

☆......شیخ عبداللہ فائز داغستانی

☆......شیخ محمد ناظم قبرصی

سنہ ۱۳۶۴ھ/ ۱۹۴۴ء میں شیخ محمد ناظم تریپولی چلے گئے جہاں انھوں نے طریقہ نقشبندیہ پھیلانا شروع کیا......بہت سے لوگ سلسلے میں داخل ہوئے......یہ اس زمانے کی بات ہے جب ترکی میں مذہبی سرگرمیوں پر پابندی تھی......اذان تک دینا منع تھا......جب شیخ ناظم اپنی جائے پیدائش قبرص میں گئے تو بلند آواز سے اذان دی......چنانچہ ایک ہفتے کے لیے گرفتار کر لیے گئے......جب رہا ہوئے جامع مسجد کے مینارے پر جا کر اذان دی، اس کے علاوہ نکوسیا اور قرب و جوار کے دیہاتوں کی مساجد میں اذانیں دیتے رہے......جس نے سرکاری افسروں کو چوکنا اور غضبناک کر دیا......شیخ ناظم بڑی بے باکی سے ہر جگہ اذان دیتے رہے......چنانچہ آپ پر ایک سو چودہ مقدمات قایم کر دیے گئے......ان مقدمات پر انھیں سزا ملتی تو ایک سو برس سے کم نہ ہوتی......خدا کی شان! اسی زمانے میں ترکی میں الیکشن ہوئے اور عدنان مندریز جیت گئے جو ترکی کے صدر ہوئے......انھوں نے ساری مسجدیں کھول دیں اور اذان دینے کی اجازت دے دی......یہ شیخ ناظم کے مرشد کی کرامت تھی......قبرص کے قیام کے زمانے میں شیخ محمد ناظم نے پورے قبرص کا

دورہ کیا......اس کے علاوہ لبنان، مصر، سعودی عرب اور دوسرے بہت سے مقامات پر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت کے لیے گئے......۱۹۵۲ء میں وہ دمشق آ گئے، لیکن ہر سال اپنے خاندان کے ساتھ رجب، شعبان، رمضان میں قبرص جاتے......شیخ محمد ناظم ہر سال حج بیت اللہ شریف اور زیارت اقدس کے لیے حاضر ہوتے ۔ آپ نے اب تک ۲۷ حج کیے ہیں......

شیخ محمد ناظم قبرصی اپنے مرشد شیخ عبداللہ داغستانی کے مریدوں کی بھی دیکھ بھال کرتے......ایک مرتبہ مرشد نے حکم دیا کہ دمشق سے (Aleppo) پا پیادہ جائیں اور راستے میں ہر قریہ میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت کریں ۔ دمشق سے (Aleppo) چار سو کلو میٹر ہے......آپ نے یہ دورہ ایک سال میں پورا کیا ۔ گئے بھی اور واپس بھی آئے ... اس علاقے میں ہر ایک کی زبان پر آپ کا نام تھا......۱۹۷۸ء سے آپ ہر سال تین چار ماہ ترکی کے اندر دورہ کرتے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت کرتے......آپ نے اعتدال کی راہ اختیار کی ۔ جیسا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے......

۱۹۷۴ء سے آپ نے یورپ کا دورہ شروع کیا ... ہر سال قبرص سے لندن جاتے......ہر زبان، ہر مذہب وملت، ہر رنگ ونسل کے لوگوں سے ملتے رہے اور لوگ مشرف بہ اسلام ہوتے رہے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل ہوتے رہے......جس طرح شاہ نقشبند بخارا میں مجدد تھے اور سیدنا احمد سرہندی دوسرے ہزارے کے مجدد ہوئے......اور سیدنا خالد البغدادی مشرق وسطیٰ میں اسلام، شریعت اور طریقت کے مجدد تھے......اسی طرح مشرق وسطیٰ میں شیخ محمد ناظم اس عہد کے مجدد ہیں جو ٹیکنالوجی اور مادی ترقی کا عہد ہے......آپ کے مسکراتے چمکتے چہرے سے یورپ میں سب کو پیار ہے کیونکہ شیخ محمد ناظم نے لوگوں کو روحانیت اور زندگی کی اصل لذت سے آشنا کیا......

۱۹۹۱ء سے آپ نے امریکہ کے لیے سفر شروع کیا......پہلے دور میں آپ امریکہ کی ۱۵ ریاستوں میں گئے......آپ بہت سے لوگوں سے ملے......مسلمان، عیسائی، یہودی، سکھ، بدھ مت، ہندو اور نئی نسل کے جوان ......اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شمالی امریکہ میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے پندرہ مراکز قایم ہو گئے......شیخ محمد ناظم قبرصی نے ۱۹۹۳ء میں دوسرا دورہ کیا......بہت سے شہروں، مساجد، منادر، گرجا اور بدھ مت کی عبادت گاہوں میں گئے......شمالی امریکہ میں دس ہزار غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل ہوئے......

۱۹۸۶ء میں شیخ محمد ناظم مشرق بعید میں برونائی، ملائشیا، سنگاپور، سری لنکا، ہندوستان، پاکستان اوران ملکوں کے ہر بڑے شہر میں گئے...... اور مملکت کے سربراہوں، بادشاہوں اور وزیروں سے ملے...... اور اسلام کا پیغام پہنچایا...... برونائی کے صدر سلطان حاجی حسن البلکائی نے خاص طور پر پذیرائی کی...... پاکستان، سری لنکا اور سنگاپور میں آپ کے ہزاروں مریدین ہیں...... آپ نے لبنان کا بھی دورہ کیا...... جہاں ہم ان سے متعارف ہوئے اور آپ کو بہت قریب سے دیکھا...... شیخ محمد ناظم کا گھر کبھی زائرین سے خالی نہ ہوتا

کم سے کم سو زائرین روزانہ مستفیض ہوتے ہیں...... وہ ہر ایک کی خدمت کرتے ہیں...... آپ کا گھر دمشق کے جنوب مشرقی سمت مرشد کریم شیخ عبداللہ داغستانی کے گھر کے قریب جبل قاسیون پر ہے...... آپ معمولی مکان میں رہتے ہیں...... آپ کے شیخ نے آپ کے بارے میں پیش گوئی کی:

''بیسویں صدی کے آخر اور اکیسویں صدی کے شروع میں سلسلہء عالیہ نقشبندیہ مجددیہ ساری دنیا میں پھیل جائے گا...... ایک بھی براعظم اس کی خوشبو سے محروم نہ رہے گا''

شیخ عبداللہ داغستانی (م۔ ۱۹۷۳ء) کی پیش گوئی سچ ثابت ہوئی...... ان کے وصال کے چند ماہ بعد ہی ۱۹۷۴ء میں شیخ ناظم نے لندن میں پہلا مرکز قایم کیا...... شیخ محمد ناظم یورپ، امریکہ، کینیڈا، شمالی امریکہ کا ہر سال دورہ کرتے...... آپ نے لندن میں بھی مراکز کھولے اور آپ کی تعلیمات یورپ، شمالی امریکہ، شمالی افریقہ، جنوبی افریقہ، خلیج کے ممالک، جنوبی امریکہ، برصغیر پاک و ہند، جنوب مشرقی ایشیا، روس، چین، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے تمام علاقوں میں پھیل گئے......

شیخ محمد ناظم کی محفل میں آپ کو دنیا کی ہر زبان بولتا ہوا آدمی نظر آئے گا...... ہر سال رمضان المبارک میں لندن میں محفل ہوتی ہے...... جس میں تمام دنیا کے پانچ ہزار مہمان شریک ہوتے ہیں...... شیخ محمد ناظم کے مریدین میں زندگی کے ہر شعبے کے لوگ ہیں...... اس میں غریب بھی ہیں، امیر بھی...... تجارت پیشہ بھی ہیں، ہنر پیشہ بھی...... ڈاکٹر بھی ہیں، وکیل بھی...... ماہر نفسیات بھی ہیں، حکومت کے صدور، وزراء، بادشاہ و سلاطین، وزرائے اعظم اور سینئر پارلیمنٹ ممبر بھی ہیں...... ہر شخص آپ کی مسکراہٹ، سادگی، آپ کی نورانیت اور روحانیت سے متاثر نظر آتا ہے......

شیخ محمد ناظم کی زندگی بہت ہی متحرک ہے...... آپ دین و مسلک کی اشاعت کے لیے ہر وقت سفر میں رہتے ہیں..... آج مشرق میں ہیں تو کل مغرب میں...... آج جنوب میں ہیں تو کل شمال میں آپ نے دنیا میں محبت والفت اور اتحاد و امن کی تخم ریزی کر رہے ہیں...... آپ سلسلہ نقشبندیہ کے سلسلۃ الذہب (Golden Chain) کے امین ہیں اور پوری قوت سے ملک اہل سنت و جماعت اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت کر رہے ہیں..... اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائے..... اور آپ کی مقدس جدوجہد میں آپ کی مدد فرمائے۔ آمین ..

شیخ ھشام محمد قبانی نقشبندی مجددی

(خلیفہ شیخ محمد ناظم قبرصی)

شیخ ھشام قبانی مشرق وسطیٰ کے ایک فاضل صوفی شیخ ہیں آپ نے امریکن یونیورسٹی بیروت سے بی۔اے کیا وہاں سے آپ اپنی میڈیکل ڈگری کے لیے بلجیم آئے پھر آپ نے دمشق سے فقہ اسلامی میں ڈگری حاصل کی آپ بچپن سے شیخ عبداللہ داغستانی نقشبندی مجددی اور شیخ محمد ناظم قبرصی سے وابستہ رہے جو آج کل سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے عظیم شیوخ ہیں..... ۱۹۹۱ء میں شیخ محمد ناظم قبرصی نے انھیں امریکہ جانے اور وہاں نقشبندی مجددی مرکز قایم کرنے کا حکم دیا...... اس وقت سے آپ کینیڈا اور امریکہ میں ۱۳ مراکز قایم کر چکے ہیں آپ نے کئی یونیورسٹیوں میں اسلام تصوف اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سے متعلق لیکچر دیے..... مثلاً شکاگو یونیورسٹی، کولمبیا یونیورسٹی برکلے یونیورسٹی، میکگل یونیورسٹی وغیرہ وغیرہ اس کے علاوہ شمالی امریکہ، یورپ، مشرق بعید اور مشرق وسطیٰ میں بہت سے مذہبی اور روحانی مراکز میں لیکچر دیے...... شیخ ھشام کو آپ کے دادا پیر شیخ عبداللہ داغستانی اور مرشد کریم شیخ محمد ناظم قبرصی حقانی نے چالیس سال تربیت کے بعد سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا.....

☆......☆......☆

لا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم

کتبہ گوہر قلم

ڈاکٹر محمد اطہر عباس رضوی

(وکٹوریہ یونیورسٹی، نیوزی لینڈ)

☆

کتاب ''المکاتیب و الرسائل ''شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے ۶۸ رمکتوبات کا مجموعہ ہے۔ ان مکتوبات میں آپ نے اتباع شریعت کی اہمیت پر زور دیا ہے نیز صوفیہ وعلماء کے اختلافات کو کم کرنے کی سعی کی ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا ایک اہم خط جو آپ نے حضرت مجدد کو لکھا تھا، کتاب المکاتیب میں شامل نہیں تاہم ''معارج الولایت'' میں ملتا ہے۔ اس مکتوب میں آپ نے حضرت مجدد کے روحانی مکاشفات اور مقامات کے دعووں پر تنقید کی ہے اگرچہ حضرت مجدد نے ان اعتراضات کا جواب دیا اور آپ کے خلفاء نے بھی یہ ظاہر کیا کہ شیخ عبدالحق کو مخالفین نے غلط فہمی میں مبتلا کیا تھا جس کی بنا پر آپ نے یہ مکتوب لکھا اور کچھ ایسے خطوط بھی پیش کیے جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ عبدالحق اور حضرت مجدد کے درمیان غلط فہمی دور ہوگئی تھی، تاہم ایک عظیم ہمعصر صوفی کے خیالات قابل توجہ ہیں۔ (ترجمہ: ڈاکٹر صفی الدین مسعودی)

الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

مولانا محمد نور الدین النورانی

(سلسلہ نقشبندیہ کی عظیم روحانی شخصیت)

پروفیسر غلام مصطفٰی مجددی

☆☆

برصغیر پاک ہند میں ترویج اسلام کے لیے بزرگان دین نے جو عظیم الشان خدمات سرانجام دیں، ان کی تاریخی اہمیت کو کسی مؤرخ نے بھی نظر انداز نہیں کیا ہے۔ محمد بن قاسم کی آمد ۷۱۲ء کے بعد ان کی تشریف آوری کا باقاعدہ سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ یہ رفیع المرتبت لوگ اعلیٰ اخلاق، عمدہ عادات اور پاکیزہ خصائل کے مالک تھے۔ جو ان کی محفل میں آتا بس ان کا ہی ہو کر رہ جاتا۔ ان عظیم بزرگان دین میں سے حضرت حجۃ الاسلام خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمۃ منفرد مقام کے حامل ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب نقشبندی فیض لے کر اس علاقے میں آئے اور اپنی کوششوں سے اسلام کے خزاں رسیدہ گلشن کو دوبارہ بہار آشنا کر دیا۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی آپ کی ہی نگاہ حق شناس سے مستفیض ہوئے اور عہد اکبری کے کفر و الحاد کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ پھر عہد جہانگیری میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں مگر پرچم اسلام کو سرنگوں نہیں ہونے دیا۔ یہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی مساعی جمیلہ کا ہی نتیجہ تھا کہ سرزمین ہند کو اورنگ زیب عالمگیر جیسا متقی اور خدادوست بادشاہ نصیب ہوا جس نے اپنے ۴۹ سالہ دور حکومت میں تمام بدعت و ضلالت کے اندھیرے کافور کر دیے۔ اسلام کی اشاعت کے لیے مخلصانہ کوشش کی اور دین حق کی شوکت رفتہ کو بحال کیا جو عہد اکبری اور عہد جہانگیری میں مٹ چکی تھی۔ اللہ کریم نے اس سلسلہ عالیہ کو خواجہ محمد معصوم المتوفی ۱۰۷۹ھ، خواجہ مظہر جان جاناں المتوفی ۱۱۹۵ھ، خواجہ غلام علی شاہ المتوفی ۱۲۴۰ھ، الشاہ ولی اللہ دہلوی فاروقی المتوفی ۱۱۶۲ھ، میاں احمد سعید دہلوی المتوفی ۱۲۷۷ھ، شاہ لاثانی علی پوری المتوفی ۱۳۵۸ھ، میاں شیر محمد شرقپوری المتوفی ۱۳۴۷ء اور خواجہ دوست محمد قندھاری المتوفی ۱۲۴۸ھ جیسی

عرش پایہ شخصیات سے مزین فرمایا۔ یہ لوگ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے عالم گیر پیغام کو لے کر ہندوستان کے چپے چپے میں پھیل گئے اور ہزاروں گمراہوں کو صراط مستقیم پہ گامزن کیا، ہزاروں تشنہ لبوں کو جام وحدت سے سرشار کیا اور ہزاروں کفر کے صحراؤں میں بھٹکنے والوں کو منزل حقیقی تک پہنچایا۔ انہیں قد آور شخصیات میں سے ایک ہمارے ممدوح مولانا محمد نور الدین قدس سرہ بھی ہیں۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

احوال و آثار:

حضرت مولانا محمد نور الدین قدس سرہ المتین ۱۲۷۶ھ کو موضع انو انکھا تھانہ دینا نگر ضلع گورداسپور (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ آپ کا یہ سنہ ولادت قرآن پاک کی اس آیہ قدسیہ سے اخذ ہوتا ہے۔

والذین امنوا اشد حبا للّٰہ

(ترجمہ) ''اور اہل ایمان کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں'' (سورۃ البقرہ:۲)

آپ کے والد ماجد آپ کے بچپن ہی میں وصال فرما گئے۔ والدہ ایک صالحہ خاتون تھیں انھوں نے آپ کی پرورش کی، شومئی قسمت کہ وہ جلد وفات پا گئیں۔ یوں آپ زندگی کے سفر پہ بالکل اکیلے رہ گئے آپ کا بچپن عام بچوں کی ڈگر سے ہٹ کر تھا آپ کھیل کود کی بجائے بزرگوں کی محفلوں میں بیٹھتے، ان کی پاکیزہ باتیں بڑے شوق سے سنتے تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے بچپن ہی سے پابند تھے۔ آپ چودہ ایکڑ زمین کے مالک تھے مگر وہ نظائر دنیا سے بے اعتنائی کے باعث نذر وقت ہوگئی۔ جوانی کے عالم میں قدم رکھا اور کسی اللہ والے کی تلاش شروع کردی۔ بالآخر گوہر مقصود مل گیا۔ آپ نے سید برکت علی نقشبندی مجددی قدس سرہ کے دست حق پرست پر بیعت فرمائی۔

حضرت سید صاحب ظاہری و باطنی علوم کے بحر زخار تھے ان کی صحبت نے آپ کو لعل رخشاں بنا دیا۔ حضرت مولانا علیہ الرحمۃ نے اپنے مرشد حقانی سے ہی ظاہری و باطنی علم حاصل کیا۔ پھر سلاسل اربعہ کی خلافت حاصل کی اور مسند ارشاد پر فائز المرام ہوئے۔ آپ کی محفل میں علمائے وقت حاضر ہوتے اور مکتوبات امام ربانی کا درس سنتے تھے آپ کو تعلیمات مجددیہ کے اسرار ورموز پہ مکمل دسترس حاصل تھی یوں محسوس ہوتا تھا جیسے علوم ومعارف کا دریا بہہ رہا ہے۔

کارہائے نمایاں:

آسمان ہند پہ مغلیہ سلطنت کا سورج ہچکیاں لے کر دم توڑ گیا اب تقریباً آٹھ سو سال تک برصغیر کو چار چاند لگانے والی قوم غلامی کی تاریک وادی میں بھٹک رہی تھی، جہاں اس قوم کو سیاسی، معاشرتی اور معاشی پہلوؤں میں کمزور کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی، وہاں اس کے مذہبی عقائد وافکار کا استحصال کرنے کے لیے بھی کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا گیا۔ انگریزوں کا مقصد یہ تھا۔

وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمد اس کے بدن سے نکال دو(صلی اللہ علیہ وسلم)

انھوں نے مختلف فرقوں کا بیج بویا، نئے نئے نظریات ترشوائے، محبت رسول کے جگمگاتے چاند کو گہنانے کے لیے توہین آمیز کتابوں کا سلسلہ شروع کیا کہ نئی پود اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے گانہ ہو جائے۔ ختم نبوت کے آفاقی عقیدے کو متزلزل کرنے کے لیے ''فتنۂ قادیان'' کو ہوا دی۔ یہ وہ دردناک حالات تھے کہ ہر ذی احساس خون کے آنسو رو رہا تھا۔ ہمارے ممدوح علیہ الرحمۃ نے دوسرے معاصر اولیائے کرام کے ساتھ مل کر احیائے دین کے لیے دن رات کام کیا اور ''جدید نظریات'' کی ہولناکی سے اہل اسلام کو بچانے کے لیے اپنی ساری زندگی کانٹوں کی سیج پہ بسر کی۔

معاشی اصلاحات:

ہندوستان میں عموماً اور پنجاب میں خصوصاً معاشی شعبہ حیات پہ ہندو مسلط تھے۔ غریب مسلمان محنت کرتے اور ہندو اس محنت کو سود کی تلوا سے پاش پاش کر دیتے تھے، ضلع گورداسپور کے اکثر دیہات ہندوؤں کے مقروض تھے۔ آپ نے ان دیہاتوں میں اجتماعی ''بیت المال'' قایم کیے اور ان میں اپنے پاس سے گندم خرید کر جمع کی۔ جس کو جتنی ضرورت ہوتی وہ گندم لے جاتا۔ بعض غریب لوگوں کے قرض مع سود ادا کر کے ہندو ساہوکاروں سے جان چھڑوائی۔ آپ کی معاشی اصلاحات سے چکراجہ اور الڑپنڈی جیسے گاؤں ہندو سامراج کے شکنجے سے باہر نکل گئے۔

مذہبی خدمات:

آپ کے اخلاق حسنہ کو دیکھ کر لوگ اسلام کی حقیقی دولت سے مالا مال ہوتے رہے۔ غلامی کی تاریک

رات کے شروع ہوتے ہی یہ مسلمان ہندو رسوم و رواجات میں گرتے جا رہے تھے۔ ہمارے پنجاب میں شادی بیاہ کے موقعوں پر ناچ، گانا، مہندی، سہرا، لاگ اور جہیز وغیرہ کی غلط رسمیں ہندو معاشرے کی رہین منت ہیں، اسلام میں ان کا کوئی وجود نہیں۔ آپ نے ان رسموں کے خاتمے کے لیے بہت جہاد کیا اور اپنے زیر اثر لوگوں کو سختی سے منع کیا۔ آپ شریعت کے ازحد پابند تھے خلاف شرع کام پر اس قدر جلال آرا ہوتے کہ سامنے والوں کا پتہ پانی ہو جاتا۔ عورتوں کو پردے کا حکم دیتے۔ سالانہ عرس پر علماء اور نعت خوانان حضرات کا جم غفیر ہوتا، وعظ و نصیحت کے قیمتی موتیوں سے لوگ دامن بھر کر جاتے۔

قیامِ پاکستان:

قیام پاکستان میں آپ نے حصہ لیا اپنے ارادت مندوں کو دیگر بزرگان دین کی طرح قیام پاکستان کی اہمیت سے روشناس کرایا پھر وطن عزیز آئینہ تاریخ میں جلوہ ریز ہوا تو آپ نے مہاجروں کی بہت امداد کی دریائے راوی کی سرکش لہریں اپنی نگرانی میں سیکڑوں افراد کو عبور کروائیں۔ پاکستان میں ان کی آبادکاری کے لیے جدوجہد کرتے رہے آپ کے عقیدت مند کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ نے زندگی کے ہر موڑ پہ ہماری دستگیری فرمائی۔

سیرت طیبہ:

آپ سراپا اخلاق مصطفیٰ کے سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے ورع و تقویٰ، سخاوت و دریا دلی، علم و فراست، تواضع اور ذکر و فکر والے تھے۔ نمائش سے پرہیز کرنا آپ کی سیرت طیبہ کا روشن پہلو ہے۔ آپ کی بہت سی کرامات بھی آپ کی سوانح حیات ''مخزن انوار'' میں جمع کر دی گئی ہیں مگر سب سے بڑی کرامت یہی استقامت علی الدین ہے جو آپ کے ہر انداز سے ظاہر ہوتی ہے۔

معاصر اولیاء:

حضور شاہ لاثانی علی پوری، حضرت نقش لاثانی علی پوری، حضرت ظہور الحق گورداسپوری اور الشاہ سراج الدین مجددی عثمانی موسیٰ زئی، آپ کا ازحد احترام کرتے فرماتے۔ شاہ ظہور الحق علیہ الرحمۃ فرماتے:

> ''مولانا نور الدین کے پاس نجانے کونسا کمال ہے جو بڑے بڑے پتھر دلوں کو بھی موم کر دیتا ہے''

حضرت نقش لاثانی علیہ الرحمۃ نے ایک بار فرمایا:

''میاں صاحب بہت عظیم بزرگ ہیں''

خواجہ سراج الدین موسیٰ زئی والوں نے آپ کو سرہند شریف میں اپنی مسند پہ بٹھایا حالانکہ موصوف حضرت مولانا علیہ الرحمۃ کے دادا مرشد تھے۔آپ نے شاہ لاثانی قدس سرہ سے بھی فیض حاصل کیا۔ (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین)

سانحہء ارتحال:

۳/رمضان المبارک ۱۳۷۱ھ کو آپ بارہ منگاہ کی جامع مسجد میں مکتوبات شریفہ کا درس دے رہے تھے کہ فرمایا:

''اگر کوئی روزہ دار تمہارے پاس آئے اور حکم الٰہی سے وصال کر جائے تو تم نزع کے وقت اس کے منہ میں پانی نہ ڈالنا''

پھر آپ ظہر کی نماز تیاری کے لیے اٹھے اور وضو تازہ کرتے ہوے وصال فرما گئے۔لوگ اسی وقت سمجھ گئے کہ حضرت صاحب نے اپنی ہی مثال بیان فرمائی تھی۔آپ کو شکر گڑھ میں دفن کیا گیا وہاں آپ کے خلیفہء اعظم الحاج محمد لعل الدین نقشبندی نوری علیہ الرحمۃ نے آپ کا مزار مبارک تعمیر کرایا جو بحمد اللہ مرجع خاص وعام ہے۔ہر سال آپ کا عرس مبارک جیٹھ کے آخری ہفتے کو منایا جاتا ہے۔علماء وعوام دور دور سے حاضر ہوتے ہیں۔

قبلہ حاجی صاحب کے فیضان سے ''ادارہ تعلیمات مجددیہ'' تن دہی کے ساتھ کام کر رہا ہے۔ادارہ ہذا اپنی علمی وفکری مطبوعات ملک کے کونے کونے میں پھیلانے کے لیے مصروف عمل ہے۔مولیٰ تعالیٰ ہم سب کو بزرگان دین کے نقش قدم پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حرف مدعا:

سب طریقوں سے طریقہ باشریعت نقشبند
دنیا و عقبیٰ کے لیے اللہ، نبی کو ہے پسند

میں ہوں عاصی پر معاصی، پر خطا
یاالٰہی مانگتا ہوں صدقہ ان حضرات کا
اپنے در کا رکھ سوالی غیر کے در سے بچا
پُر ضیاء ہو زندگی صدقہ شہ لولاک کا
شہ مجدد الف ثانی ، پیکر انوار ہے
جو گدا ہے ان کے در کا اس کا بیڑا پار ہے
حضرت احرار صاحب سلسلہ سالار ہے
شیر سب حضرات ہیں یہ سلسلہ بے عار ہے
نقشبندی ہے بحمد اللہ یہ عاجز فقیر
سلسلہء نورجاری ہے شروع تا بہ اخیر
(مولانا محمد نورالدین نقشبندی مجددی)

کرامات:

اللہ تعالیٰ نے خواجہ ما حضرت مولانا نورالدین سرکار نقشبندی علیہ الرحمۃ کو بہت سی کرامات سے سرفراز فرمایا تھا۔ چند ایک کرامات کا ذکر جمیل کیا جاتا ہے۔

☆

معروف نعت خواں جناب محمد سلیم عابد اوران کے برادر اصغر جناب محمد اسلام کا بیان ہے کہ ہمارے دادا کا نام پرتاپ سنگھ تھا اور سارا خاندان آبائی طور پر سکھ مذہب کا پیروکار تھا۔ ہمارے دادا حضور قبلہ عالم قدس سرہ کے گاؤں انوانکھا شریف میں رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کے ہاتھ پر کوڑھ کا مرض پھیل گیا، بہت علاج کرائے لیکن کوئی افاقہ نہ ہوا، سب عزیز واقارب ان سے نفرت کرنے لگے۔ ان کی زندگی کا سارا حسن ختم ہوکر رہ گیا، ایک دن و . اپنی زندگی سے مایوس ہوکر بیٹھے تھے کہ قبلہ عالم قدس سرہ تشریف لے آئے ۔فرمایا چودھری پرتاپ سنگھ کیا بات ہے بڑے پریشان ہوکر بیٹھے ہو، عرض کی حضرت! مجھے کوڑھ کا مرض لاحق ہوگیا ہے اپنے بھی بیگانے بن گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا، اگر تمہیں آرام چاہیے تو ہماری بات مان لو گے۔

ان کے تن بدن میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، وہ کہنے لگے، آپ حکم تو دیں، میں آپ کی ہر بات ماننے کے لیے تیار ہوں، آپ کے کردار کا میں سکھ ہو کر بھی قائل ہوں۔ مجھے امید ہے کہ آپ کی برکت سے مجھے آرام نصیب ہو جائے گا، آپ نے اس کے حقے کی ٹوپی سے تھوڑی سی راکھ لی اور اس میں اپنا لعاب دہن شریف ملا کر مرہم تیار فرمائی۔ پھر ان کے کوڑھ والے ہاتھ پر لگا دی۔ اس کے بعد اللہ مالک کہہ کر چلے گئے، ایک ہفتے بعد پھر تشریف لائے تو دیکھا کہ پرتاپ سنگھ انتظار بنا ہوا تھا اس نے قدموں میں گر کر عرض کی، حضور! حکم دیجیے آپ کی برکت سے مجھے بالکل آرام آچکا ہے۔ یہ دیکھیے میرا ہاتھ جیسے کبھی کوڑھ کا مرض لاحق نہیں ہوا، آپ نے بھی خدا کا شکر ادا کیا، پھر فرمایا، پرتاپ سنگھ ہم اپنی ذات کے لیے کوئی چیز طلب نہیں کریں، ہماری بات بھی تمہارے فائدے کے لیے ہے، انھوں نے عرض کیا، حضرت حکم کیجیے۔ آپ نے فرمایا، پرتاپ سنگھ! ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ، اللہ اللہ! کتنی عظیم گھڑی تھی، جب پرتاپ سنگھ نے آپ کی بات پر لبیک کہا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے چونکہ باثر انسان تھے، ان کی دیکھا دیکھی تمام خاندان نے اسلام قبول کر لیا، یہ ہمارے خواجہ قدس سرہ کا فیضان نظر ہے کہ انھوں نے ہمارے دادا کو کلمہ پڑھایا تو آج ہم بھی مسلمان ہیں، اولیائے کرام کے نام لیوا ہے۔

☆

صوفی دین محمد جلال پوری کا بیان ہے کہ میں بھی حضور قبلہ عالم قدس سرہ کے گاؤں انوانکھا شریف میں رہا کرتا تھا وہاں ہندوؤں کی آبادی تھی، ایک ہندو بڑا سر پھرا تھا۔ اس نے اپنے مکان کی چھت پر اپنے بت نصب کیے اور علی الاعلان ان کی پوجا شروع کر دی، آپ نے اس ہندو کو طلب کر کے فرمایا، بھائی صاحب! یہ بت اپنی چھت سے اتار دو اس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ اس نے گستاخانہ انداز سے کہا، آپ کون ہوتے ہیں اتارنے والے، ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا، آپ نے فرمایا، اچھا! تم جاؤ۔ ہم میں طاقت ہوگی تو اتار لیں گے، اسی دن شام کو شدید آندھی آئی جس سے سارا گاؤں تو بالکل محفوظ رہا لیکن اس ہندو کی چھت اس کے جھوٹے خداؤں سمیت اڑ گئی، سارے مسلمان آپ کی شان کرامت سے عش عش کر اٹھے اور ہندوؤں پر آپ کی ہیبت طاری ہو گئی۔

☆

صوفی محمد علی نقشبندی نوری کا بیان ہے کہ آپ موضع فولاد پور (نزد سیالکوٹ) تشریف فرما تھے شکر گڑھ

جانے کا ارادہ فرمایا تو مریدین نے ایک باثروت آدمی سے کہا، تم اپنی گھوڑی آپ کی خدمت میں پیش کرو، آپ ضعیف العمر ہیں، اسٹیشن تک آسانی سے سفر کرلیں گے، اس نے کہا، گھوڑی تو گھر نہیں ہے، یہ ا س۔ جھوٹ بولا تھا۔ آپ نے فرمایا، چلو، واقعی گھوڑی تو گھر نہیں ہے، آپ تو تشریف لے گئے، لیکن اس باثروت آدمی کی گھوڑی رسہ تڑ ؛ کر دوڑ گئی، اس نے لاکھ تلاش کیا، جگہ جگہ کی خاک چھانی، گھوڑی نے نہیں ملنا تھا نہ ملی۔ وہ جس گاؤں بھی جاتا لوگ کہتے؛ ہاں ایسے رنگ کی گھوڑی ہم نے دیکھی ہے، یہیں کہیں ہوگی، وہ اسی آس میں ذلیل وخوار ہوتا رہا۔

گفتہء او گفتہء اللہ بود
گرچہ از حلقومِ عبداللہ بود

☆.....☆.....☆
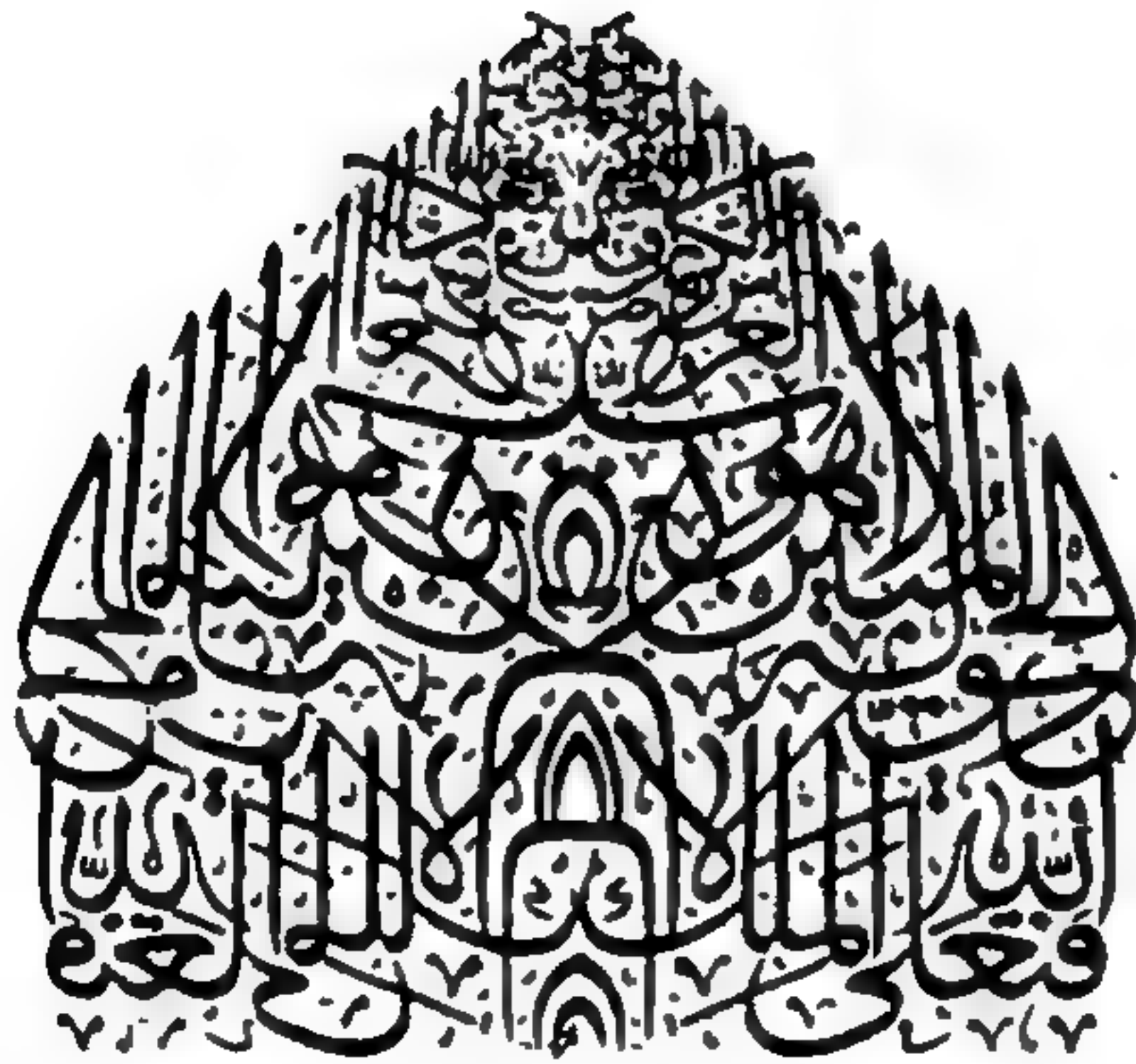
ڈاکٹر محمد اطہر عباس رضوی

(وکٹوریہ یونیورسٹی، نیوزی لینڈ)

☆

''کلمات الصادقین'' اور ''طبقات شاہجہانی'' محمد صادق کشمیری ہمدانی نے تحریر کیں۔ کلمات صادقین میں دہلی میں مدفون ۱۲۵ر صوفیہ کے احوال ملتے ہیں جبکہ طبقات شاہجہانی میں تیمور کے دور سے شاہجہان کے دور تک ۸۷۱ر ممتاز ہستیوں کی سوانح ملتی ہے۔ محمد صادق ہمدانی کا پنجاب، کشمیر اور دہلی کی خانقاہوں میں آنا جانا رہا۔ آپ کے ماموں/ چچا مولانا حسن کشمیری، خواجہ باقی باللہ کے مرید اور شیخ احمد سرہندی کے رفیق تھے۔ صادق ہمدانی کی ابتدائی تربیت مولانا حسن کے گھرانے کے صوفیانہ اور عالمانہ ماحول میں ہوئی۔ آپ خواجہ باقی باللہ سے بیعت ہوئے آپ نے خواجہ باقی باللہ اور ان کے خلفاء شیخ تاج الدین سنبھلی، خواجہ حسام الدین، شیخ الہٰ داد اور شیخ احمد سرہندی کی اول ترین سوانح حیات لکھیں جو کلمات الصادقین میں شامل ہیں۔ (ترجمہ: ڈاکٹر صفی الدین مسعودی)

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

توضیحات

پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر

☆☆

پیش نظر تحریر کسی موضوع پر مقالہ نہیں ہے بلکہ ایک فاضل کے جواب میں دوسرے فاضل پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر کی چند فاضلانہ اور محققانہ توضیحات ہیں چوں کہ توضیحات حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سے متعلق ہیں اس لیے جہان امام ربانی میں شامل کی جارہی ہیں۔ان کی تفصیل یہ ہے:

پہلی توضیح...... سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے شیخ محمود الخیر فغنوی کے نام میں ''الخیر'' نہیں بلکہ ''انجیر'' ہے (امام ربانی فاؤنڈیشن کے رکن شیخ صبور احمد صاحب جب ازبکستان میں مزار مبارک پر حاضر ہوئے تو وہاں نام کے ساتھ ''انجز'' لکھا ہوا تھا لیکن مزار شریف پر جو روایت مشہور اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انجیر صحیح ہے۔)

دوسری توضیح......سلسلہء عالیہ نقشبندیہ کے معروف بزرگ سائیں توکل شاہ انبالوی ''سید'' تھے۔

تیسری توضیح...... اقبال کے کلام میں ''عبدہٗ'' سے مراد ''انسان کامل'' ہے۔اس ضمن میں تصور وحدۃ الوجود سے متعلق بعض مباحث بھی آگئے ہیں۔

چوتھی توضیح...... سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں ''خواجگان'' سے مراد کیا ہے؟

پانچویں توضیح......شیخ محمد علی السنوسی ابن تیمیہ کے پیرو تھے اس لیے کسی سنی حنفی بزرگ کے ساتھ ''سنوسی'' لگانا ہرگز مناسب نہیں۔ (مرتبین)

پہلی توضیح...... حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی کا نام ''محمود انجیر فغنوی'' ہی ہے۔اس بارے میں چند حوالہ جات درج کیے جاتے ہیں۔

۱......رشحات (فارسی)، مصنف ملا علی بن حسین الواعظ الکاشفی، کانپور ۱۹۱۱ء، منشی نول کشور، ص ۳۳، یہاں آپ کا نام ''خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہ'' لکھا ہے اور پھر حالات میں درج ہے۔

''مولد ایشاں انجیر فغنی است کہ دہی است در ولایت بخارا از مضافات وابکنی کہ دہے بزرگ ومشتمل است بر چندین دہ مزرعہ وسہ فرسنگ از شہر دور است۔ وایشاں در وابکنی مقیم اند وقبر مبارک ایشاں آنجا است''

۲ رشحات عین الحیات (فارسی)، تالیف: مولانا فخر الدین علی بن حسین واعظ کاشفی، با مقدمہ وتصحیحات و حواشی وتعلیقات، دکتر علی اصغر معینیان، تہران، شہریور ماہ ۲۵۳۶، انتشارات بنیاد بادشاہ ایران محمد رضا شاہ پہلوی، جلد اول، ص ۵۹

یہاں پر بھی مصنف نے آپ کا نام ''خواجہ محمود انجیر فغنوی'' لکھا ہے اور وہی عبارت درج ہے جو نولکشور کے ایڈیشن کے حوالہ سے اوپر درج کی گئی ہے مثلاً لکھا گیا ہے:

''مولد ایشاں انجیر فغنوی است کہ دہی است در ولایت بخارا از مضافات وابکنی کہ دہی بزرگست ومشتمل بر چندین دہ مزرعہ وسہ فرسنگ از شہر دور است وایشاں در وابکنہ مقیم بودہ اند، قبر مبارک ایشان آنجا است''

۳ نفحات الانس من حضرات القدس (فارسی: نور الدین عبد الرحمن جامی، مقدمہ تصحیح وتعلیقات، دکتر محمود عابدی، تہران ۱۳۷۳، مؤسسہ اطلاعات، چاپ دوم، ص ۳۸۵

اس صفحہ پر آپ کا نام ''خواجہ محمود انجیر فغنوی'' لکھا ہے۔ جبکہ اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۸۳۱ پر درج حواشی میں مذکورہ بالا حوالہ رشحات (فارسی) طبع ایران درج کیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

''محمود انجیر فغنوی: از مؤلف، ونیز رک: رشحات/۵۹ (از انجیر فغنی است، وآن دہی است در ولایت بخارا از مضافات وابکنی)''

۴ نفحات الانس (فارسی) طبع کلکتہ ۱۸۵۸ء، ص ۴۳۳ پر آپ کا نام ''خواجہ محمود انجیر فغنوی'' ہی لکھا ہے جیسا کہ دکتر محمود عابدی کے نسخہ میں تحریر ہے۔

۵ طرائق الحقائق (فارسی)، تالف محمد معصوم علی شیرازی، طبع تہران، کتابخانہ سنائی، ج ۲، ص ۳۳۲ اور ۳۵۲ پر بھی ''خواجہ محمود انجیر فغنوی'' ہی لکھا ہے۔

۶.....مقامات مظہری (فارسی)، تصنیف حضرت شاہ غلام علی دہلوی، دہلی ۱۳۰۹ھ، مطبع مجتبائی، ص ۵ پر بھی مشائخ نقشبندیہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ کا نام ''خواجہ محمود انجیر فغنوی'' ہی لکھا ہے اور اس کے بعد اسی کتاب کے آخر میں ضمیمہ مقامات مظہری (فارسی)، تصنیف حضرت شاہ عبد الغنی مجددی دہلوی کے صفحہ ۳۹ پر شجرۂ سلسلہ عالیہ مشائخ نقشبندیہ میں آپ کا نام ''حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی'' ہی لکھا ہے اور رشحات کا حوالہ درج کیا گیا ہے۔

۷.....انیس الطالبین وعدۃ السالکین (فارسی): صلاح الدین مبارک بخاری، تصحیح ومقدمہ: دکتر خلیل ابراہیم صاری اوغلی، تہران، ۱۳۷۱ھ، انتشارات کیہان کے مقدمہ کے صفحہ نمبر ۲۲ پر بھی آپ کا نام ''حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی'' ہی لکھا گیا ہے۔ اور اس کے علاوہ اسی کتاب کے متن کے صفحہ نمبر ۱۱۳ پر زیر عنوان ''ذکر سلسلہء خواجگان نور اللہ مرقدھم'' بھی آپ کا نام ''حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی'' ہی لکھا گیا ہے۔

۸.....آنجناب کی کتاب تذکرہ نقشبندیہ خیریہ (اردو)، تالیف: محمد صادق قصوری، لاہور ۱۹۸۸ء، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ص ۴۰۷ پر بھی آپ نے خواجہ صاحب کا نام ''حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی'' ہی لکھا ہے۔

۹.....نفحات الانس (فارسی): تالیف مولانا عبد الرحمٰن جامی، تصحیح ومقدمہ وپیوست مہدی توحیدی پور تہران، کتاب فروشی محمودی، ص ۳۸۰ ملاحظہ فرمائیے جہاں ''حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی'' کی بجائے ''محمود الخیر'' درج ہے جبکہ اس تبدیلی کے بارے میں کوئی حوالہ درج نہیں کیا گیا اور یہ نسخہ سخت مخدوش اور غیر معتبر ہے۔

۱۰.....رسالہ انسیہ، تالیف: خواجہ یعقوب چرخی، مشمول ستہ ضروریہ، دہلی ۱۳۱۲ھ، مطبع مجتبائی، ص ۱۸ یہاں بھی حضرت ''خواجہ محمود ابو الخیر فغنوی'' لکھا ہوا ہے۔ لیکن کاتب کی غلطی ہے یا پروف پڑھنے والے کی غلطی ہے۔ کیونکہ اس کے قدیم مخطوط ہمیں جو راقم کے پاس ہے ''خواجہ محمود انجیر فغنوی'' درج ہے۔ نیز ''فغنہ'' نام کا کوئی گاؤں نہیں ہے۔ جس قصبہ کا نام تواریخ اور جغرافیہ کی کتب میں موجود ہے وہ ''انجیر فغنہ'' ہے لہٰذا صرف ''فغنوی'' نسبت غلط ہے۔

نوٹ:

واضح رہے کہ اصل نام ''محمود'' ہے اور ''انجیر فغنوی'' مکانی نسبت ہے۔ ''انجیر فغنہ'' ایک گاؤں ہے جو قصبہ وابکنہ کے تحت واقع ہے۔ جیسے کہ ان کے شیخ طریقت کا اصل نام ''عارف'' ہے اور اس کے ساتھ

''ریوگری'' مکانی نسبت ہے۔ گاؤں کا نام ''ریوگر'' تھا اس نسبت سے ''ریوگری'' مشہور ہوے۔ ''انجیر فغنہ ''اور'' وابکنہ'' مردم خیز علاقے تھے۔ جن سے مشاہیر اٹھے اور ان کے ناموں کے ساتھ انجیر فغنی یا انجیر فغنوی اور وابکنی یا وابکنوی کی نسبت موجود ہے۔ ان شخصیات کے حوالہ جات دینا ایک الگ موضوع ہے جس کے لیے راقم کے پاس سردست وقت نہیں ہے۔ البتہ آپ درج ذیل کتب دیکھ سکتے ہیں:

١ معجم الادباء، تصنیف: یاقوت حموی
۲. معجم البلدان، تصنیف: یاقوت حموی
۳..... فتوح البلدان، تصنیف: البلاذری
۴ .البلدان، تصنیف: الیعقوبی
۵ ..احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم، تصنیف المقدسی
۶... لغت نامہ دھخدا، طبع ایران
۷ الاعلام، تصنیف: الزرکلی
۸.... معجم المؤلفین: عمر رضا کمالہ
۹ لباب الالباب، تصنیف: عوفی
۱۰ الجغرافیہ، تصنیف: الادریسی
۱۱. المسالک والممالک، تصنیف: الاصطخری
۱۲... حدود العالم، انگریزی ترجمہ: "The Regions of the World" by V.Minorsky
۱۳...... حبیب السیر، تصنیف: خواند امیر
۱۴..... تاریخ بخارا، تصنیف: النرخشی
۱۵. "History of Bukhara" by Arminious Vembrey
۱۶.... "The History of Bukhara"by Havard
۱۷.... "Bukhara"by L.Rempel & G.Pogacenkova
۱۸.... "The History of Bukhara"by W.Barthold
۱۹.... "The Land of Eastern Calefate" by Le.Strange

۲۰......تیموریوں کی تواریخ

اس موضوع کو Bibliography یعنی مصادر و مراجع کا علم کہا جاتا ہے اور اس کا نصاب با قاعدہ طور پر ایم۔اے اور پی ایچ ڈی کی سطح پر دنیا بھر کی یونیورسٹیوں میں خصوصاً زبانوں اور تاریخ کے شعبہ جات کے نصابات میں ایک لازمی پرچہ کے طور پر موجود ہے اور اس کی تدریس کی جاتی ہے۔راقم نے خود اس موضوع پر عربی زبان وادب کے مصادر و مراجع پر ایک تحقیقی کتاب بعنوان ''علوم العربیہ'' لکھی ہے جو مطبوع ہے اور ایم اے عربی پنجاب یونیورسٹی کے نصاب میں شامل ہے۔لہٰذا راقم ''محمود انجیر فغوی'' کو ''محمود الخیر'' لکھنے کی غلطی نہیں کرسکتا۔ارباب تحقیق کتب تراجم پر اپنی تحقیق کی بنیاد نہیں رکھتے بلکہ اصل زبان کی کتب ہی کو مراجع سمجھتے ہیں اور مطبوعات پر مخطوطات کو ترجیح دیتے ہیں اور ان میں بھی مصنف کے قریب العہد مخطوطات کو ترجیح دیتے ہیں۔

دوسری توضیح......راقم کی تحقیق یہ ہے کہ ''حضرت خواجہ سید محمد توکل شاہ'' سید تھے۔اس بارے میں چند حوالہ جات درج ذیل ہیں۔

۱......ملاحظہ فرمائیے ذکر خیر المعروف بہ صحیفہ محبوب تصنیف حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددی توکلی م۔ ۱۳۴۸ھ/۱۹۱۷ء گجرات، ۱۳۶۹ھ/۱۹۴۹ء تیسرا ایڈیشن، ص ۱۸ جہاں یہ الفاظ درج کیے گئے ہیں۔

''بلکہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ نام مبارک یعنی ''توکل شاہ'' والدین ہی
نے رکھا ہوا ہے نسب کی بابت نہ ہم کچھ لکھتے ہیں اور نہ ضرورت ہے
کیونکہ بظاہر پنجاب میں ''شاہ'' کا لفظ ''سید'' پر مستعمل ہوتا ہے''

اور یہ کہ آپ کے نانا کا نام ''شاہ الہ دین مست'' تھا جن کو کافی لوگ ملتے تھے اور ماں باپ کے فوت ہونے کے بعد ''حضرت خواجہ سید محمد توکل شاہ'' کی تربیت انھوں نے کی تھی۔آپ کے دو ماموں انبالہ شریف میں آپ کے پاس آتے رہے وہ دونوں شاہ کہلاتے تھے چنانچہ آپ کے نانا اور دونوں ماموں صاحبان کا ذکر ''تذکرہ توکلیہ'' اور ''ذکر خیر'' دونوں میں ہے۔اور وہ بالاتفاق ''شاہ اور سید'' تھے۔شجرہ نسب تحریر کرنے کی نہ کسی نے ضرورت سمجھی نہ تحریر کیا۔جبکہ کتب تذکرہ جات میں بے شمار بزرگان سادات کے حالات میں ان کے شجرہ جات نسب تحریر نہیں کیے گئے۔

۲......''حضرت خواجہ سید محمد توکل شاہ'' کی پہلی شادی ۱۲۷۷ھ/ ۱۸۶۱ء میں ''حضرت سید خادم حسین دہلوی

کی کنواری صاحبزادی صاحبہ سے ہوئی۔'' حضرت سید خادم حسین دہلوی بہت بڑے بزرگ اور جہاندیدہ آدمی تھے اگر حضرت سید توکل شاہ ''سید'' نہ ہوتے تو ان کو سادات کا یہ رشتہ کیسے ملتا۔ (ملاحظہ فرمائیے تذکرہ توکلیہ، ص ۲۱۔۲۲)

۳ ملاحظہ فرمائیے تذکرہ توکلیہ تالیف: نور احمد منشی، انبالہ ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۲ء، بلالی پریس، ص ۷۰، ۷۱: میر محمد یوسف علی صاحب نے سلسلہ توکلیہ کا منظوم شجرہ شریف لکھا اور حضرت خواجہ توکل شاہ انبالوی نے سنا اور جو نام شجرہ میں نہیں آتے تھے ان کو لکھنے سے منع فرمایا ازاں بعد شجرہ توکلیہ منظوم سنایا اس میں حضرت خواجہ توکل شاہ کے بارے میں درج ذیل شعر درج تھا۔

آپڑا ہوں تیرے در پر اپنا کر لے اب مجھے
شاہ توکل شاہ پیر رہنما کے واسطے

حضرت سید توکل شاہ انبالوی نے یہ شعر سنا اور منع نہیں فرمایا کہ ''شاہ'' کا لفظ نہ لکھو اگر آپ ''سید'' نہ ہوتے تو ضرور منع فرماتے۔ اور اس شجرہ توکلیہ میں آپ کے نام کے ساتھ ''شاہ'' کا لفظ نہ آتا۔

۴ ملاحظہ فرمائیے الہامات غیبی معروف بہ کمالات توکلی تالیف: حضرت مولانا سید اکرام حسین شاہ نقوی، ساڈھورہ ضلع انبالہ ۱۹۰۶ء، بلالی سٹیم پریس، ص ۴، ۶

یہاں آپ کا نام مبارک ''شاہ توکل شاہ صاحب علیہ الرحمۃ'' لکھا ہے۔ اور اسی کتاب کے آخر میں ص ۱۲۰ پر منظوم شجرہ میں آپ کے نام کے شعر میں آپ کا نام جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے ''شاہ توکل شاہ'' لکھا ہے۔ اس سے بھی واضح ہوتا ہے کہ اگر خواجہ صاحب اپنے نام کے ساتھ ''شاہ'' کا لفظ لکھنے سے منع کرتے تو الہامات غیبی معروف بہ کمالات توکلی نامی اس کتاب میں جو شجرہ طریقت درج ہوا ہے اس میں بھی آپ کے نام کے ساتھ ''شاہ'' کا لفظ نہ آتا۔

۵ راقم سلسلہ توکلیہ سے وابستہ ہے اور اس سلسلہ کا خانہ زاد ہے۔ لہٰذا راقم وثوق سے کہتا ہے کہ اس کے پیران طریقت حضرت خواجہ محبوب عالم اور ان کے خلیفہ اعظم حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ شاہ نقشبندی توکلی حضرت خواجہ توکل شاہ کو معتبر طور سے ''سید'' ہی سمجھتے تھے۔ لکھتے اور بولتے تھے۔ نیز تذکرہ توکلیہ، ذکر خیر اور کمالات توکلی کے علاوہ بھی کتب آپ کے حالات میں لکھی گئی ہیں۔ ان سب میں آپ کو زیادہ وثوق سے ''سید'' لکھا ہے۔ حضرت خواجہ توکل شاہ پر راقم نے بھی ایک تحقیقی کتاب ترتیب دی ہے اس میں بھی

آپ کو ان حوالہ جات کے ساتھ ''سید'' تحریر کیا ہے۔

تیسری توضیح...... (اقبال کی نظم میں جو ''عبدہٗ'' ہے اس سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) اس کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیے کلیات اقبال (حصہ جاوید نامہ) فارسی، لاہور ۱۹۹۰ء، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ص ۱۳ ۷ پر زندہ رود کا حسب ذیل شعر درج ہے:

صد جہاں پیدا دریں نیلی فضا ست

ہر جہاں را اولیاء و انبیاء ست؟

اور اس کے بعد ص ۱۳ ۷ اور ۱۴ ۷ پر غالب کے حسب ذیل دو اشعار درج ہیں:

نیک بنگر اندریں بود و نبود

پے بہ پے آید جہانہا در وجود

ہر کجا ہنگامہء عالم بود

رحمۃ للعالمینے ہم بود

ازاں بعد ص ۱۵ ۷ پر غالب کا یہ شعر درج ہے۔

خلق و تقدیر و ہدایت ابتدا است

رحمۃ للعالمینی انتہا ست

اس کے بعد ص ۱۶ ۷ پر حلاج کے حسب ذیل دو اشعار درج ہیں۔

ہر کجا بینی جہان رنگ و بو

آں کہ از خاکش بروید آرزو

یا ز نورِ مصطفیٰ او را بہا ست

یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰ است

پھر ۱۶ ۷ پر ہی زندہ رود کے دو اشعار درج ہیں۔

از تو پرسم ، گرچہ پر سیدن خطاست

سرّ آں جو ہر کہ نامش مصطفیٰ است
آدمے یا جوہرے اندر وجود
آں کہ آید گاہے گاہے در وجود؟

اگرایسا ہے تو پھر کئی جہاں کے ساتھ ہر جہان میں ایک نئے رحمۃ للعالمین کا وجود ضروری ہے کیا آپ کی نگاہ میں ایسا ہونا شرعاً جائز ہے۔یعنی رحمۃ للعالمین متعدد اشخاص ہیں یا ایک ہے۔اس روشنی میں مندرجہ بالا ان اشعار کی تشریح کیجیے۔ازاں بعد ص ۱۶۷ پر حلاج کی زبان سے کہے گئے یہ اشعار درج ہیں۔

پیش او گیتی جبیں فرسودہ است
خویش را خود عبدہٗ فرمودہ است
عبدہٗ از فہمِ تو بالا تر است
زانکہ اوہم آدم و ہم جوہر است
جوہرِ او نے عرب نے اعجم است
آدم است وہم ز آدم اقدم است
عبدہٗ صورت گرِ تقدیر ہا
اندر و ویرانہ ہا تعمیر ہا
عبدہٗ ہم جانفزا ہم جانستاں
عبدہ ہم شیشہ ہم سنگِ گراں
عبد دیگر عبدہٗ چیزے دیگر
ماسراپا انتظار او منتظر
عبدہٗ دہر است و دہر از عبدہٗ ست
ماہمہ رنگیم او بے رنگ و بو ست
عبدہٗ با ابتدا بے ست

عبدہٗ را صبح و شام ماکجاست
کس زسرّ عبدہٗ آگاہ نیست
عبدہٗ جز سر الا اللہ نیست
لا الٰہ تیغ و دم او عبدہٗ
فاش تر خواہی بگو ہو عبدہٗ
عبدہٗ چند و چگونِ کائنات
عبدہٗ راز درون کائنات
مدعا پیدا نگردد زین دو بیت
تانہ بینی از مقامِ مارمیت
بگزر از گفت و شنود اے زندہ رود
غرق شو اندر وجود اے زندہ رود

ازراہ مہربانی وضاحت کیجیے کہ حلاج کے یہ اشعار کیا صرف نعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذیل میں آتے ہیں۔ یا ان کا مدلول اور موصوف کوئی اور بھی ہے مثلاً

آدمے یا جوہرے اندروجود
آں کہ آید گاہے گاہے در وجود؟

یہ شعر اس بارے میں کیا رہنمائی دیتا ہے۔ کیونکہ زندہ رود کے اس سوال کے جواب میں حلاج نے مذکورہ اشعار کہے ہیں۔ اور یہ کہ زندہ رود سے کیا مراد ہے؟ پھر یہ واضح فرمائیں کہ اقبال کی کتاب جاوید نامہ جس میں فلک مشتری کی سیر کرتے ہوئے حلاج و غالب وقرۃ العین کی ارواح جلیلہ کا کلام درج کیا گیا ہے جس میں منجملہ غالب اور قرۃ العین کے کلام کے حلاج کے یہ اشعار درج ہیں۔ تو ان اشعار کو درج کرنے سے علامہ اقبال کی غرض وغایت کیا تھی؟ جاوید نامہ لکھنے کی غرض وغایت کیا تھی؟ قرۃ العین طاہرہ ایران کے بہائی مذہب کی مبلغہ اور شاعرہ تھی اسے ارواح جلیلہ میں کیوں شامل کیا گیا اور اس کے پیغام کو کیوں اہمیت

دی گئی۔ اگران سوالوں کے جوابات آپ کے پاس ہیں تو بواپسی ڈاک ضرور دیجیے۔

نیز واضح کیجیے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مرتبۂ نبوت و کمال انسانیت ختم ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو کیا انسان کامل کا پیدا ہونا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد بند ہو گیا ہے؟ اگر ایسا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انسان کامل کا پیدا ہونا بھی بند ہو گیا ہے تو پھر حضرت صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر اصحاب کے بارے میں قرآن مجید میں یہ آیات کیوں آئیں۔

مَثَلُهُمْ فِى التَّوْرٰةِ وَمَثَلُهُمْ فِى الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ۔۔۔(الفتح:۲۹)

(ان کے یہی اوصاف تورات میں (مرقوم) ہیں اور یہی اوصاف انجیل میں ہیں) (فتح الحمید)

اور ان کے بارے میں "الصحابی کالنجوم" کیوں کہا گیا؟ لفظ نجوم اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال انسانیت پر دلالت کرتا ہے اور انھیں "انسان کامل" کا درجہ دیتا ہے اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انسان کامل پیدا کرنا مقصود نہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کو بنی نوع انسان کے لیے لازم قرار دیا گیا اور کہا گیا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسنة (احزاب:۲۱)

(تم سب کے لیے حضرت محمد رسول اللہ کی ذات اقدس میں ایک اچھا نمونہ (Good Specimen) ہے)

اور قرآن مجید جیسی آخری کتاب کو اگر انسان سازی کے لیے نہیں اتارا گیا تو پھر اس کے نازل کرنے کی غرض و غایت کیا ہے؟ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت جنید، بایزید، نجم الدین کبریٰ، الغزالی، الجیلانی، رومی، ابن عربی، عبدالکریم الجیلی، مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ کیا انسان کامل تھے؟ اور انسان کامل کے بارے میں ان سب اکابر کے نظریات کیا تھے؟ اور انھوں نے یہ نظریات کیوں وضع کیے؟

ڈیوائن کامیڈی کیا ہے؟ کیوں لکھی گئی؟ مصنف کون ہے؟ مسلمان یا عیسائی؟ علامہ اقبال نے اس کا جواب دینا کیوں ضروری سمجھا" اور کونسی کتاب لکھ کر اس کا جواب دیا؟ اقبال کی مندرجہ بالا نظم جو حلاج کی

زبان سے کہلوائی گئی محض نعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے یا اس ''آدمے'' یا ''جوہرے'' کے بارے میں ہے؟ جو گاہے گاہے وجود میں آتا رہتا ہے۔ جیسا کہ زندہ رود نے سوال کیا جس کے جواب میں یہ نظم کہی گئی۔

ماہرین اقبالیات کے نزدیک اور راقم کے نزدیک اقبال کے فکری نظام میں یہ نظم انسان کامل کے وصف میں کہی گئی ہے اور اس بنا پر کہ دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی طرح ان کے بعد ان کے سردار اور خاتم ہونے کی رو سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی درجہ کے انسان کامل ہیں۔ یہ نظم بلا شبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف میں بھی ہے۔ خصوصاً اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل ترین اسوۂ حسنہ ہی انسان کامل کی کھیپ تیار کرنے کے لیے ایک ماڈل اور نمونہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ انسان کامل کا پیدا ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بند نہیں ہوا بلکہ حقیقت میں قرآن مجید میں انسان کامل کے اوصاف کے بیان کے بعد اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے ماڈل کی فراہمی کے بعد ہی انسان کامل کی تیاری کا اصل سلسلہ شروع ہوا اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ چنانچہ علامہ اقبال لکھتے ہیں:

یہ کائنات ابھی نا تمام ہے شاید
کہ آ رہی ہے دما دم صدائے کن فیکون

اس انسان کامل کو بقول اقبال خدا نے کہا ہے:

گفتند جہان ما آیا بتو می سازد؟
گفتم کہ نمی سازد ، گفتند کہ برہم زن

مولانا روم فرماتے ہیں:

علم حق در علم صوفی گم شود
ایں سخن کے باورِ مردم شود

اقبال اس کے پہلے مصرع میں تصرف کر کے کہتے ہیں:

مرضی حق در رضائش گم شود
این سخن کے باور مردم شود

لیکن یہ حقیقت ہے کہ انسان کامل، جو بہ انسان یا آدم کامل ہر زمانہ میں نہیں ہوتا بلکہ صدیوں کے بعد

گاہے گاہے وجود میں آتا ہے جیسا کہ رومی کہتے ہیں۔

قرن ہا باید کہ تا یک مرد صاحبدل
بایزید اندر خراساں یا اویس اندر قرن

اقبال فرماتے ہیں:

عمرہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں
ہوتا ہے کوہ و دشت میں پیدا کبھی کبھی
وہ مرد جس کا فقر خزف کو کرے نگیں

چنانچہ جان لینا چاہیے کہ حلاج، ابن عربی، عبدالکریم الجیلی، مولانا روم، حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہم الرحمۃ کے انسان کامل کے بارے میں نظریات کیا کیا ہیں۔ نیز یورپ کے فلسفیوں کے نزدیک انسان کامل (The perfact man) کے بارے میں خصوصاً نیٹشے کے نزدیک اس کے فوق البشر (The Supper Man) کے بارے میں کیا نظریات ہیں۔ علامہ اقبال کا نظریہ انسان کامل کیا ہے۔ منصور حلاج کے اوپر درج اشعار جو نعت نبوی لگتے ہیں درحقیقت یہ اشعار حلاج کے نظریہ، وحدۃ الوجود کے مطابق انسان کامل کے اوصاف ہیں۔ چنانچہ ''پیش او گیتی جبیں فرسودہ است'' سے مراد انسان کامل یا جوہر مصطفوی ہے۔ جس کی سمت سجدہ کا حکم ہوا۔ ھو عبدہ سے مراد انسان کامل کا اپنی ذات وصفات میں خدا کا عین ہونا ہے۔ جس کی طرف یہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ کرتی ہے۔

ان اللّٰہ خلق الانسان علی صورتہ ای علی اوصافہ
(خدا نے انسان کامل کو اپنی صورت پر یعنی اپنے اوصاف پر پیدا کیا)

چنانچہ یہ مرد کامل اس حدیث نبوی کی رو سے مولا صفات ہوتا ہے اور دوسری حدیث نبوی ہے۔

تخلقوا باخلاق اللّٰہ
(اپنے اوصاف اللہ کے اوصاف کے مطابق بنالو)

کا مظہر ہوتا ہے۔ اس بنا پر یہ خدا کا خلیفۃ فی الارض ہے اور اس کے اس بار امانت کو اٹھانے والا ہے

جس کو اٹھانے سے زمین و آسمان ڈر گئے تھے اور انکار کر گئے تھے۔ اور اس وجہ سے اس انسان کامل کا وصف ظلوم و جہول ہے اور یہ اس کی مدح ہے مذمت نہیں۔

اس مضمون سے متعلق وہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس میں ادائے فرائض کے بعد کثرت نوافل کے ذریعہ بندۂ خدا متواتر خدا کا قرب تلاش کرتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ اس کے ہاتھ اور اس کے پاؤں وغیرہ بن جاتا ہے۔ حدیث نبوی درج ذیل ہے۔

وما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل (بعد ان یؤدی الفرائض) حتی احبه فاذا احببته کنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصر به ویده التی یبطش بها ورجله التی یمشی بها (المشکوٰۃ: حدیث قدسی)

(اور جب میرا بندہ (فرائض کی ادائیگی کے بعد متواتر) نوافل کے ساتھ میرا قرب تلاش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پس جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ سنتا ہے اور میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اور میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور میں اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے)

چنانچہ اس معنیٰ میں اقبال کا ایک شعر درج ذیل ہے۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفرین، کارکشا، کارساز

اور مندرجہ بالا نظم کے شعر

مدعا پیدا نگردد زیں دو بیت
تانہ بینی از مقام مارمیت

میں مقام مارمیت سے اشارہ ہے بہ آیت شریفہ:

وما رمیتَ اذ رَمیتَ ولٰکنّ اللّٰہ رَمٰی (سورۃ الانفال:۱۷)
(اور (اے محمد ﷺ) جس وقت تم نے کنکریاں پھینکی تھیں تو وہ تم نے
نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل کو خدا تعالیٰ نے اپنا فعل قرار دے دیا۔ اس نظم میں یہ آیت اور اس کے الفاظ عبدہٗ، ہو عبدہٗ، عبدہٗ جز سر الا اللہ نیست، لا الہ تیغ ودم او عبدہٗ، غرق شو اندر وجود اے زندہ رود، اور قرب نوافل والی حدیث سب وحدۃ الوجود کے نظریہ کے دلائل ہیں جنہیں وجودی حضرات پیش کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ ساری نظم وحدۃ الوجود کے نظریہ انسان کامل کو پیش کرتی ہے کیونکہ اس کے مستدلات ارباب وجود کے مستدلات ہیں۔ حسین بن منصور حلاج (م۔ ۳۰۹ھ) کو پہلے حلول واتحاد کے نظریہ کا حامل سمجھا جاتا تھا مگر جب فرانسیسی فلسفی ماسینوں (Massignon) نے حلاج کی کتاب ''الطواسین'' ایڈٹ کرکے طبع کی اور اس کے حالات زندگی پر بھی مفصل کتاب ''جذبہ حلاج (Le Pasion de Hallaj)'' طبع کی اور علامہ اقبال نے ان دونوں کتابوں کو پڑھا تو اس کا نظریہ حلاج کے بارے میں تبدیل ہو گیا اور وہ اسے حلول واتحاد کی بجائے وحدۃ الوجودی سمجھنے لگے۔ اس بنا پر انھوں نے اپنی کتاب ''جاوید نامہ'' میں جو ان کا معراج نامہ ہے حلاج کو وجودی افکار کا حامل دکھایا۔ اور خصوصاً یہ نظم ان کے وجودی نقطہ نظر کو خوب واضح کرتی ہے۔ اس نظم کا خلاصہ یہ ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جوہر ہیں اور یہ جوہر ہر دور کے انسان کامل کے اندر ہوتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہر دور کے انسان کامل کا نام محمد مصطفیٰ نہیں ہوتا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے تمام انسان کامل جوہر مصطفوی سے فیضیاب تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک آنے والے تمام انسان کامل جوہر مصطفوی سے فیضیاب ہوں گے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر جوہر مصطفوی ہی تھا اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد اور احمد تھا۔ علامہ اقبال نے جوہر مصطفوی کا تصور عبدہٗ کے فکر کے تحت حلاج کے حوالہ سے نقل کیا ہے حالانکہ حلاج کے علاوہ عبدالکریم الجیلی کا انسان کامل کے بارے میں جوہر مصطفوی کا تصور بھی یہی ہے چنانچہ ذیل میں دو حوالہ جات سے اس کی توضیح پیش کی جاتی ہے۔

ایس ایم فاروق لکھتے ہیں:

''اس جہان کا تلاش مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں مصروف ہونے کا

تصور الجیلی کے مرد کامل کے تصور سے جاملتا ہے۔ اقبال نے سوال پوچھا کیا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام جوہر ہے جو وجود کے اندر گاہے گاہے ظاہر ہوتا ہے؟ الجیلی (عبد الکریم) کہتا ہے کہ جب مرد کامل پیدا ہوتے ہیں ان میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی نظر آتے ہیں ہر زمانے میں انہی کا نام دوسری شکلوں میں ظاہر ہوتا ہے''

(طواسین اقبال: تالیف ایس ایم فاروق، لاہور ۱۹۸۷ء، طابع اقبال اکادمی پاکستان، جلد اول، ص ۹۰)

اور ڈاکٹر ملک حسن اختر اس پر اضافہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ایسا معلوم ہوتا ہے کہ الجیلی (عبد الکریم) نے کمال کا یہ مرتبہ صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے لیے ہی مختص کیا ہے۔ اس کا خیال ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی ہر زمانہ میں اولیاء کی صورت میں ظاہر ہوتی رہتی ہے اس کے نزدیک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو صورت چاہیں اختیار کر سکتے ہیں''

چنانچہ وہ شبلی کی مثال دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''کیا تجھے نہیں معلوم کہ جب آپ شبلی کی صورت میں ظاہر ہوئے تو شبلی نے اپنے تلمیذ سے کہا کہ میں اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ تلمیذ صاحب کشف تھا اس نے نور کشف سے پہچان لیا اور کہا کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ تو اللہ کا رسول ہے مگر انھیں فوراً ہی خیال آیا کہ کہیں ان پر تناسخ کے مسئلہ کا قائل ہونے کا الزام نہ لگ جائے''

چنانچہ وہ اسی صفحہ پر کہتے ہیں:

''مبادا میرے قول میں مذہب تناسخ کا تجھے وہم گزرے۔ میں خدا کی اور پھر رسول کی اس بات سے پناہ لیتا ہوں کہ میری یہ مراد ہو بلکہ

میری غرض یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ قدرت ہے کہ وہ ہر صورت میں متصور ہوں حتیٰ کہ وہ ان صورتوں میں متجلی ہوتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دستور جاری ہے کہ وہ ہمیشہ ہر زمانہ میں اس زمانہ کے اکمل (انسانوں) کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں تا کہ ان کی شان بلند ہو اور زمانہ کا ان کی طرف میلان درست اور قایم ہو وہ ظاہر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہوتے ہیں اور باطن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی حقیقت ہیں''

ڈاکٹر ملک حسن اختر مزید لکھتے ہیں:

''علامہ اقبال اس خیال سے اتفاق نہیں کرتے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مختلف ہستیوں میں ظاہر ہوتی ہے۔ البتہ الجیلی کے بیان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات صرف اکمل انسان میں ہی متجلی ہوتی ہے ہر کامل انسان میں ان کی ذات جلوہ گر نہیں ہوتی ورنہ وہ یہ کہتے کہ کامل اپنی اکملیت میں ہمیشہ ترقی کرتا رہتا ہے کیونکہ رسول اکرم کی ذات تو کمال کے اعلیٰ ترین درجہ پر ہے''

(اقبال اور مسلم مفکرین: تالیف ڈاکٹر ملک حسن اختر، لاہور ۱۹۹۲ء، فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ، ص ۱۲۲)

عبدہٗ کے ذیل میں چند مزید توضیحات درج ذیل ہیں:

۱ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''نہایت مراتب ولایت مقام عبدیت است و در درجات ولایت فوق عبدیت مقامے نیست''

(مراتب ولایت کا آخری مقام عبدیت ہے اور درجات ولایت فوق عبدیت کے اوپر اور کوئی مقام نہیں ہے) (مکتوبات امام ربانی،

دفتر اول، مکتوب ۳۰)

۲.....علامہ اقبال اسی مسلک کی نمائندگی کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''آپ (لوگوں) کی اصطلاح میں اگر میں اپنے مذہب کو بیان کروں تو (وہ) یہ ہوگا کہ شان عبدیت انتہائے کمال روح انسانی ہے۔اس سے آگے اور کوئی مرتبہ یا مقام نہیں''

(مضمون: سر: سرخودی، از علامہ اقبال، اخبار وکیل، امرتسر، بھارت، ۹ر فروری ۱۹۱۴ء، بحوالہ مجلّہ اقبال، لاہور، اپریل ۱۹۵۴ء، ص ۴۵)

۳.....علامہ اقبال نے حسین بن منصور حلاج سے منسوب نظم میں عبد اور عبدہٗ کے درمیان بڑا نازک فرق بتایا ہے۔ بندے تو سبھی ہوتے ہیں مگر اس کا بندہ ہونا اور محسوس کرنا ہی مقام عبدیت ہے اور یہی معراج انسانیت ہے۔(حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر محمد اقبال: پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، کراچی ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء، ادارۂ مسعودیہ)

۴.....اس آیت قرآنی میں جس میں ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عبد کو ایک رات کے قلیل حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر کرائی ''اسریٰ بعبدہٖ' (اپنے بندے کو رات کے وقت سیر کرائی) کا لفظ آیا ہے ''اسریٰ بحبیبہٖ'' (اپنے حبیب کو رات کے وقت سیر کرائی) کا لفظ نہیں آیا۔اور اسریٰ بنبیہٖ'' (اپنے نبی کو رات کے وقت سیر کرائی) کا لفظ بھی نہیں آیا۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حبیب اور نبی ہونا لاریب ہے یہی وجہ ہے کہ یہاں عبدہٗ' کو اختصاص دیا گیا ہے۔

۵.....ایسے ہی سورہ نجم میں مقام ''قاب قوسین او ادنی'' پر آپ کے ساتھ اپنی گفتگو کو ''فاوحی الی عبدہٖ ما اوحٰی'' کہا ہے اور یہاں بھی لفظ ''عبدہٗ'' کا لحاظ رکھا ہے حبیب اور نبی وغیرہ القابات استعمال نہیں کیے۔

۶.....حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کے جواب میں جب انھوں نے آپ کی ماں حضرت مریم سے آپ کے بارے میں پوچھا تھا کہا:

اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ (سورۃ مریم: ۳۰)

(میں اللہ کا بندہ ہوں)

۷ اس کے علاوہ عبدہ کے بارے میں چند مزید آیات درج ذیل ہیں۔

(۱) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْکِتٰبَ (الکھف:۱)

(سب تعریف خدا ہی کو ہے جس نے اپنے بندے (محمد ﷺ) پر (یہ) کتاب نازل کی) (فتح الحمید)

(۲) ذِکْرُ رَحْمَتِ رَبِّکَ عَبْدَہٗ زَکَرِیَّا (مریم:۲)

(یہ تمہارے پروردگار کی مہربانی کا بیان (ہے جو اس نے) اپنے بندے زکریا پر (کی تھی)) (فتح الحمید)

(۳) تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا (الفرقان:۱)

''وہ (خدائے عزوجل) بہت ہی بابرکت ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ اہل علم کو ہدایت کرے'' (فتح الحمید)

(۴) اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

''کیا خدا اپنے بندے کو کافی نہیں؟'' (فتح الحمید)

۸ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''نِعْمَ الْعَبْدُ'' (ص:۳۸:۴۴) (اچھا عبد)

۹ دوسرے کلمہ، کلمہ شہادت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کے بارے میں ''اشھد ان محمدا عبدہٗ ورسولہ'' میں عبدہ کا لفظ درج کیا گیا ہے۔

۱۰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ وہ آپ کو ملک یعنی بادشاہ کہا کریں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس ہزار مربع پر مشتمل ریاست مدینہ بنائی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے حکمران تھے تو آپ نے جواب دیا ''لا انا عبدہٗ ورسولہ'' یہاں لفظ عبدہ کو استعمال کیا۔

۱۱ اور دیگر کئی مواقع پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعلق عبدہ کا لفظ استعمال کیا ہے اس سے واضح

ہوا کہ مقامِ عبدیت یعنی مقامِ بندگی ہی انسان کامل کا اصل مقام ہے اور اسی پر قیام اس کا کمال اور اس کی معراج ہے۔ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علامہ اقبال کہتے ہیں:

متاعِ بے بہا ہے درد و سوزِ آرزو مندی
مقامِ بندگی دے کر نہ لوں شانِ خداوندی

علامہ اقبال مثنوی ''پس چہ باید کرد اے اقوام شرق'' میں مرد حر کے عنوان کے تحت اس کی صفات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ما ہمہ عبد فرنگ او عبدہٗ
او نہ گنجد در جہان رنگ و بو
صبح و شام ما بفکر ساز و برگ
آخرِ ما چیست؟ تلخیہائے مرگ
در جہانِ بے ثبات او را ثبات
مرگ او را از مقاماتِ حیات
اہل دل از صحبت ما مضمحل
گل زفیضِ صحبتش دارائے دل
کار ما وابستۂ تخمین و ظن
او ہمہ کردار و کم گوید سخن
ما گدایاں کوچہ گرد و فاقہ مست
فقر او از لا الٰہ تیغے بدست

عبدیت کے بارے میں علامہ اقبال اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا نقطۂ نظر:

اس بارے میں واضح رہے کہ ان دونوں حضرات کا نقطہ نظر وجودی نہیں بلکہ شہودی ہے۔ چنانچہ علامہ اقبال اپنی کتاب ''اسرار خودی'' میں کہتے ہیں کہ مرد مومن یا مرد کامل میں

۱۔ صفات کی بجائے بے پردہ ذات ملحوظ ہے

۲ سرّ الوصال کی بجائے سرّ الفراق ملحوظ ہے

۳ فنا کی بجائے بقا اور گم شدہ کی بجائے انفرادیت کو قایم رکھنا ملحوظ ہے۔

چنانچہ وہ کہتے ہیں:

مرد مومن در نسازد باصفات
مصطفیٰ راضی نہ شد الا بذات

کمال زندگی دیدارِ ذات است
طریقش رستن از بندِ جہات است

چناں با ذاتِ حق خلوت گزینی
ترا او بیند و او را تو بینی

بخود محکم گزر اندر حضورش
مشو ناپید اندر بحر نورش

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد لکھتے ہیں کہ:

''۱۹۳۲ء میں لندن میں ارسطا طالیسی سوسائٹی (Aristotle Sorcity of London) کی دعوت پر اقبال نے جو لیکچر دیا تھا اس میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے افکار و خیالات کو اہل انگلستان کے سامنے پیش کیا تھا مولانا غلام رسول مہر نے ۱۴ر جولائی ۱۹۶۳ء کو لاہور میں راقم سے فرمایا تھا کہ ۱۹۳۲ء میں سفر انگلستان میں اقبال کے ساتھ وہ بھی شریک و رفیق تھے موصوف نے فرمایا کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اقبال نے روما میں "Religious Experience" کے عنوان سے ایک تقریر کی تھی پھر جب مصر پہنچے تو وہاں بھی قریب قریب وہی تقریر دہرائی تھی

اور ان دونوں تقریروں میں علامہ اقبال نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا ذکر فرمایا تھا۔ علامہ اقبال کا لیکچر جو انھوں نے ۱۹۳۲ء میں لندن میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے بارے میں دیا تھا وہ اب اقبال کے مشہور مجموعہ خطبات Reconstruction of Religious Thought کا ساتواں خطبہ (بعنوان: Is Religion Possible) ہے۔ جس میں اقبال نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی تعلیمات سے یورپ کو روشناس کرایا تھا''

(حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر محمد اقبال: ۲۰۰۲ء، ضیاء الاسلام پبلی کیشنز، ص ۷۱، مطبوعہ کراچی)

حضرت مجدد الف ثانی اور علامہ اقبال کے افکار میں شہودیت یا وحدۃ الشہود کے بارے میں انتہائی اور گہری مماثلت اور یکسانیت کے مطالعہ کے لیے ملاحظہ فرمائیے مندرجہ ذیل کتب:

۱۔ حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر محمد اقبال: تصنیف پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کراچی پاکستان ۲۰۰۲ء، ضیاء الاسلام پبلی کیشنز)

۲۔ اقبال اور مسلم مفکرین: تصنیف ڈاکٹر ملک حسن اختر، لاہور ۱۹۹۲ء، فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ، ص ۲۱۳، مضمون اقبال اور امام ربانی مجدد الف ثانی۔

۳۔ طواسین اقبال: تصنیف ایس ایم فاروق، لاہور ۱۹۹۰ء اقبال اکادمی پاکستان، جلد دوم، سوم یکجا، ص ۸۴، مضمون اقبال اور حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی۔

چوتھی توضیح ...... لیکن خواجگان کا لفظ بخارا اور سمرقند کے خواجگان کے لیے مخصوص ہو گیا۔ اس ضمن میں راقم کی تحقیق بچند حوالہ جات درج ذیل ہے۔

۱۔ بحوالہ رشحات عین الحیات، تہران، جلد اول کے مقدمہ نگار دکتر اصغر معینیان کے تحقیقی مقدمہ کی چند عبارات درج ذیل ہیں:

(۱) مقدمہ رشحات عین الحیات، طبع مذکور ص ۳۸ ''این طائفہ (نقشبندیہ) کہ (از عبد الخالق غجدوانی)

تا زمان خواجہ بہاء الدین محمد معروف وموسوم بہ خواجگان یا خواجگانیہ بودہ است"

(۲) مقدمہ ص ۴۳ "خواجہ عبد الخالق غجدوانی سومین شخصیت از مشائخ بزرگ صوفیہ در قرن ششم کہ مؤسس اصلی و بنیان گزار واقعی سلسلہء خواجگان است کہ بعداً بہ نقشبندیہ معروف ہمانا شیخ المشائخ خواجہ عبد الخالق غجدوانی است کہ بحق اورا "سر حلقہ طریقت خواجگان" و "سر دفتر این عزیزان قدس اللہ ارواحہم" نامیدہ اند"

(۳) مقدمہ ص ۶۴ "از عہد شیخ المشائخ خواجہ عبد الخالق غجدوانی کہ "سر حلقہ سلسلہء خواجگان" است تا عہد خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند بخاری "خواجگان وخواجگانیہ" نام دادہ اند"

نوٹ:

اس سلسلہ کے مختلف ادوار میں مختلف نام از روئے تاریخ بحوالہ مقدمہ نگار رشحات عین الحیات حسب ذیل ہیں۔ یہ سلسلہ:

۱ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ تک صدیقیہ کہلاتا تھا۔

۲ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت خواجہ یوسف ہمدانی تک طیفوریہ کہلاتا تھا (اس کا ذکر عبد الرحمٰن السلمی کی کتاب طبقات الصوفیہ، عبد الکریم القشیری کی کتاب الرسالۃ القشیریہ، علی بن عثمان الہجویری کی کتاب کشف المحجوب، J.A.Arberry کی کتاب Sufism اور J.Spencer Trimingham کی کتاب "The Sufi Orders in Islam' "میں بھی ہے)

۳ حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی سے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند علیہ الرحمۃ تک جیسا کہ پہلے اوپر ذکر ہو چکا ہے یہ سلسلہ خواجگان کہلاتا تھا۔

۴ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند علیہ الرحمۃ سے حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ تک "نقشبندیہ" کہلاتا تھا اگرچہ درمیان میں حضرت خواجہ عبید اللہ احرار علیہ الرحمۃ کے بعد کچھ دیر احراریہ بھی کہلایا لیکن غالب نام نقشبندیہ ہی رہا۔

5 حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ نقشبندیہ مجددیہ کہلایا۔

۶ آگے اپنی شاخوں کے لحاظ سے زبیریہ، مظہریہ، توکلیہ، چوراہیہ، موہڑویہ اور شرقپوریہ وغیرہ بھی کہلایا۔ مگر ان سب پر ابھی تک غالب نام نقشبندیہ مجددیہ ہی ہے۔

(رشحات، ایران، ج ا، مقدمہ ص ۶۳، ۶۴/ دی صوفی آرڈرز ان اسلام، جے سپنسر ٹرائی منگھم، لندن ۱۹۷۱ء، ص ۱۰، ۱۱، ۱۳، ۱۴، ۱۶-۳۰، ۶۲، ۹۱-۱۹۵ اور ۲۶۲)

سلسلۂ خواجگان کے نام:

اوپر درج رشحات کے مقدمہ نگار کی تحقیق اور توضیح کی روشنی میں سلسلۂ خواجگان کے تحقیق کردہ سات خواجگان کے نام حسب ذیل ہیں:

۱.....خواجہ عبدالخالق غجدوانی

۲.....خواجہ عارف ریوگری

۳.....خواجہ محمود انجیر فغنوی

۴.....خواجہ عزیزان علی رامتینی

۵.....خواجہ محمد بابا سماسی

۶.....خواجہ محمد امیر کلال بخاری

۷.....خواجہ محمد بہاء الدین نقشبند بخاری

نوٹ:

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی سلسلۂ خواجگان کے اصل بانی اور حقیقی موسس ہیں۔ چنانچہ ان کو ''سر دفتر طبقۂ خواجگان'' اور ''سر سلسلۂ این عزیزان قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم'' کا لقب دیا گیا ہے۔ (رشحات عین الحیات (فارسی)، ایران، ج ا، متن، ص ۳۴/ رشحات عین الحیات، نولکشور، متن ص ۱۸) آپ نے تربیت سالکین کے لیے اپنی مشہور ہشت شرائط پر مبنی سلوک ترتیب دیا۔ بانی سلسلۂ خواجگان خواجہ عبدالخالق غجدوانی کی ہشت شرائط میں حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند نے تین شرائط کا اضافہ کر دیا تھا پھر ایک شرط بڑھا دی۔ ازاں بعد کل بارہ شرائط پر مبنی یہ خواجگان کا نصاب تربیت اب تک جاری ہے۔ اور راقم نے اپنے شیخ طریقت قطب الارشاد حضرت مولانا سید حبیب اللہ نقشبندی مجددی توکلی محبوبی (م ۱۹۶۱ء) سے ان بارہ شرائط کو علمی طور پر سمجھا اور پھر ان کی توجہات اور واردات سے بہرہ ور ہوا۔ **الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔**

اس بنا پر یہ بات ایک قطعی حقیقت ہے کہ خواجگان کا مشہور عام سلسلہ انہیں سات مشائخ کے اسماء پر مشتمل ہے اور یہ بات واضح رہے کہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند سلسلہ خواجگان کے بانی نہیں ہیں۔

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند علیہ الرحمۃ سے سلسلہ نقشبندیہ شروع ہوا لہٰذا حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند سلسلہ نقشبندیہ کے بانی ہیں نہ سلسلہ خواجگان کے۔ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند حضرت خواجہ بابا محمد سماسی کے فرزند ہیں۔ اور حضرت خواجہ امیر کلال کے مرید ہیں۔ لیکن انھوں نے تمام فیض حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی کی روح مبارک سے پایا۔ اور وہ ان کے اویسی ہیں۔ حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی کا نصاب تربیت ان کی مشہور آٹھ شرائط اور ان کی ایک وصیت پر مشتمل ہے۔ یہ وصیت انھوں نے اپنے معنوی فرزند اور اپنے خلیفہ دوم خواجہ اولیا کبیر بخاری کو کی تھی۔ آٹھ مذکورہ شرائط درج ذیل ہیں۔

۱ ہوش در دم

۲ نظر بر قدم

۳ سفر در وطن

۴ خلوت در انجمن

۵ یاد کرد

۶ بازگشت

۷ نگہداشت

۸ یادداشت

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کی چار اضافی شرائط درج ذیل ہیں:

۹ وقوف زمانی

۱۰ وقوف قلبی

۱۱ وقوف عددی

۱۲ اندراج النہایۃ فی البدایۃ

تذکرہ شرائط خواجگان:

ان شرائط خواجگان کا ذکر صرف چار اشخاص نے کیا ہے جو کہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ صلاح بن مبارک بخاری نے اپنی کتاب انیس الطالبین وعدۃ السالکین، با مقدمہ و تصحیح: دکتر خلیل ابراہیم صاری اوغلی، تہران، بہار ۱۳۸۱، انتشارات کیہان، کے مقدمہ کے صفحہ ۳۳ سے لے کر ۴۲ تک رشحات کے

حوالہ سے گیارہ شرائط کا نہایت مفصل و مشرح ذکر کیا ہے۔

۲..... مولانا فخر الدین علی بن حسین الواعظ کاشفی نے اپنی کتاب رشحات عین الحیات، با مقدمہ و تصحیحات و حواشی و تعلیقات: دکتر علی اصغر معینیان، تہران، شہر یور ماہ ۲۵۳۶، انتشارات بنیاد بادشاہ ایران محمد رضا شاہ پہلوی، جلد اول متن کے صفحہ ۳۸ سے لے کر صفحہ ۵۰ تک گیارہ شرائط کا بیان بڑی مفصل شرح اور تفصیل سے کیا ہے۔ جبکہ اس کتاب کی دوسری جلد کے متن کے ص ۵۰۶ پت بارہویں شرط ''اندراج النہایۃ فی البدایۃ'' کا ذکر اس طرح کیا ہے:

''حضرت خواجہ بہاء الدین قدس اللہ تعالیٰ سرہ فرمودہ اند کہ نہایۃ را در بدایۃ درج میکنم''

وصیت:

یہ وصیت آپ نے اپنے معنوی فرزند اور خلیفہ دوم خواجہ اولیاء کبیر کو کی تھی۔ (رشحات عین الحیات، جلد ا، متن ص ۳۷)

۳..... حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نے اپنے مکتوبات میں ان شرائط کا مفصل اور مشرح ذکر کیا ہے۔ دیکھیے مکتوبات مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، اردو ترجمہ: سید زوار حسین شاہ، کراچی ۱۹۹۱ء، ادارہ مجددیہ، ناظم آباد

دفتر نمبر	مکتوب نمبر	صفحہ نمبر	موضوعات/شرائط
دفتر اول	۱۵۱	۳۴۰	یادداشت
دفتر اول	۲۲۱	۱۱۷	سفر در وطن، خلوت در انجمن، اندراج النہایۃ فی البدایۃ
دفتر اول	۲۶۶	۲۵۲	سفر در وطن، اندراج النہایۃ فی البدایۃ
دفتر اول	۲۸۵	۳۵۲	یادداشت
دفتر اول	۲۹۵	۴۵۱	ہوش در دم، نظر بر قدم، سفر در وطن، خلوت در انجمن، اندراج النہایۃ فی البدایۃ: اس کو سفر در وطن کی شرح میں یوں لکھا ہے۔ ''سفر در وطن سے مراد انفس کی سیر ہے جس کا منشا اندراج النہایۃ فی البدایۃ ہے یعنی ابتداء میں انتہا کا حاصل ہونا جو اس طریقہ عالیہ کے ساتھ مخصوص ہے'' (ص ۴۵۳)

دفتر دوم	۴۲	۱۴۵	سفر در وطن، اندراج النهایة فی البدایة
دفتر دوم	۴۳	۱۵۱	اندراج النهایة فی البدایة (یہ مکتوب اس بنا پر اہم ہے کہ یہ تمام مکتوب صرف اس ایک اصطلاح کی شرح میں ہے)

۱ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددی توکلی نے اپنی کتاب خیر الخیر معروف بہ مرغوب السلوک، لاہور ۱۹۵۳ء، اردو پریس، ص ۸ سے ص ۱۵ تک ان بارہ شرائط کا ذکر نہایت اچھی شرح اور تفصیل کے ساتھ کیا ہے اور خواجہ عبد الخالق غجدوانی کی مذکورہ وصیت کو اپنی کتاب خیر الخیر کے ص ۱۲۲ پر درج کیا ہے۔

۲ بحوالہ کتاب انیس الطالبین، سلسلہء خواجگان کے بارے میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے جو ہمیں دستیاب ہوئی ہے اور جو رشحات اور بلکہ رسالہ قدسیہ سے بھی اقدم ہے۔ یہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کے ایک مرید صالح بن مبارک بخاری (۷۲۳ھ - ۷۸۳ھ) کی تصنیف ہے۔ اور دکتر ابراہیم خلیل ساری اوغلی کی تصحیح و مقدمہ کے ساتھ ایران/ تہران سے بہار ۱۳۷۱ شمسی میں شائع ہوئی ہے۔ اس کے محقق متن اور مقدمہ نگار نے بھی مقدمہ کے صفحہ نمبر ۲۱ سے صفحہ ۲۵ تک اور متن کے صفحہ ۱۱۳ پر زیر عنوان "سلسلہء خواجگان قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم" کی تعداد وہی سات دی ہے۔ جو رشحات کے حوالہ سے پہلے مذکور ہوئی ہے۔ یہ کتاب خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری کی وفات ۷۹۳ھ کے فوراً بعد لکھی گئی ہے۔

۳ بحوالہ رسالہ قدسیہ خواجہ محمد پارسا مشمول ستہ ضروریہ، دہلی ۱۳۱۹ھ، مطبع مجتبائی، ص ۴۳ اور ۴۴ اس میں سلسلہء خواجگان کے زیر عنوان پہلے سات اکابر کا ذکر موجود ہے۔

۴ بحوالہ کتاب نفحات الانس من حضرات القدس، نور الدین عبد الرحمٰن جامی، مقدمہ و تصحیح دکتر محمود عابدی، اس کتاب کے متن کے صفحہ ۳۸۳ سے لے کر ۳۸۹ تک اس سلسلہء خواجگان اور ان کے سات مشائخ کا ذکر آیا ہے۔

۵ بحوالہ کتاب "The Sufi Orders in Islam" تصنیف "J.Spencer Triminigham"، لندن ۱۹۷۱ء، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس۔
اس کتاب کے متن کے ص ۶۲ اور ۶۳ کے حوالہ سے سلسلہ خواجگان کے سات اکابر کے اسماء جو حسب سابق ہیں قند مکرر کے طور پر درج ذیل ہیں:

Khawajagan:

1. Abdul-Khaliq Al-Ghujdawani (d.A.D.1220)
2. Arif Riwgari, d. 657/1259
3. Mahmud Anjir Faghnawi, d. 643/1245 (or 670/1272)
4. Azizan Ali ar-Ramitani, d 705/1306 (721/1321)
5. Muhammad Babab Sammasi, d 740/1340 (755/1354)
6. Amir Sayyid Kulal al-Bukhari, d. 772/1371
7. Muhammad ibn M. Baha ad-din an-Naqshabandi,

717/1318---791/1389.

۷..... ملاحظہ کیجیے مقامات مظہری: حضرت شاہ غلام علی مجددی دہلوی، دہلی ۱۳۰۹ھ، مطبع مجتبائی، ص ۱۱۵، یہاں معمولات مظہریہ کے ذیل میں ختم خواجگان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے جلی عنوان کے بعد لکھا گیا ہے:

''ثواب ایں ختم بہ ارواح حضرات بزرگواران (خواجگان) کہ ایں ختم بہ ایشان منسوب است باید گذرانید زیرا کہ در تعین اسامی ایں اکابر اختلاف است''

(اس ختم شریف کا ثواب ''حضرات بزرگواران (خواجگان) کی ارواح کو پہنچا دیا جائے جن سے یہ منسوب ہے وجہ یہ کہ ان اکابر بزرگواران (خواجگان کے ناموں کے تعین میں اختلاف ہے)

چونکہ یہ کتاب مقامات مظہری حضرت شاہ غلام علی مجددی دہلوی نے اپنے شیخ طریقت حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید کے حالات اور معمولات کے بارے میں لکھی ہے اس لیے انھوں نے اپنے شیخ طریقت مرزا مظہر جان جاناں کا یہ ارشاد کمال دیانت سے نقل کر دیا ہے کہ ان بزرگواران (خواجگان) کے ناموں کے تعین کے بارے میں اختلاف ہے۔ جس کو دیکھ کر کئی لوگوں نے حضرت مرزا مظہر جان جاناں کی پیروی میں لکھا کہ ان بزرگواران (خواجگان) کے ناموں کے تعین کے بارے میں اختلاف ہے

اوران کا تعین نہیں ہے۔لیکن جب حضرت شاہ غلام علی مجددی دہلوی نے اپنا رسالہ ''ایضاح الطریقۃ'' لکھا تو اس میں ان خواجگان کے ناموں کا تعین کر دیا اور ان کی پیروی کرتے ہوئے حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددی توکلی (م۔ ۱۹۱۷ء) نے اپنی کتاب ''ذکر کثیر'' کے آخر میں ختم خواجگان کو بیان کرنے کے بعد ان خواجگان کے ناموں کا تعین کر دیا ہے۔اور یہ وہی سات اسماء ہیں جن کو رشحات اور انیس الطالبین کے محققین متن اور مقدمہ نگاروں اور کتاب The Sufi Orders in Islam کے حوالہ جات سے پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

اس ساری تفصیل کو نقل کرنے کے بعد راقم کا مقصد از روئے تحقیق یہ بیان کرنا ہے کہ جن لوگوں نے ناموں کا تعین نہیں کیا ان کا علم ''سلسلہ خواجگان'' کے بارے میں قطعی نہیں تھا۔وہ خواجہ محمد بہاءالدین نقشبند کے بعد آنے والے سب مشائخ بخارا مثلاً خواجہ علاءالدین عطار، خواجہ یعقوب چرخی، خواجہ عبید اللہ احرار، خواجہ محمد زاہد، خواجہ درویش محمد، خواجہ امکنگی کو بھی غلطی سے خواجگان میں شمار کرتے تھے۔جبکہ یہ سب مشائخ اس سلسلہ کے تاریخی ادوار کی رو سے سلسلہ نقشبندیہ کی ذیل میں آتے ہیں اور جن لوگوں نے سلسلہ خواجگان کے ناموں کا تعین کر دیا ہے ان کا یہ تعین از روئے تحقیق قطعی ہے۔کہ یہ خواجگان صرف سات مشائخ ہیں اور جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ہے ان کے بعد آنے والے مشائخ اگرچہ بخارا اور سمرقند (ماوراءالنہر) میں ہوئے ہیں لیکن وہ ان خواجگان میں شامل نہیں ہیں۔بلکہ وہ اس بنا پر کہ وہ خواجہ بہاءالدین نقشبند کے بعد آئے ہیں سلسلہ نقشبندیہ کی ذیل میں آتے ہیں۔لہٰذا راقم کی اس توضیح کے بعد سلسلہ خواجگان اور اس کے سات مشائخ کے ناموں کے بارے میں اب کوئی ابہام اور شک وشبہ باقی نہیں رہنا چاہیے۔

نوٹ:

۱ سلسلہ خواجگان: خواجگان کے اولین بزرگ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی ہوئے اور آخرین بزرگ حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند ہوئے۔اس طرح ان دونوں بزرگوں سمیت سلسلہ خواجگان/خواجگانی کے سات بزرگ ہوئے جیسا کہ پہلے اوپر ذکر ہو چکا ہے

۲ خواجہ بہاءالدین نقشبند سے سلسلہ نقشبندیہ کا آغاز ہوا۔جس کے آخری بزرگ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ (م۔ ۱۰۱۲ھ) ہیں۔ان بزرگوں پر نقشبندیہ کا اطلاق ہوتا ہے۔لیکن جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی سے سلسلہ مجددیہ کا آغاز ہوا لیکن ان کے ساتھ نقشبندیہ کا لفظ بھی آتا رہا۔یعنی نقشبندیہ مجددیہ۔اور

نسبت نقشبندیہ نسبت مجددیہ پر غالب ہے۔ ایسے ہی ماوراء النہر/ وسط ایشیا میں نسبت نقشبندیہ پر نسبت خواجگانیہ دسویں صدی ہجری تک غالب رہی۔ اور یہ سلسلہ اگرچہ نقشبندیہ تھا مگر خواجگانیہ نقشبندیہ کہلاتا رہا۔ درمیانی بزرگوں میں سے حضرت احرار اور حضرت خواجہ محمد باقی باللہ دونوں خواجہ بہاء الدین نقشبند کے اویسی تھے۔ یعنی ان دونوں نے ان کی روح مبارک سے زیادہ فیض پایا تھا۔ لہٰذا خواجہ احرار کا سلسلہ احراریہ کہلایا۔ مگر اس پر بھی نقشبندیہ ہی غالب تھا اور یہ سلسلہ نقشبندیہ احراریہ کہلاتا رہا اور یا پھر خواجگانیہ نقشبندیہ احراریہ کہلاتا رہا۔ چنانچہ یہ بھی ایک وجہ ہے جس کی بنا پر کہا گیا کہ سلسلہ خواجگان کے بزرگوں کا تعین نہیں ہوسکتا۔

(مقدمہ رشحات، ایران، ج ۱، ص ۴۵، ۴۶)

پانچویں توضیح...... الجزائر/ لیبیا کے شیخ سید محمد بن علی السوسی المجاہری الحسنی الادریسی بانی تحریک سنوسیہ متولد بمقام مستغانم (الجزاء) ۱۲۰۶ھ/ ۱۷۹۱ء متوفی بمقام جغبوب (برقہ) ۱۲۷۶ھ/ ۱۸۵۹ء انھوں نے اپنی تعلیم اپنے وطن میں پائی۔ پھر ۱۸۳۰ء سے لے کر ۱۸۴۳ء تک تیرہ سال مکہ معظمہ میں مقیم رہے۔ یہاں وہ سلسلہ اویسیہ کے بانی شیخ طریقت احمد بن عبد اللہ بن ادریس الفاسی (۱۷۶۰ء۔ ۱۸۳۷ء) سے بیعت ہوے اور خلافت پائی۔ ۱۸۳۷ء میں انھوں نے مکہ کے پہاڑ ابو قبیس پر اپنے سلسلہ کا پہلا زاویہ قایم کیا۔ پھر واپس اپنے وطن برقہ آئے۔ برقہ کے قریب رفاعہ میں پہلا زاویہ قایم کیا پھر درنہ (جبل الخضر) کے قریب البیضاء میں پھر تمسہ میں اور آخر کار جغبوب میں زاویہ قایم کیا۔ انھوں نے اپنے وطن میں ۱۸۴۰ء سے ۱۸۵۹ء تک ۱۹ر سال اپنے سلسلے کی تبلیغ کی اور ۱۸۵۹ء میں جغبوب میں فوت ہوے ان کا سلسلہ درویشیہ افریقہ کے سلسلہ ادریسیہ کی تین شاخوں میں سے ایک شاخ تھا اور انھوں نے دوسری شاخوں کے ساتھ مل کر اخوان کے نام عالمگیر اخوت اسلامیہ کے فکر پر مبنی تنظیم بنالی۔ اور طرابلس کی آزادی کے لیے سنوسی تحریک چلائی۔ سنوسیوں نے آزادی کے حصول کے لیے جان کی بھی پروا نہیں کی۔ اٹلی طرابلس پر قابض تھا۔ ان کی جنگیں اس کے ساتھ ہوتی رہیں۔ وہ طیاروں میں سنوسیوں کو بھر کر اوپر فضا میں لے جاتے تھے اور پھر بلندی سے نیچے گرا دیتے تھے۔ اس طرح بے شمار سنوسی شہید ہوے۔ ان کی تبلیغی کوششوں سے سوڈان، اس کا صحرائے اعظم صحارا اور مغربی افریقہ میں لاکھوں زنگی اسلام لائے۔ لاکھوں رہزن اور جرائم پیشہ اقوام کے مسکن امن وسلامتی کا گہوارہ بن گئے۔ پھر یہاں تک کہ جنگ عظیم اول میں جرمنی کا ساتھ دینے کی بنا پر انھیں جاگیریں مل گئیں۔ ان کا صدر مقام ۱۸۹۵ء تک جغبوب رہا، پھر کُفرہ بنا اور ان

کے زاویوں کی تعداد شیخ سنوسی کی وفات ۱۸۵۹ء تک بائیس تھی پھر بڑھتے بڑھتے ۱۹۲۲ء میں تین سو ہو گئی۔
سنوسی تحریک دینی اور سیاسی تحریک تھی دینی لحاظ سے یہ مالکی مذہب کے پیرو تھے لیکن اجتہاد بھی کرتے تھے۔
یہ فقہ اور قیاس کو نہیں مانتے تھے، صرف کتاب وسنت پر عمل کرنے کے داعی تھے اور ابن تیمیہ ظاہری المذہب
(م ۷۲۸ھ) کی پیروی کرتے تھے اور سعودی عرب کی وہابی تحریک کے زیر اثر تھے ان کے حالات کے
اہم مراجع درج ذیل تین ہیں:

۱ السنوسیہ دین ودولۃ: محمد شکری، قاہرہ ۱۹۴۸ء

۲ Sanusiyah by N.A Ziadah، لائیڈن ۱۹۰۸ء

۳ الدرر السنیہ فی اخبار السلالۃ الادریسیۃ، قاہرہ ۱۳۵۹ھ (یہ کتاب شیخ سنوسی کی ذاتی تصنیف ہے)

یہ کتب ان کے دینی وسیاسی مسلک کی مفصل تواریخ ہیں۔ یہ لوگ سادہ ذکر واذکار جو ان کی کتابوں میں درج ہیں کرتے تھے۔ مگر شیخ سنوسی محمد بن علی صاحب ولایت صوفیاء میں شمار نہیں ہوتے۔ اور مالکی المذہب ہونے کے ساتھ ساتھ ابن تیمیہ کی پیروی کرنے کی بنا پر یہ لوگ برصغیر پاک وہند کے اہل حدیث/ وہابی طبقہ سے مختلف نہیں تھے۔

امیر ملت محدث علی پوری اور ان کے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا کوئی ایسا پہلو نہیں جو سنوسی تحریک سے مشابہ ہو۔ امیر ملت صاحب ولایت، باکرامت اور عالی مرتبت شخصیت تھے۔ وہ ابن تیمیہ کے پیروکار نہیں تھے نہ وہابی تھے نہ مالکی تھے بلکہ خالصتاً حنفی تھے اور مقلد تھے۔ انھوں نے سیاسی زندگی کے طور پر مسلم قوم کے الگ آزاد وطن پاکستان کے حصول کے لیے قائداعظم محمد علی جناح کا ساتھ دیا۔ جس نے برصغیر میں مسلم قومیت کی جنگ تلوار سے نہیں بلکہ قلم سے جیتی تھی۔ سلسلہ عالیہ مجددیہ کی تعلیمات اور سلسلہ سنوسیہ ادریسیہ کی تعلیمات میں کوئی توافق نہیں اور نہ کوئی تشابہ۔ لہٰذا میرے نزدیک حضرت امیر ملت کی حنفی اور مجددی شخصیت کو شیخ السنوسی کی غیر مقلد اور وہابی شخصیت سے تشبیہ دینا اور ان کو سنوسی ہند کہنا حضرت امیر ملت محدث علی پوری کی شان میں گستاخی کرنا ہے اور ان کے مسلک کو مسخ (Disfigure) کرنا ہے۔ کیونکہ ہمارے دل میں ان کی شخصیت حنفی اور نقشبندی مجددی ہے۔ وہ غیر مقلد اور وہابی نہیں تھے۔ اور وہ طرابلس کے شیخ سنوسی سے کہیں زیادہ بڑی اور معتدل شخصیت کے مالک تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کشورِ دوم

رہے زباں پہ شانِ امام ربانی
سُنا اے کلک بیانِ امام ربانی
(محمد حسین آسی)

نصر من الله وفتح قريب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

محفل تشکر

بسلسلہ اجراء جہان امام ربانی، کراچی

(یکم ربیع الاول ۱۴۲۶ھ/۱۰/اپریل ۲۰۰۵ء)

☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ابتدائیہ

امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس

(کراچی، لاہور، دہلی)

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

☆☆

۲۰۰۵ء میں ''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی'' کی سات جلدیں شائع ہوئیں تو ۱۰/اپریل ۲۰۰۵ء کو کراچی میں امام ربانی فاؤنڈیشن انٹرنیشنل، کراچی کے زیر اہتمام ایک شاندار ''محفل اظہار تشکر'' منعقد کی گئی جس میں پاک و ہند کے علماء و فضلاء شریک ہوئے اور علامہ ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد نے صدارت فرمائی۔ ۲۴/اپریل ۲۰۰۵ء کو لاہور میں حضرت مجدد الف ثانی سوسائٹی کے زیر اہتمام ''قومی امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس'' کا انعقاد ہوا یہ کانفرنس بھی ''جہان امام ربانی'' کے حوالے سے ہوئی جس میں پاکستان بھر سے علماء و مشایخ اور فضلاء و محققین نے مقالات پیش کیے اور اس کی صدارت بھی ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد نے فرمائی پاکستان کی ان کانفرنسوں کی آواز بازگشت دنیا بھر میں سنی گئی بالخصوص ہندوستان میں پھر ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد نے دہلی میں ''المجدد اکیڈمی'' قایم کی، مفتی محمد معظم احمد جس کے صدر بنائے گئے اور ۳۱/مارچ ۲۰۰۶ء کو المجدد اکیڈمی اور نصرۃ الاسلام ایجوکیشنل سوسائٹی کے اشتراک سے نئی دہلی میں ''امام ربانی مجدد الف ثانی عالمی کانفرنس'' منعقد کی گئی جس میں ملک و بیرون ملک کے علماء و مشایخ اور فضلاء نے مقالات پیش کیے۔ اس کانفرنس کی صدارت امین ملت ڈاکٹر سید محمد امین میاں مارہروی برکاتی نے کی جبکہ حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے پاکستان سے بحیثیت مہمان خصوصی شرکت فرمائی

قارئین جہان امام ربانی کی آگاہی کے لیے ان تینوں کانفرنسوں کی روئداد پیش کی جا رہی ہے جبکہ بعض اہم مقالات کو جہان امام ربانی میں شامل کرلیا گیا ہے......

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ' ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تعارف امام ربانی فاؤنڈیشن انٹرنیشنل

مولانا جاوید اقبال مظہری مجددی
بانی امام ربانی فاؤنڈیشن

☆☆

وہ ساعت بڑی مبارک تھی جب فقیر کے قلب میں امام ربانی فاؤنڈیشن کا خیال آیا اس خیال کے پس منظر میں فقیر کا وہ خواب ہے جس میں فقیر نے دیکھا کہ وہ قبلہ مسعود ملت حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کے ساتھ ایک سفر پر ہے دورانِ سفر حضرت قبلہ مسعود ملت نے فقیر سے فرمایا:

ہم سرہند شریف کے سفر پر جارہے ہیں

ایک مقام پر پہنچ کر حضرت قبلہ مسعود ملت رک گئے اور فقیر سے فرمایا کہ یہ حضرت مجدد الف ثانی کی قبر شریف ہے۔ فقیر نے قبر شریف کی زیارت کی تو یہ بات مشاہدہ میں آئی کہ قبر شریف پر انوار وتجلیات کی بارش ہورہی ہے ہاں یہ سچ ہے کہ

اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحبِ اسرار

اس مبارک خواب کے بعد مستی و بےخودی طاری ہونے لگی اور قلب ونظر حضرت مجدد الف ثانی کی قبر شریف کی نورانیت سے منور ہوگئے چند ہی دنوں کے بعد یہ فقیر حضرت قبلہ مسعود ملت کی زیارت اور قدم بوسی کے لئے دولت کدہ پر جارہا تھا اور قبر شریف کی نورانیت کے خیال میں گم تھا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فقیر پر کرم فرمایا اور فقیر کے قلب میں ''امام ربانی فاؤنڈیشن'' کے قیام کا خیال آیا فقیر نے حضرت مسعود ملت کی زیارت اور دست بوسی کے بعد اپنے اس مبارک خیال کا اظہار کیا۔ حضرت قبلہ مسعود ملت نے انتہائی مسرت کا اظہار فرمایا۔ اور فرمایہ علامہ محمد رضوان احمد خاں صاحب نے بھی تحریک فرمائی ہے اور صاجبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری کے ''نور اسلام مجدد الف ثانی نمبر'' نے مزید ہمت افزائی

کی جو صوفی غلام سرور مجددی کے انتھک مساعی کا مرہون منت ہیں۔ بہرحال حضرت نے ''امام ربانی فاؤنڈیشن'' کے قیام کی منظوری دے دی جبکہ درس حضرت امام ربانی کی محفلِ مبارک کے بعد ادارۂ مسعودیہ کی مجلس عاملہ کا اجلاس مورخہ ۳۰ رمئی ۲۰۰۲ء کو ہوا جس میں امام ربانی فاؤنڈیشن کے قیام کی منظوری دی گئی۔ فقیر کی تحریک پر حضرت صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد صاحب کو متفقہ طور پر فاؤنڈیشن کا چیئرمین منتخب کیا گیا جبکہ فقیر کو امام ربانی فاؤنڈیشن کا بانی اور منتظم اعلیٰ ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ جس وقت امام ربانی فاؤنڈیشن کا قیام عمل میں آیا اس وقت عاشقانِ امام ربانی کے سامنے درج ذیل اغراض ومقاصد تھے۔

اعراض ومقاصد

☆...... حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے حالات، خدمات اور مقامات پر تحقیقی مقالات کے عظیم مجموعہ کی تیاری

☆...... آپ سے متعلق مختلف بین الاقوامی اور علاقائی زبانوں میں لٹریچر کے تراجم

☆...... آپ کی تعلیمات کی روشنی میں ملت اسلامیہ کے اتحاد کی کوشش

☆...... عالمی جامعات میں آپ پر تحقیقی کام کو آگے بڑھانا

☆...... عالم اسلام کے علماء ومشائخ نقشبندیہ مجددیہ کے حالات، خدمات وعلمی کارناموں پر ایک انسائیکلوپیڈیا کی تیاری

☆...... آپ کی تعلیمات کی روشنی میں اتباع سنت نبوی اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فروغ

☆...... سالانہ امام ربانی کانفرنس کا انعقاد اور اس موقع پر مجلّہ ''یادگار مجدد'' کا اجراء

☆...... عالمی سطح پر نقشبندیہ مجددیہ علماء ومشائخ سے رابطے، ان کے علمی وتحقیقی کام سے آگاہی اور لٹریچر کا حصول

چنانچہ سرمایہ اہلسنت آبروئے لوح وقلم حضرت قبلہ مسعود ملت کی سرپرستی میں سرعت سے کام شروع ہوا جس میں آپ کے معاونین کے طور پر حضرت صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد صاحب، یہ فقیر، ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری، برادرم حاجی معراج الدین مسعودی، برادرم شیخ محمد الیاس مسعودی اور برادرم سید محمد منصور مسعودی قابل ذکر ہیں۔ محمد مختار عالم حق صاحب نے پورے مسودے پر نظر ثانی فرمائی امام ربانی فاؤنڈیشن کے قیام کے ساتھ ہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فضل وکرم ابر بہاری کی

طرح برسنے لگا۔ دنیا بھر سے حضرت مجدد الف ثانی کی علمی اور روحانی خدمات آپ کے فضائل و کمالات اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے مشائخ کے حالات موصول ہونے شروع ہوئے اور ''جہاں امام ربانی مجدد الف ثانی'' کے عظیم انسائیکلو پیڈیا کی سات حسین وجمیل گجروں یعنی سات جلدوں پر مشتمل یہ عظیم علمی کاوش صفحہ قرطاس کی زینت بنی۔

جیسا کہ آپ نے سماعت فرمایا کہ ''جہانِ امام ربانی مجدد الف ثانی'' کا عظیم انسائیکلو پیڈیا سات جلدوں پر مشتمل ہے [illegible] کے عدد کو علم الاعداد کے اعتبار سے بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سات آسمان [illegible] اور سات زمین پیدا کی، ہفتہ کے دن سات مقرر ہوئے، تخلیقِ انسانی سات مرحلوں [illegible] ہوئی، حرم شریف کا طواف سات مرتبہ مشروع فرمایا، صفا اور مروہ کے درمیان سعی بھی سات مرتبہ مقرر فرمائی، بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم بھی سات برس کی عمر میں مقرر ہوا، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے علالت کے دوران سات مشکیزہ سے غسل کرانے کے لئے فرمایا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ طاق عدد کا بہت خیال فرماتے تھے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حمد ہے کہ ان کے حالات وافکار اور علمی وروحانی کارناموں پر مشتمل عظیم انسائیکلو پیڈیا بھی سات جلدوں پر مشتمل ہے جبکہ مزید دو جلدیں ابھی زیر تدوین ہیں اس طرح مستقبل قریب میں یہ انسائیکلو پیڈیا نو جلدوں پر مشتمل ہوگا جو طاق عدد پر مشتمل ہوگا...... امام ربانی فاؤنڈیشن کے قیام کے بعد حضرت قبلہ مسعودِ ملت کی سرپرستی میں یہ عظیم علمی کام شروع ہوا...... بارگاہ مجددیہ سے قبولیت کا شرف عطا ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے دنیا بھر سے علماء کیا فضلاء کیا، معلمین کیا، محققین کیا، شعراء کیا غرض ہر طرف سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے علمی روحانی کارناموں کے علاوہ سیرتِ طیبہ کے مختلف گوشوں پر علمی مواد جمع ہونا شروع ہوگیا اور دیکھتے ہی دیکھتے دس سال کا کام صرف تین سال میں ہوگیا۔

سرزمین سرہند وہ مے خانہ، علم ومعرفت ہے جو عہد جہانگیری سے مئے عرفان پلانے میں مصروف ہے اور تا ابد پلاتا رہیگا تشنہ کامانِ علم وعرفان تشنہ تھے وہ ساقی علم وعرفان کے علمی وروحانی کمالات سے بے خبر تھے جب ہی تو اقبال نے تڑپ کر فرماد کی تھی کہ

تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند
اب مناسب ہے ترا فیض ہو عام اے ساقی

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اتنی جلیل القدر خدمات کے لئے جس مردِ خود آگاہ کا انتخاب فرمایا وہ کوئی غیر نہیں بلکہ حضرت مجدد الف ثانی کے اپنے ہی فرزند طریقت اور میخانۂ مظہریہ کے ساقی دوراں ہیں یعنی مسعود ملت حضرت قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ "جہاں امام ربانی مجدد الف ثانی" کے کام میں بہت سے اہل علم وفضل اور معاونین نے حضرت قبلہ مسعود ملت کی سرپرستی میں دن رات کام کر کے اس کو پایا تکمیل تک پہنچایا...... حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی شان میں جو عظیم انسائیکلو پیڈیا مرتب ہوا اس پر حق سبحانہ وتعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے اتنا ہی کم ہے، حضرت مجدد الف ثانی کے علوم و معارف ایک سمندر کی مانند ہیں ابھی تو اس سمندر میں سے ایک دریا تیار ہوا ہے ابھی اس مغزنِ علم وعرفاں کے سمندر عشق ومحبت سے اور بھی قیمتی موتی اور مرجان تلاش کرنے ہیں، ان شاء اللہ ان قیمتی علمی پتھروں کے ماہر یعنی اہل علم وعرفان اس سمندر عشق ومحبت میں غوطہ زن ہو کر علم وعرفان کے اور بھی موتی تلاش کریں گے اور جہان امام ربانی میں منزل بہ منزل اضافہ ہوتا جائے گا۔

جہان امام ربانی مجدد الف ثانی کی سات جلدوں کی اشاعت سے ابھی تو حرم محبت کا صرف ایک طواف مکمل ہوا ہے جبکہ چھ طواف محبت ابھی باقی ہیں ہاں

وہ در ہے مری نسبت حق کا کعبہ
طوافِ زیارت کئے جا رہا ہوں

چنانچہ اس عظیم علمی کام کی تکمیل پر امام ربانی فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام مورخہ ۱۰/ اپریل ۲۰۰۵ء رنگون والا ہال کراچی میں ایک محفل تشکر کا اہتمام کیا گیا جس کی سرپرستی خانوادہ مجددیہ کے چشم چراغ حضرت پیر فضل الرحمٰن آغا مجددی اور خانوادہ عالیہ مسعودیہ مظہریہ کے چشم و چراغ حضرت مسعود ملت نے فرمائی جبکہ صدارت کے فرائض نبیرۂ مفتی اعظم شاہی امام و خطیب مسجد فتح پوری دہلی اور سجادہ نشین آستانہ عالیہ مسعودیہ مظہریہ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی ڈاکٹر محمد مکرم احمد صاحب نے فرمائی محفل میں ملک کے چاروں صوبوں سے علماء اور مشائخ نے شرکت فرمائی جبکہ بیرون ممالک سے بھی مہمان تشریف لائے۔ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے مہمانانِ گرامی بھی محفل تشکر میں تشریف لائے جس میں سرمایۂ اہلسنت شرف ملت حضرت علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری قابل ذکر ہیں۔

حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی قابل مبارک باد ہیں کہ جنہوں نے لاہور میں جہان امام

ربانی مجدد الف ثانی کی اشاعت کی خوشی میں محفل تشکر کا اہتمام کیا اور اپنے محبین کے تعاون سے یہ عظیم الشان کانفرنس منعقد فرمائی شہر لاہور کو حضرت مجدد الف ثانی سے خصوصی نسبت ہے حضرت مجدد الف ثانی نے اس شہر کو حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کے حوالے سے ''قطبِ ارشاد'' کا شہر قرار دیا ہے اور پھر لاہور میں حضرت مجدد الف ثانی کے جلیل القدر خلیفہ حضرت طاہر بندگی علیہ الرحمہ بھی آرام فرما ہیں۔

جہاں امام ربانی مجدد الف ثانی کی صورت میں اتنی عظیم کتاب منظر عام پر آنے کے باوجود فقیر کا ذاتی تاثر یہ ہے کہ کام کا ابھی آغاز ہوا ہے انشاء اللہ آنے والے سالوں میں بہت کچھ لکھا جائے گا کیوں کہ آپ کی شخصیت وتعلیمات محیط بیکراں ہے۔

صدر ذی وقار وحضراتِ گرامی

حضرت مجدد الف ثانی کے مقامات جلیلہ کا چرچا فضائے بسیط پر اس وقت سے جاری ہے جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی تشریف آوری کی اطلاع دی، الحمد للہ اب جہاں امام ربانی مجدد الف ثانی کی اشاعت سے صفحہ قرطاس آپ کے نور عرفان سے روشن ہو گیا...... ہاں

ترے انوار تاباں یا مجدد
گلستان در گلستانِ یا مجدد
تو اقلیم رضا کا شاہ یکتا
تو ملکِ حق کا سلطان یا مجدد
لقب ترا مجدد الف ثانی
ہزاروں میں نمایاں یا مجدد

جاوید اقبال مظہری مجددی

بانی امام ربانی فاؤنڈیشن، کراچی

مورخہ ۱۷ اپریل ۲۰۰۵ء

☆......☆......☆

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلّی و نسلّم علٰی رسولہ الکریم

خطبۂ صدارت

بموقع

محفلِ تشکّر بسلسلہ اجراء جہان امام ربانی مجدد الف ثانی

۱۰/اپریل ۲۰۰۵ء رنگون والا کمیونٹی ہال، کراچی (سندھ)

ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد نقشبندی

شاہی امام وخطیب، مسجد جامع فتحپوری، دہلی (بھارت)

☆☆

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علٰی سید الانام والمرسلین وآلہ الطیبین الطاہرین واصحابہ المرتضین واولیاءہ المتقین ومن تبعھم اجمعین. امابعد

فاعوذباللّٰہ من الشیطٰن الرجیم
بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم
الاان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون.
صدق اللہ العلی العظم.

آگاہ ہوجاؤ بے شک اللہ کے ولیوں کو نہ کوئی ڈر ہے نہ کوئی غم۔ جو اُن سے نسبت قائم کر لیتے ہیں وہ بھی اسی نعمت سے مالا مال ہوجاتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر بے حساب ہے اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی محبوب سبحانی حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ والرضوان کی نسبت اور فیوض وبرکات کے صدقہ میں آج کراچی کے انٹرنیشنل اجلاس میں

اس ناچیز کی شرکت ہورہی ہے۔ کہاں ہندوستان کی راجدھانی دہلی اور کہاں پاکستان کا مرکزی شہر کراچی۔
فخر اہلسنت عالم اسلام کے نامور محقق ومفکر عارف باللہ مجدد دین وملت حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی اور حضرت آغا فضل الرحمٰن مجددی خانوادۂ مجددیہ کے روشن چراغ کی سرپرستی میں علماء ومشائخ، عقدتمندوں اور عاشقوں کی اس محفل میں شرکت کر کے جتنی خوشی ہورہی ہے بیان سے باہر ہے۔ انہی ایام میں ہندوستان کے صوبہ پنجاب کے شہر سرہند شریف میں بارگاہ مجدد میں ہزاروں عقدتمند اپنی جھولیاں پھیلائے عُرس منور کی محفل میں حاضر ہورہے ہیں۔ اور نہ جانے کہاں کہاں بلکہ سارے جہان میں حضرت مجدد الف ثانی کے عُرس شریف کی محفلیں سجائی جارہی ہیں۔ بڑے خوش نصیب ہیں وہ سب ہی حضرات جو اس سلسلے میں وابستہ ہیں اور ایسی مبارک محفل میں شریک ہیں۔ اللہ کے ذکر کی محفل میں اور اللہ والوں کے ذکر کی محفل میں شریک ہونے والے کبھی محروم اور نامراد نہیں ہوتے۔ یہ ہی عقیدت ومحبت اس زندگی میں بھی کام آتی ہے اور آنے والی زندگی میں بھی کام آئے گی۔ ان شاءاللہ سب کی مرادیں پوری ہونگی۔ ان کا فیض قیامت تک جاری ہے اور رہے گا۔
خطۂ سرہند عالم اسلام کا ایک عظیم خطہ ہے جہاں سلسلہ نقشبندیہ کے قافلہ سالار خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمۃ نے ایک عظیم الشان چراغ دیکھا تھا جس کے انوار سے پورا خطہ سرہند روشن تھا پھر حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے خود یہ انوار ملاحظہ فرمائے۔ یہ وہی انوار تھے جن کا آپ سے ظہور ہوا اور یہ روشنی اور نور سارے عالم میں پھیلا۔ اُس وقت میں ٹرانسپورٹ اور سفر کی سہولتیں نہیں تھیں سفر کی صعوبتیں برداشت کرنا بھی آسان نہیں تھا۔ ہر طرح کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے استقامت کے ساتھ آپ نے اسی خطہ سے دین متین کی تبلیغ کی۔
آپ کے مُرید اور عقیدتمند دور دراز سے سفر کر کے آپ کی خدمت میں آتے تھے اور فیضیاب ہوتے تھے اس طرح تبلیغ کا جوق در جوق سلسلہ جاری رہا حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے بادشاہوں، وزراء، اُمراء اور ذمہ داران سلطنت سے خط وکتابت کی اور انہیں شریعت وطریقت کی طرف متوجہ کیا۔ الناس علی دین ملوکھم "عوام اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں" اسی لئے آپ نے سربراہان مملکت کی اصلاح کو ضروری سمجھا۔ اس وقت ہندوستان میں مغلیہ حکومت کا ڈنکا بج رہا تھا۔ شہنشاہ اکبر اپنی طاقت کے گھمنڈ میں خوشامدی درباریوں سے گھرا ہوا تھا خوشامدی لوگوں نے اُسے اتنا گمراہ کر دیا تھا۔ دین الٰہی تک اُس نے ایجاد کر دیا اور شریعت میں طرح طرح سے بگاڑ پیدا کرنے کی کوششیں کیں لیکن سلسلہ نقشبندیہ کے ہندوستان میں امام، اللہ کے ولی، حضرت خواجہ محمد باقی باللہ کی کرامت سے وہ دین الٰہی کو رائج نہ کر سکا۔ بادشاہ کی ایک نہ چلی اللہ کے ولیوں کی چلی اور چلتی رہے گی۔ حضرت مجدد نے نہ صرف مغلیہ شہنشاہوں کی اصلاح کی بلکہ اپنے خلفاء کے ذریعہ بیرون ہند بھی تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا۔
چنانچہ ۱۰۱۵ھ میں مولانا صالح کولابی کو خلافت دے کہ طالقان اور مولانا قاسم علی کو ماوراء النہر تبلیغ دین کے لئے

بھیجا۔ خراسان۔ توران۔ اور بدخشان کے ہزاروں عقیدتمند جن میں علماء و مشائخ بھی تھے آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوئے جنھیں آپ نے اپنے اپنے علاقہ میں تبلیغ دین کے لئے مامور کیا۔ خواجہ میر نعمان کو دکن میں اور شیخ حمید اللہ کو بنگال میں مامور کیا۔ خواجہ محمد اشرف کابلی اور شیخ میرک علیہما الرحمۃ آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوئے اور آپ نے انہیں بھی تبلیغ دین کے لئے مامور کیا۔ مولانا محمد قاسم کو ترکستان، مولانا فرخ حسین کو عرب، یمن، شام، روم کی طرف، مولانا محمد صادق کابلی کو کاشغر کی طرف، شیخ احمد برکی کو تمیں خلفاء کے ساتھ توران، بدخشاں، خراسان اور نواحی علاقوں میں بھیجا، شیخ بدیع الدین کو شاہی لشکر میں تبلیغ کے لئے مامور کیا۔ ملک الاجنۃ اپنی جماعت کے ساتھ حضرت مجدد کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوا جس سے جنات میں دین کی تبلیغ ہوئی ۱۰۲۸ھ مطابق ۱۶۱۸ء میں جہاں گیر نے گوالیار کے قلعہ میں محبوس کیا تو وہاں بھی ایک سال کے عرصہ میں آپ نے گمراہوں کی اصلاح کی۔ آپ نے براہ راست جہاں گیر کو بھی خط لکھا اور دین کی طرف آنے کی دعوت دی۔ جہاں گیر کا دور مغلیہ شہنشاہیت کے عروج کا زمانہ تھا حضرت مجدد رضی اللہ عنہ دبدبۂ شاہی سے مرعوب نہ ہوئے اور فرض مجدد انجام دیا۔

حاضرین آپ نے اس مختصر سی تفصیل سے اندازہ کرلیا ہوگا حضرت مجدد کا دعوتی مشن صرف خطۂ سرہند شریف تک محدود نہیں تھا۔ صرف عوام کے لئے نہیں تھا۔ بلکہ اکناف عالم میں دعوتی مشن خلفاء کے ذریعہ اور مکتوبات شریف کے ذریعہ جاری و ساری تھا۔ پھر آپ کے صاحبزادگان خواجہ محمد سعید، خواجہ محمد معصوم علیہما الرحمۃ اور پوتوں میں خواجہ سیف الدین۔ خواجہ عبدالاحد اور خواجہ محمد نقشبند علیہم الرحمۃ نے اس سنت پر عمل کیا۔ احیاء دین کا سلسلہ جاری رہا۔ آپ نے خود جہاں گیر کے دور میں قید و بند کی صعوبتیں کمال استقامت کے ساتھ برداشت کیں مگر جہاں گیر کے سامنے سر نہیں جھکایا۔

گردن نہ جھکی جس کی جہاں گیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمیٔ احرار

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے تصور توحید اور تصور ختم نبوت کا احیاء کیا...... ملت اسلامیہ میں عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور سنت نبوی کا ذوق وشوق پیدا کیا...... بدعات سیئہ کے خلاف جدوجہد کی اور بدعاتِ حسنہ کی ترغیب وتشویق فرمائی اور کئی مقامات پر اس حدیث شریف کا حوالہ دیا من سنّ سنّۃً اخ ...... باطل فرقوں کی سرکوبی فرمائی اور ان کی صحبت کو سم قاتل قرار دیا۔ ان فرقوں میں ملحدین بھی تھے۔ ختم نبوت کے منکرین بھی اور گستاخان رسول بھی...... تقریباً تین سو سال کے بعد امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ نے انہیں خطوط پر کارہائے نمایاں انجام دے کر ملت کی رہنمائی فرمائی اور حضرت مجدد کو عملاً خراج عقیدت پیش کیا۔

حضرت مجدد علم وفضل میں یگانۂ روزگار تھے، آپ کے معارف لدنّیہ بے مثال و بے نظیر ہیں جن کا ادراک اخص الخواص کے لئے بھی مشکل ہے...... آپ الف ثانی کے مجدد ہیں۔ آپ کے وجودِ مسعود سے دورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تازہ ہوگئی۔ پوری دنیا اور بالخصوص دنیائے عرب میں آپ کی مقبولیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے مکتوبات شریف کا عربی زبان میں ترجمہ ہوا اور مکہ معظمہ سے شائع ہوا۔ حال ہی میں اس کا ایک اڈیشن بیروت سے بھی شائع ہوا ہے۔ دنیائے عرب میں بکثرت نقشبندی مجددی مشائخ ہیں اس حوالے سے کئی مقالات جہانِ امام ربانی میں شامل ہیں۔ ۲۰۰۱ء میں احقر بغداد شریف حاضر ہوا تھا۔ جس قبرستان میں حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ اور حضرت سری سقطی علیہ الرحمۃ کے مزارات ہیں اُسی قبرستان میں ایک احاطہ مخصوصہ ہے جس میں قدیم دور کے نقشبندی مشائخ مدفون ہیں اور اس احاطہ پر عربی میں اس حوالہ سے عبارت بھی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا فیضان عرب وعجم میں ہر طرف موجود ہے۔ اسلامی جمہوریہ ایران کے سفر پر بھی وہاں نقشبندیہ سلسلہ کے علماء سے ملاقات ہوئی تھی۔ ۱۹۹۷ء میں ایران میں ایوان صدر میں جو سنّی مسائل کے انچارج تھے وہ بھی نقشبندی تھے۔ ۹ اور ۱۰ تاریخ اپریل ۲۰۰۵ء میں ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی سلور جوبلی میں مفتی اعظم شام مدیر معہد الفتح الاسلامی دمشق فضیلۃ الشیخ عبدالفتاح البزم اور محمد عدنان درویش استاذ معہد الفتح الاسلام دمشق (شام) سے ملاقات ہوئی تو معلوم ہوا یہ دونوں حضرات بھی نقشبندیہ سلسلہ کے بزرگ ہیں اور وہاں اس سلسلہ کے بزرگ صاحب فیض کثیر تعداد میں گزرے ہیں۔

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے مکتوبات شریف کے علاوہ آپ کی گرانقدر تصانیف بھی گرانبہا ہیں، بعض معارف کے ادراک سے تو متبحر علماء بھی عاجز نظر آتے ہیں یہ آپ کے علم لدنّی کے کمالات کا ایک مظہر ہے۔ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم نے جب انگلستان میں اپنے خطاب کے دوران حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے معارف کا ذکر کیا تو ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ انگریزی زبان میں وہ الفاظ ہی نہیں کہ ان معارف کو بیان کیا جاسکے۔ غور فرمائیں۔ انگریزی زبان باوجود اتنی وسعتوں کے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی فکر کا احاطہ نہ کرسکی۔ آپ کی اولاد امجاد نے آپ کی تحریک احیاء اسلام کو پروان چڑھایا اورنگ زیب عالمگیر اور کئی شہزادے اور شہزادیاں حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کے دامن سے وابستہ تھے اور یہ سلسلہ برابر جاری رہا۔

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا دائرۂ فیض واثر چھے براعظموں پر پھیلا ہوا ہے اور مختلف ممالک میں آپ پر تحقیقی کام انجام دیئے جارہے ہیں۔ بہت سے فضلاء ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں لے چکے ہیں۔ استانبول (ترکی) کی مارمرا یونیورسٹی کے استاد ڈاکٹر نجدت توسون ترکی زبان میں حضرت کے حالات وافکار پر تحقیق کر رہے ہیں...... ڈاکٹر عبدالغنی نقشبندی نے کولمبو یونیورسٹی سے ۲۰۰۳ء میں حضرات نقشبندیہ مجددیہ کے طریقۂ سلب امراض کا یورپ کے

طریقۂ سلب امراض کا تقابلی جائزہ لے کر یہ ثابت کیا ہے۔ جو طریقہ آج ڈاکٹر یوسوئی (Usui) نے متعارف کرایا ہے وہ صدیوں پہلے حضرات نقشبندیہ مجددیہ میں رائج تھا۔ ابھی حال ہی میں مسجد فتح پوری میں آسٹریلیا کے شہر میلبورن میں نقشبندی سلسلہ کے عقیدتمندوں کی ایک جماعت کے بارے میں معلوم ہوا ہے۔ اسی جماعت کے ایک فرد دہلی تشریف لائے تھے اور سرہند شریف بارگاہ مجدد علیہ الرحمۃ میں حاضر ہوئے تھے۔ بتا رہے تھے وہاں پر اور بھی لوگ اس حلقہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ ان حقائق سے اندازہ ہوتا ہے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اور حضرات نقشبندیہ کا کہاں کہاں ذکر مبارک ہے۔

ماضی میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ پر تحقیقی اور علمی کام ہوا ہے۔ بہت سے لوگوں نے یہ خدمت انجام دی ہے مگر چار نام ان میں ممتاز ہیں۔

۱۔ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرق پوری ۲۔ پروفیسر محمد اقبال مجددی

۳۔ محمد صادق نقشبندی مجددی قصوری ۴۔ حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا پیغام عالمگیر بھی ہے اور ہمہ گیر بھی..... اتحاد بین المسلمین کے لئے آپ کی تعلیمات تریاق واکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ پھر سب مسلمان بلکہ مسلمان کہلانے والے فرقے بھی آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ اتحاد بین المسلمین کے اس مقصد عظیم کے لئے مولانا جاوید اقبال مظہری نے ۲۰۰۲ء میں امام ربانی فاؤنڈیشن (انٹرنیشنل) قائم کی جس نے صرف تین سال کی قلیل مدت میں عظیم الشان کارنامہ انجام دیا۔ "جہانِ امام ربانی مجدد الف ثانی" جس کی سات جلدیں اس محفل میں پیش کی جا رہی ہیں اور دو جلدیں انشاء اللہ ۲۰۰۶ء تک شائع ہو جائیں گی۔ اس طرح حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی سوانح چھ ہزار صفحات پر مشتمل ہوگی۔ شاید حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں کسی کی اتنی ضخیم سوانح شائع نہیں ہوئی ہوگی۔ **الحمد للہ علیٰ ذلک**

یوں تو دنیا میں روحانی سلسلے کئی ہیں لیکن نقشبندیہ سلسلہ میں جو مقبولیت اور کمال ہے وہ دوسروں میں نہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب فیوضات مکیہ میں اس پر اپنی رائے کا اظہار فرمایا ہے۔ اس میں روحانی طاقت جو پائی جاتی ہے وہ دوسرے سلاسل پر غالب ہے۔ کیوں نہ ہو، سلسلہ نقشبندیہ کی بنیاد شریعت پر ہے۔ جو اتباع شریعت اور اتباع سنت میں جتنا کامل ہوگا اُتنا ہی سلسلۂ نقشبندیہ سے اُسے فیض حاصل ہوگا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات میں بڑی گہرائی، وسعت وہمہ گیری، جاذبیت وکشش ہے۔ یہ جلال وجمال کی آئینہ دار ہے ان کی تعلیمات نے بگاڑا نہیں بنایا ہے۔ غافلوں کو ڈرایا دھمکایا نہیں بلکہ انہیں سوچنے پر مجبور کر دیا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے محبت وپیار سے سب کو سمجھایا ہے۔ آپ کی فکر میں روشنی اور آپ کی تحریر میں دانائی ہے وہ علم وحکمت کی بلندیوں کو چھو رہی ہے۔ اس وقت تعلیمات مجددیہ کی

اشاعت کے لئے خانقاہوں کا فعال ہونا ضروری ہے۔ جس کے لئے مشائخ مجددیہ کو اپنے اپنے دائروں سے نکل کر ایک بڑے دائرے میں آنا ہوگا تاکہ آفاقی سطح پر کام ہو سکے اور اتحاد بین المسلمین کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکے۔ اخلاص عمل وقت کی اہم ضرورت ہے۔ جہانِ امام ربانی کی تیاریوں میں اسی جذبہ کے تحت کام ہوا ہے اور یہ انٹرنیشنل محفل تشکر بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ امام ربانی فاؤنڈیشن کے سرپرست اعلیٰ مجدد قرن حاضر مسعود الملت حضرت علامہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ، امام ربانی فاؤنڈیشن کے چیرمین جناب صاحبزادہ مسرور احمد صاحب مدظلہ اور سب ہی رفقاء کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے انتھک کوششوں سے اس آفاقی سطح پر کام کی داغ بیل ڈالی۔ مکتوبات شریف میں سے انتخاب کر کے عوامی آگاہی کے لئے انہیں ہر زبان میں لایا جائے اور اتنی وافر تعداد میں انہیں شائع کیا جائے کہ ایک ایک نسخہ ہر گھر میں موجود ہو۔ آپ کے مکتوبات شریف کا امتیاز یہ ہے کہ خط میں ذاتی غرض ظاہر نہ فرمائی۔ ہم لوگ بھی خط لکھتے ہیں۔ جن میں خانگی حالات اور ذاتی زندگی سے متعلق مسائل کا ذکر ہوتا ہے۔ بس! حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے خط لکھنے کا مقصد اعلاء کلمۃ اللہ کے سوا کچھ نہ تھا جبکہ دور جدید میں بعض علماء و مشائخ بادشاہوں اور وزیروں کی قربت سے ذاتی فائدے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور خوشامدی انداز اپناتے ہیں۔ شاذ و نادر ہی کوئی کسی وزیر یا سربراہ مملکت سے اللہ کے لئے ملتا ہوگا۔ بادشاہوں وزیروں سے ملنا بُرا نہیں ہے۔ بُرا یہ ہے ان کو ذاتی مقاصد کے لئے استعمال کیا جائے۔ جب اصلاح کی قدرت یا ضرورت ہو تو ان کو تنہا چھوڑ دینا دانائی نہیں دانائی یہ ہے کہ ان سے ملکران کو بنایا جائے۔ سنوارا جائے تاکہ وہ اللہ کی مخلوق پر جابر و قاہر نہ ہوں بلکہ رحمدل و کرم فرما ہوں۔ نیز ان کی دنیا اور آخرت بہتر ہو سکے۔

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے حوالے سے کام کرنے والوں اور اُن سے بالواسطہ یا بلاواسطہ عقیدت رکھنے والوں کے لئے مژدہ یہ ہے۔ حضرت مجدد نے فرمایا

> "جو لوگ ہمارے طریقے میں قیامت تک بالواسطہ یا بلاواسطہ داخل ہوں گے۔ خواہ مرد ہوں یا عورتیں سبھوں کو ہماری نظر کے سامنے لایا گیا۔ نام ونسب، مولد و مسکن بتایا گیا۔ اگر میں چاہوں سب کو ایک ایک کر کے بیان کر دوں۔" (ص ۲۲ نور علیٰ نور)

لہٰذا جتنے حضرات اُن سے عقیدت رکھتے ہیں، ان پہ کام کر رہے ہیں، ان کے سلسلہ میں داخل ہیں یہ اُن کے لئے مژدہ ہے۔ انشاء اللہ سب ہی حضرت مجدد سے فیضیاب ہو رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے اور یہ فیض خاندانی خوشحالی کا ذریعہ ہوگا۔

ان بارگاہوں سے جڑنے والے خوش نصیب ہیں انہیں شیخ طریقت کی صحبت ملی جس سے انہیں اس راہ کا پتہ

لگا۔ بغیر رہنما کے رہنمائی کی تکمیل نہیں ہوتی۔ ۱۹۶۴ء میں احقر اپنے جد امجد مرشد کامل شیخ الاسلام مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی عنایت وشفقت سے انہی کی معیت میں پہلی مرتبہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے دربار میں حاضر ہوا تھا۔ تب ہی سے الحمد للہ یہ فیض جاری ہے۔ ہمہ وقت فیض وکرم کا سلسلہ جاری ہے۔ پچھلے سال ۸ رمئی ۲۰۰۴ء کو احقر زادے حافظ قاری مولوی محمد انس احمد مسعودی سلمہٗ اپنے مرشد وجد امجد حضرت مسعود الملت مجدد القرن الحاظر علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی صحبت میں بارگاہ مجدد رضی اللہ عنہ میں حاضر ہوئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں اور سب ہی صاحبزادوں کو اسلام کے نقش قدم پر گامزن فرمائے اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی خدمات انجام دیں۔

پاکستان کے سب ہی احباب خوش نصیب ہیں مسعود ملّت کی صحبت عظیم المرتبت سے بہرہ ور ہو رہے ہیں مجھے کامل یقین ہے ان شاء اللہ یہ فیض مجددی مظہری مسعودی ہمارے لئے دین ودنیا کی سعادت وشادمانی کا ذریعہ ہوگا۔

جو حضرات جہان امام ربانی جیسے عظیم الشان انسائیکلو پیڈیا کی تیاری میں لگے ہوئے ہیں وہ جانتے ہیں ہر کام غیب سے ہوا اور غیب سے ہوتا ہے۔ اخلاص نیت کے ساتھ لگنے کی ضرورت ہے۔ جتنا عظیم کام جتنے کم وقت سے انجام پایا ہے یہ بھی حضرت مجدد کا فیض اور مسعود الملت کی عظیم الشان کرامت ہے۔ جس نے بہت سوں کو حیرانی میں ڈال دیا ہے۔ آپ تیس سال سے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اور مجدد ماۃ سابقہ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ پر تصنیف وتحقیق کا کام فرما رہے ہیں۔ آپ بھی مجددیت کے منصب پر فائز ہیں جس روز سے آپ نے ان مجددوں کی حیات اور خدمات پر کام شروع کیا تھا اسی روز سے آپ مجدد ماۃ حاضرہ کے جلیل القدر منصب پر فائز ہیں کہ آپ کا فیض سالہا سال سے ہمہ وقت جاری ساری ہے آپ نے سب کے ساتھ فراخدالی کا معاملہ فرمایا ہے اور اپنے علم سے کبھی کنجوسی نہیں کی۔ ہر اک کو فیض پہنچایا جو آپ کے در پر آیا آپ نے خوش اخلاقی سے استقبال کیا۔ آج کے دور میں آپ سا فراغ دل فاضل اور شریعت وسنتوں کا پیکر نہیں ملے گا۔ آپ زیادہ سے زیادہ خطوط لکھتے ہیں۔ خط کے برابر جواب دیتے ہیں اور اس پر بھی آپ معقول صرف ہر مہینہ فرماتے ہین جدید وسائل کا آپ بھر پور استعمال فرما کر فیض رسانی فرما رہے ہیں انٹرنیٹ کے ذریعہ، فیکس کے ذریعہ، فون کے ذریعہ، ای میل کے ذریعہ غرض ہر طریقہ سے آپ خلق خدا کی رہنمائی فرما رہے ہیں۔ سیکڑوں رسائل اور کتابیں آپ نے لکھیں کبھی اُس پر رائلٹی نہیں لی۔ اپنے علم کو آمدنی کا ذریعہ نہیں بنایا۔ ادارۂ مسعودیہ اور امام ربانی فاؤنڈیشن کراچی کے احباب لاکھوں روپے کا مذہبی لٹریچر شائع کر کے مفت تقسیم کرتے ہیں اور کرتے رہتے ہیں۔ دنیا کے ہر کونے میں مسعود ملّت اور مجدد برحق کا فیض جاری ہے۔ ایشیا، افریقہ اور یورپ کا شاید ہی کوئی شہر ہو جہاں آپ کا لٹریچر نہ پہنچا ہو۔ یہی تو شان مجددیت ہے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے مُریدین۔ خلفاء اور مکتوبات شریف کے ذریعہ فیض ہدایت کو

عام فرمایا وہی خدمت آج حضرت مسعود ملت فرما رہے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اُن کی عمر شریف میں برکت عطا فرمائے اور فیض مجددی جاری ہے۔

ہم سب کو اس میں تعاون کرنے، اس کی قدر کرنے اور اس سے فیض پانے کی ضرورت ہے۔ یہ میری سعادت ہے کہ اس انٹرنیشنل کانفرنس میں شرکت ہو رہی ہے میں سب کا ممنون و مشکور ہوں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (آمین)

۱۰/اپریل ۲۰۰۵ء

احقر
محمد مکرم احمد عفی عنہٗ

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

روئداد محفل تشکر
بسلسلہ اجراء جہان امام ربانی مجدد الف ثانی

(منعقدہ ۱۰/اپریل ۲۰۰۵ء رنگون والا کمیونٹی ھال، کراچی)

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری
(مدیر اعزازی ماہنامہ المظہر کراچی، کالم نگار روزنامہ جنگ، کراچی)

☆☆

مہک اُٹھے جس کی مہک سے دو عالم
عجب رنگ پر ہے جہان مجدد

''حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات میں بڑی گہرائی، وسعت، ہمہ گیری اور جاذبیت وکشش ہے۔ یہ جلال و جمال کی آئینہ دار ہیں، ان کی تعلیمات نے بگاڑا نہیں، غافلوں کو ڈرایا دھمکایا نہیں بلکہ ان کو سوچنے پر مجبور کر دیا۔ حضور انور ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے محبت و پیار سے سب کو سمجھایا۔ آپ کی فکر میں روشنی اور آپ کی تحریر میں دانائی ہے جو علم و حکمت کی بلندیوں کو چھو رہی ہے''۔ ان خیالات کا اظہار خانوادۂ مسعودیہ مظہریہ کے چشم و چراغ، مسند نشین آستانہ مسعودیہ مظہریہ مفتی اعظم ہند علامہ ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد (شاہی امام وخطیب مسجد جامع فتحپوری، دہلی) نے امام ربانی فاؤنڈیشن انٹرنیشنل کراچی کے زیر اہتمام کراچی میں منعقدہ ''محفل تشکر بسلسلہ اجراء جہان امام ربانی مجدد الف ثانی'' میں خطبۂ صدارت پیش کرتے ہوئے کیا، یہ محفل تشکر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات وافکار اور گرانقدر انقلابی خدمات کے حوالے سے عظیم الشان انسائیکلو پیڈیا ''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی'' کی اشاعت اور

اجراء کے موقع پر حضرت پیر آغا فضل الرحمٰن مجددی اور حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی زیر سرپرستی منعقد کی گئی تھی ......صدر محفل ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد (شاہی امام وخطیب، مسجد جامع فتحپوری، دہلی) تھے جبکہ حضرت خواجہ محمد عبداللہ جان نقشبندی (پشاور)، حضرت مخدوم زادہ سید سرمد الحسینی (لاہور)، حضرت پیر نثار احمد جان سرہندی (میرپور خاص)، حضرت صاحب زادہ جلیل الرحمٰن نقشبندی (راولپنڈی)، حضرت پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی (مانچسٹر)، حاجی محمد الیاس کشمیری (اسٹاک پورٹ) بطور مہمانان خصوصی تشریف لائے ......ڈاکٹر مفتی ابوالخیر محمد زبیر ازہری، علامہ رضوان احمد خان نقشبندی، ڈاکٹر قاری حافظ محمد رفیق مسعودی اور علامہ مفتی محمد جان نعیمی نے فاضلانہ اور محققانہ مقالات پیش کیے...... محفل کو تین نشستوں میں منقسم کیا گیا تھا، نظامت کے فرائض مولانا جاوید اقبال مظہری، بانی امام ربانی فاؤنڈیشن، انٹرنیشنل (کراچی) نے ادا کیے۔

نشست اول کا آغاز نبیرہ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ قاری محمد ظفر احمد مظہری نے تلاوت قرآن کریم سے کیا، صاحب زادہ سید محمد طاہر مظہری (اسلام آباد) نے ہدیہ نعت پیش کرنے کا شرف حاصل کیا۔ امام ربانی فاؤنڈیشن کے بانی مولانا جاوید اقبال مظہری نے خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے فاؤنڈیشن کے اغراض ومقاصد، ''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی'' کی تدوین اور اشاعت کے بارے میں تفصیلات سے آگاہ کیا، انہوں نے کہا کہ جیسے ہی اس عظیم منصوبے کا اعلان کیا گیا دنیا بھر کے علماء ومشائخ کے مقالات آنا شروع ہوگئے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے دس سال کا کام تین سال میں ہی ہوگیا، اس عظیم کام کا سہرا حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند طریقت حضرت مسعود ملت مجدد مأۃ حاضرہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم کے سر ہے۔ الحمدللہ سات جلدیں تیار ہوچکی ہیں جبکہ مزید دو جلدیں تیار ہورہی ہیں اس طرح نوجلدوں پر یہ کام پایہء تکمیل کو پہنچے گا۔ انہوں نے سرپرستان محفل، صدر محفل، مہمانان خصوصی، مقالہ نگار حضرات اور تمام شرکاء کو خوش آمدید کہا......

نبیرہ شاہ رکن الدین الوری، فرزند مفتی محمد محمود الوری، ڈاکٹر مفتی ابوالخیر محمد زبیر ازہری (رکن قومی اسمبلی، پاکستان) نے ''تعارف امام ربانی مجدد الف ثانی اور مقامات مجدد الف ثانی'' کے عنوان سے فاضلانہ مقالہ پیش کرتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات طیبہ کے مختلف گوشے مختصراً پیش کیے پھر

خدمات کا ذکر فرمایا اس کے بعد مقامات مجدد الف ثانی کے حوالے سے آپ کے مقام مجدد الف ثانی، قیومیت، متشابہات کا علم، محدث، قضائے مبرم میں تصرف، تتبع رسول، قلوب خمسہ، مقام شفاعت، علم لدنی، فنائے حقیقی، جمع الجمع، فرق بعد الجمع، مریدین کا علم، انبیاء کا علم، اصحاب فترت کا علم، آسمانوں کا علم، متقی ہونے کی بشارت، مژدہ شفاعت، وساوس سے حفاظت، مقام اخلاص، مقام رضا، محبت ذاتی، رفعت ذکر، حب مصطفی (ﷺ)، قطب ارشاد، مراد محبوب، ولایت سہ گانہ، حقیقت کعبہ، مقامات نقشبندیہ، عرش پر عروج، تجلی ذاتی واحسان وشہود، سیر الی اللہ وسیر فی اللہ، مقامات محبوبیت، فناء وبقاء، لطائف پنجگانہ، معراج، نبوت کی مہر تصدیق، مجتہد علم کلام، وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود اور مژدہ مغفرت پر اہم نکات پیش کیے، انہوں نے کہا کہ "جہان امام ربانی" کی اشاعت پر مسعود ملت حضرت قبلہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب، ان کے رفقاء کار اور اس عظیم کام میں ان کے ساتھ تعاون کرنے والے احباب کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں حقیقت یہ ہے کہ ساتھ جلدوں پر مشتمل "جہان امام ربانی" کو شائع کر کے انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم ذات کے محاسن ومحامد کا جو جہاں آباد کیا ہے اور اس طرح ان کی بارگاہ میں جس خوبصورت انداز میں نظرانۂ عقیدت پیش کیا ہے وہ تصوف کی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھا جائے گا اور بارگاہ مجدد سے دنیا وآخرت میں بہت بڑے بڑے انعام واکرام کا موجب بنے گا......

محفل تشکر کے نام ملک و بیرون ملک سے متعدد پیغامات بھی موصول ہوئے تھے جن میں سے بعض دوران محفل پڑھ کر سنائے گئے، چنانچہ کراچی یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر پیرزادہ قاسم رضا صدیقی کا پیغام کمانڈر محمد ظفر نے، صاحب زادہ محمد حبیب الرحمٰن (برطانیہ) کا پیغام علامہ رضوان احمد خاں نقشبندی نے اور پیر سید عاشق حسین مجددی (شیخوپورہ) کا پیغام ڈاکٹر قاری محمد رفیق احمد مسعودی نے پڑھ کر سنایا: سید محمد انیس شاہ مسعودی اور محمود الحسن اشرفی نے ہدیہ نعت پیش کیا اور نماز عصر پر پہلی نشست کا اختتام ہوا......

نشست دوم کا آغاز نبیرۂ مفتی محمود الوری، فرزند صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر نقشبندی، مولانا قاری محمد عزیر محمود ازہری (پرنسپل رکن الاسلام جامعہ مجددیہ، حیدرآباد) کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا، پروفیسر عبدالرحمٰن قادری اور صاحبزادہ محمد جنید مجددی نے ہدیہ نعت پیش کیا، مولانا جاوید اقبال مظہری نے درگاہ ابوالخیر دہلی کے مسند نشین حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی کے پوتے صاحبزادہ ابوالنصر محمد انس فاروقی مجددی کا بذریعہ فون موصولہ پیغام سامعین تک پہنچایا......

حضرت مسعود ملت کے فرزند طریقت علامہ رضوان احمد خاں نقشبندی (ناظم تعلیمات وصدر مدرس نصرۃ العلوم واستاد خواتین اسلامک مشن یونیورسٹی کراچی) نے جہان امام ربانی مجدد الف ثانی کی سات مطبوعہ جلدوں کا تفصیلی تعارف پیش کیا اور کہا کہ جہان امام ربانی واقعی ایک جہان ہے، اب آپ کی حیرانی یقیناً یقین میں بدل گئی ہوگی کہ ایک ایسا جہان جو ایمان وعرفان، علم وادراک، فقہ واجتہاد، تاریخ وسیاست، عشق ومحبت، سیر وسلوک، حقائق ومعارف، روحانیت ووجدانیت، اور جذب وکیف کے حسین ودلکش نظاروں سے معمور ہے، جہان امام ربانی کو اپنے موضوع پر یقیناً ایک انسائیکلو پیڈیا کا درجہ دیا جا سکتا ہے انہوں نے کہا کہ کسی ایک شخصیت پر اتنا مواد جمع ہو جانا عجائبات سے ہے۔ اس عظیم منصوبے کی تکمیل پر ہم حضرت مسعود ملت اور ان کے رفقاء کار کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں...... تعارف جہان امام ربانی کے بعد محمد سعید نقشبندی نے ہدیہ نعت پیش کرنے کی سعادت حاصل کی......

علامہ مفتی محمد جان نعیمی (مہتمم دار العلوم نعیمیہ مجددیہ کراچی) نے ''تفسیر مظہری میں معارف واذکار امام ربانی'' کے عنوان سے مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ تفسیر مظہری کی دس جلدوں میں تقریباً اسّی مقامات سے زائد جگہ پر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کا ذکر ملتا ہے جبکہ صاحب تفسیر مظہری حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض آیات کی تشریح وتفسیر کے لیے مکتوبات امام ربانی کے حوالے دیے ہیں سورہ طٰحٰہ کی آیات کی تفسیر میں مکتوبات کے حوالے ہیں حروف مقطعات کے اسرار ومعارف کے حوالے سے بھی حضرت مجدد الف ثانی کا قول بطور استدلال نقل کیا ہے، انہوں نے کہا کہ میرا مقالہ طویل ہے بعد از اشاعت اس کا مطالعہ اہل طریقت کو محظوظ کرے گا انہوں نے جہان امام ربانی کی اشاعت پر حضرت مسعود ملت اور تمام معاونین کو خراج تحسین پیش کیا...... دوسری نشست کا اختتام نماز مغرب کے ساتھ ہوا......

تیسری نشست کا آغاز مولانا قاری محمد رفیق درانی کی تلاوت قرآن کریم اور صاحبزادہ محمد بلال مجددی کی نعت رسول مقبول ﷺ سے ہوا...... پروفیسر ڈاکٹر قاری محمد رفیق مسعودی نے ''تفسیر روح المعانی میں افکار امام ربانی مجدد الف ثانی'' کے حوالے سے مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ تفسیر روح المعانی علامہ شہاب الدین محمود آلوسی بغدادی کی تصنیف ہے جو ۱۵ جلدوں میں استانبول اور پھر پاکستان سے شائع ہوئی، اس تفسیر میں جگہ جگہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار عالیہ کی بھرپور ترجمانی نظر آتی

ہے،انھوں نے درج ذیل عنوانات کے تحت دونوں بزرگوں کے افکار عالیہ کا جائزہ پیش کیا......

☆......اولیاء کرام کی فضیلت

☆......نسبت نقشبندیہ کا اظہار

☆......نسبتوں کی بہار

☆......چمن ابوحنیفہ کی رنگینی

☆......وجہ فضیلت صحبت کا ملاں

☆......حضور ﷺ وجہ تخلیق کائنات

☆......نورانیت مصطفیٰ ﷺ

انھوں نے مزید کہا کہ ۲۰۰۵ء میں ''جہان امام ربانی'' کا منظر عام پر آنا حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی کرامت اور سرکار دو عالم ﷺ کا معجزہ ہے جس کی مثال سابقہ چار صدیوں میں نہیں ملتی اور یہ سعادت مجدد مأة حاضرہ محبوب ملت مسعود ملت حضرت قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے حصے میں آئی......

صدر محفل علامہ ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد نقشبندی نے خطبہ ء صدارت پیش کرتے ہوے کہا کہ فخر اہل سنت عالم اسلام کے نامور محقق و مفکر عارف باللہ مجدد دین و ملت حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی اور حضرت پیر آغا فضل الرحمٰن مجددی خانوادۂ مجددیہ کے روشن چراغ کی سرپرستی میں علماء و مشائخ، عقیدتمندوں اور عاشقوں کی اس محفل میں شرکت کر کے جتنی خوشی ہو رہی ہے وہ بیان سے باہر ہے، انھوں نے کہا کہ حضرت مجدد علم و فضل میں یگانہء روزگار تھے آپ کے معارف روحانیہ بے مثال و بے نظیر ہیں جن کا ادراک اخص الخواص کے لیے بھی مشکل ہے۔ آپ الف ثانی کے مجدد ہیں آپ کے وجود مسعود سے دور رسالت مآب ﷺ کی یاد تازہ ہوگئی......آپ کی تعلیمات میں بڑی گہرائی وسعت و ہمہ گیری، جاذبیت و کشش ہے۔ اس وقت تعلیمات مجددیہ کی اشاعت کے لیے خانقاہوں کا افعال ہونا ضروری ہے، اخلاص عمل وقت کی اہم ضرورت ہے......''جہان امام ربانی'' کی تیاریوں میں اسی جذبہ کے تحت کام ہوا اور یہ انٹرنیشنل محفل تشکر بھی اس سلسلے کی کڑی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ امام ربانی فاؤنڈیشن کے سرپرست اعلیٰ

مجددقرن حاضر مسعود الملت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ' فاؤنڈیشن کے چیئرمین صاحبزادہ مسرور میاں صاحب اور سب ہی رفقاء کو جزائے خیر عطا فرمائے جنھوں نے انتھک محنت کر کے اس آفاقی سطح پر کام کی داغ بیل ڈالی۔ انھوں نے کہا کہ آج میں اس محفل میں حضرت مسعود ملت کی شان مجددیت کا اعلان کرنا چاہتا ہوں، آپ نے ۳۵ سال امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کی ذات پر کام کیا۔ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ نے تقریباً تین سو سال بعد انہی خطوط پر کارہائے نمایاں انجام دے کر ملت کی رہنمائی فرمائی اور حضرت مجدد کو عملاً خراج عقیدت پیش کیا۔ بے شک اعلیٰ حضرت چودھویں صدی کے مجدد تھے۔ مجدد قرن سابقہ کے بعد حضرت مسعود ملت نے مجدد الف ثانی پر عظیم الشان کام سرانجام دیا، اس میں کسی کا دخل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کیوں کہ دو مجددوں پر کام لینا تھا اس لیے مجددوں پر کام کے لیے مجدد ہی کا انتخاب فرمایا۔ بے شک مسعود ملت ''مجدد قرن حاضر'' ہیں اور پاکستان کے سب ہی احباب خوش نصیب ہیں جو مسعود ملت کی صحبت عظیم المرتبت سے بہرہ ور ہو رہے ہیں، انھوں نے مزید کہا کہ آج دنیا کے ہر کونے میں حضرت مسعود ملت کا فیض جاری ہے، ایشیاء، افریقہ، یورپ کا شاید ہی کوئی شہر ایسا ہو جہاں آپ کا لٹریچر نہ پہنچا ہو، یہی تو ''شان مجددیت ہے''۔ حضرت مجدد الف ثانی نے مریدین خلفاء اور مکتوبات کے ذریعے فیض ہدایت کو عام کیا وہی خدمت آج حضرت مسعود ملت فرما رہے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی عمر شریف میں برکت عطا فرمائے۔

صاحبزادہ سید محمد طاہر مظہری نے اظہار تشکر پیش کرتے ہوئے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا انھوں نے ''جہان امام ربانی'' کے روح رواں حضرت مسعود ملت مدظلہ العالی، مرتبین صاحبزادہ ابو السرور محمد مسرور احمد، مولانا جاوید اقبال مظہری، ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری کو خراج تحسین پیش کیا۔ اور اس نیک کام میں معاونت پر پرنٹر ملک شوکت، کمپوزر سید شعیب افتخار مسعودی، بائینڈر محمد سلیم سواتی اور تمام معاونین ومحبین کا شکریہ ادا کیا ...... علامہ قاری محمد ظفر احمد مظہری نے صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا جب کہ آغا پیر فضل الرحمٰن مجددی نے دعائے خیر فرمائی......

محفل کے اختتام پر طعام کے علاوہ مہمانان خصوصی اور علماء ومشائخ کو جہان امام ربانی مجدد الف ثانی کا سیٹ پیش کیا گیا جبکہ تمام شرکاء کو ایک خوبصورت دستی بیگ میں درج ذیل کتب تقسیم کی گئیں۔

۱..... مقالہ ڈاکٹر مفتی ابوالخیر محمد زبیر (تعارف امام ربانی مجدد الف ثانی)

۲..... مقالہ علامہ رضوان احمد خان نقشبندی (تعارف جہان امام ربانی)

۳..... مقالہ ڈاکٹر قاری محمد رفیق مسعودی (تفسیر روح المعانی میں افکار مجدد الف ثانی)

۴..... فہرست کتب ۲۰۰۵ء (مطبوعات ادارہ مسعودیہ کراچی)

۵..... جہاں نما (جہان امام ربانی کا موضوعاتی جائزہ)

ڈاکٹر سید عدنان خورشید، ڈاکٹر اقبال اختر القادری

یہ محفل تشکر عام محفلوں سے مختلف بڑی پروقار اور روحانیت ونورانیت سے معمور تھی ہر شریک محفل اس کی تعریف میں رطب للسان تھا۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک

☆ ☆ ☆

الحمد للہ
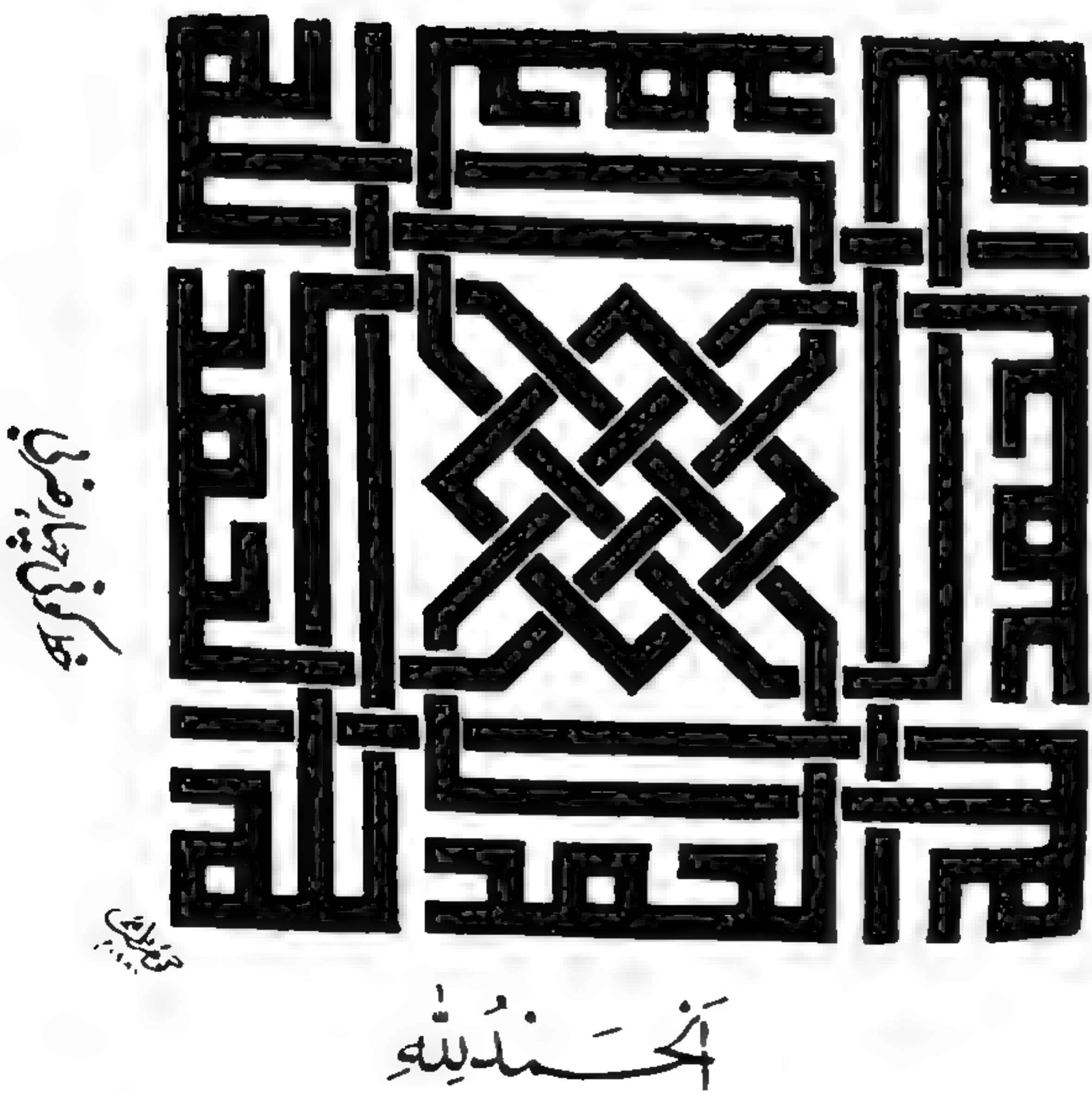
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

قومی

جہان امام ربانی کانفرنس، لاہور

(۱۴/ربیع الاول ۱۴۲۶ھ/۲۴/اپریل ۲۰۰۵ء)

☆☆

الأمثال للناس والله بكل شيء عليم
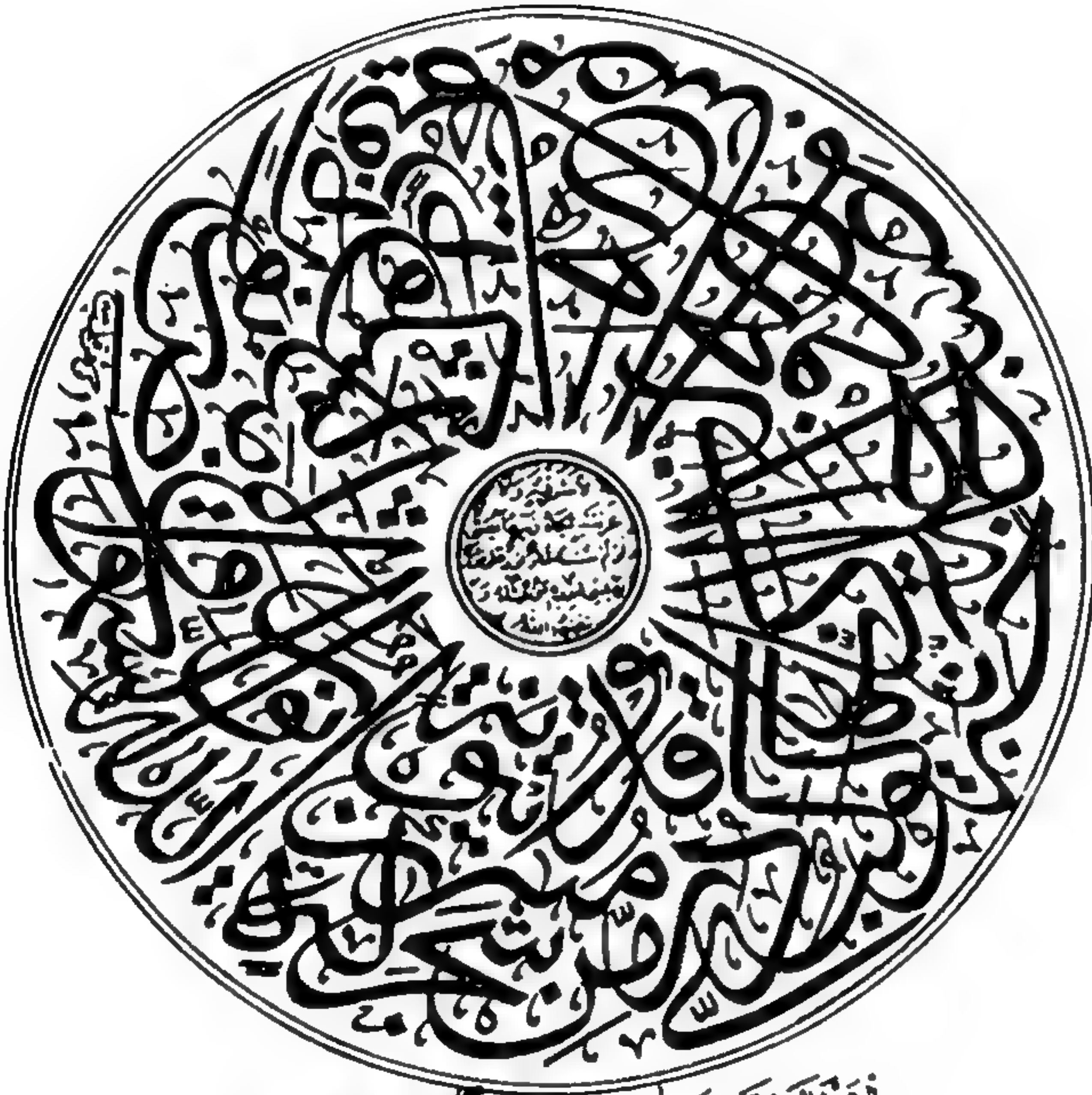
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبۂ صدارت
جہان امام ربانی کانفرنس، لاہور

۲۴ر اپریل ۲۰۰۵ء ایوان اقبال، لاہور

مفتی اعظم علامہ ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد
(شاہی امام مسجد جامع فتح پوری، دہلی، بھارت)

☆☆

فقیر امام احمد رضا سلور جوبلی اور جہان امام ربانی مجدد الف ثانی علیہما الرحمۃ والرضوان کی محفل تشکر میں شرکت کے لیے کراچی حاضر ہوا تھا۔ الحمد للہ محفل تشکر انتہائی شاندار اور پروقار رہی کثیر تعداد میں علمائے کرام اور مشائخ عظام و نیز دانشوران ملت نے اس میں شرکت کی۔ جس کے لیے امام ربانی فاؤنڈیشن کے بانی مولانا جاوید اقبال مظہری اور ان کے تمام اراکین و رفقاء و معاونین مبارکباد کے مستحق ہیں۔ ۱۸ر اپریل کو فقیر کا دہلی واپسی کا ارادہ تھا کیونکہ مسجد فتح پوری دہلی میں تقریباً ایک صدی سے ۱۱ر ربیع الاول شریف سے ۱۲ر ربیع الاول شریف تک محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کی جاتی ہے اس میں شرکت اور نگرانی ضروری تھی مگر حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی نے اصرار فرمایا کہ فقیر لاہور کی جہان امام ربانی کانفرنس میں ضرور شریک ہو، فقیر ان کے ارشاد کی تعمیل میں ٹھہر گیا اور آج آپ کے سامنے حاضر ہے۔ حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب بھی اس کانفرنس میں تشریف لاتے مگر ضعف اور کمزوری کی وجہ سے تشریف نہ لاسکے۔ جس کا ان کو بھی شدید قلق تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی عمر میں اور صحت میں برکت عطا فرمائے۔ (آمین)۔ فقیر صوفی غلام سرور کا ممنون ہے کہ انہوں نے اس کانفرنس کی صدارت کا اعزاز بخشا۔ الحمد للہ یہ محفل پاک بھی اپنی نظیر آپ ہے۔ اس میں شرکت کر کے

فرحت وانبساط محسوس کر رہا ہوں ہم سب کی خوش نصیبی ہے کہ ایسی عظیم الشان روحانی ونورانی کانفرنس میں شرکت ہو رہی ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۹۷۱ھ میں سرہند میں ہوئی اور ۱۰۳۴ھ میں وصال ہوا ۶۳ سال کی عمر شریف پائی اور ایک عظیم انقلاب برپا کیا۔ آپ علوم ظاہری اور علوم باطنی سے آراستہ و پیراستہ تھے یہ کہنا مناسب ہوگا کہ سرہند میں گویا دارالعلوم بھی تھا اور خانقاہ بھی۔ جس کا علمی اور روحانی فیض دور اور نزدیک پھیلا۔ آپ نے احیاء اسلام کے لیے سخت جدوجہد کی اور بڑی صعوبتیں برداشت کیں۔ آپ صاحب استقامت تھے۔ آپ کی تعلیمات نے اعیان مملکت کو بھی اس حد تک متاثر کیا کہ لاہور کے گورنر مرزا قلیج بیگ، صاحب علم وفضل تھے اور درس حدیث دیا کرتے تھے۔ آپ کے فیض صحبت سے عوام خواص بن گئے۔

آپ کی اولاد امجاد اور گرانہا تصانیف نے اصلاح امت کا فریضہ ادا کیا آپ کے مکتوبات شریف علم ودانش اور علم لدنی کا خزانہ ہیں جس کا ادراک کم لوگوں کو ہوسکا۔ آپ کے نظریات نے علماء ومشائخ اور سیاست دانوں کو چونکا دیا۔ نظریہ قومیت سے اہل علم چونک گئے۔ یہ نظریہ حق ہے۔

نظریہ وحدۃ الشہود سے اہل طریقت چونک گئے۔ مگر یہ نظریہ حق ہے جب وہ حضرات نظریہ وحدۃ الوجود کی تشریح فرماتے ہیں تو ان کو وحدۃ الشہود کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اس میں کچھ الجھاؤ نہیں۔

دوقومی نظریے سے سیاست داں چونک گئے۔ مگر یہ نظریہ بھی حق ہے اور بانی اسلام نے اس کی بنیاد ڈالی ہے یہ نفرت کے لیے نہیں انسانی وحدۃ کے لیئے ہے جس کی بنیاد لکم دینکم ولی دین پر ہے۔

اسی طرح آپ کے اور نظریات ہیں۔ مثلاً نظریہ عروج وزوال، نظریہ علم وحصولی وعلم حضوری، نظریہ شان علم وشان حیات، نظریہ الف ثانی، نظریہ توحید وجودی، نظریہ توحید شھودی، نظریہ صحو وسکر، نظریہ سیر نفسی وسیر آفاقی، سیر الی اللہ وسیر فی اللہ، نظریہ حقیقت محمدی، نظریہ حقیقت کعبہ، نظریہ ولایت ونبوت، نظریہ شریعت وطریقت، نظریہ عالم صغیر وعالم کبیر، نظریہ عبدیت اور نظریہ قضائے مبرم وغیرہ۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا لاہور سے خاص تعلق تھا۔ یہ ایک تاریخی شہر ہے جس سے اولیاء اللہ کو نسبت رہی ہے۔ آپ کے مرشد کریم حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ بھی یہاں تشریف لائے اور یہاں سے ہوتے ہوئے دہلی تشریف لے گئے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ بھی کئی سال لاہور میں رہے۔ آپ کے خلیفہ شیخ طاہر بندگی یہاں ہی مدفون ہیں۔ مکتوبات شریف میں سے چار مکتوبات میں لاہور کا ذکر آیا ہے۔ گورنر لاہور مرزا قلیج خان

(۱/۶/۷/۶۵) شیخ فرید بخاری (۱/۱۹۳/۸۱) مرزا حسام الدین (۲/۱۷/۴۵) اور ملا مظفر (۱/۱۰۲/۱۰۴) کے نام خطوط میں لاہور کا ذکر ہے۔

بڑے بڑے علماء و مشائخ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سے وابستہ رہے۔ ریاض کے ایک فاضل نے عرب کے تیرہویں صدی کے مشائخ نقشبندیہ مجددیہ پر دو تحقیقی مقالات لکھے ہیں اور اب وہ مندرجہ ذیل مشائخ نقشبندیہ مجددیہ پر تحقیقی مقالہ لکھ رہے ہیں۔ مولانا خالد کردی، ابن عابدین شامی، شیخ عابد سندھی، مولانا زاہد الکوثری ...... ابن عابدین شامی، مولانا خالد کردی کے خلیفہ شیخ عبدالرسول نقشبندی مجددی سے بیعت تھے جن کی مشہور زمانہ کتاب ردالمتاز پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے فاضلانہ اور محققانہ انداز کا حاشیہ جدالممتاز کے نام سے لکھا ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی بھی سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سے وابستہ تھے۔ آپ نے تفسیر مظہری میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا بڑے عظمت واحترام سے بار بار ذکر فرمایا ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمد علی مونگیری نقشبندی مجددی کے نام جو خط تحریر فرمایا ہے اس سے بھی حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے بارے میں آپ کے جذبات کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی نے آپ کو مجدد الف ثانی کے خطاب سے نوازا جس کی زمانے نے تصدیق کی آپ نے خود مکتوبات شریف میں تصدیق فرمائی۔ حلقۂ طریقت وعقیدت میں ہر ولی کے قول کو تسلیم کیا گیا ہے جو قرآن وحدیث کے خلاف نہ تھا۔ اس لیے یہ قول بھی تسلیم کیا جانا چاہیے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مفتی ضیاء الدین مدنی، مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کی اولاد امجاد سے تھے بقول خلیفہ محمد عارف مدنی آپ فرمایا کرتے تھے کہ

''حضرت مجدد تو ہمارے سر کے تاج ہیں''

''حضرت مجدد تو ہمارے سر کے تاج ہیں''

یہ جملے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کرتے تھے جس سے کمال عقیدت کا اظہار ہوتا ہے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا فضل الرحمٰن قادری (جن کا نام بھی فضل رحمٰن گنج مرادآبادی نقشبندی کے نام نامی پر رکھا گیا ہے) پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب سے بہت محبت فرماتے تھے۔ مدینہ منورہ میں جب آخری ملاقات ہوئی اور پروفیسر صاحب نے کہا کہ آپ کو فقیر کی وجہ سے تکلیف ہوئی...... آپ نے فرمایا

"نہیں نہیں آپ کا آنا ہمارے لیے باعث فخر ہے"

بلاشبہ حضرت مسعود ملت کی شخصیت آج ہمارے درمیان بڑے احترام وعظمت کا مقام رکھتی ہے۔ نہ صرف برصغیر بلکہ اکناف عالم میں آپ کی علمی شخصیت کو خراج تحسین پیش کیا جارہا ہے۔آپ نے ہی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو بین الاقوامی سطح پر متعارف کرایا اور حضرت مجدد علیہ الرحمۃ پر ان کی علمی خدمات بے نظیر اور فقید المثال ہیں...... مرکزی مجلس رضا لاہور کے بانی محسن اہل سنت، محقق بے بدل حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری علیہ الرحمۃ نے ان خدمات کو شائع کر کے عالم گیر بنایا۔ معاصرین اور متاخرین علماء نے حضرت مجدد کے پیغام کو عام کیا۔آپ کی شخصیت اور تعلیمات زمانے پر اثر انداز ہوئیں اور سلطنتوں میں انقلاب برپا کیا۔ اگر آپ تجدید واحیاء دین کے لیے جدو جہد نہ فرماتے تو اکبر کے دین الٰہی نے برصغیر میں اسلام کا نام ونشان ہی مٹادیا ہوتا۔ جس طرح صدیوں عروج کے بعد اندلس میں نام ونشان مٹادیا گیا۔ ملا عبدالقادر بدایونی کی منتخب التواریخ پڑھ کر اس کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ سچ یہ ہے کہ بعد کے آنے والوں نے اس زمین پر کام کیا جس کو حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے خون پسینہ ایک کر کے ہموار کیا تھا یہ ایک تاریخی حقیقت ہے اس لیے علامہ اقبال نے کہا تھا:

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

عالم اسلام میں صرف ایک ہی شخصیت نظر آتی ہے جس سے تمام علماء اہل سنت متفق ہیں اور تمام مسلمان کہلانے والے فرقے بھی متفق ہیں اور وہ عظیم شخصیت حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اسی لیے اگر یہ کہا جائے تو بے جانہ ہوگا کہ آپ کی شخصیت وفکر ہی اتحاد بین المسلمین کا کردار ادا کرسکتی ہے۔ ہم کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ بلا کسی تنگ نظری اور تعصب کے آپ کے افکار کو عالم اسلام میں زیادہ سے زیادہ عام کریں تا کہ مسلمانان عالم قریب سے قریب تر ہو جائیں۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ پر برسوں سے تحقیق ہورہی ہے بارہ تحقیقی مقالات پر ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں مل چکی ہیں۔ فقیر نے بھی عربی میں حضرت مجدد کے حالات وخدمات پر تحقیقی مقالہ قلم بند کیا ہے جو تین سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہے جسے ان شاء اللہ ادارۂ مسعودیہ کراچی عنقریب شائع کرے گا۔ امام ربانی فاؤنڈیشن کا قیام اور جہان امام ربانی مجدد الف ثانی کی تدوین واشاعت اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے۔

حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری (جن کی مساعی جمیلہ اوران کے رفیق کار صوفی غلام سرور صاحب کی جدوجہد سے نصف صدی سے پاکستان میں مجدد علیہ الرحمۃ کے ذکر وفکر کا چرچا ہے) نے لاہور میں حوزۂ نقشبندی ایک علمی ادارہ قائم کیا ہے جس کے سکریٹری محمد مختار عالم حق ہیں۔ جس نے کام شروع کردیا ہے اس کے معاونین میں پروفیسر اقبال احمد مجددی جیسے محقق ہیں اس سے اس کے کام کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ امام احمد ربانی فاؤنڈیشن نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے حالات وافکار وخدمات پر ایک عظیم الشان انسائیکلوپیڈیا سات جلدوں میں شائع کیا ہے اور دو مزید جلدیں آئندہ سال منظر عام پر آجائیں گی۔ ان شاءاللہ اس طرح یہ انسائیکلوپیڈیا تقریباً چھ ہزار صفحات پر محیط ہوگا۔ شاید حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت نگاری کے بعد آپ کے غلاموں میں کسی بھی شخصیت کی سیرت پر اتنا عظیم کام نہ ہوا ہوگا بے شک یہ ایک تاریخ ساز کام ہے۔ ۱۰/اپریل کو کراچی میں محفل تشکر منعقد کی گئی اور اب لاہور میں جہان امام ربانی کانفرنس کا انعقاد کیا جارہا ہے جس کا سہرا صوفی غلام سرور صاحب کے سر ہے جن کی ہمت بلند اور معاونین کے تعاون اور دور ونزدیک سے مہمانان گرامی کی شرکت نے اس خواب کو حقیقت بنادیا۔ قدم قدم پر خانوادۂ مجددیہ کے مشائخ اور صاحبزادگان کی دعائیں شامل حال رہیں۔ اظہار تشکر اور تحدیث نعمت کے طور پر ہم حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد مدظلہ العالی کے مشکور ہیں جن کی سرپرستی اور رہنمائی سے یہ تحقیقی وعظیم الشان خدمت انجام پائی۔ آپ نے مجدد مأۃ سابقہ اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے علمی معارف کو منظر عام پر لانے میں اہم کردار ادا کیا۔ پچھلے تیس سال سے حضرت اس خدمت کو انجام دے رہے ہیں اور ہر پہلو سے اخلاص نیت کے ساتھ بے لوث دین متین کی خدمات فرمارہے ہیں جو حضرات حضرت مسعود ملت سے قریب ہیں وہ ان کی کاوشوں سے بخوبی واقف ہیں انہی خدمات کے سلسلے میں برصغیر میں علماء مشائخ آپ کو مأۃ حاضرہ کا مجدد تسلیم کرچکے ہیں اور آنے والے وقت میں آپ کی اس عظمت کو امت مسلمہ تسلیم کرے گی۔ ان شاءاللہ یہ تو اللہ کی نعمت ہے وہ جسے چاہے عطا فرمائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ امام ربانی فاؤنڈیشن (انٹرنیشنل) کے مولانا جاوید اقبال مظہری اور حضرت مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور کے صدر صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی اوران کے تمام معاونین وارا کین کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

آمین

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

روئداد جہانِ امام ربانی کانفرنس

(منعقدہ ۲۴؍اپریل ۲۰۰۵ء، ایوانِ اقبال لاہور)

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

☆☆

''آج عالم اسلام میں صرف ایک ہی ہستی نظر آتی ہے جس پر تمام علماء اہل سنت متفق ہیں اور تمام مسلمان کہلانے والے فرقے بھی متفق ہیں اور وہ عظیم شخصیت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اسی لیے اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ آپ کی شخصیت وفکر ہی اتحاد بین المسلمین کا کردار ادا کر سکتی ہے، ہم کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ بلا کسی تنگ نظری اور تعصب کے آپ کے افکار کو عالم اسلام میں زیادہ سے زیادہ عام کریں تاکہ مسلمانانِ عالم قریب سے قریب تر ہو جائیں''...... ان خیالات کا اظہار خاندان مسعودیہ مظہریہ کے شیخ طریقت و مسند نشین آستانہ مسعودیہ مظہریہ دہلی، مفتی اعظم ہند علامہ ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد (شاہی امام وخطیب مسجد جامع فتح پوری، دہلی) نے حضرت مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور اور شیر ربانی اسلامک سینٹر لاہور کے اشتراک سے ایوان اقبال لاہور میں منعقدہ ''جہانِ امام ربانی کانفرنس'' میں خطبۂ صدارت پیش کرتے ہوئے کیا۔ ایوان اقبال، لاہور میں ادبی وعلمی محافل کا مرکز ہے جو کہ ہوٹلوں اور کلبوں سے مختلف پارلیمنٹ ہاؤس کی طرح بنایا گیا ہے، جدید سہولتوں سے آراستہ ہے...... یہ کانفرنس حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے حالات وافکار اور عظیم انقلابی کارناموں کے حوالے سے شائع ہونے والے عظیم الشان انسائیکلوپیڈیا ''جہانِ امام ربانی مجدد الف ثانی'' کی اشاعت واجراء کے موقع پر صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی کی مساعی جمیلہ سے منعقد کی گئی تھی، علامہ ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد صدرِ محفل تھے جبکہ حضرت پیر آغا فضل الرحمٰن مجددی، علامہ عبدالحکیم شرف قادری، مولانا محمد عالم مختار حق، علامہ

عبدالستار سعیدی، علامہ ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی اور چوہدری میاں محمد اسلم اقبال (وزیر سیاحت، حکومت پنجاب) بطور مہمانان خصوصی تشریف لائے...... یہ عظیم منصوبہ مسعود ملت حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی زیر نگرانی تکمیل پایا، آپ کو بھی خصوصی شرکت کی دعوت تھی مگر بوجہ ضعف و کمزوری آپ تشریف نہ لاسکے بلکہ آپ کی نمائندگی کرتے ہوئے جہان امام ربانی کے مرتبین کے تین رکنی وفد صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد، مولانا جاوید اقبال مظہری اور ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری نے خصوصی طور پر شرکت کی جبکہ ادارۂ مسعودیہ کراچی کے ایک بیس رکنی وفد کے علاوہ ملک کے طول وعرض سے سیکڑوں علماء و مشائخ اور اسکالرز نے کانفرنس سے استفادہ کیا...... منتخب علماء و مشائخ اور اسکالرز نے فاضلانہ ومحققانہ مقالات پیش کیے......

قاری غلام رسول کی تلاوت قرآن کریم اور محبوب احمد ہمدانی و نصیر احمد نقشبندی کی نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کانفرنس کا آغاز ہوا...... حضرت پیر آغا فضل الرحمٰن مجددی، علامہ ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد، صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی، صاحبزادہ جمیل الرحمٰن نقشبندی، صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد، علامہ رضوان احمد خاں نقشبندی، مولانا محمد مختار عالم حق، مولانا جاوید اقبال مظہری اور جناب جمیل اطہر سرہندی اسٹیج پر رونق افروز تھے، ڈاکٹر سید شجاع الحسن نظامت فرما رہے تھے...... اسٹیج کی پشت پر کانفرنس کے حوالے سے ایک خوبصورت بینر آویزاں تھا جبکہ ڈائس اور سامعین کی درمیانی جگہ پر ''جہان امام ربانی'' کی سات جلدوں کو نہایت خوبصورت ڈسپلے میں سجایا گیا تھا۔

تلاوت و نعت کے بعد حضرت مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور کے سکریٹری جنرل اور روزنامہ جرأت لاہور کے چیف ایڈیٹر جناب جمیل اطہر سرہندی نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور سوسائٹی کا تعارف پیش کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی سوسائٹی آج سے تیس برس قبل قایم کی گئی تھی جس کا مقصد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی شخصیت کو جدید میڈیا کے ذریعے عالمی سطح پر متعارف کرانا ہے، سوسائٹی ہر سال لاہور میں امام ربانی کانفرنس کرتی ہے اور اخبارات میں ایڈیشن شائع کراتی ہے، انہوں نے کہا کہ آج کی جہان امام ربانی کانفرنس منفرد ہے کہ اس میں ممتاز محقق، دانشور پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی زیر نگرانی مرتبہ کتاب کا اجراء کیا جا رہا ہے ڈاکٹر مسعود احمد جیسے لوگ کسی بھی قوم وملت کا سرمایہ ہوتے ہیں وہ حضرت مجدد کے سچے اور پکے عاشق ہیں اُن کا یہ کارنامہ تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا......

''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی'' کا ناشر ادارہ' امام ربانی فاؤنڈیشن کراچی کے بانی مولانا جاوید اقبال مظہری نے فاؤنڈیشن کے اغراض و مقاصد اور تعارف پیش کرتے ہوئے کہا کہ فاؤنڈیشن

۲۰۰۲ء کو کراچی میں قایم ہوئی اور الحمدللہ صرف تین سال کی مدت میں جہان امام ربانی کا عظیم منصوبہ مکمل کیا، حضرت مسعود ملت اس کے سرپرست اعلیٰ جبکہ ان کے فرزند و جانشین ابوالسرور محمد مسرور احمد اس کے چیئرمین ہیں، انہوں نے کہا کہ صوفی غلام سرور نقشبندی قابل مبارکباد ہیں کہ انہوں نے جہان امام ربانی کی اشاعت کی خوشی میں اپنے محبین و معاونین کے تعاون سے لاہور میں یہ عظیم الشان کانفرنس منعقد کی......

علامہ محمد رضوان خاں نقشبندی (ناظم تعلیمات و صدر مدرس' نضرۃ العلوم و استاد خواتین اسلامک مشن کراچی) نے جہان امام ربانی کی سات مطبوعہ جلدوں کا تفصیلی تعارف پیش کیا انہوں نے کہا کہ یہ کتاب ایک جہان ہے اسے اپنے موضوع پر یقیناً ایک انسائیکلو پیڈیا کا درجہ دیا جاسکتا ہے جو جذب و کیف کے حسین و دلکش نظاروں سے معمور ہے کسی ایک شخصیت پر اتنا مواد جمع ہو جانا عجائبات سے ہے' اس عظیم منصوبہ کی تکمیل پر حضرت مسعود ملت اور ان کے رفقاء کار خراج تحسین کے مستحق ہیں......

امام ربانی فاؤنڈیشن کراچی کے چیئرمین اور جگر گوشہ مسعود ملت صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا مختصراً تعارف پیش کرتے ہوئے کہا کہ آپ کا طریقہ تبلیغ نہایت عارفانہ اور حکیمانہ تھا آپ نے تبلیغ اسلام کے لیے علماء و مشائخ، وزراء و امراء اور بادشاہوں کو خطوط لکھے اور برصغیر کے مختلف علاقوں اور دنیا کے دیگر ممالک میں اپنے خلفاء کی قیادت میں وفود بھیجے، آپ کی حکیمانہ مساعی' بے مثال صبر و تحمل اور حیرت انگیز تفکر و تدبر سے برصغیر میں ایک عظیم انقلاب رونما ہوا، آپ کی تعلیمات میں زندگی ہے کیونکہ ان تعلیمات کے پیچھے ایک زندہ مثالی نمونہ موجود ہے، انہوں نے کہا کہ آج ہم حضرت مجدد کے محبوب شہر لاہور میں آپ کی یاد منا رہے ہیں جہاں آپ نے تین چار سال قیام فرمایا اور علم و عرفان کی دولت لٹائی، آپ نے لاہور کے علماء و مشائخ کو خطوط لکھے گورنروں کو ہدایت کی، صوفی غلام سرور نقشبندی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے یہ محفل سجائی وہ کئی برس سے لاہور میں امام ربانی کانفرنس کا انعقاد کر رہے ہیں اور اب حوضہ نقشبندی لاہور نے بھی میاں جمیل احمد شرق پوری کی قیادت میں کام شروع کر دیا ہے اللہ تعالیٰ حضرت مجدد پر کام کرنے والوں کی غیب سے مدد فرمائے......

جناب سید ریاض الحسن گیلانی نے ''حضرت مجدد الف ثانی اور تحفظ ناموس رسالت'' کے عنوان سے مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ تحفظ ناموس رسالت کا سہرا روز اول سے حضرات نقشبندیہ مجددیہ کے سر آیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے تحفظ ناموس رسالت اور تحفظ ختم نبوت کے لیے کارہائے گراں مایہ انجام دیے پھر حضرت مجدد نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت کو لازم و ملزوم قرار دے

کر، عقائد ختم نبوت کی ترویج واشاعت کی' ماضی قریب میں مرزا غلام احمد قادیانی سے سخت ترین مقابلہ کرنے والے بزرگ امیر ملت سید جماعت علی شاہ بھی نقشبندی تھے اور میں جو اس حوالے سے مقالہ پیش کر رہا ہوں میں بھی نقشبندی مجددی ہوں میرا مقالہ طویل ہے جب شائع ہوگا تو آپ لوگ تفصیلات پڑھ لیں گے کہ تحفظ ختم نبوت کے ضمن میں حضرات نقشبندیہ مجددیہ کو دیگر سلاسل پر سبقت حاصل ہے......

ڈاکٹر محمد سلطان شاہ نے ''حضرت مجدد الف ثانی اور مستشرقین'' کے عنوان سے نہایت فاضلانہ مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ آپ کی شخصیت اور تعلیمات ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں جس سے اپنے تو اپنے پرائے بھی متاثر ہیں، آپ کے افکار و تعلیمات پر مسلمان ہی نہیں مستشرقین نے بھی کام کیا ہے اور برابر کر رہے ہیں......

حافظ اللہ بخش قادری نے حضرت مجدد الف ثانی کے حضور علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کی منقبت ''حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر'' پیش کی......

فاضل جامعہ الازہر (مصر) علامہ ڈاکٹر محمد آصف جلالی ازہری نے ''حضرت مجدد اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم'' کے عنوان سے بڑا عاشقانہ مقالہ پیش کیا، انہوں نے کہا کہ جس انسان میں بوئے محبت نہیں وہ انسان انسان نہیں، قاسم اسرار روحانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات اور تعلیمات جس خوشبوئے پاک سے معطر ہیں وہ خوشبو خوشبوئے محبت رسول ہے......

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس نے ''حضرت مجدد بحیثیت مفسر'' کے عنوان سے مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مجدد نے اپنے مکتوبات میں آیات قرآنی کی تفسیر میں جو اسرار و نکات پیش فرمائے ہیں اس کی بدولت تفسیر روح المعانی اور تفسیر مظہری نے دنیائے تفسیر کو نئے ابواب سے متعارف کرایا......

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی (سابق وائس چانسلر محی الدین اسلامی یونیورسٹی، آزاد کشمیر) نے ''خانوادہ مجددیہ کی عربی ادب میں خدمات'' کے عنوان سے مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ عہد اکبری میں عربی ادب کے حوالے سے حضرت مجدد اور ان کے خاندان نے جو خدمات سرانجام دیں وہ قابل قدر ہیں۔ حضرت مجدد اپنے مکتوبات میں جو کہ فارسی زبان میں ہیں دینی مسائل بیان کرتے وقت عربی زبان کو اہمیت دیتے ہیں اور علماء و مشائخ کو لکھتے وقت تو اصل عربی متن نہایت سرعت سے تحریر فرماتے ہیں جبکہ عوام کو اصل عربی ماٗخذ کا حوالہ دے کر اس کا مفہوم بیان کرتے ہیں......

مولانا سید صابر حسین شاہ قادری نے ''خانوادۂ مجددیہ سے قائداعظم کے اجداد کی عقیدت'' کے عنوان سے مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا حلقہ بہت وسیع تھا آپ کے مریدین میں قائداعظم کے اجداد بھی شامل تھے قائداعظم کو خدمت اسلام کا جذبہ ورثہ میں ملا تھا' ان کے آباء واجداد نے مغل بادشاہ اکبر کے ''دین الٰہی'' کے خلاف حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی عظیم قیادت میں لازوال اور قابل تقلید قربانیاں دی ہیں۔ ان کی گہری عقیدت ومحبت کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ خود میں ایک قسم کی تشنگی اور کمی محسوس کرتے تھے تاوقتیکہ وہ حضرت مجدد کے مزار پُر انوار سرہند شریف حاضری نہ دے لیں۔

پروفیسر غلام مصطفیٰ مجددی نے ''امام احمد رضا بریلوی پر مجدد الف ثانی کے اثرات'' کے عنوان سے مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی تحریروں میں شان مجددیت نمایاں چمک رہی ہے۔ امام احمد رضا نے چودھویں صدی کے زمانۂ انتشار میں حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیمات کو عام کرتے ہوئے بدمذہب فتنوں کا تدارک کیا، حضرت امام احمد رضا نے حضرت مجدد الف ثانی کی ذات بابرکات اور مکتوبات شریف کو بطور مثال ذکر کرکے ان سے محبت وعقیدت کا اظہار فرمایا ہے، انہوں نے کہا کہ حضرت مجدد نے دوقومی نظریہ کا پرچار کیا تو امام احمد رضا نے بھی دوقومی نظریہ کا احیاء کیا آج کا پاکستان ان ہر دو بزرگوں کا ہی فیضان ہے۔

مجدد الف ثانی، امام احمد رضا دونوں
ہمارے رہنما دونوں ہمارے پیشوا دونوں

پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد نے اپنی مطبوعہ کتاب ''عقیدۂ ختم نبوۃ اور امام ربانی'' کے حوالے سے مقالہ پیش کیا ...... پروفیسر قاری مشتاق احمد نے ''شریعت، طریقت اور حقیقت نگاہ مجدد میں'' کے عنوان سے مقالہ پیش کیا جبکہ پروفیسر محمد اقبال مجددی نے ''حضرت مجدد لاہور میں'' کے عنوان سے مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مجدد کو لاہور سے خاص تعلق تھا، آپ کے مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ بھی یہاں تشریف لائے۔ خود حضرت مجدد کئی برس لاہور میں رہے، آپ کے خلیفہ حضرت طاہر بندگی بھی لاہور میں مدفون ہیں، مکتوبات شریف میں کئی مقامات پر لاہور کا ذکر ہے آپ نے لاہور کے علماء ومشائخ اور گورنر کو بھی خطوط تحریر فرماتے ہیں......

علامہ محمد صدیق ہزاروں سعیدی ''حضرت مجدد بحیثیت فقیہ'' کے عنوان مقالہ پیش کرنے آئے تو انہوں نے کہا کہ اب وقت تنگ ہے میں مقالہ پیش نہیں کر رہا' جب شائع ہوگا تو سب حضرات پڑھ لیں گے لیکن ایک خاص نکتہ ضرور بتانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ آج لاہور میں جس جگہ جامعہ نظامیہ رضویہ قایم ہے یہ وہی جگہ ہے جہاں گورنر لاہور مرزا قلیچ خان کا مدرسہ تھا...... انہوں نے مفتی مکرم احمد صاحب کا پاکستان اور لاہور میں خیر مقدم کیا اور مسعود ملت اور صوفی غلام سرور کو ہدیہ تبریک پیش کیا......

صدر محفل مفتی اعظم ہند علامہ ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد نے خطبۂ صدارت پیش کرتے ہوئے کہا کہ اب چونکہ وقت زیادہ ہوگیا اور میرا خطبہ صدارت بڑا ہے جو کہ آپ کو مطبوعہ صورت میں پیش کردیا گیا ہے میں اس میں سے اختصار پیش کرتا ہوں، انہوں نے کہا کہ عالم اسلام میں صرف ایک ہی شخصیت نظر آتی ہے جس سے تمام علماء اہل سنت متفق ہیں اور تمام مسلمان کہلانے والے فرقے بھی متفق ہیں اور وہ عظیم شخصیت حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اسی لیے اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ آپ کی شخصیت وفکر ہی اتحاد بین المسلمین کا کردار ادا کرسکتی ہے۔ ہم کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ بلا کسی تنگ نظری اور تعصب کے آپ کے افکار کو عالم اسلام میں زیادہ سے زیادہ عام کریں تا کہ مسلمانان عالم قریب سے قریب تر ہو جائیں۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ پر برسوں سے تحقیق ہو رہی ہے بارہ تحقیقی مقالات پر ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں مل چکی ہیں۔ فقیر نے بھی عربی میں حضرت مجدد کے حالات وخدمات پر تحقیقی مقالہ قلم بند کیا ہے جو تین سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہے جسے ان شاء اللہ ادارۂ مسعودیہ کراچی عنقریب شائع کرے گا۔ امام ربانی فاؤنڈیشن کا قیام اور جہان امام ربانی مجدد الف ثانی کی تدوین واشاعت اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے......

حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری (جن کی مساعی جمیلہ اور ان کے رفیق کار صوفی غلام سرور صاحب کی جدوجہد سے نصف صدی سے پاکستان میں مجدد علیہ الرحمۃ کے ذکر وفکر کا چرچا ہے) نے لاہور میں حوزہ نقشبندی ایک علمی ادارہ قایم کیا ہے جس کے سیکریٹری محمد عالم مختار حق ہیں...... جس نے کام شروع کردیا ہے اس کے معاونین میں پروفیسر محمد اقبال مجددی جیسے محقق ہیں اس سے اس کے کام کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے...... امام احمد ربانی فاؤنڈیشن نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے حالات وافکار اور خدمات پر ایک عظیم الشان انسائیکلو پیڈیا سات جلدوں میں شائع کیا ہے اور دو مزید جلدیں آئندہ سال منظر عام پر آجائیں

گی۔ان شاءاللہ۔اس طرح یہ انسائیکلو پیڈیا تقریباً چھ ہزار صفحات پر محیط ہوگا۔شاید حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت نگاری کے بعد آپ کے غلاموں میں کسی بھی شخصیت کی سیرت پر اتنا عظیم کام نہ ہوا ہوگا بے شک یہ ایک تاریخ ساز کام ہے۔۱۰ اپریل کو کراچی میں محفل تشکر منعقد کی گئی اور اب لاہور میں جہان امام ربانی کانفرنس کا انعقاد کیا جارہا ہے جس کا سہرا صوفی غلام سرور صاحب کے سر ہے جن کی ہمت بلند اور معاونین کے تعاون اور دور ونزدیک سے مہمانان گرامی کی شرکت نے اس خواب کو حقیقت بنادیا۔قدم قدم پر خانوادہ مجددیہ کے مشائخ اور صاحبزادگان کی دعائیں شامل حال رہیں۔اظہار تشکر اور تحدیث نعمت کے طور پر ہم حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی کے مشکور ہیں جن کی سرپرستی اور رہنمائی سے یہ تحقیقی و عظیم الشان خدمت انجام پائی۔آپ نے مجدد مأۃ سابقہ اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے علمی معارف کو منظر عام پر لانے میں اہم کردار ادا کیا۔پچھلے تیس سال سے حضرت اس خدمت کو انجام دے رہے ہیں اور ہر پہلو سے اخلاص نیت کے ساتھ بے لوث دین متین کی خدمت فرمارہے ہیں جو حضرات حضرت مسعود ملت سے قریب ہیں وہ ان کی کاوشوں سے بخوبی واقف ہیں انہی خدمات کے سلسلے میں برصغیر میں علماء و مشائخ آپ کو مأۃ حاضرہ کا مجدد تسلیم کر چکے ہیں اور آنے والے وقت میں آپ کی اس عظمت کو امت مسلمہ تسلیم کرے گی ان شاءاللہ۔

یہ تو اللہ کی نعمت ہے وہ جسے چاہے عطا فرمائے۔اللہ تبارک وتعالیٰ امام ربانی فاؤنڈیشن (انٹرنیشنل) کے بانی مولانا جاوید اقبال مظہری اور حضرت مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور کے صدر صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی اور ان کے تمام معاونین و اراکین کو اجر عظیم عطا فرمائے۔آمین!

صدارتی خطاب کے بعد حضرت مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور کی طرف سے جناب جمیل اطہر سرہندی نے بعض قراردادیں پیش کرتے ہوئے کہا کہ آج حضرت مجدد کا پیغام ہر گھر، دکان اور مکان میں پہنچانے کی ضرورت ہے...... حضرت مجدد برصغیر میں دوقومی نظریہ کے بانی ہیں لہٰذا حکومت پاکستان یوم مجدد کو سرکاری سطح پر منائے...... پاکستان کا آئین فقہ حنفی کے مطابق بنایا جائے جو کہ حضرت مجدد کا فقہ ہے...... افکار و تعلیمات مجددیہ کو ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر نشر کیا جائے......مکتوبات امام ربانی کو سرکاری سطح پر تراجم کرا کے بلاد اسلامیہ میں پھیلایا جائے...... حضرت مجدد اور ان کی تعلیمات کو نصاب میں شامل کیا جائے......انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور اور شیر ربانی اسلامک سینٹر لاہور کی طرف سے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا......

حضرت پیر آغا فضل الرحمٰن مجددی نے دعا فرمائی، نماز ظہر با جماعت ادا کی گئی پھر مہمانوں کو ظہرانہ دیا گیا اور یوں یہ محفل مبارک اختتام کو پہنچی......اس موقع پر حضرت مسعود ملت کی طرف سے بعض محققین کو ''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی'' کا سیٹ اور تمام شرکاء کو امام ربانی فاؤنڈیشن کی طرف سے درج ذیل کتب کا تحفہ پیش کیا گیا۔

۱......خلقتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم (ڈاکٹر محمد مسعود احمد)

۲......خطبۂ صدارت (ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد)

۳......مقالۂ امام ربانی مجدد الف ثانی (ابوالسرور محمد مسرور احمد)

۴......مقالۂ تعارف جہان امام ربانی (علامہ محمد رضوان احمد نقشبندی)

۵......تعارف امام ربانی فاؤنڈیشن (مولانا جاوید اقبال مظہری)

۶......جہاں نما ڈاکٹر سید عدنان خورشید

(جہان امام ربانی کا موضوعاتی جائزہ) ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

جبکہ شیر ربانی فاؤنڈیشن لاہور اور ادارۂ مظہر اسلام لاہور کی طرف سے بھی متعدد رسائل تقسیم کیے گئے۔

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

L-317 /5-B-2، نارتھ کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان

☆......☆......☆
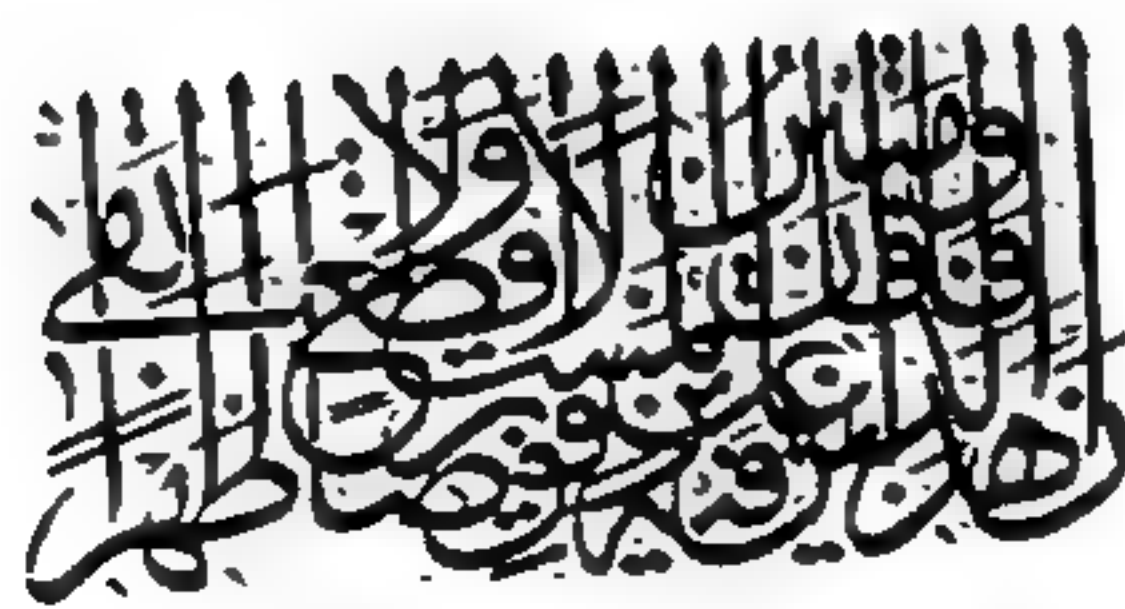
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مجدد الف ثانیؒ کانفرنس لاہور، ایک تأثر

پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد

☆☆

۲۴ راپریل ۲۰۰۵ء کو صبح ۱۰ بجے جب میں ایوان اقبال کے کانفرنس ہال میں داخل ہوا تو ہال کا منظر ہی بڑا دیدنی تھا۔ علامہ اقبال کے اشعار' مینا کاری' سادہ پچی کاری' بہترین انتظام' مقالہ نگاروں کی نشستیں مخصوص' نمایاں اور روشنیوں میں گھرا ہوا اسٹیج' یہ سب مَن کو بہت بھا رہے تھے۔ اسٹیج کے بالکل سامنے ''جہان امام ربانی'' انسائیکلو پیڈیا کی ساتوں جلدیں ایک تختے پر بہت خوبصورتی سے سجائی گئی تھیں۔ تین چار کیمرے، فلڈ لائٹس اور ہال کی چھت پر سیکڑوں قمقموں نے ہال کو خصوصی رونق بخشی ہوئی تھی۔ اسٹیج کے دائیں طرف ڈائس بھی نمایاں تھا اور اس پر لگے مائیک بھی نمایاں تھے اسٹیج سکریٹری کا اندازِ گفتگو بہت میٹھا، دھیما اور مہذب تھا۔ اسٹیج پر تشریف رکھنے والے تمام اصحاب خصوصی شناخت کے حامل تھے۔ بالخصوص نبیرہ مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی ڈاکٹر محمد مکرم احمد صاحب، صاحبزادہ محمد مسرور احمد صاحب، جاوید اقبال مظہری صاحب، علامہ رضوان احمد مسعودی صاحب، پیر فضل الرحمٰن مجددی صاحب' محمد عالم مختار حق صاحب اور صوفی غلام سرور صاحب کی نورانی شخصیت نے تو اسٹیج کو سجا دیا تھا۔ جناب جمیل اطہر سرہندی صاحب بھی۔۔۔ اسٹیج پر بیٹھے تھے۔

تلاوت قرآن کے بعد جناب جمیل اطہر سرہندی صاحب کے افتتاحی کلمات سُنے گویا ان کی آواز پُر مٹھاس سے ہم آشنا ہوے۔ صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد صاحب کا خطاب صفت اناب بھی سُنا۔ جاوید اقبال مظہری صاحب سے امام ربانی فاؤنڈیشن کے بارے میں معلومات حاصل ہوئیں اور جہان امام ربانی کے بارے میں رضوان احمد خان مسعودی صاحب کا خطاب بھی معلوماتی اور دلچسپ تھا۔ فقط قاری اللہ بخش

صاحب نے جو کلام اقبال سنایا اس نے بھی بہت مسرور اور مسحور کیا۔

مقالہ نگار حضرات میں سے سب سے پہلے سید ریاض الحسن گیلانی صاحب آئے آپ کا خطاب بڑا وقیع اور معلوماتی تھا مگر انہوں نے اپنے خطاب کو ایک تو ایک گھنٹے سے بھی زیادہ طویل کر دیا جو مجدد الف ثانی سوسائٹی کے قواعد وضوابط کے خلاف تھا۔ دوسرا حضرت مجدد الف ثانی کی تحفظ ناموس رسالت کے حوالے سے خدمات نہ ہونے کے برابر بیان کیں، دوم عدالتی پلیٹ فارم پر قادیانیوں کے خلاف اپنی کوششوں کو زیادہ پروجیکٹ کیا۔ ڈاکٹر محمد اشرف جلالی صاحب کا خطاب عالمانہ تھا۔ علمی باریکیاں' وضاحتیں' حوالے اور لفاظی' سب قابل تعریف تھا۔ مگر آپ بھی آدھ گھنٹہ سے زیادہ وقت لے گئے۔ ڈاکٹر سلطان شاہ صاحب کا خطاب حاضرین وسامعین کے لیے غیر دلچسپ ہوا ہوگا کیونکہ مختلف مستشرقین کے انگریزی اقتباسات کا اردو ترجمہ بیان کرتے رہے۔ خطاب اگرچہ معلوماتی تھا مگر عوام الناس کی فہم سے بلند تھا۔ ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس کا خطاب بھی ٹھیک تھا مگر حاضرین کی توجہ مکمل طور پر حاصل نہ کر سکا آپ کی یہ بات زیادہ قابل توجہ تھی کہ ایک خطاب وقت کی پابندی پر بھی ہونا چاہیے۔ ڈاکٹر محمد اسحٰق قریشی صاحب کا خطاب موضوع سے متعلق رہا۔ اگرچہ حوالہ جات کی تعداد کم رہی۔ مولانا صابر حسین شاہ بخاری کا خطاب دراصل ایک انکشاف تھا۔ جو ان سے اس لیے قابل قبول ہے کہ آپ قائداعظمیات کے محقق ہیں۔ مگر دو باتیں محل نظر ہیں۔ قائداعظم کے والدین (آباواجداد) مسلکاً شیعہ تھے اہل تشیع کی حضرت مجدد الف ثانی سے ارادت کس طرح ہو سکتی ہے جبکہ آپ شیعیت کو قبول نہیں کرتے۔ دوسرا یہ کہ محترم شاہ صاحب نے اس سلسلے میں کوئی تاریخی حوالے پیش نہیں کیے۔ پروفیسر غلام مصطفٰی مجددی صاحب کا خطاب معلوماتی بھی تھا اور برمحل بھی۔ پروفیسر محمد اقبال مجددی کا خطاب بڑا معلوماتی تھا اور پُر اثر بھی۔ پروفیسر شبیر حسین شاہ (ناچیز) کا خطاب اگرچہ باربط تھا مگر شاید آیہ ختم نبوت کا آخری حصہ ذہن سے اتر گیا۔ علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی صاحب کا خطاب مہمانان گرامی کے شکریہ اور کچھ اپنے موضوع سے متعلق تھا۔ دلچسپی سے سنا گیا۔ پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب کی زیارت پہلی دفعہ ہوئی۔ دعوت نامہ میں آپ کا اسم گرامی سب سے پہلے تھا مگر خطاب سب سے آخر میں ہوا بڑا معلوماتی، علمی' وقیع' دھیما دھیما اور ایک ہی لہجہ۔ مفتی مکرم صاحب کا خطاب بھی پُر اثر اور جامع تھا۔ جمیل اطہر سرہندی صاحب کا ''شکریہ'' بھی خوب تھا اور نقیب محفل کا ''شکریہ'' بھی خوب تھا۔ سب خوب تھا بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ اگر مجھے کچھ نا خوب معلوم ہوا وہ بھی خوب تھا۔

بہت شاندار قسم کا کھانا پیش کیا گیا۔گرامی ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی طرف سے انسائیکلو پیڈیا کا تحفہ ''واہ بھئی واہ'' ہے۔جس کا شکریہ اگرچہ میں روایتاً ادا کروں گا مگر حقیقت یہ ہے کہ آپ کے اس تحفے کا شکریہ ادا کیا ہی نہیں جا سکتا۔کانفرنس میں جو کتابیں' کتابچے اور دوسرا مواد مہمانوں کو پیش کیا گیا۔وہ آپ کی انتظامی قابلیت اور علمی سخاوت کا ثبوت ہے۔یہ بھی خوب رہا کہ آپ کانفرنس میں اول تا آخر خاموش رہے۔

آپ اور آپ کے تمام ساتھیوں کی کوشش اور محنت قابل تعریف ہے۔ہال میں رضا کاروں کی خدمات' عزت واحترام اور تعاون سب قابل داد ہے۔اللہ تعالیٰ آپ تمام حضرات کو دنیا اور آخرت میں اس کا اجر عطا فرمائے۔(آمین)

(صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی کے نام پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد کے مکتوب محررہ ۲۹ر اپریل ۲۰۰۵ء سے ماخوذ)

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

حضرت مجدد الف ثانی عالمی کانفرنس

دہلی، بھارت

(۳۱/مارچ ۲۰۰۶ء)

☆☆

سرزمین دھلی پر پہلی بار

مہمانان خصوصی مقررین

زیر سرپرستی

حضرت امام ربانی

مجدد الف ثانی رح

شیخ احمد فاروقی سرہندی

عالمی کانفرنس

31/مارچ 2006ء بروز جمعہ بوقت 2:30 بجے دوپہر

بمقام: ایوان غالب، ماتا سندری روڈ، نئی دہلی

زیر صدارت: حضرت مرشد برحق علامہ پروفیسر سید شاہ امین میاں صاحب قبلہ
امین الملت سجادہ نشین خانقاہ عالیہ برکاتیہ، مارہرہ شریف، یوپی۔

مہمانان خصوصی

محترم جناب مرزا نواب حیدر بیگ صاحب
محترم جناب عبدالعزیز صدیقی صاحب سجادہ نشین خانقاہ نذیر محمدی (اندور)
محترم جناب ڈاکٹر محمد مجیب صاحب، سجادہ نشین آستانہ باقی باللہ
محترم جناب ڈاکٹر فقیہ محمد بخشی صاحب (انگینہ)
محترم جناب غلام مصطفی نوری قادری (کشن گنج، بہار)
محترم جناب مولانا محمد آفاق مجددی (قنوج)

محترم مفتی عبدالمجید مجددی، سجادہ نشین خانقاہ معصومیہ (رامپور)
محترم جناب محمد عمر فریدی صاحب، سجادہ نشین ومتولی درگاہ شاہ عبدالسلام (نئی دہلی)
محترم جناب مولانا ابوالحسن و محمد مسرور احمد صاحب
محترم جناب پیر طریقت مولانا صوفی عبدالرحمن نقشبندی مجددی (احمد آباد)
محترم جناب مولانا مفتی محمد شعیب رضا صاحب، خلیفہ تاج الشریعہ (بریلی شریف)
محترم جناب پروفیسر ضیاء الدین شمسی تہرانی صاحب، سجادہ نشین وخطیب عیدگاہ (ٹونک)
محترم جناب پیر طریقت اقبال بھائی صاحب، سجادہ نشین خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ عثمانیہ (احمد آباد)

نیز ہندوستان کے مشہور ومعروف علماء کرام ومشائخ عظام اور یونیورسٹیوں سے آئے ہوئے پروفیسر حضرات حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے حالات بیان فرمائیں گے۔ شعراء اور نعت خواں حضرات بھی کلام پیش کریں گے۔ آغاز محفل تلاوت کلام الٰہی سے ہوگا۔ نماز با جماعت کا انتظام ہوگا۔ مودبانہ گزارش ہے کہ محفل کے آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے برہنہ سر نہ رہیں۔ کانفرنس کے اختتام پر "انوار مجدد" مجلہ بھی پیش کیا جائیگا۔

زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرکت فرما کر بارگاہ مجدد الف ثانیؒ میں اپنی عقیدت پیش کریں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

روئداد

امام ربانی مجدد الف ثانی عالمی کانفرنس

(منعقدہ ۳۱/مارچ ۲۰۰۶ء، ایوان غالب، دہلی)

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

☆☆

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات نقشبندیوں ہی کے لیے نہیں وہ قادری، چشتی اور سہروردیوں کے لیے بھی قابل احترام ہیں، حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نقشبندیوں سے پہلے چشتیوں اور قادریوں کے ہیں کیوں کہ وہ سب سے پہلے اپنے والد ماجد سے ان سلاسل میں بیعت ہوئے پھر بعد میں سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ سے بیعت کی، ان خیالات کا اظہار امین ملت پروفیسر ڈاکٹر سید محمد امین میاں برکاتی مدظلہ العالی (مسند نشین خانقاہ قادریہ برکاتیہ، مارہرہ شریف) نے دہلی میں منعقدہ ''امام ربانی مجدد الف ثانی عالمی کانفرنس'' سے بحیثیت صدر محفل خطاب کرتے ہوئے کیا...... یہ کانفرنس المجدد اکیڈمی دہلی اور نصرۃ الاسلام ایجوکیشنل سوسائٹی دہلی کے اشتراک سے ۳۱/مارچ ۲۰۰۶ء کو ایوان غالب، دہلی میں ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد (شاہی خطیب و امام مسجد فتحپوری، دہلی) کی زیر سرپرستی منعقد ہوئی، جس میں حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد پاکستان سے بطور مہمان خصوصی شریک تھے...... کانفرنس میں پاک و ہند کے علماء و مشائخ اور دانشوروں نے اپنے مقالات کے ذریعے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو خراج تحسین پیش کیا۔

سید خالد قیصر فردوسی کی نظامت میں تلاوت قرآن کریم سے کانفرنس کا آغاز ہوا...... مولانا محمد معظم احمد اور مولانا محمد محسن احمد نے سعادت قرأت حاصل کی...... محمد مستقیم احمد اور متین احمد امروہوی نے

ہدیہ نعت اور پروفیسر فاروق احمد صدیقی، پروفیسر عبد الحفیظ کاردار قادری اور متین احمد امروہوی نے نذرانہء مناقب پیش کیے۔

المجد د اکیڈمی کے بانی ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد نے افتتاحی خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مجد د الف ثانی رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بطور رحمت مسلمانوں کو عطا فرمائی، انھوں نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکتوبات کے ذریعے اسلام کی تبلیغ فرمائی حضرت مجد د علیہ الرحمۃ نے اس سنت کی اتباع میں مکتوبات کے ذریعے تبلیغ و دعوت کا کام کیا، یہ مکتوبات ادب عالیہ کا نمونہ بھی ہیں اور افکار و معارف کا سمندر بھی، یہ مکتوبات علم و معرفت کا عظیم خزانہ ہیں، حضرت مجد د الف ثانی علیہ الرحمۃ کے پیغام کو سمجھنے کے لیے مکتوبات کا مطالعہ نہایت ضروری ہے، انھوں نے المجد د اکیڈمی کی غرض و غایت اور کانفرنس کے مقاصد کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ حضرت مسعود ملت کی سرپرستی میں کراچی سے شائع ہونے والے انسائیکلو پیڈیا ''جہان امام ربانی'' اور امام ربانی فاؤنڈیشن کراچی کے کام کو سراہا نیز دہلی میں ہر سال اسی طرح کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کیا...

کانفرنس میں مولانا محمد انس مسعودی، ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم مصباحی، ابو السرور محمد مسرور احمد، پروفیسر فاروق احمد صدیقی، خواجہ حسن ثانی نظامی، پروفیسر ضیاء الدین شمسی طہرانی، مولانا محبوب المرسلین وغیرہ نے مقالات پیش کیے چنانچہ مولانا محمد انس مسعودی (فرزند مفتی محمد مکرم احمد) نے مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات درگزر کرنے والی تھی جو کہ اسوۂ حسنہ کا نہایت اہم پہلو ہے، انھوں نے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی کی ساری زندگی عفو و درگزر کا درس دیتے گزری آپ کی حیات سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا آئینہ دار تھی...

ہمدرد یونیورسٹی دہلی میں شعبہء تقابل ادیان کے صدر، ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم مصباحی نے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ نے ساڑھے چار سو سال قبل اپنے علم و فن کا، اپنے تقویٰ و تدبر کا اور اپنی ہمت مردانہ کا جو نقش باندھا تھا آج اس پر دن بدن نکھار آتا جارہا ہے:

ہم ہوئے، تم ہوئے کہ میر ہوئے
اس کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے

آج دنیا حضرت امام ربانی کی طرف متوجہ ہورہی ہے، ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے

جہان امام ربانی کے نام سے جو کام شروع کیا اس کی سات جلدیں شائع ہو کر مزید کام جاری ہے، دہلی میں المجد داکیڈمی کا قیام اور آج کی یہ کانفرنس بھی اس سلسلے کی کڑی ہے جس پر محترم مفتی محمد مکرم احمد اور ان کے رفقاء قابل مبارکباد ہیں.....

جانشین مجد دعصر ابوالسرور محمد مسرور احمد (چیئر مین امام ربانی فاؤنڈیشن، کراچی) نے ''امام ربانی اور فیضان کمالات نبوت'' کے عنوان سے مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی ذات تاریخ اسلام میں نہایت ممتاز ہے آپ کے مقامات عالیہ کا ادراک عوام تو عوام اخص الخواص کو بھی ممکن نہیں، حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے مقامات عالیہ کا مشاہدہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میاں شیخ احمد سرہندی ایک ایسے آفتاب ہیں کہ ہم جیسے بہت سے تارے ان کی روشنی میں گم ہیں، حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے مقامات عالیہ کا بطور تحدیث نعمت خود بھی ذکر فرمایا ہے۔ جس کی روشنی میں آپ قرب نبوت اور کمالاتِ نبوت کے فیض سے مستفیض ہوئے اور خوب نوازے گئے، آپ کے حالات وخدمات اور مقامات ''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی'' کی گیارہ جلدوں میں بھی نہ سما سکے جن کے صفحات کی مجموعی تعداد سات ہزار سے متجاوز ہے اور جسے امام ربانی فاؤنڈیشن کراچی شائع کر رہی ہے.....

پروفیسر فاروق احمد صدیقی (شعبہء اردو، بہار یونیورسٹی، بھارت) نے ''امام ربانی مجدد الف ثانی اور شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ اقبال'' کے عنوان سے مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر اقبال کی امام ربانی سے گہری عقیدت کا اندازہ اس ایک واقعہ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ انھوں نے بیٹے کی ولادت کے لیے حضرت مجدد الف ثانی کے دربار میں حاضر ہو کر دعا کی پھر چند سال بعد بیٹے (ڈاکٹر جاوید اقبال) کی ولادت پر بچے کو ساتھ لے کر سرہند شریف حاضر ہوئے، حضرت مجدد کی شان میں ڈاکٹر اقبال کے اشعار سے کون واقف نہیں، انھوں نے حضرت مسعود ملت کی علمی ودینی خدمات کو بھی سراہا اور ان کے زیر سرپرستی تیار ہونے والی ''جہان امام ربانی'' کو خراج تحسین پیش کیا.....

خواجہ حسن ثانی نظامی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کی شان میں کچھ لب کشائی کرنا میرا کام نہیں البتہ ان کے فیض یافتہ حضرات کے مقام و مرتبہ سے ان کی شان کا اندازہ لگانا مشکل نہیں، آج یورپ، امریکہ اور کردستان وغیرہ میں جن شیوخ کا سلسلہ تیزی سے پھیل رہا ہے ان میں سب کے سب نقشبندی مجددی ہیں اور زیادہ تر کا شجرہ طریقت حضرت شاہ غلام علی دہلوی سے ملتا

ہے، انھوں نے عالمی سطح پر سلسلہ نقشبندیہ کے کام کا جائزہ پیش کیا اور عالمی سطح پر حضرت مسعود ملت کی علمی و دینی خدمات کو بھی خراج تحسین پیش کیا......

کانفرنس کے مہمان خصوصی، شیخ طریقت سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ، مجدد عصر پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (سرپرست اعلیٰ، امام ربانی فاؤنڈیشن، کراچی) نے حضرت مجدد الف ثانی ان کی اولاد و خلفاء کا دہلی سے تعلق کے حوالے سے خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ دہلی میں خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ تشریف لائے پھر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ دہلی تشریف لائے اور دہلی ہی میں سلسلہ نقشبندیہ میں خواجہ باقی باللہ سے بیعت ہوئے، پھر تین چار مرتبہ دہلی تشریف لائے......آپ کے صاحبزادے خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ سفر حج کے لیے نکلے تو دہلی تشریف لائے، یہاں شاہجہاں بادشاہ نے استقبال کیا اور اپنے فرزند اورنگ زیب عالمگیر کو بیعت کرایا......خواجہ محمد معصوم کے فرزند خواجہ سیف الدین، اورنگ زیب عالمگیر کی تربیت کی خاطر شاہجہاں کی درخواست پر دہلی تشریف لائے اور یہاں قیام فرمایا......دہلی میں مرزا مظہر جان جاناں اور ان کے خلیفہ شاہ غلام علی دہلوی نقشبندی مجددی تھے جن کے خلیفہ شیخ خالد کردی کے ذریعے سلسلہ مجددیہ عرب وعجم میں پھیلا اور ایک بات قابل غور ہے کہ ہندوستان میں تمام سلاسل باہر سے آئے ہندوستان سے باہر نہیں گئے مگر یہ امتیاز سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کو حاصل ہوا کہ برصغیر سے پوری دنیا میں یہ سلسلہ پھیلا، انھوں نے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تعلیمات میں اتحاد عالم اسلامی کے لیے رہنمائی ہے، اب رہنمائی حاصل کرنا ہمارا کام ہے اور اسی مقصد کے لیے یہ محفل سجائی گئی ہے، اللہ تعالیٰ المجدد اکیڈمی کے بانی ڈاکٹر مفتی مکرم احمد، صدر مفتی محمد معظم احمد اور ان کے تمام معاونین کو جزائے خیر سے نوازے، آمین......

صدر محفل حضرت امین ملت ڈاکٹر سید امین میاں برکاتی قادری مارہروی (زیب مسند آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ، مارہرہ شریف) نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا کہ ہم قادری، چشتی، نقشبندی اور سہروردی بعد میں ہیں اس سے پہلے ہم سب سُنی ہیں اور اس رشتے سے ہم سب ایک ہیں، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات نقشبندیوں ہی کے لیے نہیں بلکہ چشتیوں اور قادریوں کے لیے بھی قابل احترام ہے، حضرت مجدد نقشبندیوں سے پہلے قادریوں اور چشتیوں کے ہیں کہ وہ سب سے پہلے اپنے والد ماجد سے ان سلاسل میں بیعت ہوئے پھر بعد میں خواجہ باقی باللہ سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے......

انھوں نے کہا کہ اولیاء کرام کی طرح حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے پاس اللہ کا رنگ تھا جو انھوں

نے جہانگیر بادشاہ پر چڑھا دیا تو انقلاب آ گیا، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی جو چودھویں صدی کے مجدد ہیں اور مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی میں یہ قدرے مشترک ہے کہ دونوں عظمت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کے لیے اپنے سینے ٹھوک کر کھڑے ہو گئے اور دشمنان اسلام کا ڈٹ کر مقابلہ کیا...... قید رہ کر انسان ٹوٹ جاتا ہے مگر حضرت مجدد میں اور پختگی آ گئی، آپ کی قید سے سکیڑوں انسان مشرف باسلام ہوئے ایسی عظیم ہستی کے حوالے سے المجدد اکیڈمی کا قیام اور پھر یہ عظیم الشان کانفرنس ماشاءاللہ، میں حضرت مفتی محمد مکرم احمد اور ان کے رفقاء کو مؤمن مبارکباد پیش کرتا ہوں ایسی کانفرنس بجائے سالانہ، سال میں تین مرتبہ کی جائے، میں اس سلسلے میں خانقاہ برکاتیہ کی طرف سے انہیں ہر طرح کے تعاون کا یقین دلاتا ہوں، انھوں نے کہا کہ حضرت مسعود ملت میرے محبوب ہیں انھوں نے دین کا جو کام کیا وہ ہم سب پر احسان ہے اور آج ان کے صاحبزادے میاں مسرور احمد کا مقالہ سن کر مجھے بڑی خوشی ہوئی...... انھوں نے مکتوبات امام ربانی کا ایک انتخاب ہندی میں ترجمہ کر کے ہندوستان بھر میں پھیلانے کی ضرورت پر زور دیا اور جہان امام ربانی کے کام کو سراہا......

صدر المجدد اکیڈمی مفتی محمد معظم احمد نے اظہار تشکر پیش کرتے ہوئے تمام مہمانان گرامی اور شرکاء کا شکریہ ادا کیا...... تمام شرکاء میں یادگاری دستی بیگ اور چند بروشر تقسیم کیے گئے اور یوں صلوٰۃ وسلام اور صدر محفل ڈاکٹر سید امین میاں برکاتی مارہروی کی دعائے خیر پر اس کانفرنس کا اختتام ہوا۔

☆......☆......☆

الحسد یاکل الحسنات
کما تاکل النار الحطب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کشورِ سوم

امامِ علمِ ربانی علیمِ سرِ پنہانی
بیاں کس منہ سے ہو رتبہ مجدد الف ثانی کا
(احمد حسین مجددی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

آئینۂ مجدد

حضرت مجدد الف ثانی کے حالات وخدمات پر اردو، فارسی، عربی، انگریزی، ترکی، سندھی، بنگالی، انڈونیشی، ملائی اور اطالوی زبانوں میں کتابوں کی مختصر فہرست

☆☆

پیش کردہ
شہزاد احمد مسعودی
(بی بی سی......لندن)

Anvar-i Ahmadiyeh.
by Vakil Ahmad Sikandarpuri
Type: Persian : Book
Publisher: Delhi, 1309 [1892]

Anvar-i Amadiyah; Hadyah-i mujaddidiyah
by Ahmad Sikandarpuri
Type: Persian : Book
Publisher: Dihli : Matba Mujtaba-i, [1894?]
.

Hadiyah-i Ahmadiyah : mushtamil bar ansab-i sahibzadagan-i Mujaddidiyah az avan-i Hazrat-i Imam-i Rabbani Mujaddid-i Alf-i Sani...ta in zaman
by Ahmad Abu al-Khayr Makki
Type: Persian : Book
Publisher: Kanpur : Matba-i Nizami, 1313 [1895 or 1896]
.

Majmuah-yi halat o maqamat-i imam-i rabbani, mujaddid-i alf-i sani Hazrat Ahmad Faruqi Sirhindi
by Muhammad Abdulahad
Type: Urdu : Book
Publisher: Dihli : Matba-i Mujtabai, [19--].

Maqamat-i Imam-i Rabbani Mujaddid-i Alf-i Sani : jismen halat va muqamat hazrat sultan ummat ...
by Muhammad Hasan, Maulana.
Type: Urdu : Book
Publisher: Lakhnau : Shahi Pres, 1915.

Imam-i Rabbani Mujaddid-i-Alf-i Thani Shaikh Ahmad Sirhindi's conception of tawhid, or, The Mujaddid's conception of tawhid
by Burhan Ahmad Faruqi
Type: English : Book : Microform
Publisher: Lahore (India) : Sh. Muhammad Ashraf, 1940.
2.

Imam-i Rabbani Mujaddid-i-Alf-i Thani Shaikh Ahmad Sirhindi's conception of tawhid = or, The Mujaddid's conception of tawhid
by Burhan Ahmad Faruqi
Type: English : Book
Publisher: Lahore : Sh. Muhammad Ashraf, 1940.

Imam-i Rabbani Mujaddid-i-Alf-i Thani Shaikh Ahmad Sirhindi's conception of tawhid = or, The Mujaddid's conception of tawhid
by Burhan Ahmad Faruqi
Type: English : Book
Publisher: Lahore : Sh. Muhammad Ashraf, 1943, 1970 printing.

al-Khutbah ash-shauqiyyah fi Hazratulmujaddidiyah
by Muhammad Abdushshakur Faruqi
Type: Urdu : Book
Publisher: Lakhnau : mdatulmatabi, [195-?]

Vahdet'i suhud-vahdet'i vucud meselesi.

by Cavit Sunar
Type: Turkish : Book
Publisher: Ankara: [Resimli Posta Matbaası], 1960.
2.
Imam Rabbani-Ibn Arabi vahdet'i suhud-vahdet'i vucud meselesi.
by Cavit Sunar
Type: Turkish : Book
Publisher: Ankara, Resimli Posta Matbaasi, 1960.
Havarata Mujaddeda Alphechani.
by A F M Abdul Aziz; S A Siddiq Khan
Type: Bengali : Book
Publisher: [1961-
Anvar-i Ahmadiyah : dar bayan-i halat ... Hazratu Imamu Rabbani Mujaddid-i Alf-i Sani
by Muhammadu Sulaimanu Ajizu
Type: Sindhi : Book
Publisher: Ḥaidarabadu, (Pak) : Ar. Ec. Aḥmadu aind Bradars, [1963]
Talimat-i Mujaddidiyyah, Maktubat ki raushni men.
by Malik Ḥasan Ali Jamai Sharqpuri
Type: Urdu : Book
Publisher: Sharqpur [Maghribi Pakistan] Anjuman-i Ishaat al-Tauḥid va as-Sanat [1965]
Shaykh Ahmad Sirhindi an outline of his thought and a study of his image in the eyes of posterity.
by Yohanan Friedmann
Type: English : Book : Thesis/dissertation/manuscript : Microform Archival Material
Publisher: 1966.
Hazrat Imam-i Rabbani Mujaddid-i Alf-i Sani ka nazriyah-yi tauhid : ma savanih-i hayat
by Burhan Ahmad Faruqi
Type: Urdu : Book
Publisher: Labor : Maqbul Akedami, 1967.
Zubdat al-maqamat
by Muḥammad Hashim ibn Muḥammad Qasim Badakhshani
Type: Persian : Book
Publisher: Lahur : Bustan-i Adab, 1969.
2.
Imam Rabbani-Ibn Arabi: Vahdeti-suhud-Vahdeti vucud meselesi.
by Cavit Sunar
Type: Turkish : Book
Publisher: Ankara, 1960.
Javahir-i Mujaddidiyyah : mazaminah jadidah yaniaksi savanihumari-yi Mujaddid Alf-i Sani ...
by Ahmed Hussain Khan
Type: Urdu : Book
Publisher: Muzaffar Nagar : Abdulmjid : milne ka patah, Hashimi Bukḍipo, [197-]

Shaykh Ahmad Sirhindi: an outline of his thought and a study of his image in the eyes of posterity,
by Yohanan Friedmann
Type: English : ◆ Book
Publisher: Montreal, McGill University, Institute of Islamic Studies, 1971.
2.
Hazarat al-quds
by Badr al-Dın ibn Muḥammad Ibrahim Sirhindı; Mahbub Ilahi
Type: Persian : ◆ Book
Publisher: Lahur, Maḥkamah-i Awqaf, Panjab, 1971.
.
Hazrat Mujaddid-i Alf-i Sani,
by Syed Zawwar Husain Shah
Type: Urdu : ◆ Book
Publisher: Karaci, Idarah-yi Mujaddidiyah, 1972.
Muarrab al-Maktubat al-sharifah al-marsum bi-al-Durar al-maknunat al-nafisah
by Aḥmad Sirhindi; Ḥusayn Dawsari; Muḥammad Anas Murad
Type: Arabic : ◆ Book
Publisher: I□stanbul : Enver Baytan Kitabevi, [1973?]
2.
Maktubat-i Imam-i Rabbani : Hazrat Mujaddid-i Alf-i Sani al-Shaikh Ahmad Sarhindi
by Aḥmad Sirhindi; Muḥammad Said Aḥmad Naqshabandi
Type: Urdu : ◆ Book
Publisher: Karaci : Madinah Pablishing Kampani, 1973.
3.
Maslak-i Imam Rabbani : Mujaddid-i Alf-i Sani Hazrat Shaikh Ahmad Faruqi Naqshabandi Sirhindi qaddasa sirra-hu, maktubat ki raushni men
by Muḥammad Said Aḥmad
Type: Urdu : ◆ Book
Publisher: Lahaur : Maktabah-yi Ja□madiyyah, 1973.
Hazrat Imam Rabbani Mujaddid Alf-i Sani ka nazariyyah-yi tauhid : masavanih-yi hayat
by Burhan Ahmad Faruqi
Type: Urdu : ◆ Book
Publisher: Lahaur : Ainah-yi Adab, 1974.
.
Maktubat-i Mujadid-i Alf-Sani : khulasah maktubat-i Imam Rabani Hazrat Mujadid-i Alf-i Sani Rahmatullah aliyyah jis men shariat ke anvar, tariqat ke asrar, haqiqat ke bahar, marifat ke asmar hain ...
by Aḥmad Sirhindi
Type: Urdu : ◆ Book
Publisher: Lahaur : Maktabah-yi Nabviyyah, 1976.
2.
Visal-i Ahmadi : Imam-i Rabbani Mujaddid Alf-i Sani ke ahiri ayyam ke halat aur karamat ka mustanad mujmuah

by Badr al-Din ibn Muḥammad Ibrahim b 1593 or 4 Sirhindi
Type: Urdu : ◆ Book
Publisher: Siyalkot : Islami Kutub Khanah, [1396 H i. e. 1976]
3.
Sirat-i Mujaddid Alf-i Sani
by Muḥammad Masud Aḥmad
Type: Urdu : ◆ Book
Publisher: Karaci : Madinah Pablishing Kampani, 1976.
Imam-i-Rabbani Mujaddid-i-Alf-i-Thani Shaikh Ahmad Sirhindi's conception of tawhid : or, the Mujaddid's conception of tawhid
by Burhan Ahmad Faruqi
Type: English : ◆ Book
Publisher: Delhi : Idarah-i Adabiyat-i Delli, 1977.
2.

یاث فلا ددجم ترضح ینابر ماما تابوتکم
Maktubat-i Imam-i Rabbani Hazrat Mujaddid Alf-i Sani
by یدنهرس دمحا، 1563-1624. Aḥmad Sirhindi
Type: Persian : ◆ Book
Publisher: قیشیا ةبتکملا، Istanbul, Turkiyah : al-Maktabah Ishiq, 1977-
3.
Tazkirah-yi Imam Rabbani Mujaddid Alf-i Sani
by Muḥammad Manẓur Numani
Type: Urdu : ◆ Book
Publisher: Maktabah-yi Sarajiyyah : Musa Zai Sharif, Zila Derah Ismail Khan, 1977.
4.
Barakat-i Aḥmadiyah : nam-i digar-i Zubdat al-maqamat
by Muḥammad Hashim ibn Muḥammad Qasim Badakhshani; Hu□seyin Hilmi Isık
Type: Persian : ◆ Book
Publisher: Istanbul, Turkyah : Isık Kitabevi, 1977. --
5.
Hazrat Mujaddid aur un ke naqidin
by Shah Abulḥasan Zaid Faruqi
Type: Urdu : ◆ Book
Publisher: Dihli : Shah Abulkhair Akadmi, 1977.
6.
Ulama-i Hind ka shandar mazi : Hazrat Mujaddid Alf Sani ... ke halat va kamalat aur islahi karname
by Sayyid Muḥammad Miyan
Type: Urdu : ◆ Book
Publisher: Lahaur : Maktabah-yi Maḥmud : Milne ke pate, Kutub Khanah Shan-i Islam, 1977-1979.
Ikinci bin yılın yenileyicisi Imam Rabbani Aḥmad Sirhindi : hayatı, eserleri, cocukları, halifeleri
by Muhammed Halim Sarkpuri; Aḥmad Sirhindi
Type: Turkish : ◆ Book

Publisher: Konya : Islami Nesriyat, 1978.
2.
Tajalliyat-i Imam Rabbani : Mujaddid Alf-i Sani ke ... ahval va maarif par ek tahqiqi kitab
by Muhammad Abdulhakim Akhtar Shahjahanpuri
Type: Urdu : ◆ Book
Publisher: Lahaur : Maktabah-yi Nabaviyyah, 1978.
Hazrat Mujaddid Alf-i Sani aur Daktar Muhammad Iqbal
by Muhammad Masud Ahmad
Type: Urdu : ◆ Book
Publisher: Siyakot : Islami Kutub Khanah : milne ke pate, Maktabah-yi Numaniyah, 1980
Hazarat al-quds
by Badr al-Din ibn Muhammad Ibrahim Sirhindi; Muhammad Ashraf Mujaddidi
Type: Urdu : ◆ Book
Publisher: Siyalkut : Maktabah-yi Numaniyyah, 1401-1403 [1981-1982]
Hazrat Mujaddid & his critics
by Shah Abulhasan Zaid Faruqi
Type: English : ◆ Book
Publisher: Lahore : Progressive Books, 1982.
2.
Tazkirah-yi Imam Rabbani Mujaddid-i Alf-i Sani quds sirah
by Muhammad Manzur Numani
Type: Urdu : ◆ Book
Publisher: Lakhnau : Kutub Khanah al-Furqan, 1982.
al-Imam al-Sirhindi : hayatuhu wa-amaluh
by Abulhasan Ali Nadvi
Type: Arabic : ◆ Book
Publisher: Kuwayt : Dar al-Qalam, 1983.
Sufism and Shariah : a study of Shaykh Ahmad Sirhindi's effort to reform Sufism
by Muhammad Abdul Haq Ansari
Type: English : ◆ Book
Publisher: Leicester : Islamic Foundation, ©1986.
al-Shaykh Ahmad al-Faruqi al-Sirhindi wa-arauhu al-kalamyah wa-al-sufiyah
by Ahmad Abd al-Wahhab
Type: Arabic : ◆ Book
Publisher: 1988.
Devrimci sufi hareketleri ve Imam-ı Rabbani
by Ibrahim Edhem Bilgin
Type: Turkish : ◆ Book
Publisher: Istanbul : Kultur Basın Yayın Birligi, 1989.
2.
The Mujaddid's conception of tawhid : study of Shaikh Ahmad Sirhindis doctrine of unity
by Burhan Ahmad Faruqi
Type: English : ◆ Book
Publisher: Lahore, Pakistan : Institute of Islamic Culture, 1989.

3.

Mujaddid Alf-i sani ki tahrik-i ihya-yi Islam aur salatin-i Mughaliyah

by Abṣar Alam

Type: Urdu : ◆ Book

Publisher: Lahaur : Ḥira Pablikeshanz, [1989]

Antara sufisme dan syariah

by Muhammad Abd Haq Ansari; Achmad Nashir Budiman

Type: Indonesian : ◆ Book

Publisher: Jakarta : Rajawali Pers, 1990.

Follower and heir of the prophet : Shaykh Aḥmad Sirhindi (1564-1624) as mystic

by J G J ter Haar

Type: English : ◆ Book

Publisher: Leiden : Het Oosters Instituut, 1992.

2.

Imam-ı Rabbani ve Islam tasavvufu

by Hayreddin Karaman

Type: Turkish : ◆ Book

Publisher: [Istanbul] : Nesil Yayınları, 1992.

3.

Din ka taṣavvur Ḥazrat Mujaddid ki nigah se : Hazrat Mujaddid-i Alif Sani ke makatib ki raushnimen, din va aḥkam-i din ki tabir va tashriḥ, sirat ki tamir, kirdar va amal ki tashkil, sunnat-i Nabavi ki pairavi ke lie bihtarin rah-i amal

by Azuzurraḥman Usmani; Mufti Fuzailurraḥman Hilal Usmani

Type: Urdu : ◆ Book

Publisher: Malyarkoṭlah, Panjab : Jamiah Darussalam, 1992.

4.

al-Makatib al-muntakhabah min al-jild al-awwal wa-al-thalith min Maktubat al-Imam al-Rabbani al-Mujaddid lil-Alf al-Thani... --

by Aḥmad Sirhindi

Type: Arabic : ◆ Book : Letter

Publisher: Istanbul, Turkiya : Ihlas Vakfi ; Hakikat Kitabevi, 1992.

Penyelamat kerohanian Islam

by Abulḥasan Ali Nadvi; Daud Hamid.; Hanafi Mohd Nor.

Type: Malay : ◆ Book

Publisher: Kuala Lumpur : Dewan Bahasa dan Pustaka, 1993.

Penyelamat kerohanian Islam

by Abulḥasan Ali Nadvi; Daud Hamid.; Hanafi Mohd Nor.

Type: Malay : ◆ Book

Publisher: Kuala Lumpur : Dewan Bahasa dan Pustaka, 1993.

Shaykh Aḥmad Sirhindi : an outline of his thought and a study of his image in the eyes of posterity

by Yohanan Friedmann

Type: English : ◆ Book

Publisher: New Delhi : Oxford University Press, c 2000.

Faharis-i tahlili-i hashtganah-i maktubat-i Ahmad Sirhindi

by Arthur F Buehler

Type: Persian : ◆ Book
Publisher: Lahur, Pakistan : Iqbal Akadimi, 2001.
2.
Hazrat Mujadid Alf Sani aur un ke mashhur khulfa
by Muḥammad Ḥusain Ṣiddiqi
Type: Urdu : ◆ Book
Publisher: Karaci : Zamzam Pablisharz : Digar milne ke pate, Darulishaat, 2001.
Maarif-i maktubat-i Imam-i Rabbani : tafsili fihrist maktubat-i Imam-i Rabbani Mujaddid-i Alif-i Sani
by Muḥammad Naimullah Khayali
Type: Urdu : ◆ Book
Publisher: Dihli : Shah Abulkhair Akadmi, 2002.
Il rinnovamento mistico dell'Islam : un commento di Abd al-Gani al-Nabulusi a Ahmad Sirhindi
by Samuela Pagani
Type: Italian : ◆ Book
Publisher: Napoli : Università degli studi di Napoli L'Orientale, 2003.
The rhetoric of religious revival in 17th century India : a hermeneutical investigation into the life and writings of Shaikh Ahmad Sirhindi (1564-1624)
by Sherali Tareen
Type: English : ◆ Book : Thesis/dissertation/manuscript : Microform Archival Material
Publisher: 2005.

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مآخذ و مراجع جہان امام ربانی

(اردو، عربی، فارسی، انگریزی)

☆☆

محمد عبدالستار طاہر، کمانڈر (ر) محمد ظفر، شاہد احمد
حنا مسعودی، صبا مسعودی، ربیعہ، سمیعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

مآخذ ومراجع جہان امام ربانی

(اردو، عربی، فارسی، انگریزی)

صوفی محمد عبدالستار طاہر، کمانڈر محمد ظفر

شاہد احمد، صبا مسعودی، حنا مسعودی

☆☆

کتب:

آ

آباد شاہ پوری: حضرت مجدد الف ثانی کے سیاسی مکتوبات، مطبوعہ مکتبہ چراغ اسلام، لاہور ۱۹۷۷ء

آدم بنوری: خلاصۃ المعارف فی اسرار العقائد، مخطوط انڈیا آفس لائبریری لندن، نمبر ۱۸۹۲، مکتوب ۱۰۳۷ھ/۱۶۲۷ء

آر۔ بی مظہری: جہان مسعود، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۵ء

آرتھر بیولر سالم یوسف، پروفیسر ڈاکٹر: فہارس تحلیلی ہشتگانہ مکتوبات احمد سرہندی، مطبوعہ اقبال اکیڈمی پاکستان، لاہور، ۲۰۰۱ء

آل احمد رضوی، سید: عظمتِ رفتہ، سرحد اردو اکیڈمی۔ قلندر آباد ۱۹۹۴ء

ا

ابراہیم دروبی، شیخ: شیخ الاسلام سیدنا عبدالقادر الکیلانی و اولادہ، مطبوعہ کراچی

ابن ابی العوام: فضائل ابی حنیفہ

ابن ابی الوفاء: البستان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان

ابن ابی الوفا: الدر المنیفہ فی الرد علی ابن شیبہ عن الامام ابی حنیفہ

ابن ابی شیبہ: مصنف ابن ابی شیبہ، جلد ۸

ابن اسماعیل، ابومحمد عبدالرحمٰن: کتاب الباعث علی انکار البدع الحوادث، تحقیق مشہور حسن سلیمان، مطبوعہ دارالسرایہ، الریاض ۱۹۹۰ء

ابن الجوزی سبط: مرأة الزمان فی تاریخ الاعیان ، دائرۃ المعارف عثمانیہ، حیدرآباد دکن ۱۹۵۱ء
ابن الجوزی، امام: العلل المتناہیہ فی الاحادیث الواہیہ، جلد اول
ابن الجوزی، امام: الموضوعات
ابن الجوزی، امام: صفة الصفوة ، جلد ا
ابن الضیاء المکی: مناقب الامام الاعظم ابی حنیفه
ابن تغری بردی، جمال الدین یوسف: النجوم الزاهره فی ملوک مصر وا لقاهره، دارالکتب المصریہ، قاہرہ
ابن تیمیہ: اقتضاء الصراط المستقیم (قلمی)
ابن تیمیہ: نکھری ہوئی توحید (ترجمہ)
ابن حبان، امام: صحیح ابن حبان، جلد ۳
ابن حجر عسقلانی، شہاب الدین احمد بن علی بن محمد: نزهة الخواطر فی توضیح نخبة الفکر، دہلی ۱۹۴۶ء
ابن حجر مکی، امام: الفتاوی الحدیثیہ
ابن حجر، علامہ: لسان المیزان
ابن سعد، علامہ: طبقات ابن سعد، جلد ششم، مطبوعہ مصر
ابن شیبہ، ابی بکر، قاضی: طبقات الشافعیة الکبریٰ، طبع عبدالعلیم خان، حیدرآباد دکن ۱۹۷۹ء
ابن عابدین دمشقی، علامہ: رسالة الفوائد العجیبه، مطبوعہ مکہ مکرمہ
ابن عابدین شامی، علامہ: رد المحتار
ابن عابدین شامی، علامہ: سل الحسام الهندی لنصرة مولانا خالد النقشبندی
ابن عبدالبر، علامہ: جامع بیان العلم، جلد اول
ابن عربی، شیخ: الفتوحات المکیه
ابن عطاء سکندری: شرح الحکم
ابن قیم، ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر: زادالمعاد، جلد اول تحقیق شعیب الارنوؤط، موسسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۹۹۶ء
ابن ماجہ: سُنن ابن ماجہ، جلد اول دوم
ابن نجیم، زین الدین: البحرالرائق، ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی، کراچی
ابن وضاح القرطبی، محمد: البدع والنهی عنها، تحقیق محمد احمد، مطبوعہ دارالصفاء، القاہرہ ۱۹۹۰ء
ابن یحییٰ منیری، شیخ: سہ صدی مکتوبات
ابواشرف مجددی، محمد: آفتاب شرف۔ مطبوعہ کلکتہ ۱۹۳۲ء

ابوالاعلیٰ مودودی: تجدید واحیائے دین، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی ۱۹۹۸ء
ابوالحسن زید فاروقی و ڈاکٹر برہان احمد فاروقی کلیاتِ باقی، ملک دین محمد اینڈ سنز۔ لاہور
ابوالحسن زید فاروقی: حضرت مجدد اوران کے ناقدین، مطبوعہ استانبول
ابوالحسن زید فاروقی: مقاماتِ خیر، دہلی ۱۹۸۹ء
ابوالحسن زید فاروقی، مولانا برہان احمد فاروقی، ڈاکٹر: کلیات باقی باللہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۸ء
ابوالحسن زید فاروقی، مولانا: القول السنی فی الذب عن الشیخ عبدالغنی (۱۳۶۰ھ)
ابوالحسن زید فاروقی، مولانا: المجموعۃ السنیہ، دہلی ۱۹۸۳ء
ابوالحسن زید فاروقی، مولانا: حضرت مجدد اوران کے ناقدین، مطبوعہ دہلی۔ ۱۹۷۷ء
ابوالحسن زید فاروقی، مولانا: سوانح بے بہائے امام اعظم ابوحنیفہ، مطبوعہ لاہور
ابوالحسن زید فاروقی، مولانا: وحدۃ الوجود، مطبوعہ دہلی ۱۹۷۱ء
ابوالحسن علی ندوی: تاریخ دعوت وعزیمت جلد چہارم، مطبوعہ کراچی۔
ابوالحسن ندوی، شیخ: سیرت سید احمد شہید، مجلس نشریات اسلام، کراچی، ۱۹۸۷ء
ابوالخیر مکی: ہدیۂ احمدیہ مطبوعہ کانپور ۱۳۱۳ھ
ابوالسرور محمد مسرور احمد: امام احمد رضا اور حضرات نقشبندیہ، مطبوعہ کراچی
ابوالفداء ابن کثیر: البدایہ والنہایہ، مطبوعہ محمد سعید زغلول، دارالکتب العلمیہ، بیروت لبنان ۱۹۸۷ء
ابوالفضل جمال الدین محمد مصری: لسان العرب، مطبوعہ ایران ۱۴۰۵ھ
ابوالفضل: اکبرنامہ، مطبوعہ لکھنؤ ۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۵ء
ابوالفضل: آئین اکبری (مترجم اردو: مولوی محمد فدا علی طالب) سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور
ابوالقاسم محمد عتیق: حرمت سود
ابوالکلام آزاد: تذکرہ، مرتبہ فضل الدین احمد مرزا، مطبوعہ البلاغ پریس، کلکتہ ۱۹۱۹ء، مرتبہ مالک رام، ساہتیہ اکادمی، دہلی ۱۹۹۰ء
ابوالکلام آزاد، مولانا: غبار خاطر (مرتبہ: مالک رام) ساہتیہ اکادمی، دہلی ۱۹۸۳ء
ابوالکلام آزاد: رسالہ فی تائید رفع سبابہ، مطبع خادم الاسلام، دہلی ۱۳۰۹ء
ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر: اقبال اور مسلک تصوف، مطبوعہ اقبال اکیڈمی، پاکستان لاہور، ۱۹۷۷ء
ابوالمکارم، مولانا: رسالہ (۱۳۰۹ھ) مطبع خادم الاسلام۔ دہلی
ابوالنصر عبداللہ بن علی سراج طوسی: کتاب اللمع فی التصوف

ابوبکر احمد بن حسین بیہقی: شعب الایمان، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان ۱۹۹۰ء
ابوبکر احمد بن حسین بیہقی: کتاب الزهد
ابوبکر محمد بن احمد السرخسی: اصول السرخسی، مطبوعه دار المعرفة، بیروت (تحقیق ابوا لوفا الافغانی)
ابوبکر صدیق، پروفیسر ڈاکٹر: Shaykh Ahmad Sirhindi & his Reforms, 1986 مقالہ ڈاکٹریٹ (ڈھاکہ یونیورسٹی، ڈھاکہ، بنگلہ دیش)
ابوسعید شاہ: ہدایت الطالبین، (مرتبہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں) مطبوعہ ۱۹۵۴ء
ابوسعید نور الدین، ڈاکٹر: اسلامی تصوف اور اقبال، مطبوعہ اقبال اکیڈمی پاکستان، کراچی ۱۹۵۹ء
ابوسہل محمد السہر وردی: التلویح فی شرح الفصیح
ابوشجاع دیلمی، امام: فردوس الاخبار
ابوطالب مکی، امام: قوت القلوب، جلد ۲
ابوطاہر بن کمال ملتانی: عمدۃ الاسلام
ابوظفر ندوی، مولانا: تاریخ سندھ، اعظم گڑھ ۱۹۴۷ء
ابوظفر ندوی، سید: تاریخ سندھ، کراچی ۱۹۸۹ء
ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی: الجامع الاحکام القرآن (داراحیاء التراث العربی، بیروت لبنان)
ابوعبداللہ مکحول بن عبداللہ الشامی: المسائل فی الفقه
ابوعلی حسن بن علی مکی عجمی: العصب الهندی لاستیصال کفریات احمد السرهندی، ۱۰۹۳ھ
ابویعلیٰ موصلی امام: مسند ابویعلیٰ موصلی،
ابومحمد روزبہان: شرح الحجب والأستار
ابومحمد عبداللہ بن محمد بن جعفر بن حیان: ابوالشیخ الاصبہانی، جلد اول، مطبوعہ الریاض ۱۴۰۸ھ
ابومحمد عبداللہ بن محمد بن جعفر بن حیان: کتاب الأمثال فی الحدیث النبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مطبوعہ الدار السلفیہ، مومبائی ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء
ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی، امام حافظ: طبقات الاصفیاء
ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی، امام حافظ: حلیۃ الاولیاء جلد ۱
ابی بکر قاضی ابن شہبہ: طبقات الشافعیہ، مطبوعہ عبدالعلیم خان، حیدرآباد دکن، ۱۹۷۹ء
احسان اللہ گورکھپوری، علامہ: سوانح مجدد الف ثانی، مطبوعہ رام پور، ۱۹۲۶ء
احمد ارشاد، شیخ: بلاسود بینکاری

احمد البشیشی مصری شافعی، علامہ شیخ: رسالہ فی تائید حضرت مجدد الف ثانی

احمد امین صالح مرشد: طیبة و ذکریات الاحبة مطبع دار البلاد جدہ طبع دوم ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء

احمد بن حجر مکی: الخیرات الحسان

احمد بن حسین کاتب: تاریخ جدید یزد، طبع ایرج افشار، تہران ۱۳۴۵ھ

احمد بن حنبل، امام: مسند احمد بن حنبل، جلد اول، دوم

احمد بن حنبل، امام: کتاب الزہد

احمد بن شعیب نسائی: عمل الیوم واللیلة (تحقیق دکتور فاروق حماد)، موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء

احمد بن علی خطیب بغدادی، حافظ: تاریخ بغداد، جلد نمبر ۲۲

احمد بن محمد حضراوی مکی، شیخ: القبول فی فضائل المدینہ

احمد بن محمد حضراوی مکی، شیخ: زیارة الرسول

احمد بن محمد حضراوی مکی، شیخ: نزھة الفکر، فیما مضیٰ من الحوادث والعبر فی تراجم رجال القرن الثانی عشر والثالث عشر، تحقیق محمد مصری، طبع اول ۱۹۹۶ء، وزارت ثقافت، دمشق

احمد بن محمد حضراوی مکی، شیخ: نفحات الرضا

احمد بن مصطفیٰ طاش کبری زادہ: شرح المقدمة الجزریہ، مطبوعہ مطبع میریہ، مکہ مکرمہ

احمد بن مصطفیٰ طاش کبری زادہ: مفتاح السعادة، مطبوعہ دائرۃ المعارف عثمانیہ حیدر آباد دکن ۱۹۸۵ء

احمد حسن الحسنی: فیوضاتِ حسنیہ مطبوعہ لیہ۔ (پنجاب)

احمد حسن دہلوی، شیخ: تنقیح الرواة فی تخریج احادیث مشکوٰة، المجلس العلمی السلفی، لاہور

احمد حسین خان، خواجہ: جواہر مجددیہ، ادارہ مسعودیہ، کراچی

احمد حسین خاں، خواجہ: جواہر مجددیہ، مطبوعہ ادارہ مسعودیہ کراچی ۲۰۰۱ء

احمد حسین، خواجہ: جواہر معصومیہ، مشہور عام پریس۔ لاہور

احمد حسین، مولانا: حضرات القدس (ترجمہ) مطبوعہ لاہور ۱۳۲۳ھ

احمد خان، ڈاکٹر: معجم المطبوعات العربیہ فی شبہ القارة الھندیہ الباکستانیہ، مطبوعہ ریاض، ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء

احمد دحلان، علامہ: اسنی المطالب فی نجاة ابی طالب

احمد رضا خاں بریلوی: اطائب التہانی فی مجدد الف ثانی (قلمی) مؤلفہ ۱۳۰۲ھ/۱۹۰۷ء

احمد رضا خاں، امام: حدائق بخشش: مطبوعہ کراچی

احمد رضا خاں، امام: ابریق المنار بشموع المزار (۱۳۳۱ھ/ ۱۹۱۲ء)

احمد رضا خاں، امام: اعز الا کتناہ فی ردصدقة مانع الزکوة (۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ء) بریلی شریف

احمد رضا خاں، امام: الحجة الفائحه لطیب التعین و الفاتحه (۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء)

احمد رضا خاں، امام: الدولة المکیه مطبوعہ کراچی

احمد رضا خاں، امام: الزبدة الزکیه فی تحریم السجود التحیه، بریلی شریف

احمد رضا خاں، امام: الکوکبة الشهابیه فی کفریات ابی الوهابیه (۱۳۱۲ھ) مطبوعہ کلکتہ ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۵ء

احمد رضا خاں، امام: الهاد الکاف فی حکم الضعاف (۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء) مطبوعہ لاہور

احمد رضا خاں، امام: انوار الاقمار من یم صلوٰة الاسرار (۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء) مطبوعہ بریلی

احمد رضا خاں، امام: تمهید ایمان مع حسام الحرمین، مطبوعہ مکتبہ نبویہ، لاہور

احمد رضا خاں، امام: جلی الصوت لنهی الدعوت امام الموت، بریلی شریف

احمد رضا خاں، امام: جمل النور فی نهی النساء عن زیارة القبور، بریلیشریف

احمد رضا خاں، امام: حسام الحرمین، مطبوعہ مکتبہ نبویہ، لاہور

احمد رضا خاں، امام: رسائل رضویہ، مکتبہ حامدیہ، لاہور ۱۹۸۸ء

احمد رضا خاں، امام: شفاء الواله فی صور الحبیب مزاره ونعاله (۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء)

احمد رضا خاں، امام: صلاة الصفاء فی نور المصطفیٰ، گوجرانوالہ ۱۹۸۲ء

احمد رضا خاں، امام: فتاویٰ رضویہ، جدید ایڈیشن (تخریج شدہ) مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور

احمد رضا خاں، امام: مروج النجاء لخروج النساء، بریلی شریف

احمد رضا خاں، امام: مقال العرفاء باعزاز شرع و علماء ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء مطبوعہ بزم قاسمی، کراچی

احمد رضا خاں، امام: ملفوظات، مطبوعہ فرید بک اسٹال، لاہور

احمد رضا خاں، امام: مواهب ارواح القدس لکشف حکم العرس (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء)

احمد رضا خاں، امام: هادی الناس فی رسوم الاعراس (۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء) لاہور

احمد سرہندی، شیخ: اثبات النبوۃ (اردو) ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں، مطبوعہ ادارہ مجددیہ کراچی ۱۹۸۴ء

احمد سرہندی، شیخ: رسالہ اثبات النبوة، مطبوعہ کراچی، ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء

احمد سرہندی، شیخ: رسالہ تعیین ولاتعیین

احمد سرہندی، شیخ: رسالہ تہلیلیہ، مطبوعہ کراچی، ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء

احمد سرہندی، شیخ: رسالہ جذب وسلوک

احمد سرہندی، شیخ: رسالہ دررد شیعہ، مطبوعہ رام پور، ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء

احمد سرہندی، شیخ: رسالہ در مسئلہ وحدۃ الوجود

احمد سرہندی، شیخ: رسالہ رد روافض مطبوعہ رام پور ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء

احمد سرہندی، شیخ: رسالہ علم حدیث

احمد سرہندی، شیخ: رسالہ مقصود الصالحین

احمد سرہندی، شیخ: شرح رباعیات خواجہ بیرنگ، مطبوعہ کراچی، ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء

احمد سرہندی، شیخ: مبداء و معاد، مطبوعہ لاہور، ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء

احمد سرہندی، شیخ: معارف لدنیہ، مطبوعہ لاہور، ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء

احمد سرہندی، شیخ: مکاشفات غیبیہ، مطبوعہ ادارہ مجددیہ کراچی، ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء

احمد سرہندی، شیخ: مکتوبات شریف جلد اول "در المعرفت" مرتبہ خواجہ یار محمد، (۱۰۲۶ھ)

☆ مطبوعہ مطبع احمدی، دہلی ۱۲۸۸ھ/۱۸۷۱ء

☆ مطبوعہ مطبع مجددی، امرتسر ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۴ء

احمد سرہندی، شیخ: مکتوبات شریف جلد دوم "نور الخلائق" مرتبہ خواجہ عبدالحیٔ (۱۰۲۸ھ)

☆ مطبوعہ مطبع احمدی، دہلی ۱۲۸۸ھ/۱۸۷۱ء

☆ مطبوعہ مطبع مجددی، امرتسر ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۴ء

احمد سرہندی، شیخ: مکتوبات شریف جلد سوم "معرفۃ الخلائق"، مرتبہ خواجہ محمد ہاشم کشمی برہانپوری، ۱۰۳۱ھ

☆ مطبوعہ مطبع احمدی، دہلی ۱۲۸۸ھ/۱۸۷۱ء

☆ مطبوعہ مطبع مجددی، امرتسر ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۴ء

احمد سرہندی، شیخ: مکتوبات شریف مطبوعہ باہتمام لالہ اسرار محمد خاں، گارڈن ویسٹ کراچی ۱۹۷۲ء

احمد سرہندی، شیخ: مکتوبات شریف، جلد اول، دوم، سوم (مترجم)

☆ سید زوار حسین شاہ، مطبوعہ کراچی، ۱۹۸۸ء-۱۹۹۳ء

☆ قاضی عالم الدین نقشبندی، مطبوعہ لاہور ۲۰۰۲ء

☆ مولانا محمد سعید نقشبندی، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی ۱۹۷۲ء

☆ مولوی عبدالرحیم، مطبوعہ روز بازار اسٹیم پریس، امرتسر ۱۳۳۰ھ

احمد سرہندی، شیخ: آداب المریدین

احمد سرہندی، شیخ: المکتوبات الربانیۃ (۳ مجلدات) دار الکتب علمیہ، بیروت ۲۰۰۴ء

احمد سرہندی، شیخ: المکنونات النفیسہ (تین مجلدات)، مطبعۃ الامیریہ، مکہ مکرمہ ۱۸۹۹ء
احمد سعید خازن دار: فهرس المخطوطات العربیہ المصورہ الموجودہ بمکتبۃ المخطوطات بجامعۃ الکویت، مطبوعہ جامعہ کویت ۱۹۸۹ء
احمد سعید دہلوی، شاہ: تحقیق الحق المبین، مرتبہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان مطبوعہ ۱۹۶۶ء
احمد سعید دہلوی، شاہ: سعید البیان، مرتبہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان مطبوعہ ۱۹۶۹ء
احمد سعید شاہ: تحفۂ زواریہ مرتبہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان مطبوعہ ۱۹۶۳ء
احمد شاہ رضوانی، میر: تحفۃ الاولیاء، ۱۳۲۱ھ مفید عام پریس۔ لاہور
احمد شہاب الدین ابن حجر الہیتمی: الفتاویٰ الحدیثیہ، مطبوعہ نور محمد کتب خانہ، کراچی
احمد طاہری عراقی: انیس الطالبین و عدۃ السالکین نقل از قدسیہ، مقدمہ و تصحیح مطبوعہ کتاب خانہ ظہوری
احمد عبد القادر قرشی: الجواهر المضیہ فی طبقات الحنفیہ، دائرۃ المعارف عثمانیہ، حیدر آباد دکن ۱۳۳۲ھ
احمد علاونہ: ذیل الاعلام، مطبوعہ دار المنارہ، جدہ ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۸ء
احمد علی شاہ نقشبندی، سید: مسئلۃ الاشارہ بالسبابہ فی التشهد فی الصلوٰۃ، مکتبہ فیض نقشبندیہ سیفیہ کراچی ۱۹۹۷ء
احمد علی شاہ، سید: مسئلۃ الاشارہ بالسبابہ۔ مکتبہ فیض نقشبندیہ۔ کراچی
احمد فردولی، علامہ، منح المعانی
احمد مکی، شیخ: ہدیۂ احمدیہ، مطبع انتظامی، کانپور
احمد ملاجیون: نور الانوار، مطبوعہ نور محمد کتب خانہ، کراچی
احمد، ذہبی: مناقب الامام ابی حنیفہ و صاحبیہ
احمد النقشبندی الفاروقی: مکاتیب قدسیہ، عربی ترجمہ الشیخ یونس النقشبندی، "تعریب المکتوبات الصوفیہ"
اخبار طلال عطیہ: اخبار البلاد، جدہ
اختر راہی، پروفیسر: تذکرہ علمائے پنجاب، لاہور ۱۹۸۶ء
اختر حسین علی پوری، سید: سیرت امیر ملت، علی پور سیداں سیالکوٹ ۱۹۷۵ء
اردو جامع انسائیکلوپیڈیا جلد دوم، ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور ۱۹۸۸ء
ارشاد الحق اثری: توضیح الکلام، مطبوعہ ادارۂ علوم اثریہ، فیصل آباد، ۱۹۸۷ء
ازدل خٹک، پروفیسر: پشتو شاعری، (اکادمی ادبیات پاکستان) اسلام آباد۔ ۱۹۸۷ء
اسمٰعیل بن حماد الجوہری: الصحاح، مطبوعہ بیروت، ۱۹۵۶ء

اسمٰعیل حقی الناستری: مواھب الرحمٰن فی مناقب الامام ابی حنیفة النعمان،

اشرف خان ایم۔اے: مولانا شاہ آل محی الدین حادی نقشبندی

اشرف جہاں گیر سمنانی: شیخ: لطائف اشرفی

اطہر عباس رضوی ڈاکٹر: شمال ہند میں سولھویں اور سترہویں صدی عیسوی میں مسلم تجدیدی تحریکیں (انگریزی) مطبوعہ آگرہ۔ یونیورسٹی ۱۹۶۶ء

اعجاز انجم لطیفی ڈاکٹر: ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی ادبی، دینی و علمی خدمات (مقالہ ڈاکٹریٹ، بہار یونیورسٹی، بھارت) مطبوعہ کراچی ۲۰۰۲ء

اعجاز حسن قریشی، ڈاکٹر: شجرہ عالیہ سلسلہ نقشبندیہ و رابطہ بہ سلاسل دیگر، مطبوعہ لاہور

اعزاز الدین احمد، منشی محمد: ارتحال مجددی، مکتبہ امجد علی، مراد آباد

افروغ احسن، حافظ: حضور جی، لاہور ۱۹۹۱ء

افضل جالندھر، ڈاکٹر محمد: مطبوعہ لاہور ۱۹۴۶ء

اقبال احمد اختر القادری: امام ربانی، مطبوعہ کراچی ۲۰۰۱ء

اقبال احمد اختر القادری، ڈاکٹر: امام ربانی کی تحریک اصلاح تصوف، مطبوعہ لاہور ۲۰۰۳ء

اقبال احمد فاروقی: تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت لاہور، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء

اقبال احمد فاروقی، پیرزادہ: رسائل نقشبندیہ، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ۔ لاہور

اکبر حسین قریشی، ڈاکٹر: مطالعہ تلمیحات و اشارات اقبال، مطبوعہ اقبال اکیڈمی لاہور، ۱۹۷۶ء

اکرام شیخ محمد: روضہ کوثر، کراچی

الانوار القدسیہ فی مناقب سادات النقشبندیہ مطبوعہ مصر

البنانی: حاشیہ البنانی علیٰ جمع الجوامع 'مطبوعہ مطبع اصح المطابع، بمبئی

اللہ بخش عباسی، مخدوم: تذکرہ مخادیم کھڑہ (قلمی)

المولیٰ اسمٰعیل الحقی: تفسیر روح البیان، مطبوعہ مصر ۱۲۵۵ء

الواعظ البغدادی: المطالب المنیفة فی الذب عن الامام ابی حنیفه

الیاس انطون الیاس: القاموس المدرسی، مطبوعہ دار الاشاعت، کراچی ۱۹۴۷ء

امام الدین کھوتکوی: تذکرہ اعلیٰ حضرت للّٰہی، لاہور ۱۹۸۶ء

امام بخش بن پیر بخش حدیقۃ الاسرار فی اخبار الابرار

امام مناوی: فیض القدیر

امیر حسن علا سجزی دہلوی: فوائد الفواد

امیر خسرو: افضل الفوائد

انارت الاشارہ ۱۳۱۰ھ مطبع محمدی۔ لاہور

انصار محمد، ڈاکٹر: مکتوبات امام ربانی کی تاریخی تعیین (مقالہ ڈاکٹریٹ، سندھ یونیورسٹی ۱۹۹۳ء)

انعام الحق کوثر، ڈاکٹر: بلوچستان میں تحریک تصوف، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۰ء

انعام الحق کوثر، ڈاکٹر: تذکرہ صوفیائے بلوچستان، لاہور۔ ۱۹۷۴ء

انور اقبال قریشی، ڈاکٹر: اسلام اور سود

انور علی شاہ: سلوک مجددی کی خصوصیات، لاہور ۱۹۵۲ء

اوجِ نعت نمبر: جلد اول

اوسپنسکی: ٹریٹیم اور گنم

اوسپنسکی: چوتھا راستہ

اوسپنسکی: معجزے کی تلاش میں

اوشا سانیال ڈاکٹر: سُنی اسلام اور احمد رضا خاں بریلوی (انگریزی) مطبوعہ دہلی ۱۹۹۴ء

اویس بن عبداللہ المجتبی الحسینی: الاشارۃ السنیہ لسالکی الطریقۃ النقشبندیہ، دار المصطفی

ایم زمان کھوکھر: پشاور سے کوئٹہ تک ۲۰۰۳ء یاسر اکیڈمی، گجرات (پنجاب)

اے۔ جی ہسنگز: تاریخ پشاور، زیر اہتمام رائے بہادر منشی گوپال داس اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر

ب

باقی باللہ دہلوی و میر محمد نعمان: رسالہ سلوک و مشائخ طرقِ اربعہ۔ مرتبہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں مطبوعہ ۱۹۶۹ء

باقی باللہ، خواجہ: رسالہ سلسلۃ الاحرار

باقیات باقی: مرتبہ: ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان، مطبوعہ ۱۹۹۰ء

بخاری، امام: التاریخ الکبیر، جلد ۸

بدر الدین سرہندی حضرات القدس (حصہ اول) مترجم محمد اشرف مجددی سیالکوٹ۔ ۱۹۸۱ء

بدر الدین سرہندی حضرات القدس (حصہ دوم) مترجم: ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان سیالکوٹ۔ ۱۹۸۳ء

بدر الدین سرہندی: حضرات القدس، (تحقیق و تصحیح مولانا محبوب الہی) محکمہ اوقاف پنجاب لاہور ۱۹۷۱ء

بدر الدین سرہندی: حضرات القدس (مترجم ڈاکٹر مصطفیٰ خاں)، قومی ہجرہ کونسل پاکستان، اسلام آباد ۱۴۰۴ھ

بدر الدین سرہندی، شیخ: حضرات القدس، مطبوعہ لاہور ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء، مطبوعہ مکتبہ نعمانیہ سیالکوٹ ۱۴۰۳ھ

بدرالدین سرہندی، شیخ: درجات الابرار

بدرالدین سرہندی، شیخ: روائح

بدرالدین سرہندی، شیخ: سیر احمدی

بدرالدین سرہندی، شیخ: فتوح الغیب

بدرالدین سرہندی، شیخ: کرامات اولیاء

بدرالدین سرہندی، شیخ: مجمع الاولیاء (۱۰۴۳ھ/۱۶۳۴ء) مخطوطہ نمبر ۱۶۴۵، انڈیا آفس لائبریری، لندن

بدرالدین سرہندی، شیخ: وصال احمدی، (مترجم اعزاز الدین احمد) حیدرآباد سندھ ۱۳۸۸ھ، مکتبہ نعمانیہ، سالکوٹ ۱۳۹۷ھ

بدرالدین، سرہندی: حضرات القدس (قلمی) مخزونہ کتب خانہ شاہ ابوالخیر دہلی، مکتوبہ ۱۱۵۰ھ

بدرالدین۔ سرہندی: وصال احمدی، ترجمہ: ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان مطبوعہ ۱۹۶۸ء۔ سیالکوٹ

بدعت الاربعین (ترجمہ اردو۔ سید محمد ایوب بخاری) ۲۰۰۰ء۔ اٹک

بدعت الاربعین، شائع کردہ سید محمد ایوب بخاری ۱۹۹۱ء، اٹک

برہان الدین علی المرغینانی: الھدایہ فی الفروع الحنفیہ

بزم اقبال: منشورات اقبال، مطبوعہ بزم اقبال لاہور، ۱۹۸۸ء

بزم صوفیہ

بزاز، امام: کشف الاستار عن زوائد البزار، جلد۴

بشیر احمد ڈار: انوار اقبال، مطبوعہ اقبال اکیڈمی، لاہور، ۱۹۷۷ء

بشیر احمد سعدی، سید: دس ولی، مطبوعہ لاہور

بشیر احمد نقشبندی: تذکرہ پیران زکوڑی شریف، مطبوعہ زکوڑی شریف ڈیرہ اسماعیل خاں ۱۹۸۲ء

بشیر الدین احمد: واقعات دار الحکومت دہلی، شمسی پریس آ ۱۹۱۹ء

بغوی، امام: شرح السنۃ

بقا محمد قریشی، مولانا: تحفہ سلطانیہ مطبوعہ اگہار، کوٹلی آزاد کشمیر ۱۹۹۳ء

بلوچ خان، میر: فردوس العارفین (قلمی) مؤلفہ ۱۲۰۱ھ/۱۷۸۶ء

بیہقی، امام: الزھد الکبیر

بیہقی، امام: شعب الایمان، جلد۴

پائندہ محمد، صوفی: مجمع البحرین، مرتبہ: ڈاکٹر غلام علی مصطفیٰ خان مطبوعہ ۱۹۶۵ء حیدرآباد سندھ

ت

تاریخِ مشائخ چشت

تحفۂ زاہدیہ، زوار اکیڈمی، کراچی ۱۴۲۰ھ

تذکرہ پیر سباگ وسادات پیر سباگ

تفتازانی، علامہ: شرح التعرف

تقی الدین احمد مقریزی: کتاب السلوک معرفة دول الملوک، مطبوعہ محمد مصطفیٰ زیادة، دار الکتب المصریہ، قاہرہ، ۱۹۳۴ء

تواریخ مجمع الانساب (قلمی) کتب خانہ راجہ نور محمد نظامی، بھوئی گاڑ، (ضلع اٹک)

تورپشتی، امام: المعتمد فی المعتقد، مطبوعہ استانبول ترکی ۱۹۹۰ء

تورپشتی، امام: المیسر شرح مصابیح السنة

تورپشتی، امام: تحفة السالکین

تورپشتی، امام: تحفة المرشدین

تورپشتی، امام: مطلب المناسک فی علم المناسک

ث

ثروتِ صولت: ملت اسلامیہ کی مختصر تاریخ، مطبوعہ اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۲ء

ثناء اللہ پانی پتی قاضی، ارشاد الطالبین، مطبوعہ لاہور، ۱۳۷۱ھ

ثناء اللہ پانی پتی، قاضی: تفسیر مظہری جلد اول، چہارم، پنجم، ششم مطبوعہ بیروت

ثناء اللہ پانی پتی، قاضی: ارشاد الطالبین، مطبوعہ لاہور، ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۱ء

ثناء اللہ پانی پتی، قاضی: رسالہ احقاق

ثناء اللہ پانی پتی، قاضی: رسالہ در جواب شبہات بر کلام امام ربانی

ثناء اللہ پانی پتی، قاضی: مالابدّ منہ

ج

جامی، مولانا: لوائح

جامی، مولانا: نفحات الانس، مطبوعہ کتاب فروشی محمودی، تہران (مصحح مہدی توحیدی پور)

جاوید اقبال مظہری، مولانا: وصال مجدد الف ثانی، مطبوعہ کراچی ۲۰۰۲ء

جاوید اقبال مظہری، مولانا: آفتاب ولایت، مطبوعہ مظہری پبلی کیشنز کراچی ۲۰۰۲ء

جاوید اقبال، ڈاکٹر: افکار اقبال (تشریحات جاوید) مطبوعہ اقبال اکیڈمی، لاہور ۱۹۹۴ء
جاوید اقبال، ڈاکٹر: زندہ رود، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۸۵ء
جعفر برزنجی، علامہ: مولود نامہ
جعفر بلوچ، پروفیسر: اقبالیات اسد ملتانی، مطبوعہ اقبال اکیڈمی، لاہور ۱۹۸۴ء
جعفر شاہ پھلواری، مولانا: انٹرنیٹ کی فنی حیثیت
جعفر علی فرید، مولوی: مکتوبات عالیہ، کراچی ۱۹۸۵ء
جلال الدین سیوطی، علامہ: التعقبات علی الموضوعات
جلال الدین سیوطی، علامہ: الجامع الصغیر، جلد ۲
جلال الدین سیوطی، علامہ: اللآلی المصنوعة، جلد اول
جلال الدین رومی، مولانا: فیہ مافیہ، مطبوعہ تہران ۱۹۲۸ء
جلال الدین رومی، مولانا: مثنوی مولوی معنوی، مترجم قاضی سجاد حسین، مطبوعہ حامد اینڈ کمپنی، لاہور
جلال الدین سیوطی، علامہ: الدرر المنتشرہ
جلال الدین سیوطی: جمع الجوامع
جلال الدین سیوطی، امام: الدر المنشرہ
جلال الدین سیوطی، امام: تبییض الصحیفه فی مناقب ابی حنیفه، مطبوعہ لاہور
جلال الدین سیوطی، امام: جمع الجوامع، جلد دوم (اردو) مطبوعہ لاہور ۱۴۰۳ھ
جلال الدین سیوطی، امام: متشابه القرآن
جلال الدین قادری، علامہ: حضرت مجدد الف ثانی اور ان کا مقام تجدید، مطبوعہ ادارہ مظہر علم لاہور
جلال الدین قادری، مولانا: حضرت مجدد الف ثانی اور ان کا مقام تجدید، مطبوعہ ادارہ مظہر علم، لاہور
جمال الدین یوسف: النجوم الزاهرة، مطبوعہ دار الکتب المصریہ، قاہرہ
جمال محمد صدیقی ڈاکٹر: حضرت مجدد الف ثانی اور مارکسی مؤرخین
جمال محمد صدیقی ڈاکٹر: مغل ہندوستان کا طریق زراعت (اردو ترجمہ) ترقی اردو بورڈ دہلی ۱۹۷۷ء
جمیل احمد شرقپوری، میاں: ارشادات مجدد الف ثانی، شرقپور شریف
جمیل اطہر سرہندی: شیخ سرہندی، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۹ء
جنید شیرازی، معین الدین ابوالقاسم: شد الازار فی حط الاوزار عن زوار المزار، طبع محمد قزوینی و عباس اقبال، تہران
جہانگیر بادشاہ: تزک جہانگیری، (ترجمہ اردو) مطبوعہ لاہور ۱۹۶۰ء

ح

حافظ محمد رانجھا: ذکر العارفین، مطبوعہ گجرات

حاجی بہادر کوہاٹی: شرح مشکوٰۃ (قلمی) کتب خانہ ڈاکٹر عبدالقادر سلطان، پشاور

حاجی خلیفہ: کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، مطبوعہ دارالفکر، بیروت ۱۹۹۴ء مطبوعہ محمد شرف الدین، بغداد، مکتبہ المثنی (مسنون)

حازم محفوظ مصری، ڈاکٹر: بساتین الغفران، مطبوعہ لاہور، کراچی

حازم محفوظ مصری، ڈاکٹر: امام احمد رضا والعالم العربی، مطبوعہ قاہرہ

حافظ الدین الخوارزمی: مناقب الامام ابی حنیفہ

حامد علی خاں، مولانا: تذکرۃ المشائخ، مطبوعہ ملتان ۱۹۶۸ء

حامد رضا خاں: سلامة الله لاهل السنة من سبيل العناد فی الفتنه (۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۳ء) مطبوعہ بریلی

حبیب الرحمٰن خاں شیروانی: قرۃ العین، مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۳ء

حجۃ اللہ نقشبندی: وسیلة القبول الی الله والرسول

حسن بصری، خواجہ: رسالة فی فضل مکة

حسن بن شیخ مرادمکی، علامہ شیخ: العرف الندی فی نصره الشیخ احمد سرهندی

حسن رضا اعظمی ڈاکٹر: فقہ اسلامی میں اعلحضرت احمد رضا خاں کی خدمات، مطبوعہ پٹنہ ۱۹۸۱ء

حسن علی، ملک: تعلیمات مجددیہ، مطبوعہ لاہور، ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء

حسن محمد صغانی، امام: مشارق الانوار

حسن نظامی خواجہ: نظامی بنسری

حسنین رضا خاں بریلوی، مولانا: ایمان افروز وصایا شریف، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء

حسین احمد دیوبندی: الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب، مطبوعہ دیوبند ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء

حسین بصری نقشبندی خالدی، شیخ: الرحمة الهابطه فی تحقیق الرابطه، ۱۲۳۷ھ

حسین بن علی، قاضی: اخبار ابی حنیفہ واصحابہ

حسین علی شاہ سید: الفیض، فیصل آباد

حسین گردیزی چشتی نقشبندی، مفتی سید: تجلیات مہر انور، مطبوعہ مکتبہ مہریہ، گولڑہ شریف ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء

حسین مجیب مصری، ڈاکٹر: صفوة المدیح، مطبوعہ قاہرہ

حفظ الرحمٰن سیوہاروی: دعوت نامے، مطبوعہ دہلی

حفظ الرحمٰن سیوھاروی: قصص القرآن
حمد اللہ مستوفی: تاریخ گزیدہ، مطبوعہ عبدالحسین لوائی، تہران ۱۳۶۲ھ
حمید الدین فراہی: الامعان فی اقسام القرآن (مترجم: امین احسن اصلاحی) مطبوعہ مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور، ۱۹۷۵ء
حیات و آثار حضرت میاں محمد عمر چمکنی
حلمی ایشیق: منتخبات مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی، استانبول مطبوعہ ۱۹۹۲ء

خ

خافی خاں، نظام الملک: منتخب اللباب، کراچی ۱۹۶۳ء
خالد امین الخیری، پروفیسر: سلسلۂ خیریہ، مطبوعہ لاہور ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء
خالد بغدادی شیخ: الایمان والاسلام، استانبول ۱۹۸۸ء
خالد کردی، شیخ: دیوان مولانا خالد کردی، استانبول ۱۹۵۵ء
خالد مجددی سلطانی: سوانح شیخ تاج بندگی
خطیب بغدادی، امام: تاریخ بغداد، جلد ۲،۱۲
خطیب تبریزی، علامہ: مشکوٰۃ المصابیح
خطیب خوارزم الموفق بن احمد: مناقب الامام ابو حنیفہ
خلیق احمد نظامی، پروفیسر: سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات، ندوۃ المصنفین، دہلی ۱۹۰۸ء
خلیق احمد نظامی، پروفیسر: تاریخ مشائخ چشت، مطبوعہ دہلی ۱۹۵۳ء
خلیق احمد نظامی، پروفیسر: حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مطبوعہ دہلی ۱۹۵۳ء
خلیق احمد نظامی، پروفیسر: شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات، مطبوعہ علی گڑھ ۱۹۵۰ء
خلیق انجم: مرزا مظہر جان جاناں کے خطوط، مطبوعہ دہلی ۱۹۶۲ء
خلیل احمد انبیٹھوی: البراھین القاطعہ، مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ، سہارنپور
خلیل احمد خلیل، ڈاکٹر: گلزار طریقت، لاہور ۲۰۰۲ء
خواص خان: تذکرۂ علمائے ہزارہ، تحقیقاتی اکیڈمی ادب وثقافت، بفہ، ہزارہ ۱۹۸۹ء
خواص خان: روئدادِ مجاہدین ہند، مکتب رشیدیہ، لاہور ۱۴۰۳ھ
خیال بخار: اردو کلام معز اللہ مہمن، پشتو اکیڈمی، پشاور یونیورسٹی، پشاور ۱۹۹۲ء
خیر الدین زرکلی: الاعلام، قاموس تراجم الاشھر الرجال والنساء من العرب والمستعربین، مطبوعہ دار العلم للملایین، بیروت ۱۹۸۴ء

د

داراشکوہ، شہزادہ: سفینۃ الاولیاء، اردو ترجمہ محمد علی لطفی، مطبوعہ نفیس اکیڈمی، کراچی ۱۹۷۵ء
داؤد بغدادی، سید: الفوائد الجلیلۃ فی نظم الرسالۃ الوضعیہ
داؤد بغدادی، سید: بیان الدین القیم فی تبرئۃ ابن تیمیہ وابن القیم، مطبوعہ بمبئی، ۱۸۸۹ء
داؤد بغدادی، سید: تشطیر البردۃ
داؤد بغدادی، سید: دوحۃ التوحید
داؤد بغدادی، سید: رسالۃ فی الرد علی محمود الآلوسی، مطبوعہ بمبئی، ۱۸۸۹ء
داؤد بغدادی، سید: رونق الصفافی بعض مناقب والد المصطفیٰ، مخطوط ریاض یونیورسٹی
داؤد بغدادی، سید: صلح الاخوان من اهل الایمان، مطبوعہ بمبئی، ۱۸۸۹ء
داؤد بغدادی، سید: مسلی الواحد مخطوط،
داؤد بغدادی، سید: مناقب المذاهب الاربعۃ
داؤد بغدادی، علامہ سید: اشد الجهاد فی ابطال دعوی الاجتهاد، مطبوعہ بمبئی، ۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۸ء
داؤد بن یوسف خطیب الحنفی: فتاویٰ غیاثیہ
دہخدا: لغت نامہ، مطبوعہ تہران، ۱۳۴۸ھ وبہ بعد
دیانت سلوب، مولوی: تصحیح البشارہ بتصریح الاشارہ، ۱۳۰۹ھ مطبع خدم الاسلام، لاہور
دیوان دُھنی چند: کیگو ہرنامہ، پنجابی ادبی اکیڈمی۔ لاہور

ڈ

ڈاکٹر اُم سلمیٰ گیلانی: محدث کبیر حضرت شاہ محمد غوث پشاوری ثم لاہوری، پشاور، ۱۹۹۰ء
ڈاکٹر غلام علی مصطفیٰ خان: لَنا اَعمالُنا
ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان: سندھ کے نقشبندی اولیاء، مطبوعہ کراچی، ۱۹۷۶ء
ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان؛ تائید اہل سنت، مطبوعہ لاہور
ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں: حضرت مجدد الف ثانی۔ ایک تحقیقی جائزہ، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۵ء
ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں: رسائل مشاہیر نقشبندیہ، مطبوعہ ۱۹۵۸ء
ڈاکٹر قتیبہ شہابی: مشیدات دمشق ذوات الاضرحہ، وزارۃ الثقافہ۔ دمشق ۱۹۹۵ء
ڈی اولیری: فلسفۂ اسلام (مترجم: احسان، احمد) نفیس اکیڈمی، کراچی ۱۹۸۰ء
ڈی۔ ایم۔ قریشی: بلاسود بینکاری

ذ

ذخیرۃ الملوک

ذکی محمد مجاہد: الاعلام الشرقیۃ فی المائۃ الرابعۃ عشر الھجریۃ، مطبوعہ دارالغرب لاسلامی، بیروت

ذہبی، امام: میزان الاعتدال، جلد ۳

ر

رازی، امام: مطالب عالیہ

رحمان علی، مولانا: تذکرہ علماء ہند (اردو) مطبوعہ کراچی ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء

رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر: ارمغان اقبال، مطبوعہ اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۱ء

رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر: اوراق گم گشتہ، مطبوعہ اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۷۹ء

رسالہ خواجہ علی متقی: علامہ علی قری حنفی: (۱۳۰۹ھ)، مطبع خادم الاسلام، دہلی

رسائل ستہ ضروریہ، مطبوعہ مجتبائی دہلی مع ۱۳۱۲ھ

رشید احمد، مفتی: احسن الفتاوی، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی

رضوی سا شاہ ولی اللہ اور آسٹریلیا، ۱۹۸۰

رفیع الدین ھاشمی، ڈاکٹر: خطوط اقبال، مکتبہ خیابان ادب، لاہور، ۱۹۷۶

رفیع الدین، شاہ: رسالہ اذان، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

رکن الدین: لطائف قدوسی

روزبھان بقلی: تفسیر عرائس البیان

روزنامچہ سلطان الطاف علی ۱۹۷۸ء کوئٹہ

روزنامچہ سلطان الطاف علی ۲۰۰۲ء ۱۷ اپریل، کوئٹہ

رؤف احمد مجددی، شاہ: دُر المعارف (ملفوظات شاہ غلام علی دہلوی) مترجم: عبدالحکیم خاں اختر شاہجہاں پوری، نوری بکڈپو، لاہور

رؤف احمد، شاہ: درّ المعارف، فارسی (ملفوظات شاہ غلام علی) مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ، گجرات

رؤف احمد، شاہ: جواہر علویہ، لاہور

رئیس احمد جعفری: انوار اولیاء، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، طبع دوم، ۱۹۵۸ء

ریاض احمد صمدانی، مولانا: حیات محی الدین غزنوی، مطبوعہ نیریاں شریف (آزاد کشمیر) ۱۹۹۷ء

ز

زامباو: معجم الانساب والاسرات الحاكمة، مترجم ذکی محمد حسین بک، مطبوعہ بیروت ۱۹۸۰ء

زاہد الکوثری: النکت الطریفة فی التحدث عن ردود ابن ابی شیبہ

زرکوب شیرازی: ابو العباس معین الدین احمد: شیراز نامہ، مطبوعہ اسمٰعیل جوارمی، تہران ۱۳۵۰ھ

زکریا یحیٰی بن شرف النووی: ریاض الصالحین، مطبوعہ لاہور ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۶ء

زوار حسین شاہ، سید: تذکرہ مجدد الف ثانی، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۹ء

زوار حسین شاہ، سید: ترجمہ مبداء معاد، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۳ء

زوار حسین شاہ: حیات سعدیہ، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۷ء

زوار حسین شاہ: مقاماتِ فضلیہ مطبوعہ فیصل آباد ۱۹۷۳ء

زوار حسین شاہ: انوار معصومیہ، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۰ء

زید بن عبدالمحسن آل حسین، ڈاکٹر: دلیل الرسائل الجامعیة فی المملکة العربیه السعودیة، شاہ فیصل ریسرچ سینٹر، ریاض طبع دوم ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء

زید بن علی: المجموع الفقہی

زید ابو الحسن فاروقی: المجموعة السنیہ، شاہ ابو الخیر اکیڈمی۔ دہلی

س

سبط ابن الجوزی: مرأة الزمان فی تاریخ الاعیان، مطبوعہ دائرۃ المعارف عثمانیہ، حیدر آباد دکن ۱۹۵۱ء

سخاوی، امام: المقاصد الحسنة

سراج احمد خاں، ڈاکٹر: مکتوبات امام ربانی کی سیاسی و معاشرتی اہمیت (مقالۂ ڈاکٹریٹ، سندھ یونیورسٹی) مطبوعہ کراچی

سراج الدین ابو حسن علی الاوشی الفرغانی: فتاوٰی سراجیہ

سراج الرحمان، ڈاکٹر: حضرت مولانا محمد یعقوب، یعقوبیہ پبلی کیشنز، بگھار شریف کھوٹہ

سرفراز خاں صفدر: راہِ راست، مطبوعہ مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ ۱۹۹۵ء

سرفراز خاں صفدر: احسن الکلام، مطبوعہ مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ ۱۹۹۵ء

سعد اللہ نسیم، میاں: حضرت شیخ شہباز بابا، ۱۹۹۳ء دانش کتب خانہ، پشاور

سعدی، شیخ: بوستان

سعید احمد اکبر آبادی، مولانا: مسلمانوں کا عروج و زوال، ندوۃ المصنفین، دہلی ۱۹۶۲ء

سعید احمد نقشبندی: مسلک امام ربانی، مطبوعہ لاہور

سعید راشد، پروفیسر: گفتار و کردار قائداعظم، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء
سکندر خان: بیاضِ اباسین (قلمی) کتب خانہ۔ اٹک
سلطان الطاف علی، ڈاکٹر: تحقیق در بارۂ احوال و آثار فارسی حضرت سلطان باہو نظر درافکار او، اسلام آباد ۲۰۰۳ء

سلطان باہو: عقل بیدار، لاہور

سلمان منصور پوری، قاضی: رحمۃ للعالمین
سلیم اختر، ڈاکٹر: کلمات الصادقین (انگریزی)

سلیمان ندوی، مولانا: عرب و ہند کے تعلقات، مطبوعہ الہٰ آباد ۱۹۳۰ء
سہیل بخاری، ڈاکٹر: اقبال ایک صوفی شاعر، مطبوعہ مکتبہ اسلوب کراچی، ۱۹۸۸ء

سید احمد خاں، سر: آثار الصنادید، مطبوعہ لکھنؤ، جون ۱۸۷۶ء

سید احمد، ابوالبرکات علامہ: ۴۰ ارشادات مجدد الف ثانی، مطبوعہ کراچی ۲۰۰۲ء

سید احمد قادری: تذکرہ شیخ عبدالحق، شاد بک ڈپو، پٹنہ ۱۳۷۰ھ
سیدھا راستہ (ماہنامہ) شمارہ لاہور

سیرت رسول عربی، (محمد نور بخش توکلی: مطبوعہ لاہور ۱۹۸۹ء

سیرت غوث اعظم، مطبوعہ لاہور

سیف الدین، خواجہ: مکتوبات سیفیہ مرتبہ: ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان، حیدرآباد سندھ مطبوعہ ۱۹۶۶ء

سیف الرحمٰن ڈار: ٹیکسلا، پاکستان پنجاب ادبی بورڈ، ۱۹۶۶ء

ش

شانی الحال سرہندی: مواهب القيوم فی تائید احمد و معصوم
شاہ گل وحدت سرہندی: رسالہ فی منع رفع سبابہ

شاہ مراد سہروردی، علامہ: محفل اولیاء مطبوعہ لاہور ۲۰۰۲ء
شاہنواز خاں: مآثر الامراء (انگریزی ترجمہ: ایس بوریج) جانکی پرکاش، پٹنہ ۱۹۷۹ء
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی: انفاس العارفین، اردو ترجمہ مطبوعہ لاہور ۱۳۹۴ھ
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی: القول الجمیل ترجمہ اردو شفاء العلیل ۱۲۶۰ھ، مطبوعہ دہلی
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی: المقالة الوضيه فی النصيحه والوصيه

شاہ ولی اللہ دہلوی: ہمعات (مترجم محمد سرور جامعی) طبع سوم لاہور ۱۹۶۴ء
شاہنواز خان صمصام الدولہ: مآثر الامرا مترجم محمد ایوب قادری، مرکزی اردو بورڈ، لاہور ۱۹۶۸ء

شبلی نعمانی: امام غزالی

شبلی نعمانی: سیرۃ النعمان، مطبوعہ کراچی

شبیر احمد عثمانی: فتح الملہم، مطبوعہ مکتبہ الحجاز، کراچی

شبیر حسین شاہ زاہد، پروفیسر سید: عقیدہ ختم نبوت اور مجدد الف ثانی، مطبوعہ گنبد خضرا، پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۰ء

شریف الدین، خواجہ: مکتوبات خواجہ محمد معصوم جلد دوم، مطبع نظامی کانپور، ۱۸۸۷ء

شفیق بریلوی: محمد بن قاسم سے محمد علی جناح تک

شمس الدین احمد، پروفیسر ڈاکٹر: شاہ ہمدان، حیات اور کارنامے، مطبوعہ جان شیخ غلام محمد تاجران کتب مالسیہ بازار، سری نگر

شمس الدین محمد ذہبی: سیر اعلام النبلاء، طبع جماعۃ المحققین، بیروت ۱۹۸۸ء

شمس الدین محمد کوھستانی خراسانی: جامع الرموز

شوکت محمود سید: حضرت حاجی بہادر کوہاٹی، ضیاء سنز پرنٹرز، پشاور ۲۰۰۱ء

شہاب الدین السید محمود الآلوسی البغدادی، ابوالفضل: تفسیر روح المعانی، جلد اول، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

شہاب الدین رضوی: مفتی اعظم اور ان کے خلفاء، مطبوعہ بمبئی ۱۹۹۰ء

شہاب الدین سہروردی، شیخ: عوارف المعارف، مکتبۃ الوھبیہ، مصر ۱۲۹۲ھ

شہاب الدین، مولانا: آگاہی سید امیر کلال، مرتبہ: ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء

شیر بہادر پینی، ڈاکٹر: تاریخ ہزارہ، دار الشفاء، ایبٹ آباد ۱۹۶۹ء

شیریں خان ناصر: دپشتو قبیلو ۱۹۹۳ء عنی شجری، اوٹو یالی، لاہور

ص

صابر حسین بخاری سید: حضرت محدث سورتی اور امام احمد رضا، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۷ء

صابری: دیوانِ شاکر، مجلسِ نوادراتِ علمیہ، اٹک ۱۹۷۰ء

صادق قصوری محمد: تحریک پاکستان اور علمائے کرام، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۹ء

صباح الدین عبدالرحمان، سید: بزم تیموریہ

صباح الدین عبدالرحمان، سید: ہندوستان کے سلاطین، علماء اور مشائخ کے تعلقات پر ایک نظر

صدر الدین محمد مفتی کشمیری، مولانا: ذکر الصادقین (قلمی) در ذکر خواجہ بزرگ، ریسرچ لائبریری، کشمیر یونیورسٹی

صدیق حسن خان نواب: ابجد العلوم، جلد سوم، مطبوعہ بھوپال، ۱۲۹۵ھ

صدیق حسن خاں محمد بھوپالی، نواب: تقصار جیود الاحرار من تذکار جنود الابرار، مطبوعہ بھوپال، ۱۲۹۸ھ

صدیق حسن خاں محمد بھوپالی، نواب: فتح البیان، مطبوعہ مطبع بولاق مصر ۱۳۰۱ھ

صدیق حسن خاں نواب: ریاض المرتاض
صغیر احمد مخدومی، شیخ: مقاماتِ معصومی معروف بہ برکات معصومی
صفدر حیات صفدر: عہدِ مغلیہ مع دستاویزات، مطبوعہ نیو بک پیلس، لاہور
صفر احمد معصومی میر: مقاماتِ معصومی ت (تصحیح وتقابل محمد اقبال مجددی) ضیاء القرآن ۲۰۰۲ء پبلی کیشنز، لاہور
صلاح الدین ناسک: تحریک آزادی، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء

ض

ضیاء الدین شامی: ملتقط

ط

طارق مجاہد جہلمی: اہم فکری مسائل، مطبوعہ ورلڈ اسلامک مشن، بریڈفورڈ برطانیہ ۱۹۸۴ء
طاہر فاروقی پروفیسر محمد: سیرت امیر ملت، علی پور سیداں، ۱۹۷۵ء
طبرانی، امام: المعجم الکبیر، جلد ۶
طبرانی، امام: المعجم الاوسط
طفیل احمد، سید: جواز سود

ظ

ظفر امام: مارکسزم ایک مطالعہ، مطبوعہ دہلی ۱۹۷۱ء
ظہور الحسن شارب، ڈاکٹر: خم خانۂ تصوف، مطبوعہ صابری دار الکتب، لاہور ۱۹۸۰ء
ظہور الدین احمد، ڈاکٹر: پاکستان میں فارسی ادب، ادارہ تحقیقات پاکستان، لاہور ۱۹۷۷ء
ظہور الدین، شیخ: رموز العاشقین

ع

عابد حسین عابد سہوانی: الجذبة الشوقیه الی حضرة المجددية، مطبوعہ شاہی پریس لکھنؤ
عارف احمد عبد الغنی: تاریخ امراء المدینة المنورہ، طبع اول ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء، دار کنان، دمشق
عارف ریوگری: عارف نامہ (اردو ترجمہ: قدیر محمد قریشی)، مطبوعہ کراچی، ۱۹۹۷ء
عالم الدین قاضی: کنز القدیم فی آثار الکریم، راولپنڈی
عالم الدین نقشبندی مجددی، مولانا: مکتوبات شریف اردو ترجمہ، مطبوعہ اللہ والے کی قومی دکان، لاہور
عائض رداوی، ڈاکٹر: الاسرة الطبرية المکیه من اسر العلم فی الحرمین الشریفین، مطبوعہ دار رفاعی، ریاض
طبع اول ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۵ء

عباس اقبال: جگوز بک بصر ایرانی اور جنگھای صلیبی فرمانده جنگ وواسطہ صلح بورد، مقالہ مشمولہ مجلہ اطلاعات، تہران

عباس بن صالح تاشقندی، ڈاکٹر: الطباعة فی المملكة العربيه السعودية، طبع اوّل، ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۹ء

عبدالحسین زرین کوب، ڈاکٹر: ارزش میراث صوفیہ، تہران ۱۳۴۴ھ

عبدالحق محدث دہلوی، شیخ: مجموعہ مکاتیب والرسائل الی ارباب الکمال والفضائل، مطبوعہ دہلی ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء

عبدالحکیم شرف قادری، محمد: لمعات امام ربانی، مطبوعہ لاہور

عبدالرحمٰن جامی، مولانا: نفحات الانس

عبدالرزاق، امام: مصنف عبدالرزاق

عبداللہ خان حکیم، ڈاکٹر: گلدستہ حکیم، مطبوعہ لاہور ۱۳۲۲ھ

عبدالاحد شاہ گل وحدت: رسالہ سبیل الرشاد در رد مخالفین

عبدالاحد وحدت: مرتبہ: شیخ محمد مراد کشمیری م، صحیحہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان مطبوعہ ۱۹۶۶ء

عبدالاحد: وحدت مجموعہ رسائل شیخ، مخطوطہ، شيفة كلكشن (مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)
عربی ۷۲/۶۵

عبدالاحد، وحدت خواجہ: گلشن وحدت، مطبوعہ کراچی

عبدالاحد، خواجہ: سبیل الرشاد، مرتبہ: ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان، مطبوعہ ۱۹۷۷ء حیدرآباد سندھ

عبدالاحد، محمد: مجموعہ حالات و مقامات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی، مطبوعہ، دہلی

عبدالاوّل نیشاپوری، میر: احوال وسخنان خواجہ عبیداللہ احرار، (مرتبہ عارف نوشاہی) مرکز نشر دانش گاہی، تہران۔ ۱۳۸۰ھ

عبدالباری صدیقی: مکتوبات امام ربانی بحیثیت مآخذ ایمانیات، مطبوعہ کراچی، ۱۹۸۵ء

عبدالباقی نہاوندی: مآثر رحیمی، جلد اوّل، مطبوعہ کلکتہ ۱۹۲۴ء

عبدالجلیل اثری، ابومعاذ: تحفہ اہل النظر فی مطلع اہل الخیر، ندوۃ المحدثین، گوجرانوالہ ۱۹۹۷ء

عبدالحق انصاری، ڈاکٹر: تصوف اور شریعت (اردو ترجمہ) مفتی محمد مشتاق تجاروی، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی ۲۰۰۱ء

عبدالحق محدث دہلوی: اخبار الاخیار

عبدالحق محدث دہلوی، شیخ: اخبار الاخیار اردو، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی

عبدالحق محدث دہلوی، شیخ: تتمہ اخبار الاخیار اردو، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ء

عبدالحق محدث دہلوی، شیخ: تحصيل التعرف فی معرفة الفقه و التصوف، مخطوطہ ۱۰۵۰ھ/۱۶۴۰ء، مطبوعہ لاہور

عبدالحق محدث دہلوی، شیخ: تکمیل الایمان محشی امام احمد رضا، مترجمہ علامہ اقبال احمد فاروقی، مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور ۱۹۸۰ء

عبدالحق محدث دہلوی، شیخ: شرح سفر السعادۃ

عبدالحق محدّث دہلوی، شیخ: مدارج النبوت (مترجم غلام معین الدین نعیمی) مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی

عبدالحق محدّث دہلوی، شیخ: مرج البحرین اردو، مطبوعہ لاہور

عبدالحق محدّث دہلوی، شیخ: مشکوٰۃ المصابیح عربی، شرح لمعات التنقیح، فارسی،

عبدالحق محدّث دہلوی، شیخ: اشعۃ اللمعات، مطبع تیج کمار لکھنؤ

عبدالحق ہاشمی، قاضی: خزینۃ المشائخ، دارالاشاعت فیض القرآن، قطبال۔کیمبل پور

عبدالحکیم اثر افغانی، قاضی: روحانی رابطہ، درالاشاعت، باجوڑ ۱۹۶۷ء

عبدالحکیم اختر، شاہجہانپوری، حضرت امام اعظم، حضرت مجدد الف ثانی کی نظر میں، مطبوعہ، لاہور

عبدالحکیم بن مصطفیٰ ارواسی: اصحاب الکرام

عبدالحکیم شرف قادری، محمد: تذکرہ اکابر اہل سنت، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء

عبدالحلیم اثر افغانی: روحانی رابطہ، یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور ۱۹۶۵ء

عبدالحمید داغستانی، شیخ: حاشیہ علی تحفۃ المحتاج، مطبوعہ مکہ مکرمہ

عبدالحمید طہماز: العلامۃ المجاہد شیخ محمد الحامد، مطبوعہ دمشق، ۱۹۸۱ء

عبدالحمید لاہوری: بادشاہ نامہ، مطبوعہ بمبئی ۱۹۶۲ء

عبدالحیٔ بن عبدالکبیر کتانی، علامہ سید: فہرس الفہارس والاثبات و معجم المعاجم والمشیخات والمسلسلات، تحقیق ڈاکٹر احسان عباس، مطبوعہ دارالغرب اسلامی، بیروت ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء

عبدالحیٔ لکھنوی وابوالحسن علی لکھنوی: نزھۃ الخواطر و بھجۃ المسامع والنواظر، طبع اوّل ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء جلد ۶ دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد، دکن، ۱۹۷۸ء

عبدالحیٔ لکھنوی: السعایہ شرح وقایہ، مطبوعہ سہیل اکیڈمی، لاہور

عبدالحیٔ لکھنوی: علوم وفنون ہندوستان میں (ترجمہ اردو: ابوالعرفان ندوی) دارالمصنفین، اعظم گڑھ، ۱۹۶۸ء

عبدالحیٔ، حبیبی: پنجتانہ شعراء، یونیورسٹی ایجنسی، پشاور

عبدالخالق غجدوانی: جامع الکلم (قلمی) (مخزونہ کتب خانہ قاری احسان اللہ، کوئٹہ)

عبدالخالق غجدوانی: رسالہ مقاصد السالکین (قلمی) (مخزونہ کتب خانہ قاری احسان اللہ، کوئٹہ)

عبدالخالق، ڈاکٹر: علم فلسفہ، مطبوعہ عزیز پبلیشرز، اردو بازار، لاہور ۱۹۸۱ء

عبدالدائم، قاضی: حیات صدریہ، خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ صدریہ ہری پور، ۱۹۹۹ء

عبدالرحمٰن بن حسن جبرتی، شیخ: عجائب الآثار فی التراجم والاخبار، تحقیق ڈاکٹر عبدالرحیم، طبع مطبع دارالکتب مصریہ، قاہرہ ۱۹۹۸ء

عبدالرحمٰن بن محمد سعید دمشقی: النقشبندیه عرض و تحلیل، مطبوعہ دارطیبہ، ریاض، ۱۹۸۸ء

عبدالرحمٰن بن محمد سعید دمشقی: حقائق خطیره عن الطریقة النقشبندیه، مطبوعہ دار مسلم، ریاض ۱۹۹۸ء

عبدالرحمٰن، شیخ: الفتح المبین فی الردعلی تریاق

عبدالرحمٰن، شیخ: المواعظ

عبدالرحمٰن، شیخ: رسالۃ فی الادب

عبدالرحیم خان قادری، علامہ: سیرت غوث اعظم، مطبوعہ کانپور ۱۹۷۰ء

عبدالرحیم، شاہ: ارشادِ رحیمیہ (مرتبہ: ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان) مطبوعہ ۱۹۵۹ء

عبدالرسول للہی، پروفیسر: تاریخ مشائخ نقشبندیہ، مطبوعہ لاہور ۲۰۰۲ء

عبدالرسول، صاحبزادہ: تاریخ پاک و ہند، مطبوعہ ایم آر برادرز، لاہور ۱۹۶۵ء

عبدالرشید خواجہ: تذکرۂ شعرائے پنجاب، اقبال اکیڈمی۔ کراچی ۱۹۷۶ء

عبدالرشید، پروفیسر ڈاکٹر: اسلامی تصوف اور صوفیائے سرحد، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۷ء

عبدالرشید، پروفیسر ڈاکٹر: تصوف، اولیاء مانکی شریف اور تحریک پاکستان، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۱ء

عبدالرشید، پروفیسر ڈاکٹر: صوفیائے خٹک، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء

عبدالرشید، میاں: جاوید نامہ سلیس اردو ترجمہ مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۹۲ء

عبدالستار دہلوی مکی، شیخ: نثر المآثر فی ادرکة من الاکابر، مخطوطہ بخط مصنف مخزونہ بہاء الدین زکریا لائبریری، ضلع چکوال

عبدالستار، طاہر نقشبندی: باقیات مظہری، ۲۰۰۲ء ضیاء الاسلام پبلی کیشنز، کراچی

عبدالسلام صدیقی: بشائر الحسنات فی الصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الکائنات، دارلعلوم سلطانیہ جہلم، پاکستان

عبدالسلام صدیقی، مولانا: بشائر الخیرات

عبدالشکور لکھنوی: تذکرۂ امام ربانی

عبدالعزیز دہلوی، شاہ: حواشی بر رسالہ اعتراضات شیخ عبدالحق دہلوی

عبدالعزیز سنیدی، ڈاکٹر: معجم ما ألف عن مکه، طبع اول ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء بریدہ، سعودی عرب

عبدالعزیز قریشی: اسرار الاولیاء، مطبوعہ اگہار شریف، کوٹلی آزاد کشمیر ۱۹۹۴ء

عبدالعزیز محدث دہلوی، رسالہ مغرہ ۱۳۰۹ھ، مطبع خادم الاسلام۔ دہلی،

عبدالعلیم قریشی: معدن کرم، لاہور ۲۰۰۱ء

عبدالغنی دہلوی مدنی، شیخ: الدرر المکنونات النفیسه، جلد اول مطبوعہ ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء، جلد دوم سوم ۱۳۱۷ھ

عبدالغنی مجددی، شیخ: المسلسل باجابة الدعاء فی الملتزم، مخطوطہ مخزونہ مکتبہ حرم مکی

عبدالغنی مجددی، شیخ: انجاح الحاجة عن سنن ابن ماجه، مطبوعہ دہلی ۱۳۰۶ھ/۱۸۸۹ء

عبدالغنی مجددی، شیخ: خلاصة الجواهر العلويه

عبدالغنی نابلسی، شیخ: حدیقہ ندیہ

عبدالغنی نابلسی، شیخ: كفاية العلام، مطبع میریہ، مکہ مکرمہ

عبدالغنی نابلسی، شیخ: نتيجة العلوم و نصيحة علماء الرسوم فى شرح مقالات السوهندى المعلوم، مصنفہ ۱۱۱۲ھ مخطوط بخط مصنف، مخزونہ دار الکتب ظاہریہ، دمشق

عبدالغفار نقشبندی، محمد: ملفوظات فضلیہ (حصہ اول) مکتبہ غفاریہ۔ سٹھارجا، خیر پور میرس ۱۹۸۸ء

عبدالقادر بدایونی: منتخب التواریخ (ترجمہ اردو) لاہور ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء

عبدالقادر بدایونی، ملا: منتخب التواریخ، مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۸ء، مطبوعہ کلکتہ ۱۹۸۹ء

عبدالقادر جیلانی، شیخ سید: سرّ الاسرار

عبدالقادر جیلانی، شیخ سید: غنیۃ الطالبین

عبدالقادر عیسیٰ الشاذلی، شیخ: تصوف کے روشن حقائق، اردو ترجمہ محمد اکرم الازہری، مطبوعہ زاویہ ٹریڈرز، لاہور، ۱۹۹۸ء

عبدالقادر خاں، خٹک: حدیقہ خٹک، یونیورسٹی بک ایجنسی، پشاور

عبدالقدوس ہاشمی: تقویم تاریخی، کراچی ۱۹۶۵ء

عبدالکریم بن ہوازن قشیری، شیخ: الرسالۃ القشیریہ

عبدالکریم ثمر: ارشادات مجدد، مطبوعہ مکتبہ شیر ربانی، شرقپور شریف

عبدالکریم جیلی: انسانِ کامل

عبدالکریم زیدان: الوجیز فی اصول الفقہ، مطبوعہ فاران اکیڈمی، لاہور

عبداللطیف بن محمد جیلانی، ڈاکٹر: كتب المسلسلات عند المحدثين، مکتبہ شاہ فہد ریاض، طبع اول ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء

عبداللہ سمندر غوریانی: گزیدۂ از مکتوباتِ میاں فقیر اللہ جلال آبادی، کابل ۱۳۵۹ھ

عبداللہ قطب: مکتوبات شریف

عبداللہ محدث دکن: سلوک مجددیہ، مطبوعہ۔ لاہور

عبدالماجد دریابادی: تصوف اسلام، مطبوعہ مکتبہ شاہکار، لاہور، ۱۹۷۷ء

عبدالمجتبیٰ رضوی، مولانا: تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، مطبوعہ بنارس ۱۹۸۹ء

عبدالمجید بن محمد الخانی: الحقائق الوردیہ فی حقائق اجلاء النقشبندیہ، جامع الدرو شید، دمشق ۱۳۰۶ھ

عبدالمجید بن محمد الخانی: السعادت لابدیہ فی ماجاء بہ النقشبندیہ، استانبول ۱۹۹۲ء

عبدالمجید بن محمد خانی: السعادة الابدیة فیما جاء به النقشبندیه، مطبوعه مکتبة الحقیقة، استانبول، ترکی، ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۲ء

عبدالمجید بن محمد خانی: مقاماتِ سبع

عبدالمجید بن محمد خانی: وجه الحل فی جهد المقل

عبدالمجید بن محمد خانی، شیخ: الحدائق الوردیة فی حقائق اجلاء النقشبندیه، مطبوعہ قاہرہ، عبدالوکیل دروبی جمع درویشیہ، دمشق ۱۳۰۸ھ

عبدالنعیم عزیزی، ڈاکٹر: اردو نعت گوئی اور فاضلِ بریلوی۔ بریلی ۱۹۹۶ء

عبدالواحد معینی، سید: مقالات اقبال، مطبوعہ آئینہ ادب، انارکلی، لاہور ۱۹۶۳ء / ۱۹۸۸ء

عبدالودود خاں: ربا، انٹرنیٹ، سود

عبدالوہاب سبکی: طبقات الشافعیة الکبریٰ، مطبع عبدالفتاح محمد الحلو، قاہرہ ۱۹۶۴ء

عبدالوہاب شعرانی، امام: المنح السنیة فی الوصیة المقبولیة، مطبوعہ مکہ مکرمہ

عبدالوہاب شعرانی، امام: الیواقیت والجواهر، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۹۷ء

عبدالوہاب شعرانی، امام: طبقات الاولیاء، مطبوعہ مصر

عبدالوہاب موسری نیازی، سید: نبذة لطیفه فی ترجمه شیخ الاسلام داؤد البغدادی، مطبوعہ بغداد ۱۳۰۵ھ

عبداللہ ابوالخیر مرادشہید مکی حنفی، شیخ: نظم الدرر فی اختصار نشر النور والزهر فی تراجم افاضل مکة، تلخیص وترتیب

عبداللہ بن احمد ابوالخیر مرادشہید مکی حنفی، شیخ: المختصر من کتاب نشر النور والزهر فی تراجم الافاضل مکة من القرن العاشر الی القرن الرابع عشر، اختصار محمد سعید عامودی واحمد علی، طبع دوم ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء دارالمعرفہ، جدہ

عبداللہ بن احمد: کشف الاسرار، مطبوعہ دارالباز للنشر والتوزیع، مکہ مکرمہ، ۱۹۸۶ء

عبداللہ بن عبدالرحمٰن معلمی، شیخ: اعلام المکیین من القرن التاسع الی القرن الرابع عشر الهجری، طبع اوّل، ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء مؤسسة الفرقان للتراث الاسلامی، لندن

عبداللہ بن عبدالرحمٰن معلمی، شیخ: معجم مؤلفی مخطوطات مکتبة الحرم المکی الشریف، طبع اوّل ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۶ء شاہ فہد قومی کتب خانہ، ریاض

عبداللہ بن مبارک: کتاب الزہد

عبداللہ بن محمد السید مدنی: کشف الآثار الشریفه فی مناقب الامام ابی حنیفه

عبداللہ جان عرف شاہ آغا، خواجہ: مونس المخلصین، مطبوعہ کراچی ۱۳۶۶ھ
عبداللہ جبوری: فهرس المخطوطات العربيه فی مكتبة الاوقاف العامة فی بغداد، طبع اوّل، ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء، وزارت اوقاف، بغداد

عبداللہ خان حکیم، ڈاکٹر: محمود نامہ، مطبوعہ لاہور ۱۳۲۲ھ

عبداللہ خان حکیم، ڈاکٹر: مناجات حکیم مع نعت رسول کریم، مطبوعہ لاہور

عبداللہ خویشگی قصوری، مولانا: معارج الولایت فی مدارج الہدایت (۱۰۶۴ھ/۱۰۹۴ء)

عبداللہ غازی بن محمد غازی مکی، شیخ: فتح القوى فی ذكر اسانيد السيد حسين الحبشى العلوى، طبع اول، ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء مکہ مکرمہ

عبداللہ غازی ہندی مکی، شیخ: مخطوطہ بخط مرتب، عکس مخزونہ، بہاء الدین زکریا لائبریری، ضلع چکوال

عبداللہ غازی ہندی مکی، شیخ: نشر الدرر فی تذييل نظم الدرر، مخطوطہ بخط مصنف عکس مخزونہ، بہاء الدین زکریا لائبریری، ضلع چکوال

عبداللہ غازی ہندی مکی، شیخ: نظم الدرر فی اختصار نشر النور و الزهر فی تراجم افاضل مكة، من القرن العاشر الى القرن الرابع عشر، مخطوطہ، بخط مصنف، ذخیرہ محمد نصیف، جدہ یونیورسٹی لائبریری

عبداللہ قطب، شیخ: مکتوبات شیخ عبداللہ قطب (قلمی)، مکتوبہ ۸۸۷ھ

عبداللہ محمد بن ابی بکر ابن قیم: زاد المعاد، تحقیق شعیب الارنوؤ، موسسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۹۹۶ء

عبداللہ محمد حبشی: مصادر الفكر الاسلامی فی اليمن، مکتبہ عصریہ بیروت، طبع ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء

عبداللہ آفندی، مولانا: رساله فی رفع مطاعن عن الامام الربانی و اولادهٗ

عبداللہ بن محمد غازی مکی، شیخ: نظم الدرر فی اختصار نشر النور والزهر فی تراجم افاضل مكة من القرن العاشر القرن الرابع عشر عکس مخطوطہ بخط مصنف، بہاؤ الدین زکریا لائبریری ضلع چکوال

عبداللہ محمد حبشی: فهرس مخطوطات بعض المكتبات الخاصة فی اليمن، تحقیق جولیان یوہانس الفرقان اسلامک ہیریٹج فاؤنڈیشن لندن، طبع ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء

عبداللہ، ڈاکٹر سید: کیا اقبال وجودی تھے؟

عبداللہ، ڈاکٹر سید: مسائل اقبال، مطبوعہ اردو اکیڈمی، لاہور، ۱۹۸۷ء

عبیداللہ احرار خواجہ: رسالۂ والدیہ

عبیداللہ معروف بہ خواجہ کلاں، خواجہ: مبلغ الرجال

عبیداللہ احرار خواجہ: تحفۃ الاحرار

عبیداللہ احرار، خواجہ، رسالہ (قلمی) مخزونہ کتب خانہ قاری احسان اللہ، کوئٹہ
عبیداللہ قدسی: آزادی کی تحریکیں، لاہور ۱۹۸۸ء
عثمان بن سند الوائلی النجدی: اصفی موارِد فی سلسالِ احوال الامام خالد
عثمان بن سند وائلی، شیخ: مطالع السعود، ڈاکٹر عماد عبدالسلام رؤف وسھیلہ عبدالمجید قیسی، طبع وزارت ثقافت واطلاعات عراق ۱۹۹۱ء
عجلونی، علامہ: کشف الخفا، جلد ۲
عدنان خورشید، ڈاکٹر: جہاں نما، مطبوعہ کراچی
عراقی، علامہ: المغنی بہامش احیاء علوم الدین، جلد ۲
عزالدین کاشانی، علامہ: مصباح الہدایہ
عزیز الرحمٰن بجنوری، مفتی: احسن الفتاوٰی، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی
عزیز الرحمٰن بجنوری، مفتی: امام اعظم ابوحنیفہ، مطبوعہ لاہور، بجنور ۱۹۷۰ء
عزیز حسن بقائی، حافظ: سیرت باقی
عزیز الرحمٰن، مفتی: فتاوٰی دارالعلوم، جلد ۱، مکتبہ دارالاشاعت، کراچی
عصام الدین ھروی، مولانا: حاشیہ شرح وقایہ
عطاء اللہ، شیخ: اقبال نامہ، مطبوعہ شیخ محمد اشرف کشمیری بازار، لاہور، ۱۹۵۱ء
عطاء الرحمٰن قاسمی: دہلی میں دفن خزینے، مطبوعہ لاہور ۲۰۰۳ء
عظمت اللہ: حضرت مجدد الف ثانی کی دینی وعلمی خدمات، لاہور ۱۹۶۷ء
علاء الدین علی: کنز العمال
علی بن ابوالقاسم زید البیہقی: المواهب الشريفة فی مناقب الامام ابی حنيفه
علی بن حسین الواعظ الهربی: رشحاتِ عین الحیات، (مترجم شیخ محمد بن مراد بن عبداللہ القرانی، المکتبۃ الاسلامیہ، ترکی
علی بن سلطان القاری، ملّا: جمع الوسائل فی شرح الشمائل، مطبوعہ بیروت، لبنان
علی بن سلطان القاری، ملّا: شرح شفا، جلد اول
علی بن عبدالعزیز المرغینانی: مناقب الامام اعظم
علی رامیتنی، خواجہ: رسالہ خواجہ عزیزاں (قلمی) (مخزونہ کتب خانہ قاری احسان اللہ، کوئٹہ)
علی قاری، ملّا: الحزب الاعظم والورد الافخم، مطبوعہ مکہ مکرمہ
علی قاری، ملّا: المصنوع فی معرفة الحديث الموضوع
علی قاری، ملّا: شرح فقہ اکبر، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی

علی قاری، ملاّ: مرقاۃ شرح مشکوٰۃ

علی قاری، ملاّ: مناقب الامام اعظم

علی لکھنوی ندوی ابوالحسن: الامام السرھندی حیاتہ و اعمالہ، مطبوعہ دارالقلم کویت ١٤١٤ھ/١٩٩٤ء

علی متقی، علامہ: کنز العمال، جلد١

علی متقی، خواجہ: رسالہ فی تائید رفع سبابہ، مطبع خادم الاسلام، دہلی ١٣٠٩ھ

علی ندوی، ابوالحسن: تاریخ دعوت و عزیمت، حصہ چہارم، مطبوعہ کراچی

علی ہجویری، داتا گنج بخش: کشف المحجوب اردو، مطبوعہ رائٹرز بک کلب لاہور ١٩٧٧ء

عماد الاسلام عبدالرحیم: تعلیقات

عماد الدین ابن کثیر، حافظ: البدایہ والنہایہ، دارالفکر بیروت

عماد الدین: حیاۃ القلوب

عمار بن سعید تمالت: فہرس مخطوطات الحدیث الشریف وعلومہ فی مکتبۃ الملک عبدالعزیز بالمدینۃ المنورہ، طبع اول ١٤٢٢ھ/٢٠٠٢ء مکتبہ عبدالعزیز مدینہ منورہ

عمر عبدالجبار مکی: سیر و تراجم بعض علمائنا فی القرن الرابع عشر للھجرۃ، طبع سوم ١٤٠٣ھ/١٩٨٢ء مکتبہ تہامہ، جدہ

عنایت اللہ نذیر نیازی، ڈاکٹر: مقالہ اردو، احمد سرہندی: دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور

عیسیٰ بن جنید شیرازی: ملتمس الاحیاء (تذکرہ ہزار مزار ترجمہ شد الازار) طبع نورانی وصال، کتاب خانہ احمدی، شیراز ١٣٦٤ھ

عین القضاۃ ہمدانی: تمہیدات

غ

غزالی، امام: احیاء علوم الدین

غزالی، امام: المنقذ من الضلال

غزالی، امام: ایھا الولد (ترجمہ پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحٰق ابرو)

غزالی، امام: کتاب الوسیط

غلام جیلانی پشاوری، مرزا: حضرت مجدد کا شجرہ طریقت قادریہ صابریہ مشمولہ "کلیات دیوان صحیح سالم پشاوری، مطبوعہ مجلس قادریہ صابریہ، پشاور

غلام رسول سعیدی، علامہ: تذکرۃ المحدثین، مطبوعہ فرید بک اسٹال، لاہور

غلام مصطفیٰ خاں، ڈاکٹر: لوائح خانقاہ مظہریہ (مکتوبات مدرسہ دیر) مطبوعہ ١٩٧٥ء

غلام احمد: ذکر العارفین، (مترجمہ: غلام قادر اشرفی فریدی کوٹی)، مطبوعہ گجرات، پاکستان

غلام جیلانی برق، ڈاکٹر: فلسفیان اسلام، مطبوعہ لاہور ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۱ء
غلام دستگیر قصوری، مولانا: تحفہ دستگیریہ

غلام دستگیر نامی: تاریخ جلیلہ درگاہِ جلیلہ میکلوروڈ، لاہور ۱۹۳۵ء

غلام رسول سعیدی، علامہ: شرح صحیح مسلم، مطبوعہ فرید بک اسٹال، لاہور

غلام سرور لاہوری: خزینۃ الاصفیاء، نول کشور، کانپور ۱۹۱۴ء

غلام سرور، صوفی: حضرت مجدد الف ثانی کی دینی وملی خدمات، مطبوعہ لاہور

غلام سرور، مفتی: حدیقۃ الاولیاء بہ تحقیق و تعلیق پروفیسر محمد اقبال مجددی، مطبوعہ اسلامک بک فاؤنڈیشن، لاہور، ۱۹۷۶ء، ۱۴۲۰ھ/۲۰۰۰ء

غلام سرور، مفتی: خزینۃ الاصفیاء، کانپور ۱۸۹۴ء

غلام صابر قدیری سندیلوی: دامن محبوب، مطبوعہ لکھنؤ، ۱۹۸۶ء

غلام علی دہلوی، شاہ: مقاماتِ مظہری (ترجمہ محمد اقبال مجددی) اردو سائنس بورڈ۔ لاہور ۱۹۸۳ء

غلام علی مہر: الیواقیت المہریہ، مطبوعہ ۱۹۶۴ء

غلام علی نقشبندی دہلوی، شاہ: احوال بزرگان

غلام علی نقشبندی دہلوی، شاہ: احوال شاہ نقشبند

غلام علی نقشبندی دہلوی، شاہ: درّ المعارف، (مرتبہ شاہ رؤف احمد مجددی) ۱۳۳۱ھ

☆ مطبوعہ ترجمہ اردو علامہ محمد عبدالحکیم خاں اختر شاہجہان پوری، نوری بکڈپو، لاہور ۱۹۸۳ء

☆ مطبوعہ ۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء

غلام علی نقشبندی دہلوی، شاہ: ردمخالفین حضرت مجددؒ (قلمی)

غلام علی نقشبندی دہلوی، شاہ: رداعتراضات

غلام علی نقشبندی دہلوی، شاہ: رسالہ اذکار

غلام علی نقشبندی دہلوی، شاہ: رسالہ دررداعتراضات شیخ عبدالحق

غلام علی نقشبندی دہلوی، شاہ: رسالہ مشغولیہ

غلام علی نقشبندی دہلوی، شاہ: رسائل سبع سیارہ

غلام علی نقشبندی دہلوی، شاہ: سلوک رزّاقیہ نقشبندیہ

غلام علی نقشبندی دہلوی، شاہ: طریق بیعت واذکار

غلام علی نقشبندی دہلوی، شاہ: طریقہ شریفہ شاہ نقشبند

غلام علی نقشبندی دہلوی، شاہ: فیضان مجددیہ

غلام علی نقشبندی دہلوی، شاہ: کمالات مظہری، ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۹ء

غلام علی نقشبندی دہلوی، شاہ: مقامات مجدد الف ثانی

غلام علی نقشبندی دہلوی، شاہ: مقامات مظہری ۱۲۱۱ھ/۱۷۹۶ء، ترجمہ و تحقیق پروفیسر محمد اقبال مجددی،

☆ مطبوعہ اردو سائنس بورڈ لاہور ۱۹۸۳ء

☆ مطبوعہ مطبع احمدی دہلی ۱۲۶۹ھ

غلام علی نقشبندی دہلوی، شاہ: مکاتیب شریفہ، مرتبہ (شاہ رؤف احمد مجددی،)

☆ مطبوعہ استنبول ترکی، ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء

☆ مطبوعہ لاہور، ۱۳۷۱ھ

☆ مطبوعہ مدراس، ۱۳۳۴ھ

غلام علی نقشبندی دہلوی، شاہ: ملفوظات طیبہ، (مرتبہ و ترجمہ اردو غلام محی الدین قصوری)، ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء

غلام علی نقشبندی، شاہ: ایضاح الطریقة ۱۲۱۳ھ، مطبوعہ لاہور ۱۳۷۱ھ

غلام علی آزاد بلگرامی، شاہ: شرح صحیح البخاری

غلام علی آزاد بلگرامی، شاہ: روضۃ الاولیاء

غلام علی آزاد بلگرامی، شاہ: سبحة المرجان فی آثار هندوستان، مطبوعہ ۱۳۰۳ھ/۱۸۸۵ء

غلام علی آزاد بلگرامی، شاہ: مآثر الكرام فی تاریخ بلگرام، جلد اوّل مطبوعہ آگرہ ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء

غلام فرید: احوال العارفین، نذیر سنز، لاہور ۱۹۷۹ء

غلام محمد گرامی: تحفہ لواری شریف، مطبوعہ حیدرآباد ۱۹۷۶ء

غلام محی الدین قصوری: تحفۂ رسولیہ، مطبوعہ ۱۲۳۴ھ

غلام محی الدین قصوری، مولانا: ملفوظات چہل روزہ

غلام مصطفیٰ خاں ڈاکٹر: باقیات باقی مطبوعہ لاہور ۱۹۹۰ء

غلام مصطفیٰ خاں، ڈاکٹر: ادبی جائزے، مطبوعہ کراچی ۱۹۵۹ء

غلام مصطفیٰ خاں، ڈاکٹر: باقیات باقی، مطبوعہ حیدرآباد، سندھ

غلام مصطفیٰ خاں، ڈاکٹر: بیان روشن، مطبوعہ ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء

غلام مصطفیٰ خاں، ڈاکٹر: حضرت مجدد الف ثانی، ایک تحقیقی جائزہ، مطبوعہ کراچی ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء

غلام مصطفیٰ خاں، ڈاکٹر: سندھ کے نقشبندی اولیاء، مطبوعہ غلام مصطفیٰ اکیڈمی، کراچی ۲۰۰۰ء

غلام مصطفیٰ مجددی، پروفیسر، مجدد الف ثانی۔ کردار وافکار، مطبوعہ۔ لاہور

غلام مصطفیٰ مجددی، پروفیسر: حضرت مجدد الف ثانی اور امام احمد رضا، مطبوعہ لاہور

غلام معین الدین عبداللہ: معارج الولایت (قلمی) ۱۰۹۴ھ، مخزونہ دانش گاہ پنجاب، لاہور

ف

فاروق القادری، پروفیسر: فاضل بریلوی اور امور بدعت، مطبوعہ لاہور

فخر الدین علی ابن حسین واعظ کاشفی: رشحات عین الحیاۃ، مطبوعہ تہران

فخر مدبر: تاریخ فخر الدین مبارک شاہ

فدا علی طالب، مولوی: آئین اکبری، اردو ترجمہ، مطبوعہ سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور

فراج عطا سالم، شیخ: فهرس مخطوطات مكتبة مكة المكرمة، طبع اول ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء مکتبہ شاہ فہد، ریاض

فرخ شاہ، مولوی: رسالہ کشف الغطاء عن وجہ الخطاء

فرید بھکری، شیخ: ذخیرۃ الخوانین، کراچی

فصیح احمد خوانی: مجمل فصیحی، جلد ۳، طبع محمود فرخ، مشہد ۱۳۶۲ھ

فضل احمد لدھیانوی، قاضی: انوار آفتاب صداقت، مطبوعہ لاہور

فضل الرحمان۔ ڈاکٹر: انتخابات مکتوبات شیخ احمد سرہندی، مطبوعہ، کراچی (انگریزی)

فضل الرحمٰن، ڈاکٹر: انتخابات مکتوبات شیخ احمد سرہندی، مطبوعہ اسلام آباد

فضل الرحمٰن، مولانا: کلمات طیبات، دہلی ۱۸۹۱ء

فضل اللہ مجددی: عمدۃ المقامات، استانبول حقیقت کتابوی، ترکی ۱۹۹۶ء

فضل اللہ نقشبندی قندھاری، حاجی: عمدۃ المقامات، مطبوعہ، خانقاہ مجددیہ، ٹنڈو سائیں داد، حیدر آباد سندھ، ...۱۳۵۵ھ

فضل اللہ تورپشتی: المعتمد فی المعتقد، استانبول، ترکی ۱۹۹۰ء

فضل رسول قادری، علامہ: المعتقد المنتقد مع تعلیقہ "المستند المعتمد بناء نجات الابد" از امام احمد رضا حنفی، مطبوعہ مکتبہ حامدیہ، لاہور

فقیر اللہ علوی: مکتوبات شریف، مطبع اسلامیہ پریس، لاہور

فقیر محمد جہلمی: حدائق الحنفیہ، اردو بازار لاہور ۲۰۰۵ء

فقیر محمد جہلمی، مولانا: حدائق الحنفیہ، تحقیق ترتیب وحواشی مع تکملہ خورشید احمد خان، طبع چہارم ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۶ء مکتبہ حسن سہیل، لاہور ونولکشور، لکھنؤ

فواد سید: فہرست المخطوطات، مطبع دار الکتب مصریہ، قاہرہ مطبوعہ ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء

فواد سید: فہرست المخطوطات دار الکتب المصریہ مصطلح الحدیث، دار الکتب قاہرہ، ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء

فیض اللہ منصور، پروفیسر: مہر صفا حضرت پیر محمد عبداللطیف زکوڑی شریف، مطبوعہ مسلم لیگ رائٹرز اکیڈمی، لاہور

فیض عالم صدیقی: اختلافاتِ امت کا المیہ، جلد دوم، ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء

فیضانِ کرم (ماہنامہ)، شمارہ جون ۲۰۰۴ء کراچی

فیضی: سواطع للالہام۔ مطبع نولکشور لکھنؤ ۱۳۰۶ء

فیوض الرحمان جدون، ڈاکٹر: مشاہیر علمائے سرحد، مجلس نشریاتِ اسلام، ناظم آباد۔ کراچی

فیوض الرحمان، ڈاکٹر: تذکرۂ مولانا عبدالغفور مدنی مطبوعہ کراچی

ق

قادر بخش شیخ: سوانح عمر امام ربانی مجدد الف ثانی، مطبوعہ منشی فخر الدین، لاہور ۱۳۱۴ھ

قاسم بن قطلو بغا: الاجوبة المضیه عن اعتراضات ابن ابی شیبه علی ابی حنیفه

قاسم محمود سید: شاہکار اسلامی انسائیکلو پیڈیا، مطبوعہ مکتبہ شاہکار، لاہور، ۱۹۷۸ء

قشاشی: اسرار المناسک

قطب الدین نہروانی: ادعیة الحج والعمرة

قطب شہید، سید: سود

ک

کاشانی: مصباح الہدایۃ

کاظم موسوی بجنوردی: دائرۃ المعارف الاسلامیۃ الکبریٰ، جلد ۳، عربی ایڈیشن، اول مرکز دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی تہران، ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء

کامگار حسینی: ماثر جہانگیری

کامل سلمان جبوری: معجم الشعراء من العصر الجاهلی حتیٰ سنه ۲۰۰۲م، طبع اول دار الکتب علمیہ، بیروت ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء

کریم بخش، مولانا: تعلیماتِ امام اہل سنت

کریم بخش، مولانا: مسئلہ سود

کمال الدین اسمٰعیل: حاشیہ قرۃ کمال قری

کیرانوی، مولانا: اظہار الحق

گ

گلزار محمد، خواجہ: گلزار معانی، مطبوعہ خواجہ بک ڈپو اردو بازار، لاہور
گوہر رحمٰن، مولانا: حرمت سود، اشکالات کا علمی جائزہ
گرڈجیف: قابلِ قدر ہستیوں سے ملاقات

ل

لطائفِ قدوسی
لطیف اللہ، پروفیسر: تصوف اور سرّیت، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور طبع اول ۱۹۹۰ء
لوئیس معلوف: المنجد، مطبوعہ دار المشرق، بیروت ۱۹۷۳ء
لیاقت علی خان ڈاکٹر: تاریخ چکوال انجمنِ توقیر ادب، چکوال ۱۹۹۲ء

م

ماوردی، امام: ادب الدنیا والدین
مجدالدین فیروزآبادی: سفر السعادۃ
مجدد الف ثانی و خواجہ محمد سعید و خواجہ سیف الدین: مکتوبات شریف فارسی (قلمی) مخزونہ کتب خانہ سید عاشق حسین شاہ مرحوم۔ شیخوپورہ
مجدد الف ثانی: تعلیمات و شرح رباعیات خواجہ باقی باللہ ادارہ سعدیہ مجددیہ۔ لاہور
مجدد الف ثانی: جمال السلوک (قلمی) مخزونہ کتب خانہ مدینہ منورہ
مجدد الف ثانی: رسالہ تہلیلیہ (قلمی) مخزونہ کتب خانہ درگاہ شاہ ابوالخیر، دہلی
مجدد الف ثانی: رسالہ ردِ روافض (قلمی) مخزونہ کتب خانہ درگاہ شاہ ابوالخیر، دہلی
مجدد الف ثانی: رسالہ شرح بعض رباعیات (قلمی) مخزونہ کتب خانہ درگاہ شاہ ابوالخیر، دہلی
مجدد الف ثانی: رسالہ مبدأ و معاد (قلمی) مخزونہ کتب خانہ درگاہ شاہ ابوالخیر، دہلی
مجدد الف ثانی: رسالہ معارف لدنیہ (قلمی) مخزونہ کتب خانہ درگاہ شاہ ابوالخیر، دہلی
مجدد الف ثانی: رسالہ مکاشفاتِ غیبیہ (قلمی) مخزونہ کتب خانہ درگاہ شاہ ابوالخیر، دہلی
مجدد الف ثانی: رسائل مجددیہ ادارۂ سعدیہ مجددیہ، لاہور
مجدد الف ثانی: شرح رباعیاتِ خواجہ باقی باللہ (مترجم: ثناء الحق صدیقی) ادارہ مجددیہ، کراچی
مجدد الف ثانی: لوامع الاسرار (قلمی) شرح مطویات الاسرار، مکتوبہ ۱۲۱۴ھ، مخزونہ کتب خانہ قاری احسان اللہ، کوئٹہ

مجدد الف ثانی: مکتوبات امام ربانی (ترجمہ اردو قاضی عالم الدین نقشبندی۔ مطبوعہ السروں کی قومی دکان۔ لاہور
مجدد الف ثانی: مکتوبات امام ربانی، قلمی (حصہ اول) مخزونہ کتب خانہ درگاہ شاہ ابوالخیر، دہلی
مجدد الف ثانی: مکتوبات امام ربانی، قلمی (حصہ دوم) مخزونہ کتب خانہ درگاہ شاہ ابوالخیر، دہلی
مجدد الف ثانی: مکتوبات شریف، جلد اول در المعرفت، مطبوعہ مطبع مجدد امرتسر ۱۹۱۰ء
مجدد الف ثانی: مکتوبات شریف، جلد اول دُرّ المعرفت، دہلی ۱۲۸۸ھ
مجدد الف ثانی: مکتوبات شریف، جلد دوم ن، ور الخلائق ۱۷۸۱ھ مطبوعہ، دہلی
مجدد الف ثانی: مکتوبات امام ربانی قلمی، (حصہ سوم) مخزونہ کتب خانہ درگاہ شاہ ابوالخیر، دہلی
مجدد الف ثانی: مکتوبات شریف، جلد اول دُرّ المعرفت۔ مطبوعہ مطبع مجددی، امرتسر ۱۳۲۸ھ
مجدد الف ثانی: اثبات النبوۃ (قلمی) مخزونہ کتب خانہ درگاہ شاہ ابوالخیر۔ دہلی
مجید اللہ قادری، پروفیسر ڈاکٹر: حضرت مجدد الف ثانی اور امام احمد رضا، مطبوعہ کراچی
مجید اللہ قادری ڈاکٹر کنز الایمان اور دیگر معروف اردو قرآنی تراجم، کراچی ۱۹۹۳ء
محبوب احمد نقشبندی: ملفوظات سعدیہ (قلمی)
محبوب عالم، محمد مصطفیٰ، سیدوی نقشبندی، خواجہ: خیر الخیر، ۱۹۵۴ء
محسن ترہٹی، مولانا: الیانع الجنی فی اسانید الشیخ عبدالغنی، مطبوعہ دہلی ۱۳۴۹ھ/۱۹۳۰ء
محشر بدایونی: روضۂ صفا
محمد ابراہیم خلیل، تکملہ مقالات الشعراء، مطبوعہ سندھی ادبی بورڈ کراچی ۱۹۵۸ء
محمد ابراہیم قصوری: خزینۂ معرفت، مطبوعہ شرق پور ۱۹۷۶ء
محمد ابن البز ار الکردی: المناقب
محمد ابن عابدین شامی دمشقی، علامہ سید: عقود اللآلی فی الاسانید العوالی، مطبع المعارف دمشق طبع اول ۱۳۰۲ھ
محمد ابن وضاح القرطبی: البدع والنهي عنها، تحقیق محمد احمد، مطبوعہ دار الصفا، القاہرہ ۱۹۹۰ء
محمد ابوزہرہ مصری: ابوحنیفہ،
محمد ابوزہرہ مصری: اصول الفقه، مطبوعہ دار الفکر العربی، بیروت
محمد احسان اللہ مجددی: روضۃ القیومیہ، جلد اول مطبوعہ مکتبہ نبویہ، لاہور
محمد احسان عباس: سوانح عمری حضرت مجدد الف ثانی، رام پور ۱۹۲۶ء
محمد احسان عباس: سوانح حضرت مجدد الف ثانی سرہندی، ہمدرد کامرشل پریس، دہلی
محمد احسان مجددی: روضۃ القیومیہ (قیوم اول) مرتبہ اقبال احمد فاروقی، مکتبہ نبوریہ، لاہور ۱۹۹۶ء

محمد احمد درنیقہ، ڈاکٹر: الطریقۃ النقشبندیہ، لبنان

محمد احمد درنیقہ، ڈاکٹر: الطریقة النقشبنديه واعلامها، طبع اول ۱۹۸۷ء مطبع جروس برس، طرابلس، لبنان

محمد احمد قادری: مکتوبات امام احمد رضا خاں بریلوی، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء

محمد اختر رضا خاں ازہری، علامہ مفتی: شجرہ طیبہ، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۵ء

محمد ارشاد خان تاریخ ہزارہ (عہد تُرکاں)، طفیل آرٹ پرنٹر، لاہور ۱۹۷۶ء

محمد اسحٰق بھٹی: فقہائے ہند، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء

محمد اسلام، پروفیسر: سرمایہ عمر، ندوۃ المصنفین، لاہور

محمد اسلم سہول، مولانا: شان، مصطفیٰ، مطبوعہ آیدیان شیخوپورہ

محمد اسلم پروفیسر: دینِ الٰہی اور اسکا پس منظر، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء

محمد اسلم، پروفیسر: دین الٰہی اور اس کا پس منظر، مطبوعہ ندوۃ المصنفین، سمن آباد، لاہور، ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء

محمد اسلم، پروفیسر: وفیات مشاہیر پاکستان، اسلام آباد ۱۹۹۰ء

محمد اسماعیل روشن: دیوان روشن، مطبوعہ ۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۱ء

محمد اسماعیل سراجی نقشبندی: مقاماتِ سراجیہ، مکتب سراجیہ مجددیہ، خانقاہِ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف، ۱۹۸۹ء

محمد اسمٰعیل نقشبندی، ڈاکٹر: سیرت نقشبند، مطبوعہ ۱۹۱۷ء

محمد اشرف احمد، نقشبندی: جواہر علویہ، کنول کشکور، گیس پرنٹنگ پریس، لاہور

محمد اشرف عثمانی: ارشادات مجدد الف ثانی، مطبوعہ لاہور

محمد اشرف، خواجہ: حل المغلقات فی الرد علی اهل الضلالات

محمد اشرف، صاحبزادہ: سوانح حیات حضرت سید امیر صاحب، صاحبزادہ بک فاؤنڈیشن۔ گوٹھ، ضلع صوابی ۱۴۱۹ھ

محمد اعظم، خواجہ: تاریخ کشمیر اعظمی، مطبوعہ لاہور، ۱۳۰۳ھ

محمد اقبال احمد باروی صاحبزادہ: شہباز قُدس، مکتب حامدیہ بارویہ، جامع نعمانیہ رضویہ، لیہ ۱۹۸۱ء

محمد اقبال ڈاکٹر: بال جبریل مطبوعہ لاہور، ۱۹۴۷ھ

محمد اقبال مجددی، پروفیسر: مقامات معصومی جلد اول مطبوعہ لاہور ۲۰۰۵ء

محمد اقبال مجددی: حسنات الحرمین (افتتاح سخن)، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء

محمد اقبال مجددی: مقامات معصومی، سہ مجلات، مطبوعہ لاہور

محمد اقبال مجددی، پروفیسر: احوال وآثار عبداللہ خویشگی قصوری مطبوعہ لاہور ۱۳۹۱ھ ۱۹۷۲ء

محمد اقبال مجددی، پروفیسر: مقدمہ ملفوظات شریفہ، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۸ھ ۱۹۷۸ء

محمد اقبال مجددی، پروفیسر: مکاتیب مظہر جان جاناں، مطبوعہ لاہور

محمد اقبال، ڈاکٹر: تاریخ تصوف، مرتبہ پروفیسر صابر کلوری، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور ۱۹۸۷ء

محمد اقبال: پاکستانی معیشت میں بلاسود اسکیم کے نفاذ کا جائزہ

محمد اقبال، ڈاکٹر تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ (اردو ترجمہ سید نذیر نیازی) مطبوعہ لاہور، ۱۹۵۸ء

محمد اقبال، ڈاکٹر: بال جبریل، مطبوعہ لاہور، ۱۳۷۹ھ/۱۹۵۹ء

محمد اقبال، ڈاکٹر: تاریخ تصوف، مطبوعہ اقبال اکادمی، لاہور، ۱۹۷۷ء

محمد اقبال، ڈاکٹر: جاوید نامہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۴۷ء

محمد اقبال، ڈاکٹر: ضرب کلیم، مطبوعہ لاہور ۱۳۶۴ھ/۱۹۴۴ء

محمد اقبال، ڈاکٹر: کلیات اقبال (اردو) مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۹۱ء

محمد اقبال، ڈاکٹر: کلیات اقبال (فارسی) مطبوعہ اقبال اکادمی، لاہور ۱۹۹۰ء

محمد اقبال، ڈاکٹر، مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق، مطبوعہ لاہور ۱۹۳۶ء

محمد اکبر اعوان: شاہ احمد رضا بزمیح افغانی، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۶ء

محمد اکبر شاہ دہلوی، سید: مجموعہ فوائد عثمان طبع ثانی ۱۳۸۳ھ، لائل پور

محمد اکرام شیخ: آب کوثر۔ مطبوعہ لاہور ۱۹۴۰ء، ۱۹۵۸ء

محمد اکرام شیخ: رود کوثر، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۴ء

محمد اکرام، شیخ: رود کوثر، مطبوعہ بمبئی، مطبوعہ لاہور ۱۹۵۸ء

محمد اکرام، شیخ: آب کوثر، مطبوعہ لاہور ۱۹۵۸ء

محمد اکرم خاں: بلاسود بینکاری

محمد امیر شاہ گیلانی: تذکرہ علماء و مشائخ سرحد، جلد اول، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۴ء

محمد امیر شاہ گیلانی: تذکرہ علماء و مشائخ سرحد، جلد دوم، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء

محمد امین: شرح قصیدة العمری فی مدح الامام ابی حنیفه

محمد امین الکردی: الاجابت الربانیہ، شائع کردہ نجم الدین محمد امین الکردی م ۱۴۲۶ھ

محمد امین بدخشی شیخ: مناقب الحضرات (مترجم ڈاکٹر معین نظامی)، خانقاہ فتحیہ، گلہار، کوٹلی ۲۰۰۲ء

محمد امین بدخشی: مقامات احمدیہ و ملفوظات معصومیہ، مطبوعہ لاہور

محمد امین بدخشی: مناقب الحضرات (قلمی) مکتوب ۱۱۴۰ھ/۱۷۳۱ء برٹش میوزیم، لندن

محمد امین بدخشی، مولانا: المفاضله بین الانسان والکعبه

محمد امین بدخشی، مولانا: مناقب آدمیہ وحضرات احمدیہ (۱۰۷۰ھ)، مخطوطہ مکتوبہ ۱۱۴۰ھ/ ۱۷۲۷ء، برٹش میوزیم، لندن

محمد امین شرقپوری: تذکرہ اولیائے نقشبند، مطبوعہ مقبول اکیڈمی لاہور ۱۳۷۱ھ

محمد امین عاصی، خواجہ: سیرت طالب کنجاہی، کنجاہ گجرات ۱۹۹۱ء

محمد امین، حافظ: تحفۂ احمدیہ لکشمی آرٹ پریس، راولپنڈی ۱۹۲۹ء

محمد انور علی فریدی: تذکرہ آبادانیہ خانقاہ قادریہ ابادانیہ فریدہ، بدایوں ۱۹۹۴ء

محمد انور شاہ، پیرزادہ: انوار حمید: مطبوعہ قصور ۱۹۸۶ء

محمد ایوب قادری، پروفیسر: خواجہ محمد معصوم اور اورنگ زیب عالمگیر کے تعلقات پر ایک نظر

محمد ایوب قادری، پروفیسر: مجموعہ وصایا اربعہ، مطبوعہ شاہ ولی اللہ اکیڈمی، حیدرآباد

محمد بابر بیگ مطالی، ڈاکٹر: مقالہ ایم فل، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

محمد بابر بیگ مطالی، ڈاکٹر: مکتوبات مجدد الف ثانی، تخریج احادیث (مقالہ ڈاکٹریت) پنجاب یونیورسٹی لاہور ۱۹۹۲ء

محمد باقر بن شرف الدین: کنز الہدایات مطبوعہ۔ لاہور ۲۰۰۲ء

محمد باقی باللہ، خواجہ: مکتوبات شریف، مطبوعہ لاہور

محمد برزنجی، سید: رسالہ ایراد البرزنجی

محمد برزنجی، سید: قدح الزند

محمد بن ابراہیم الکشی: مناقب الامام ابی حنیفہ

محمد بن احمد ابن عقیلہ: الفوائد الجلیلۃ فی مسلسلات ابن عقیلہ، تحقیق ڈاکٹر محمد رضا قھوجی، طبع اول، دار البشائر الاسلامیۃ بیروت ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء

محمد بن چاند: دُرِ نظامی (مترجم حسین علی نظامی) مطبوعہ ۱۹۳۵ء

محمد بن رسول برزنجی: الناشرۃ الناجرہ للفرقۃ الفاجرہ ۱۰۹۳ھ

محمد بن سلیمان البغدادی: الحدیقۃ الندیۃ فی طریقۃ النقشبندیہ، مکتبۃ الحقیقہ استانبول ۱۹۹۲ء

محمد بن عبد الدائم شافعی المعروف بہ ابن بنت میلق: قصیدہ ابن بنت میلق

محمد بن عبداللہ الخانی: البہجۃ السنیہ وارغام المریدین۔ استانبول ۱۹۷۹ء

محمد بن عبداللہ، الخطیب ولی الدین: مشکوٰۃ شریف، عربی، طبع کراچی

محمد بن عبداللہ باجورہ: نشر القلم فی تاریخ مکتبۃ الحرم، طبع اول ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۲ء شاہ فہد قومی کتب خانہ، ریاض

محمد بن عمر جاوی، شیخ: شرح البردۃ، مطبوعہ مطبع میریہ مکہ مکرمہ

محمد بن محمود: ملتقی البحار فی شرح المنظومۃ

محمد بن نیشاپوری: مناقب الامام ابی حنیفه

محمد بن یحییٰ ابوبکر الحفار: تاریخ بغداد، جلد ۳

محمد بن یحییٰ ابوبکر الحفار: میزان الاعتدال، جلد ۴

محمد بیگ اوز بکی برھانپوری، شیخ: عطیة الوھاب الفاصلہ بین الخطاء والصواب (قلمی) مصنفہ ۱۰۹۴ھ مکتوبہ ۱۱۹۴ھ/۱۷۸۰ء، ایران، پاکستان، اسلام آباد

محمد پارسا، خواجہ: رسالہ قدسیہ، مطبوعہ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد ۱۹۷۵ء

محمد پارسا، خواجہ: فصول ستہ

محمد پارسا، خواجہ: رسالہ قدسیہ، قلمی (مخزونہ قاری احسان اللہ۔ کوئٹہ)

محمد تقی عثمانی: تقلید کی شرعی حیثیت، مکتبہ دارالعلوم، کراچی ۱۴۱۳ھ

محمد تونجی حلبی، پروفیسر ڈاکٹر: تراجم اعیان المدینة المنورہ فی القرن ۱۲ الھجری، طبع اول دار الشروق، جدہ ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء

محمد جلال الدین: سلاسل اربعہ، مطبع براہمن سٹیم پریس لاہور

محمد جلال الدین: سلاسل ستہ، باہتمام صوفی رضا خاں مروت المعروف بہ رضوگل، مطبع براہمن سٹیم پریس لاہور

محمد جلال الدین: خطبات آل انڈیا کانفرنس، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۹ء

محمد جمیل احمد شرقپوری، میاں: مسلک مجدد الف ثانی، مطبوعہ انجمن حزب الرسول دار المبلغین، شرقپور شریف

محمد جمیل بن ابوتراب بدخشی حارثی کشمیری: منتخب العقائد (۱۰۱۶ھ) قلمی، مملوکہ خلیل الرحمٰن داؤدی، لاہور

محمد حسن جان سرھندی: طریق النجات، مکتبہ نعمانیہ، سیالکوٹ ۱۴۰۰ھ/۱۹۷۹ء

محمد حسن جان مجددی، انساب الانجاب، مطبوعہ۔ لاہور

محمد حسن نقشبندی: مشائخ نقشبندیہ مجددیہ، قادری رضوی کتب خانہ، لاہور

محمد حسن، شاہ: تواریخ آئینہ تصوف

محمد حسین مراد آبادی: انوار العارفین (۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء) مطبوعہ لکھنؤ ۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء

محمد حسین آزاد، مولوی: دربار اکبری، لاہور ۱۹۴۷ء، مکتبہ کلیان لکھنؤ ۱۹۱۰ء

محمد حسین آسی، پروفیسر: حضرت مجدد الف ثانی کی مجددیت و قومیت، مطبوعہ مکتبہ شاہ نقش لاثانی، سیالکوٹ ۱۹۹۹ء

محمد حسین، مولوی: الطاف رحمانی ترجمۂ اردو مکتوبات امام ربانی، مطبوعہ مولوی امام الدین تاجر کتب، لاہور، ۱۳۱۴ھ/۱۸۹۶ء

محمد حلیم: مجدد اعظم، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء

محمد حمید اللہ، ڈاکٹر: امام ابوحنیفہ کی تدوین قانون اسلامی

محمد حنیف رضوی، مولانا: جامع الاحادیث (۱۰ مجلدات) پور بندر، گجرات، بھارت)

محمد حیات سندھی: رسالہ رد بدعات

محمد حیات: فیوضاتِ حسنیہ (تصحیح تجدید صاحبزادہ احمد حسن حسنی)، مکتبہ حسنیہ دربار عالیہ سواگ شریف (ضلع لیہ) ۱۹۹۹ء

محمد خلیل المرادی: سلک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشر، (تحقیق اکرم حسن العلمی بیروت)

محمد خلیل مرادی، شیخ: سلک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشر، تحقیق اکرم حسن علی، طبع اوّل ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء دار صادر، بیروت

محمد داؤد پسروری، ابوالبیان: سیرت امام ربانی، مطبوعہ امرتسر ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۵ء

محمد درویش لاہور: تحفۃ السالکین، مطبع آفتاب، کوہاٹ ۱۲۹۴ء

محمد دین کلیم قادری: تذکرہ مشائخ قادریہ مطبوعہ لاہور ۲۰۰۱ء

محمد ذوقی، شاہ: سردلبراں، مطبوعہ محفل ذوقیہ، کراچی طبع ثانی ۱۳۸۸ھ

محمد رفیق احمد رزاقی، حاجی: معارف رزاقیہ، دیپالپور، ۱۹۹۵ء

محمد رفیق افضل: گفتار اقبال، ادارۂ تحقیقات پاکستان پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۱۹۸۶ء

محمد ریاض صالح: فھرس مخطوطات دار الکتب الظاھریۃ، قسم التصوف، مطبوعہ مجمع اللغۃ العربیہ، دمشق، ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء

محمد زاہد اٹکی، خواجہ: قصۂ مشائخ (قلمی) ۱۱۴۶ھ کتب خانہ راجہ نور محمد نظامی۔ اٹک

محمد زبیر، ابوالخیر، ڈاکٹر: سندھ کے صوفیائے نقشبند، مطبوعہ رکن الاسلام جامعہ مجددیہ، حیدرآباد سندھ جلد اول ۱۹۹۶ء، جلد دوم ۱۹۹۷ء

محمد زبیر، ابوالخیر ڈاکٹر: تجلیات معصوم، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۶ء

محمد زبیر، ابوالخیر، ڈاکٹر: بزم جاناں، مطبوعہ حیدرآباد سندھ ۱۹۸۰ء

محمد زبیر، ابوالخیر: امام ربانی اور اتباع رسول، مطبوعہ حیدرآباد سندھ

محمد ساقی مستعد خان، مآثر عالمگیری، مطبوعہ کلکتہ ۱۲۸۷ھ/۱۸۷۰ء

محمد سرفراز خان صفدر: مقام ابی حنیفہ

محمد سعید احمد مجددی، ابوالبیان: البینات شرح مکتوبات، تنظیم الاسلام پبلی کیشنز۔ گوجرانوالہ۔ پاکستان

محمد سعید احمد نقشبندی، مولانا: امام ربانی مکتوبات کی روشنی میں، مطبوعہ مکتبۂ حامدیہ، لاہور، ۱۹۸۸ء

محمد سعید خواجہ: مکتوباتِ سعیدیہ، لاہور

محمد سعید رمضان بوطی: ھذا والدی، مطبوعہ دار الفکر، دمشق ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۸ء

محمد سعید، خواجہ: رسالہ فی منع رفع سبابہ

محمد سلیمان ندوی: عرب و ہند کے تعلقات، مطبوعہ الہ آباد ۱۹۳۰ء

محمد شعیب تور زہری: مرأۃ الاولیاء (تصحیح تحشیہ ڈاکٹر غلام ناصر مروت)، مرکز تحقیقات فارسی ایران، پاکستان، اسلام آباد ۱۴۳۱ء

محمد شفیع تھانوی، مفتی: ختم نبوت، مطبوعہ ادارۃ المعارف، کراچی ۱۹۸۷ء

محمد شفیع نقشبندی: برکات نقشبندیہ، مع انوار شیرا ھی، چورہ شریف۔ ۱۹۹۷ء

محمد شفیع، ڈاکٹر: صنادید سندھ

محمد شفیع، مفتی: مسئلہ سود

محمد شفیع، صابر: شخصیات سرحد، یونیورسٹی بک ایجنسی، پشاور

محمد شہاب الدین رضوی: علماء عرب کے خطوط فاضل بریلوی کے نام، مطبوعہ ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء، رضا اکیڈمی، بمبئی

محمد صادق قصوری: اکابر تحریک پاکستان حصہ دوم، مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۹ء

محمد صادق قصوری: تذکرہ اولیاء علی پور سیداں، مطبوعہ برج کلاں، قصور

محمد صادق قصوری: تذکرہ نقشبندیہ خیریہ، لاہور ۱۹۸۸ء

محمد صادق قصوری: ارمغان مجاہد ملت، برج کلاں قصور ۲۰۰۳ء

محمد صادق قصوری: تاریخ مشائخ نقشبندیہ، مطبوعہ لاہور ۲۰۰۳ء

محمد صادق قصوری: تحریک پاکستان اور علماء کرام، لاہور ۱۹۹۹ء

محمد صادق قصوری: تحریک پاکستان اور مشائخ عظام، لاہور ۱۹۹۶ء

محمد صادق قصوری: مکاتیب مجاہد ملت، لاہور ۱۹۹۵ء

محمد صادق قصوری: مولانا عبدالستار خاں نیازی، حیات، خدمات و تعلیمات، لاہور ۲۰۰۲ء

محمد صادق کابلی، مولانا: حیاتِ باقی (ترجمہ اردو مولانا ابوالحسنات سید محمد دہلوی، ڈاکٹر برحان احمد فاروقی) لاہور

محمد صادق کابلی، مولانا: خواجہ محمد عبدالباقی کابلی،

محمد صادق کشمیری: کلمات الصادقین مطبوعہ ادارۂ نشر المعارف کراچی ۱۹۹۵ء

محمد صالح الزواوی نقشبندی الحمودی، شیخ: نفائس السانحات فی تذییل الباقیات الصالحات، مطبوعہ مکہ مکرمہ ۱۳۰۰ھ/۱۸۸۲ء

محمد صالح کمبوہ: عمل صالح

محمد صالح کولابی: ہدایت الطالبین، نول کشور، گیس پرنٹنگ پریس، لاہور

محمد صالح گجراتی: رسالہ اشتباہ

محمد صبغۃ اللہ سرہندی، خواجہ: رسالہ رد منکران حضرت مجدد

محمد صدیق مجاہد: تذکرہ شعرائے کنجاہ، کنجاہ (گجرات)، ۱۹۹۶ء

محمد طاہر القادری، پروفیسر ڈاکٹر: بلاسود بینکاری

محمد طاہر القادری، پروفیسر ڈاکٹر: بلاسود معیشت اور اسلامی بینکاری

محمد ظفر الدین رضوی، علامہ: حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، مطبوعہ لاہور

محمد عادل شاہ: انوارِ شیراھی، مطبوعہ ۱۹۱۰ء

محمد عارف ریوگری: عارف نامہ، ۱۹۶۳ء مرتبہ: ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان

محمد عبدالحکیم شرف قادری، علامہ: دوقومی نظریہ حضرت مجدد الف ثانی اور علامہ اقبال کی نظر میں، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء

محمد عبدالرسول، صاحبزادہ: مجمع البحار، مطبوعہ قصور

محمد عبدالاحد: مجموعہ حالات ومقامات امام ربانی، مطبوعہ مطبع مجتبائی، لاہور، ۱۹۸۸ء

محمد عبدالباری صدیقی ڈاکٹر: حضرت احمد رضا خاں بریلوی کے حالات اور اصلاحی کارنامے سندھ یونیورسٹی جامشورو، ۱۹۹۳ء

محمد عبدالحکیم خاں اختر شاہجہان پوری، علامہ: حضرت امام اعظم، حضرت مجدد الف ثانی کی نظر میں، مطبوعہ: مرکزی مجلس امام اعظم، لاہور ۱۹۸۵ء مرکزی مجلس رضا، لاہور ۱۹۹۶ء

محمد عبدالحکیم خاں اختر شاہجہان پوری، علامہ: سنن ابن ماجہ مترجم، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء

محمد عبدالحکیم خاں اختر شاہجہان پوری، علامہ: سنن ابی داؤد مترجم، مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۳ء

محمد عبدالحکیم خاں اختر شاہجہان پوری، علامہ: صحیح بخاری مترجم، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء

محمد عبدالحکیم خاں اختر شاہجہان پوری، علامہ: تجلیاتِ امام ربانی، مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور، ۱۹۷۸ء

محمد عبدالحکیم شرف قادری، علامہ: تذکرہ اکابر اہل سنت پاکستان، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء

محمد عبدالستار طاہر: تخصصات مسعود ملت، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۳ء

محمد عبدالستار طاہر: تذکار مسعود ملت، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۹ء

محمد عبدالستار طاہر: محسن اہل سنت، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۹ء

محمد عبدالستار طاہر: مسعود ملت اور رضویات، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۱ء

محمد عبدالستار طاہر: منزل بہ منزل، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۱ء

محمد عبداللہ قریشی: اقبال بنام شاد، مطبوعہ بزم اقبال، لاہور، ۱۹۸۶ء

محمد عبید اللہ: مکتوبات معصومیہ، جلد سوم (مترجم سید زوار حسین) ادارہ مجددیہ ناظم آباد، کراچی ۱۴۰۶ھ

محمد عبید اللہ، خواجہ: حسنات الحرمین، مرتبہ: پروفیسر محمد اقبال مجددی، موسیٰ زئی، سرحد

محمد عبید اللہ اسعدی، مولانا: الربا

محمد علاء الدین الحصنی الحصکفی: درمختار فی شرح تنویر الابصار

محمد علی صدیقی: امام اعظم اور علم حدیث، سیالکوٹ ۱۹۶۶ء

محمد علی مغربی: اعلام الحجاز فی القرن الرابع عشر للهجرة، طبع دوم ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء، مطابع دار البلاد جدہ

محمد علی نقشبندی، اصلاحات نقشبندیہ

محمد علیم الدین نقشبندی، مفتی: خانقاہ محمدی کا علمی ماحول، مطبوعہ جہلم

محمد علی، چوہدری: ظہور پاکستان، لاہور

محمد عمر چمکنی: ظواہر السرائر، (قلمی) ۱۱۱۹ھ کتب خانہ راجہ نور محمد نظامی، اٹک

محمد عمر زمخشری: شقائق النعمان فی مناقب النعمان

محمد عیسیٰ کورمانی: چشمہ حیات، دار العلوم محمدیہ لنگی جنوبی، تونسہ شریف ۱۳۹۸ھ

محمد غوثی: اذکار ابرار، ترجمہ گلزار ابرار ۱۰۲۲ھ، مطبوعہ ۱۳۲۶ھ ترجمہ: فضل احمد جیوری، مطبوعہ اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور ۱۳۹۵ھ

محمد غوث، قادری: اسرار الطریقہ (قلمی) کتب خانہ سید امیر شاہ، پشاور

محمد فرخ بن خواجہ محمد سعید سرہندی: کشف الغطاء عن اذهان الاغبياء (قلمی) ۱۲۴۹ھ

محمد فرخ، شیخ: رسالہ فی نفی رفع سبابہ

محمد فرمان ایم۔اے، پروفیسر: انتخاب مکتوبات شیخ احمد سرہندی، مطبوعہ اسلام آباد

محمد فرمان، پروفیسر: حیات مجدد، مجلس ترقی ادب، لاہور

محمد فضل الرحمٰن: تجارتی سود

محمد فضل اللہ: عمدۃ المقامات، مطبوعہ لاہور ۱۳۵۵ھ/۱۹۴۹ء

محمد فیض احمد اویسی، علامہ: حضرت مجدد الف ثانی کی شان قیومیت، مطبوعہ سیالکوٹ

محمد فیض احمد اویسی، علامہ: حضور امام ربانی کا لقب مجدد الف ثانی، مطبوعہ سیالکوٹ

محمد قاسم، ہندوشاہ: تاریخ فرشتہ (اردو ترجمہ از عبد الحیٔ خواجہ ایم اے)، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء

محمد قزوینی: تعلیقہ "شد الازار" مؤلفہ جنید شیرازی

محمد قطب و خلیل الرحمان: احوال العارفین ۱۳۱۷ھ مطبوعہ حیدر آباد دکن

محمد کاظم: عالمگیر نامہ، جلد اول مطبوعہ کلکتہ (انڈیا)

محمد کرم شاہ، پیر: ضیاء النبی، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور ۱۴۱۸ھ
محمد مبارک، شیخ: المقامات العشر لطلبة العصر
محمد مبارک، شیخ: المقامة اللغزية والمقالة الادبية
محمد مبارک، شیخ: بهجة الرائح والغاوی فی احاسن محاسن الوادی
محمد مبارک، شیخ: غریب الانباء فی مناظرة الارض والسماء، مطبوعه دمشق ۱۳۰۲ھ
محمد مبارک، شیخ: غناالهزار فی محاورة اللیل والنهار
محمد مبارک، شیخ: لوعة الضمائر فی رثاء عبدالقادر
محمد مبارک، شیخ: معارج الارتقاء الی سماء الانشاء
محمد مبارک، شیخ: مقامة فی المفاخرة بین الغربة والاقامة
محمد مراد دمشقی، علامہ شیخ: سلک الدرر فی وفیات اهل القرن الثانی عشر
محمد مراد قازانی، شیخ: احوال الامام الربانی (مصنفہ ۱۳۰۹ھ)، ترمیم و اضافات از مصنف ۱۳۱۴ھ
محمد مراد قازانی، شیخ: الدرر المکنونات النفیسه جلد اول ۱۳۱۶ھ/ ۱۸۹۸ء، جلد دوم سوم ۱۳۱۷ھ مکہ مکرمہ
محمد مراد کاشمیری: رسالہ رد منکران حضرت مجدد
محمد مراد منزلوی قازانی، شیخ: نفائس السانحات فی تذییل الباقیات الصالحات
محمد مراد منزلوی قازانی، شیخ: تاریخ روس
محمد مراد منزلوی قازانی، شیخ: تاریخ قازان و بلغار
محمد مراد منزلوی قازانی، شیخ: رشحات عین الحیاة، مطبوعہ میریہ مکہ مکرمہ، ۱۳۰۷ھ
محمد مراد منزلوی قازانی، شیخ: مشایخ حزب الرحمٰن
محمد مراد منزلوی: ترجمہ عربی مکتوبات شریف، مطبوعہ مکہ مکرمہ ۱۳۱۶ھ
محمد مراد منزلوی: الدر المکنونات النفیسہ (ترجمہ عربی۔ مکتوبات امام ربانی) سہ مجلدات مطبوعہ مکہ معظمہ
محمد مراد منزلوی: المکتوبات الربانیہ (مجلدات) (مرتبہ: مصطفیٰ حسنین عبدالہادی) مطبوعہ بیروت ۲۰۰۴ء
محمد مرتضیٰ الحسینی الزبیدی، سید: تاج العروس، مطبوعہ دار الهدایہ للطباعة والنشر والتوزیع، ۱۹۸۷ء
محمد مرید محی الدین حنفی قادری غفوری نوشہرو پشاوری: تحفة الاخیار فی بیان الصلوٰة علی السکون والوقار، مطبع مجددی و مرتضوی بخش ۱۳۱۲ھ
محمد مسرور احمد، ابو السرور: راہِ ہدایت، مطبوعہ ادارہ مسعودیہ، کراچی
محمد مسرور احمد، ابو السرور: یادگار مجدد الف ثانی، مطبوعہ کراچی

محمد مسرور احمد، ابوالسرور: مسعود ملت کے آثار علمیہ، مطبوعہ کراچی

محمد مسرور احمد، بوالسرور: امام احمد رضا اور حضرات نقشبندیہ، مطبوعہ کراچی

محمد مسعود احمد ڈاکٹر: حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر محمد اقبال، سیالکوٹ۔ ۱۹۸۰ء

محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: تذکرہ مظہر مسعود، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۹ء

محمد مسعود احمد، ڈاکٹر: مجدد ہزارۂ دوم، ادارہ مسعودیہ، کراچی ۱۹۹۷ء

محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: امام احمد رضا اور عالم اسلام، مطبوعہ کراچی

محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر محمد اقبال، مطبوعہ سیالکوٹ ۱۹۸۰ء

محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: حضرت مجدد الف ثانی کے ڈاکٹر محمد اقبال پر اثرات (انگریزی)، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۶

محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: حضرت مجدد الف ثانی، حیات وافکار وخدمات، مطبوعہ ادارہ مسعودیہ، کراچی ۱۹۹۵ء

محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: روح اسلام، مطبوعہ ادارۂ مسعودیہ کراچی ۱۹۹۶ء

محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: سیرت مجدد الف ثانی، مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی، ۱۹۷۶ء

محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: صراط مستقیم، مطبوعہ ادارہ مسعودیہ، کراچی ۱۹۹۶ء

محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: گویا دبستان کھل گیا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۹ء

محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: مجدد ہزارۂ دوم، مطبوعہ کراچی، ۱۹۹۷ء

محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: محدث بریلوی، مطبوعہ کراچی، لاہور ۱۹۹۳ء

محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: نئی نئی باتیں، مطبوعہ ادارہ مسعودیہ، کراچی، ۱۹۹۵ء

محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر. فاضل بریلوی اور ترک موالات، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء

محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: تحریک آزادی اور السواد الاعظم، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء

محمد مسعود احمد، ڈاکٹر: مقدمہ تجلیات امام ربانی (مصنفہ عبدالحکیم اختر شاہجہاں پوری) مطبوعہ ادارہ مظہر اسلام، لاہور ۲۰۰۱ء

محمد مسعود احمد، ڈاکٹر: سیرتِ مجدد الف ثانی مطبوعہ کراچی ۲۰۰۵ء

محمد مسعود ڈاکٹر: محدث بریلوی، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳ء

محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: مکاتیب مظہری، کراچی ۱۹۶۹ء

محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: خوب وناخوب، مطبوعہ کراچی ۱۹ء

محمد مطیع الرحمٰن قریشی حکیم: روشن دل، لاہور ۱۹۹۵ء

محمد مظہر اللہ شاہ، مفتی: تحدیث نعمت، مطبوعہ ادارہ مظہر اسلام، لاہور ۱۹ء

محمد مظہر علی رضوی: حضرت امام ربانی کے سیاسی مکتوبات، مطبوعہ لاہور ۱۹۵۳ء

محمد مظہر مجددی دہلوی، شاہ: الدرر المنظم

محمد مظہر مجددی دہلوی، شاہ: مقامات احمدیہ و مقامات سعیدیہ، مطبوعہ در اکمل المطابع دہلی ۱۲۸۲ھ

محمد معروف بہ ابن البز از الکردی: المناقب

محمد معصوم، خواجہ: مکتوبات معصومیہ (سہ مجلات) (ترجمہ: سید زوار حسین شاہ) مطبوعہ کراچی

محمد معصوم، خواجہ: مکتوبات معصومیہ، (قلمی) جلد دوم، مطبوعہ ۱۱۱۱ء مخزونہ کتب خانہ، پروفیسر نثار احمد جان سرہندی، میر پور خاص

محمد معصوم: حضرت مجدد فقہ کے اُفق پر، کوٹلی، آزاد کشمیر

محمد معصوم، خواجہ: تذکار نبویہ (ترجمہ مولانا نور الحسن تنویر چشتی) مکتوبہ انوار مدینہ، سیالکوٹ

محمد معصوم، خواجہ: مکتوباتِ معصومی، ترجمۂ اردو مطبوعہ کراچی ۱۹۸۰ء

محمد معصوم، خواجہ: مکتوباتِ خواجہ محمد معصوم، سرہندی: مرتبہ: ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان (۳ مجلدات) مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء

محمد معین ٹھٹھوی، مخدوم: بهجة النظار فی براۃ الابرار

محمد مفید: جامع مفیدی، مطبع ایرج افشار، ایران ۱۳۴۰ھ

محمد مکرم احمد مفتی: فتاوٰی رضویہ اور فتاوٰی رشیدیہ کا تقابلی جائزہ، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۱ء

محمد منظور نعمانی: تذکرہ مجدد الف ثانی، مطبوعہ کراچی

محمد منظور نعمانی، مولانا: تذکرہ مجدد الف ثانی، مطبوعہ لکھنو ۱۳۷۹ھ/۱۹۶۹ء

محمد منیر احمد سلیچ، ڈاکٹر: خفتگان خاک گجرات، گجرات ۱۹۹۶ء

محمد مہدی بن احمد بن علی یوسف الفاسی، علامہ: مطالع المسرات بجلاء دلائل الخیرات، المکتبۃ النوریۃ الرضویہ، لائلپور

محمد میاں: علمائے ہند کی شاندار ماضی، حصہ اوّل مطبوعہ مراد آباد ۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء

محمد ناصر الدین البانی: صفة صلاة النبی، مکتبہ المعارف، ریاض، ۱۹۹۱ء

محمد نجات اللہ صدیقی، ڈاکٹر: غیر سودی بینکاری

محمد نذیر رانجھا: تاریخ و تذکرہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف، جمعیت پبلی کیشنز لاہور ۲۰۰۴ء

محمد نذیر رانجھا: تاریخ و تذکرہ خانقاہ موسیٰ زئی شریف، مطبوعہ ۲۰۰۵ء لاہور

محمد نعیم اللہ خیالی: معارف مکتوبات امام ربانی، شاہ ابوالخیر اکیڈمی، دہلی ۲۰۰۲ء

محمد نقشبند، حجۃ اللہ: وسیلہ القول الی اللہ والرسول، مطبوعہ ۱۹۶۳ء

محمد نواز خالد، پروفیسر: صوبہ سرحد۔ لسانی و ثقافتی کانفرنس (مقالات)، پشتو اکیڈمی، پشاور یونیورسٹی، پشاور ۱۹۸۶ء

محمد نور بخش توکلی: تذکرہ، مشائخ نقشبندیہ، نوری بک ڈپو، لاہور ۱۹۷۶ء

محمد وجیہہ الدین نقشبندی: شرح مکتوباتِ امام ربانی (انگریزی)، مطبوعہ لاہور

محمد ہاشم کشمی، خواجہ: نسمات القدس (مترجم سید محبوب حسن واسطی) مکتبہ نعمانیہ، اقبال روڈ، سیالکوٹ ۱۴۱۰ھ
محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات (قلمی) ۱۲۸۹ھ، مخزونہ کتب خانہ شاہ ابوالخیر، دہلی
محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات (مترجم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں و ڈاکٹر ابو الفتح صغیر الدین) مکتبہ نعمانیہ سیالکوٹ ۱۴۰۷ء/۱۹۸۶ء
محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات، مطبوعہ کانپور ۱۳۰۷ھ ۱۸۸۹ء
محمد ہاشم کشمی، خواجہ: مکتوبات شریفہ، مخطوطہ مخزونہ کتب خانہ پیر محمد عبداللہ جان مجددی، پشاور
محمد ہاشم مجددی: بیاض قلمی محررہ ۲۵ مئی ۱۹۶۳ء کراچی
محمد ہدایت علی جے پوری: انتخابات مکتوبات امام ربانی المعروف دُرّ لاثانی مرتبہ: ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں مطبوعہ: حیدر آباد سندھ ۱۹۶۱ء
محمد ہمایوں عباس شمس، ڈاکٹر: حضرت مجدد کی تفسیری و فقہی خدمات (مقالہ ڈاکٹریٹ) ۲۰۰۶ء بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان
محمد یحییٰ، خواجہ: رسالہ دررد معترضین حضرت مجدد
محمد یحییٰ، شاہ: اثبات رفع سبابہ
محمد یحییٰ، التادفی: قلائد الجواہر، اردو ترجمہ مولانا زبیر افضل عثمانی، کراچی ۱۹۷۸ء
محمد یوسف مجددی: جواہر نقشبندیہ، مطبوعہ فیصل آباد
محمد یوسف بنوری: معارف السنن، مطبوعہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی، کراچی، ۱۳۹۸ھ
محمد یوسف مجددی: جواہر مجددیہ، مکتبہ انوار مجددیہ، فیصل آباد ۱۹۹۰ء
محمد حبیب ھیلہ، پروفیسر ڈاکٹر: فھرس مخطوطات مکتبۃ مکۃ المکرمۃ طبع اول مکتبہ شاہ فہد، ریاض ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء
محمد حبیب ھیلہ، پروفیسر ڈاکٹر: التاریخ والمؤرخون بمکۃ من القرن الثالث الھجری الی القرن الثالث عشر، طبع اول الفرقان اسلامک ہیریٹیج فاؤنڈیشن، لندن وجدہ ۱۹۹۴ء
محمد ہادی، شیخ: رسالہ رد مخالفین حضرت مجدد
محمد ہاشم خافی خاں: منتخب اللباب (ترجمۂ اردو) مطبوعہ کراچی، ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء
محمد ہاشم کشمی، خواجہ: برکات الاحمدیہ الباقیہ
محمد ہاشم کشمی، خواجہ: نسمات القدس من حدائق الانس (قلمی) ۱۰۳۱ھ/۱۶۲۲ء
محمد ہاشم کشمی، شیخ: زبدۃ المقامات، مطبوعہ کانپور ۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء مطبوعہ سیالکوٹ ۱۴۰۷ھ (اردو ترجمہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں)
محمود احمد رضوی سید: سید ابوالبرکات، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء
محمود احمد غازی، ڈاکٹر: احمد بن عبدالاحد کے نزدیک عقائد اہل سنت (مترجم پروفیسر عبدالرسول)

محمود احمد غازی، ڈاکٹر: اسلام میں رباء کی حرمت اور بلا سود سرمایہ کاری
محمود احمد قادری، مولانا: تذکرہ علماء اہل سنت (بھارت) مطبوعہ سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ، فیصل آباد، ۱۹۹۲ء
محمود احمد قادری، مولانا: مکتوبات امام احمد رضا بریلوی، مطبوعہ مکتبہ نبویہ، لاہور ۱۹۹۶ء
محمود احمد، شیخ: اسلام کا نظریہ سود اور بینکاری
محمود احمد، شیخ: سود کی متبادل اساس
محمود بن صبغۃ اللہ مدراسی: السلک المعظم علی الدرر المنظم، مطبوعہ مدراس ۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۹ء
محمود نظامی: ملفوظات، مطبوعہ لاہور
محی الدین ابن العربی: فصوص الحکم (ترجمہ حافظ برکت اللہ)
مستغفری، امام: دلائل النبوۃ
مستقیم زادہ: مناقب الامام ابی حنیفہ
مسلم بن حجاج نیشاپوری: الصحیح ومع شرح الکامل للنووی، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۱۹۵۶ء
مشتاق احمد: مسئلہ سود
مصطفیٰ حسنین عبدالہادی: المکتوبات الربانیہ (سہ مجلدات) بیروت ۱۴۲۴ء
مصطفیٰ رضا خاں: مقتل کذب وکید، مطبوعہ ۱۳۳۲ھ
مظفر حسین ملاٹھوی: بلاسود بینکاری
مظہر الدین فاروقی: مناقب احمدیہ ومقامات سعیدیہ، مطبوعہ دہلی ۱۲۶۴ء/ ۱۸۴۷ء
مظہر جانِ جاناں: دیوان (خریطۂ جواہر) مطبوعہ ۱۹۸۸ء
معتمد خاں بخشی: اقبال نامہ جہانگیری، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۳ء
معدن المعانی
معراج الدین مسعودی: تاجدار سرہند، مطبوعہ کراچی
معز اللہ خاں، بہمن: مجمع الاسرار (قلمی)، کتب خانہ گنج بخش، اسلام آباد
معشوق یار جنگ بہادر، نوا: مقامات محمود، مطبوعہ لاہور ۱۹۲۴ء
معصوم علی شاہ: طرائق الحقائق
معظم شاہ پیر: تواریخ حافظ رحمت خانی، پشاور ۱۹۷۰ء
معین الحق، سید: معاشرتی وعلمی تاریخ، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۵ء
معین الدین اجمیری: معین المنطق، مطبوعہ مشہور پریس کراچی ۱۹۶۷ء

معین الدین ندوی، شاہ: تابعین
مکتوبات شیخ عبدالقدوس گنگوہی،
ملامراد: مکاتیب طیبہ (عربی)
ملفوظات اکابر نقشبندیہ، مرتبہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان مطبوعہ ۱۹۵۹ء
مناوی، امام: فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، جلد ۶
مناجات، مطبع مصطفائی، دہلی، ۱۳۰۷ھ
مناظر احسن گیلانی: مقالات احسانی، مطبوعہ کراچی
مناقب پیر زین الدین (منثور و منظوم قلمی)، کتب خانہ راجہ نور محمد نظامی، بھوئی گاڑ، ضلع اٹک
منذری، امام: الترغیب والترہیب، جلد اول
موفق بن احمد مکی، علامہ: مناقب الامام الاعظم، جلد دوم
مہر علی نواز پوری: رسالہ فی بشارہ لاھل الاشارہ
مہیند خت معتمدی، دکتور: مولانا شیخ خالد نقشبندی (مترجم شیخ محمد یونس باڑی مظہری)، مطبوعہ کراچی
مہیند خت معتمدی، دکتور: مولانا خالد نقشبندی و پیروان طریقت او، مطبوعہ تہران ۱۳۴۸ھ
میجر میکانگی وغیرہ: گزیٹیر ز آف بلوچستان، کوئٹہ ۱۹۰۴ء
مینوکی نکولس: فسانہ سلطنت مغلیہ، ترجم سید مظفر علی، مطبوعہ آگرہ
مینوکی: فسانہ سلطنت مغلیہ، آگرہ ۱۹۲۰ء
سُرور الصدور، شیخ غلام علی اینڈ سنز ۱۹۹۱ء

ن

ناصر الدین عیسیٰ کرمانی: سمط العلی للحضرة العلياء، مطبوعہ عباس اقبال، تہران، ۱۳۲۸ھ
ناصر الدین قادری، ڈاکٹر صاحبزادہ: سندھ کے اکابرین قادریہ کی علمی و دینی خدمات (مقالہ ڈاکٹریٹ) مطبوعہ قادری پبلی کیشنز، سولجر بازار، کراچی
ناطق کلانوری: لمعات کمالات قادریہ، لالہ موسیٰ گجرات ۱۹۸۷ء
نثار الحق نقشبندی، صوفی: ایک انمول ہیرا، مطبوعہ کراچی ۲۰۰۲ء
نجم الدین رازی: مرصاد العباد
نجم الدین سرمانی: مناقب المحبوبین، ۱۳۱۲ء مطبع دین محمدی، لاہور
نذیر احمد حافظ: حضرات کرام نقشبندیہ، خانقاہ سراجیہ، کندیاں میانوالی ۱۴۱۸ء

نذیر نیازی، سید: مکتوبات اقبال، مطبوعہ اقبال اکیڈمی، کراچی ۱۹۷۵ء

نذیر احمد ڈار، ڈاکٹر: شاہ ہمدان

نزار اباظہ: تاریخ علماء دمشق فی القرن الرابع عشر الھجری، طبع اوّل دار الفکر، دمشق ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء

نزار اباظہ: اتمام الاعلام، طبع اوّل، (دار صادر) بیروت ۱۹۹۹ء

نزد صابری: نوادراتِ علمیہ، مجلسِ نوادراتِ علمیہ، اٹک ۱۹۶۳ء

نسائی، امام: سُنن نسائی

نسیم احمد فریدی امروہوی: تجلیات امام ربانی (ترجمہ و تلخیص مکتوبات) مطبوعہ مکتبہ سراجیہ، خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف، ڈیرہ اسمٰعیل خان، کتب خانہ الفرقان لکھنؤ ۱۹۷۸ء

نسیم احمد فریدی امروہوی، مولانا: تلخیص و ترجمہ مکتوبات خواجہ محمد معصوم سرہندی، کتب خانہ الفرقان دہلی ۱۹۶۰ء

نسیم احمد فریدی امروہوی، مولانا: خواجہ باقی باللہ، مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۷۸ء

نسیم احمد فرید: تجلّیاتِ ربانی، موسیٰ زئی شریف

نصر اللہ ہوتکی، علامہ: شرح مکتوبات قدسی آیات، مطبوعہ کراچی

نظام الدین احمد: طبقات اکبری، لکھنؤ ۱۲۹۲ھ/ ۱۸۷۵ء

نظام الدین اولیاء، خواجہ: فوائد الفواد

نظام الدین بلخی، سید: تحفۃ المرشد، مطبع فیضِ عام، لاہور ۱۸۸۶ء

نظام الدین شکارپوری: ردشبہات پلید نابکار

نظام الدین مجددی توکلی: احوال حضرت مجدد الف ثانی، مطبوعہ لاہور

نظامی بدایونی: قاموس المشاہیر، جلد اول، مطبوعہ دہلی ۱۹۲۴ء

نظر علی خان تالپور، میر: مرغوب الاحباب، ۱۲۷۳ھ

نعیم احمد، ڈاکٹر: اقبال کا تصور بقائے دوام، مطبوعہ اقبال اکیڈمی لاہور ۱۹۸۹ء

نووی، امام: اذکار نووی

نور احمد مقبول: خزینہ کرم، لاہور ۱۹۷۸ء

نور محمد نظامی، راجہ تذکرہ علماء و مشائخ ضلع اٹک، بھوئی گاڑ۔ اٹک (قلمی)

نور احمد، مولانا: مکتوبات شریف (محشی)، مطبوعہ نور کمپنی، انارکلی، لاہور ۱۹۶۴ء

نور الحسن تنویر چشتی، مولانا: ذکر الٰہی مکتوبات کی روشنی میں، مطبوعہ سیالکوٹ

نورالحسن خاں، نواب: حب رسول (تقریر حسن میاں بن حکیم شاہ محمد سلیمان قادری) مع سلاسل اولیاء، مطبع انوار محمدی لکھنؤ
نورالحق، شیخ: ترجمہ صحیح بخاری
نورالحق، شیخ: زبدۃ التواریخ
نورالدین جہانگیر: تزکِ جہانگیری، (مترجم اعجاز الحق قدوسی) مجلسِ ترقی ادب۔ لاہور ۱۹۶۸ء
نورالدین جہانگیر، بادشاہ: تزک جہانگیری، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۰ء، علی گڑھ ۱۸۶۴ء
نور بخش توکلی، علامہ: تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء
نور بخش توکلی، علامہ: الاقوال الصحیحہ فی جواب الجرح علیٰ ابی حنیفہ، مطبوعہ لاہور، ۱۳۴۳ھ

و

واقعاتِ مشاق
وحیدالزماں، کیرانوی: القاموس الفرید (صابری دارالکتب، لاہور) ۱۹۸۲ء
وکیل احمد سکندر پوری: انوار احمدیہ
وکیل احمد سکندر پوری: ھدیہ مجددیہ، مطبوعہ دہلی ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ء
وکیل احمد سکندر پوری، مولوی: الکلام المنجی بر دایرادات البرزنجی، مطبوعہ دہلی، ۱۳۱۲ھ
ولی الدین تبریزی: مشکوٰۃ المصابیح
ولی اللہ محدث دہلوی شاہ: کشف الغین فی شرح الرباعیتین، مطبع مجتبائی، دہلی ۱۳۱۰ھ
ولی اللہ محدث دہلوی: کلمات الطیبات
وھبۃ الزحیلی، ڈاکٹر: اصول الفقہ الاسلامی، مطبوعہ داراحسان، ایران، ۱۹۹۷ء

ہ

ہارٹ ورگ، ڈاکٹر: نئی تحقیقات در قرآن
ہاشم علی خاں (خافی خاں نظام الملک): منتخب اللباب (مترجم اردو: نور احمد فاروقی) نفیس اکیڈمی، کراچی ۱۹۶۳ء
ہاشمی فرید آبادی: تاریخ مسلمانان پاکستان و ہند، جلد اوّل، مطبوعہ کراچی
ہدایت علی نقشبندی مجددی، شاہ: درِّ لاثانی، اردو تلخیص و ترجمہ مکتوباتِ امام ربانی مطبوعہ اعلیٰ کتاب خانہ، کراچی، ۱۹۶۱ء
ہری رام گپتا: مغل ہسٹری آف دی پنجاب، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور ۱۹۷۶ء
ہوتچند گربخشانی، ڈاکٹر: اولیائے لواری شریف، مطبوعہ حیدر آباد سندھ ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء
ہیثمی، علامہ: مجمع الزوائد۔ جلد ۱۰

ی

یار محمد جدید بدخشی: مکتوبات امام ربانی، جلد اول (مترجم قاضی عالم الدین) مکتبہ مدینہ، لاہور

یحیی الدین علی مجیب: الذیل علی طبقات الفقهاء الشافعیة، مطبوعہ دار البشائر اسلامیہ، بیروت، ۱۹۹۲ء

یحییٰ بن شرف نووی: روضة الطالبین عمدة المفتین، مطبوعہ المکتبۃ التجارۃ، مکۃ المکرمہ

یعقوب چرخی، خواجہ: رسالہ ابدالیہ، اسلام آباد ۱۳۹۸ھ

یوسف بن اسمٰعیل نبہانی شیخ: جامع کرامات اولیاء اردو ترجمہ: پروفیسر سید محمد ذاکر شاہ چشتی سیالوی طبع ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور ۱۹۹۹ء

یوسف سلیم چشتی، پروفیسر: اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش، مطبوعہ مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور، ۱۹۸۳ء

یوسف سلیم چشتی، پروفیسر: شرح ارمغان حجاز، مطبوعہ عشرت پبلشنگ ہاؤس، لاہور

یوسف سلیم چشتی، پروفیسر: شرح اسرار خودی، مطبوعہ عشرت پبلشنگ ہاؤس، لاہور

یوسف سلیم چشتی، پروفیسر: شرح بال جبریل، مطبوعہ عشرت پبلشنگ ہاؤس، لاہور

یوسف ہاشم رفاعی، سید: ادلة اهل السنة و الجماعة، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء

یونس بن ابراہیم سامرائی: تاریخ علماء بغداد فی القرن الرابع عشر الهجری، طبع اوّل وزارت اوقاف بغداد، ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء

ولقد علوا المراتب شریۃ مالہ

رسائل:

آستانہ، کراچی، شمارہ نومبر ۱۹۹۷ء

افسانہ، (ماہنامہ) کراچی

البعث ڈائجسٹ (لاہور)، شمارہ جون ۱۹۹۹ء

البلاد، (جدہ)

الحقیقہ (شکر گڑھ)، شمارہ فروری ۲۰۰۱ء

الحقیقہ، (ماہنامہ) شکر گڑھ، شمارہ جولائی ۲۰۰۲ء

الحقیقہ، (ماہنامہ) شکر گڑھ، شمارہ جون ۲۰۰۱ء

الحقیقہ، (ماہنامہ) شکر گڑھ، شمارہ جولائی ۲۰۰۱ء

الخیر (پشاور) شمارہ نومبر ۱۹۸۳ء

الدراسات الاسلامیہ، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد شمارہ نمبر ۳، جلد ۳۷

الفرقان رسالہ (لکھنؤ)، مجدد الف ثانی نمبر، دوسرا ایڈیشن

الفرقان (ماہنامہ) لکھنو شمارہ ۱۹۴۰ء "تجدید و احیاء نمبر"

القول السدید (لاہور) شمارہ جون ۲۰۰۲ء

المصقود، (کراچی)، شمارہ فروری ۲۰۰۴ء

المظہر (کراچی) شمارہ اپریل مئی ۲۰۰۵ء ادارۂ مسعودیہ

انوار لاثانی (ماہنامہ)، شمارہ جولائی ۱۹۹۴ء

انوار لاثانی (علی پور سیداں، لاہور) شمارہ فروری ۲۰۰۴ء

آوازِ نقشبند (پندرہ روزہ) (شیخوپورہ) شمارہ جولائی ۲۰۰۵ء شیخوپورہ

تحقیق (سندھ یونیورسٹی)، جام شورو

جہان رضا (ماہنامہ) لاہور، فروری ۲۰۰۴ء

دعوت تنظیم الاسلام (ماہنامہ) (گوجرانوالہ) نومبر ۲۰۰۴ء

دعوتِ تنظیم الاسلام (گوجرانوالہ) شمارہ فروری ۲۰۰۴ء

دعوتِ تنظیم الاسلام (ماہنامہ) (گوجرانوالہ) جون ۲۰۰۴ء

رکن الاسلام (ماہنامہ) حیدرآباد (سندھ) جون ۲۰۰۵ء

روزنامہ جنگ مڈویک (کراچی) ۱۷/اپریل ۲۰۰۲ء

روزنامہ جنگ، (کراچی) ۲۷/فروری ۲۰۰۵ء

روزنامہ جنگ، (کوئٹہ) ۲۱ جولائی ۲۰۰۱ء

سلسبیل (ماہنامہ)، لاہور ''تذکرۃ الاولیاء جدید نمبر'' شمارہ جنوری/فروری ۱۹۷۳ء

سلسبیل (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ مئی ۱۹۹۸ء

سہ ماہی فکر ونظر، اسلام آباد شمارہ اپریل جون ۲۰۰۴ء

سیدھا راستہ، ماہنامہ، (لاہور)

شیر ربانی ڈائجسٹ سہ ماہی (لاہور)، شمارہ جون ۲۰۰۴ء

ضیائے حرم (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ جولائی ۲۰۰۲ء

ضیائے حرم (ماہنامہ)، لاہور، شمارہ ستمبر ۲۰۰۲ء

عرفات (لاہور) شمارہ اکتوبر ۲۰۰۴ء

فکر ونظر (ماہنامہ)، اسلام آباد، شمارہ مارچ ۱۹۸۰ء

فکر ونظر (ماہنامہ)، کراچی، شمارہ ستمبر ۱۹۶۵ء

فیضان سدرہ (ماہنامہ)، لاہور شمارہ اگست ۲۰۰۴ء

فیض، (شیر گڑھ)، شمارہ اکتوبر ۱۹۹۵ء

قومی ڈائجسٹ (ماہنامہ)، لاہور شمارہ اگست ۱۹۸۳ء

کنز الایمان (ماہنامہ) لاہور شمارہ نومبر ۲۰۰۴ء

مجلّہ ''مہک'' گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ ۱۹۸۴ء (سالنامہ)

معارف رضا (ماہنامہ) شمارہ فروری ۲۰۰۵ء کراچی

معارف (ماہنامہ) اعظم گڑھ، مطبوعہ مئی ۱۹۶۶ء

نوائے اساتذہ (ماہنامہ)، لاہور شمارہ دسمبر ۲۰۰۴ء

نوائے اسلام جامع نقشبندیہ رضویہ پاک پٹن شریف

نوائے اسلام (پاکپٹن شریف)

نور اسلام (شرقپور شریف) شمارہ مارچ ۱۹۹۳ء

نور اسلام (شرقپور شریف) اولیائے نقشبند نمبر جلد دوم، مارچ، اپریل ۱۹۷۹ء

نور الفرقان (لاہور) شمارہ جنوری ۲۰۰۴ء

نور اسلام، (ماہنامہ) شرقپور شریف، حضرت مجدد الف ثانی نمبر، جلد اوّل، دوم، جلد سوم، شمارہ جنوری ۱۹۸۸ء

نورِ اسلام (شرقپوری شریف) شمارہ مارچ ۱۹۳۳ء

نورِ اسلام، (شرقپوری شریف) (خصوصی نمبر)

☆......☆......☆

السیاسۃ وسیع کلماتِ فی العالم

English Books

☆☆

Abbot, Freeland. *"The Decline of the Mughal Empire and Shah Walliullah."* The Muslim World, Vol. 52/2 (January 1962), pp.115-123.

Abd al-Karim Mudarris. *Diwan-i-Mawlavi.* Bekhda: Chapkhana-yi al-Najah, 1961.

Adamec, Ludwic W. *Historical & Political Who's Who of Afghanistan.* Graz: Akademische Druck und Verlaganstalt, 1975.

________. *Yad-i-Mardan* Vol. 1. Baghdad: Kurdish Academy,1984.

Ahmad, Aziz. *Studies in Islamic Culture.* Oxford: Clarendon Press, 1964.

Ahmad, Jamil. *Hundred Great Muslims.* Lahore: Ferozsons, 1971.

Ahmad, Zubaid. *The Contribution of India to Arabic Literature.* Jullundur : Maktaba-yi Din wa Danish, 1945.

Algar, Hamid. *"The Naqshbandi Order: A Preliminary Survey of Its History & Significance."* Studia Islamica 44 (1970), pp. 123-152.

Ali, Anwar. *The Real Achievement of Human Life.* Karachi: Syed Publications, 1979.

Allana, G. *Our Freedom Fighters.* Karachi: Paradise Subscription Agency, 1969.

Annandale, Charles. *Concise Dictionary of the English Language.* Oxford: Oxford University Press,1914.

Arnold, T.W. *"Missions (Muhammadan)."* in Hastings, James, et. al., Encyclopedia of Religions and Ethics. 13 vols. New York: C. Scribner's Sons, 1925-1935. Volume 8.

. *"Saints and Martyrs."* in Hastings, James, et. al., Encyclopedia of Religions and Ethics. 13 vols. New York: C. Scribner's Sons. 1925-1935.

________. *The Preaching of Islam.* Lahore: Shirkat-i Qalam, 1956.

Babajanov, Bakhtiyor, M..*"On the History of Naqshbandiyya- Mujaddidiyya in Central ma wara' an-nahr in the late 18th & early 19th centuries."* In Muslim Culture in Russia and Central Asia from the 18th to the Early 20th Centuries. Edited by Michael Kemper, Anke von Kügelgen, and Dmitruy Yermankov. Berlin: Klaus Schwarz Verlag, 1996, pp. 385-413.

Bailey, Graham. *Studies in North Indian Languages.* London: Lund, Humphries, and Co..

1938.

Bailey John. *Professional Musicians of the City of Herat*. Cambridge: Cambridge University Press, 1989.

Barzani, Mas'ud. *Al-Barzani wa'l-Haraka al-Taharruriyya al-Kurdiyya 1945-1958 (Barzani & the Kurdish Liberation Movement 1945-1958)*. Kuwait: Thaqafa al-Kurdiyya, 1997.

Behn, H. *Index Islamicus (1665-1905)*. Leiden: E.J. Brill, 1989.

Bosworth, C.E., Bearman, P.J., et. al. eds. *The Encyclopaedia of Islam*. 12 volumes. Leiden: E.J. Brill, 1997.

Bottcher, Anabelle. *"Transmission of Islamic Knowledge in Syria."* In Donna Bowen. Everyday Life in the Muslim Middle East. Bloomington: Indiana University Press, 1994.

_______. *"Official Sunni and Shia Islam."* European University Working Paper, 2002.

_______. *Syrische Religionspolitik unter Asad*. Freiburg: Arnold Bergstrasser Institut, 1998.

Briggs J. *History of the Rise of Mohammadan [sic] Power in India*. Calcutta: Susil Gupta Ltd.,1958.

Brockelmann, C. *Geschichte der arabischen Literature*. 2 vols. Leiden: E.J. Brill, 1942.

Brown, John P. *The Dervishes or Oriental Spiritualism*. London: Frank Cass & Company Ltd., 1968.

Buehler, Arthur. *Sufi Heirs of Prophet:* The Indian Naqshbandiyya and the Rise of the Mediating Shaykh. Columbia, S.C.: University of South Carolina Press, 1998.

Bruinessen, Martin van. *"The Naqshbandi Order in 17th Century Kurdistan."* In Naqshbandis Cheminements et Situation actuelle d'un Order Mystique Musulman. Eds. Gaborieau, M.A. Popovic, & Th. Zarcone. Paris: Editions ISIS, 1990.

Burhan, Ahmad. *The Mujaddid's Conception of Tawhid*. Lahore: Muhammad Ashraf, 1940.

Chopra, Pran Nath. *Some Aspects of Society and Culture During the Mughal Age. Jaipur:* Shiva Lal Wala, 1963.

Damrel, David. *The Naqshbandi Reaction (Reconsidered) In Beyond Turk and Hindu. Rethinking Religious Identities in Islamicate South Asia.* Edited by David Gilmartin

and Bruce Lawrence. Gainesville: University Press of Florida, 2000.

Dar, B. A. *Letter & Writings of Iqbal.* Lahore: Iqbal Academy, '981.

De Bary, Theodore. *Sources of Indian Tradition.* New York: Columbia University Press, 1958.

Einzmann, Harold. *Religioses Volksbrauchtum in Afghanistan.* Wiesbaden: Steiner, 1977.

Eliot, Henry and Dawson. *History of India as Told by its own Historians.* 7 vols London: Trubner and Co., 1867-1877.

Ernst, Carl. *Eternal Garden. Mysticism History and Politics at a South Asia Sufi Center.* Albany: SUNY Press, 1993.

Faruqi, Abu al-Hasan Zaid. *Hazrat Mujaddid and His Critics.* Trans. Mir Zahid Kamil. Lahore: Progressive Books, 1982.

Fowler, F. J. *Oxford Dictionary.* Oxford: Oxford University Press, 1952.

Friedmann, Yohanan. *Shaykh Ahmad Sirhindi: An Outline of His Thought and a Study of His Image in the Eyes of Posterity.* Montreal: McGill University Press, 1971.

Gaborieau, M.A. *Popovic, & Th. Zarcone (eds). Naqshbandis Cheminements et Situation actuelle d'un Order Mystique Musulman.* Paris: Editions ISIS, 1990.

Gaddie, William, ed. *Chambers Twentieth-century Dictionary.* London: The British Record Society Ltd, 1954.

Garrett, H. *and Edwardes, S. Mughal Rule in India.* Oxford: Oxford University Press, 1930.

Gascoigne, Bamber. *The Great Mughals.* London: Jonathan Cape, 1971.

Gibb, H.A.R. Mohammadism [sic]: *An Historical Survey.* Oxford: Oxford University Press, 1948.

Gilmartin, David. *Empire and Islam.* London: I.B Tauris, 1988.

Gottschalk, Louis, et. al. *History of Mankind.* London: George Allen and Unwin Brothers Ltd., 1963.

Gulzar-i Uthmani. *Vol. 1. Compiled & edited by Abdul Mustafa Salih.* Baghdad: n.p., 1989.

Gupta, Hari Ram. *Studies in Later Mughal History of the Punjab.* London: Minerva Book Shop, 1944.

Haar, J. G. J., ter. *Follower and Heir of Prophet:* Ahmad Sirhindi as Mystic. 1992.

Habib, Irfan. *"The Political role of Shaikh Ahmad Sirhindi and Shah Waliullah."* Proceedings of the Twenty-Third Session of the Indian History Congress. Part I. Calcutta: n.p.,1961, pp. 209-23.

Hamadhani, Ali. *"Dhakhirat al-Muluk."* India Office Library, London.

Hastings, James, et. *al., Encyclopedia of Religions and Ethics.* 13 vols. New York: C. Scribner's Sons, 1925-1935.

Hawar, M.R. *Shaikh Mahmud-i Quraman u dewlataka-i Khwaru-i Kurdistan (Sheikh Mahmud the Hero & state of Southern Kurdistan).* Vol. I. London: Jaf Press London, 1990.

Hitti, P. K. *History of Syria.* London: Macmillan, 1957.

Husain, *Mahmud and Qureshi, Ishtiaq Husain.* History of the Freedom Movement. 3 vols. Karachi: Pakistan Historical Society, 1957.

Ibn Hasan. *Central Structure of the Mughal Empire.* Oxford: Oxford University Press, 1936.

Ikram, Muhammad. *A Short History of Indo-Pak.* Karachi: n.p., 1940.

________. *Muslim Civilization in India & Pakistan.* Lahore: Institute of Islamic Culture, 1989.

Iqbal, Muhammad. *The Reconstruction of Religious Thought in Islam.* Lahore: Iqbal Academy, 1989.

________. *Stray Reflections. Edited by Jawaid Iqbal.* Lahore: Iqbal Academy,1992.

________. *The Development of Metaphysics in Persia.* Lahore: Bazm-i Iqbal, 1964.

Izzuddin Mustafa Rasul. *Ed. Ahmad-i-Khani.* Baghdad: n.p., 1979.

Kashifi, Fakhruddin Ali b. *Husayn Vaiz. Rashahat-i Ayn al-Hayat.* Kanpur: Nawal Kishure, 1912.

Khan, Sardar Ali Ahmad. *The Naqshbandis.* Sharaqpur: Darul Mubalegheen, 1982.

Luni, Aziz. *Afghans of the Frontier Passes.* Quetta: New Quetta Bookstall, 1992.

Maan Z. *Madina Arabic-English Dictionary.* New York: Pocket Books,1973.

Malik, Hafiz. *Muslim Nationalism in India and Pakistan.* Washington, D.C.: Public Affairs Press,1963.

Marshall, D.N. *Mughals in India. London:* Mansell Publishing Ltd, 1967.

Mayer, Adrian C. *"Pir & Murshid: An Aspect of Religious Leadership in West Pakistan."* Middle Eastern Studies 3:2 (1967) pp. 160-169.

McDonald, D.B. *Development of Muslim Theology, Jurisprudence & Constitutional Theory*. New York: Charles Scribner's Sons, 1903.

Mole, Marijan. *"Autour de Dar Mansour: L'aprentissage mystique de Baha'uddin Naqshband."* Revue des etudes islamique 27/1 (1959), pp. 35-66.

Muhami, Abbas al-Azzawi al-. *"Mawlana Khalid al Naqshbandi."* The Journal of the Kurdish Academy, 1973.

Muhammad Masud Ahmad. *The influence of Shaykh Ahmad Sirhindi on Dr. Mohammad Iqbal*. Karachi: Idara-yi Masudiyya, 1996.

Muhammad Parsa. Qudsiyya. *Ed. Ahmad Tahiri Iraqi. Tehran: Kitabkhana-yi Tahuri, 1975.*

Muhammad Uthman Siraj. *Siraj al-Qulub*. Canada[?]:Naqshbandi Khankah [sic], 1992.

Mujib, M. *The Indian Muslims*. London: Allen and Unwin, 1967.

Nicholson, R. A. *Studies in Islamic Mysticism*. Cambridge: University Press, 1921

Nizami, Khaliq Ahmad. *"Naqshbandi Influence on Mughal Rulers and Politics."* In Islamic Culture 39/1 (1965), pp. 46-47.

Ogilvie, John. *The Imperial Dictionary of the English Language*. London: n.p., 1907.

Qureshi, Ishtiaq Husain. *The Muslim Community of the Indo-Pakistan Subcontinent*. The Hague: Mouton and Company, 1962.

Rich, Claudice James. *Narrative of a Residence in Koordistan*. 2 Vols. London: Gregg International Limited Westmead, 1972.

Rizvi, Athar Abbas. *A History of Sufism in India*. 2 vols. New Delhi: Munshiram Manoharlal, 1997.

________. *Muslim Revivalist Movements in Northern India*. New Delhi: Munshiram Manoharlal, 1995.

________. *Shah Wali Allah*. Canberra: Ma'rifat Publishing House,1980.

Roy, Olivier. *"Sufism in Afghan Resistance."* Central Asia Survey 2/4 (1983), pp. 61-79.

Sarkar, Jadunath. The History of Aurangzeb, Bombay: Orient Longman, 1972.

Schimmel, Annemarie. *Mystical Dimensions of Islam*. Lahore: Sang-i Meel Publications,

2003.

_________. *Pain and Grace.* Leiden: E.J. Brill, 1976.

_________. *Gabriel's Wing:* A Study into the Religious Ideas of Sir Mohammad Iqbal. Lahore: Iqbal Academy, 1989.

_________. *And Muhammad is His Messenger.* Lahore: Vanguard Books Ltd, 1987.

_________. *Islam In the Indian Sub-continent.* Leiden: E.J. Brill, 1980.

Sharma, Ram. *The Religious Policy of the Mughal Emperors.* London: Asian Publishing House, 1940.

Sherwani, Latif Ahmad, ed. *Speeches, Writings and Statements of Iqbal.* Lahore: Iqbal Academy, 2005.

Sirhindi, Ahmad. *Risala-yi Mabda' wa'l-Ma'ad,* Lahore 1956

_________. *Risala dar Radd-i Rawafid,* Rampur 1965

Tabibi, Abdulhakim. *Sufism in Afghanistan and its impact on Islamic culture.* Kabul: Ministry of Information and Culture, 1977.

Trimingham, J. Spencer. *The Sufi Orders in Islam.* Oxford: Oxford University Press, 1971.

Utas, Bo. "Recent Events in Afghanistan." Annual Newsletter of Scandinavian Institute of Asian Studies 11-12 (1977-1978), pp. 3-21.

Werbner, Pnina. *Pilgrims of Love: The Anthropology of a Global Sufi Cult.* Karachi: Oxford University Press, 2005.

Whitney, William Dwight. *A Compendous German & English Dictionary.* New York: Henry Holt and Company, 1887.

Xismatulin,. A.A. *"Pragmatichesky Sufism V bratstve Nakshbandiya: Teomenmiya (Zikr)"* Vypusk 7 (1995).

Yasin, Muhammad. *A Social History of Islamic India.* New Delhi: Munshiram Manoharlal, 1974.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کشورِ چہارم

اِک ولولۂ تازہ دیا اہلِ نظر کو
تو منزلِ عرفاں کا ہے قافلہ سالار
(قمر یزدانی)

إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم (القرآن الحكيم) بخط ثلث جلي

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

اشاریہء رجال جہان امام ربانی

☆☆

مولانا شجاع الرحمٰن، مولانا احمد صادق
مولانا غلام نبی، پروفیسر سید مقصود علی، مولانا نصیر احمد
مولوی غلام جیلانی، کمانڈر محمد ظفر، شاہد احمد، بشریٰ
حنا مسعودی، صبا مسعودی، ربیعہ شاہد، سمیعہ شاہد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

آ

ا

۳۳۷، ۳۳۹، ۳۴۲_۳۴۴، ۳۵۳، ۳۵۸_۳۶۰، ۳۶۲_
۳۶۵، ۳۶۷، ۳۶۹_۳۷۶، ۳۷۸، ۳۸۰_۳۸۴،
۳۹۳_۴۰۲، ۴۰۶_۴۱۶، ۴۱۹_۴۲۹، ۴۳۵، ۴۴۱_
۴۴۸، ۴۵۱_۴۵۲، ۴۵۷، ۴۵۹_۴۶۰، ۴۶۲، (ج_۲)
۴۸۱_۴۸۲، ۴۸۹، ۵۰۲، ۵۵۰، ۵۵۳، ۵۸۰، ۵۸۴،
۶۰۲، ۶۶۳_۶۶۴، ۶۶۸، ۶۷۲، ۶۷۴، ۶۸۵، ۶۸۷،
۶۹۲، ۷۰۰، ۷۰۷_۷۰۸، ۷۱۲، ۷۲۱، ۷۳۰، ۷۳۸،
۷۴۲، ۷۵۴، ۷۶۰، ۷۶۷، ۷۷۵، ۸۰۰، ۸۰۵، ۸۱۶،
۸۲۲، ۸۳۴، ۸۴۴، ۸۴۸_۸۴۹، ۸۵۴_۸۵۵، ۸۷۰،
۹۱۹، ۹۲۱، ۹۲۷، ۹۳۲، ۹۵۵، ۹۸۰، ۹۸۳، ۹۸۸، ۹۹۰،
۹۹۳_۹۹۷، ۹۹۹_۱۰۰۵، ۱۰۰۷_۱۰۱۲، ۱۰۱۷_۱۰۲۶،
۱۰۲۸_۱۰۲۹، ۱۰۳۳، ۱۰۳۷_۱۰۳۸، ۱۰۴۲، ۱۰۵۶،
۱۰۶۷، ۱۰۷۱، ۱۰۷۵_۱۰۷۶، ۱۰۷۹، ۱۰۸۱_۱۰۸۲،
۱۰۸۵، ۱۰۹۷_۱۰۹۸، ۱۱۰۰، ۱۱۰۲، ۱۱۱۲، ۱۱۱۵، ۱۱۱۹،
۱۱۲۷_۱۱۲۸، ۱۱۳۸_۱۱۳۹، ۱۱۴۱، ۱۱۴۴، ۱۱۴۹_۱۱۵۰،
۱۱۶۳، ۱۱۶۷، ۱۱۷۵_۱۱۷۶، ۱۱۷۸، ۱۱۸۲، ۱۱۸۴، ۱۱۸۶،
۱۱۸۸، ۱۱۹۰، ۱۱۹۵، ۱۱۹۷، ۱۲۰۱_۱۲۱۱، ۱۲۱۳، ۱۲۱۵_
۱۲۱۸، ۱۲۲۱، ۱۲۲۵، ۱۲۳۰، ۱۲۳۳، ۱۲۳۵_۱۲۳۶، ۱۲۳۸،
۱۲۴۱_۱۲۴۲، ۱۲۴۴، ۱۲۴۶، ۱۲۵۰، ۱۲۵۵، (ج_۳)۱۲۸۳،
۱۲۸۵_۱۲۸۶، ۱۲۸۹_۱۲۹۹، ۱۳۶۳_۱۳۷۲، ۱۳۷۵،
۱۳۷۷_۱۳۷۸، ۱۳۸۰، ۱۳۸۲، ۱۳۸۵_۱۳۸۸، ۱۳۹۰_
۱۴۰۹، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳_۱۴۱۵، ۱۴۱۷_۱۴۲۰، ۱۴۲۳_۱۴۲۴،
۱۴۲۶، ۱۴۳۳، ۱۴۳۷_۱۴۴۵، ۱۴۴۸_۱۴۵۸، ۱۴۶۳،
۱۵۰۱، ۱۵۰۳، ۱۵۱۲_۱۵۱۳، ۱۵۱۵_۱۵۱۶، ۱۵۱۸_۱۵۲۲،
۱۵۲۴_۱۵۲۹، ۱۵۳۱_۱۵۳۳، ۱۵۳۵_۱۵۳۸، ۱۵۴۱،
۱۵۴۴_۱۵۴۵، ۱۵۴۸_۱۵۵۰، ۱۵۵۲_۱۵۵۳،
۱۵۵۵_۱۵۵۸، ۱۵۶۰_۱۵۶۳، ۱۵۶۶، ۱۵۶۸، ۱۵۷۱،
۱۵۷۳، ۱۵۹۳_۱۵۹۴_۱۵۹۶، ۱۶۰۰_۱۶۰۸، ۱۶۱۱_
۱۶۱۵، ۱۶۲۱_۱۶۷۳، ۱۶۷۹، ۱۶۸۵، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳،
۱۷۰۴، ۱۷۱۰، ۱۷۱۷_۱۷۲۲، ۱۷۲۵، ۱۷۲۷، ۱۷۲۹،
۱۷۵۳_۱۷۵۴، ۱۷۶۰، ۱۷۶۳، ۱۷۷۱، ۱۷۷۳_
۱۷۷۷، ۱۷۸۱، ۱۷۸۷، ۱۷۹۴، ۱۷۹۶، ۱۸۱۰، ۱۸۲۶،
۱۸۳۲، ۱۸۳۵_۱۸۴۵، ۱۸۴۷_۱۸۴۹، ۱۸۵۱_
۱۸۶۷، ۱۸۶۹_۱۸۷۰، ۱۸۷۳_۱۸۷۴، ۱۸۷۸،
۱۸۸۰، ۱۸۸۲، ۱۸۸۴_۱۸۸۷، (ج_۴)۱۸۸۹_۱۸۹۰،
۱۸۹۵، ۱۹۱۳_۱۹۱۸، ۱۹۲۰، ۱۹۴۰، ۱۹۴۲، ۱۹۴۶، ۱۹۴۸_
۱۹۴۹، ۱۹۵۱_۱۹۵۵، ۱۹۵۹، ۱۹۶۱_۱۹۶۵، ۱۹۶۷_
۱۹۶۸، ۱۹۷۰_۱۹۷۲، ۱۹۷۵_۱۹۷۶، ۱۹۸۰، ۱۹۸۵_
۱۹۸۶، ۱۹۸۸_۱۹۸۹، ۱۹۹۷، ۲۰۰۳، ۲۰۱۳_۲۰۱۸،
۲۰۲۰، ۲۰۲۲، ۲۰۲۵_۲۰۲۷، ۲۰۲۹_۲۰۳۳، ۲۰۴۰،
۲۰۴۲، ۲۰۵۲، ۲۰۵۴_۲۰۵۵، ۲۰۶۰، ۲۰۶۵، ۲۰۶۷،
۲۰۶۹_۲۰۷۰، ۲۰۷۲، ۲۰۷۳_۲۰۷۵، ۲۰۷۷_۲۰۷۹،
۲۰۸۸، ۲۱۰۸_۲۱۱۸، ۲۱۲۲_۲۱۳۴، ۲۱۳۶، ۲۱۳۸_
۲۱۴۷، ۲۱۴۹_۲۱۶۵، ۲۱۶۷_۲۱۷۰، ۲۱۷۳_۲۱۷۶،
۲۱۷۸، ۲۱۸۰، ۲۱۸۴، ۲۱۸۷، ۲۱۹۴_۲۱۹۵، ۲۱۹۷_
۲۱۹۹، ۲۲۰۲_۲۲۱۰، ۲۲۱۲، ۲۲۱۴_۲۲۲۰، ۲۲۲۴، ۲۲۲۷،
۲۲۲۹_۲۲۳۲، ۲۲۳۴_۲۲۳۸، ۲۲۴۲، ۲۲۵۴، ۲۲۵۵،
۲۲۶۴_۲۲۶۵، ۲۲۶۹، ۲۲۷۱_۲۲۷۲_۲۲۷۵،
۲۲۷۷_۲۲۷۸، ۲۲۸۰، ۲۲۸۹_۲۲۹۰، ۲۳۳۲_
۲۳۳۴، ۲۳۳۷، ۲۳۵۱، ۲۳۵۹_۲۳۶۲، ۲۳۶۴،
۲۳۶۶_۲۳۶۷، ۲۳۶۹_۲۳۸۰، ۲۳۸۲_۲۳۸۳،
۲۳۸۶_۲۳۹۳، ۲۳۹۷، ۲۴۰۶_۲۴۱۳، ۲۴۱۵_۲۴۱۶،
۲۴۱۸، ۲۴۲۰_۲۴۲۱، ۲۴۲۴، ۲۴۳۱_۲۴۳۳، ۲۴۳۵_
۲۴۴۱، ۲۴۴۳_۲۴۵۵، ۲۴۶۰، ۲۴۶۶، ۲۴۶۹، ۲۴۸۷،
۲۴۸۹_۲۴۹۰، ۲۴۹۳_۲۴۹۴، ۲۴۹۸_۲۵۰۳، ۲۵۱۲،
۲۵۲۳، ۲۵۲۵، ۲۵۲۷، (ج_۵)۲۵۳۵، ۲۵۳۸، ۲۵۴۲،
۲۵۴۴_۲۵۵۶، ۲۵۵۸_۲۵۶۱، ۲۵۶۴_۲۵۷۹،
۲۵۸۲_۲۵۸۶، ۲۵۸۹_۲۵۹۵، ۲۵۹۷_۲۶۲۲،

۲۶۲۴ _ ۲۶۲۶، ۲۶۲۸ _ ۲۶۲۹، ۲۶۳۱ _ ۲۶۳۲،
۲۶۳۴ _ ۲۶۴۹، ۲۶۵۱ _ ۲۶۵۵، ۲۶۵۷ _ ۲۶۶۸،
۲۶۷۰، ۲۶۷۳، ۲۶۷۵، ۲۶۷۸، ۲۶۸۴، ۲۶۹۴،
۲۶۹۹، ۲۷۰۹ _ ۲۷۱۰، ۲۷۱۲ _ ۲۷۱۴، ۲۷۱۶، ۲۷۱۸ _
۲۷۲۱، ۲۷۲۳، ۲۷۲۵، ۲۷۲۷ _ ۲۷۳۰، ۲۷۳۴ _ ۲۷۳۷،
۲۷۳۹ _ ۲۷۴۰، ۲۷۴۲ _ ۲۷۵۱، ۲۷۵۴ _ ۲۷۵۵،
۲۷۵۷ _ ۲۷۶۱، ۲۷۶۳ _ ۲۷۶۴، ۲۷۶۷ _ ۲۷۸۰،
۲۷۸۲ _ ۲۷۸۹، ۲۷۹۱، ۲۷۹۵ _ ۲۸۰۱، ۲۸۰۳ _ ۲۸۰۷،
۲۸۰۹ _ ۲۸۱۷، ۲۸۱۹ _ ۲۸۲۱، ۲۸۲۳، ۲۸۲۷ _ ۲۸۴۱،
۲۸۴۵ _ ۲۸۴۶، ۲۸۵۳ _ ۲۸۵۴، ۲۸۵۷ _ ۲۸۵۸،
۲۸۶۲، ۲۸۶۵ _ ۲۸۶۹، ۲۸۷۱ _ ۲۸۷۵، ۲۸۷۷ _
۲۸۷۸، ۲۸۸۰، ۲۸۸۴ _ ۲۸۹۲، ۲۸۹۴ _ ۲۸۹۵،
۲۸۹۸ _ ۲۹۰۲، ۲۹۰۸ _ ۲۹۱۳، ۲۹۱۵، ۲۹۱۷ _ ۲۹۱۸،
۲۹۲۱ _ ۲۹۳۴، ۲۹۳۶ _ ۲۹۳۷، ۲۹۳۹ _ ۲۹۵۱،
۲۹۵۳ _ ۲۹۵۵، ۲۹۵۷ _ ۲۹۵۸، ۲۹۶۱، ۲۹۶۳ _
۲۹۶۴، ۲۹۶۶ _ ۲۹۷۲، ۲۹۷۴ _ ۲۹۸۰، ۲۹۸۴،
۲۹۹۲ _ ۲۹۹۴، ۲۹۹۹ _ ۳۰۰۴، ۳۰۰۷، ۳۰۰۹، ۳۰۱۹ _
۳۰۴۱، ۳۰۴۴، ۳۰۴۷، ۳۰۴۹، ۳۰۵۷، ۳۰۵۹ _
۳۰۶۴، ۳۰۶۶ _ ۳۰۶۸، ۳۰۷۱ _ ۳۰۷۲، ۳۰۷۴ _
۳۰۷۶، ۳۰۷۸ _ ۳۰۸۴، ۳۰۹۰ _ ۳۰۹۲، ۳۰۹۵ _
۳۰۹۷، ۳۱۰۰، ۳۱۰۳، ۳۱۰۵ _ ۳۱۰۶، ۳۱۰۹، ۳۱۱۲،
۳۱۱۴، ۳۱۱۷، (ج_۶) ۳۱۲۲، ۳۱۲۸، ۳۱۳۶، ۳۱۳۸،
۳۱۴۱ _ ۳۱۴۲، ۳۱۴۴ _ ۳۱۴۶، ۳۱۴۹ _ ۳۱۵۰، ۳۱۵۶،
۳۱۵۹، ۳۱۹۲، ۳۲۰۸، ۳۲۲۶، ۳۲۶۴، ۳۲۷۵،
۳۲۸۳ _ ۳۲۸۴، ۳۲۸۶، ۳۲۹۹، ۳۳۰۲، ۳۳۰۸ _
۳۳۰۹، ۳۳۱۴ _ ۳۳۱۵، ۳۳۱۹، ۳۳۲۴، ۳۳۳۰ _
۳۳۳۱، ۳۳۴۱، ۳۳۴۳، ۳۳۴۵، ۳۳۴۷، ۳۳۴۸،
۳۳۵۱ _ ۳۳۵۲، ۳۳۵۴ _ ۳۳۵۵، ۳۳۵۹، ۳۳۶۳ _
۳۳۶۴، ۳۳۶۶، ۳۳۸۷ _ ۳۳۸۸، ۳۳۹۰، ۳۳۹۳،

۳۴۱۲، ۳۴۱۶ _ ۳۴۱۷، ۳۴۱۹، ۳۴۲۲، ۳۴۲۴،
۳۴۲۹ _ ۳۴۳۰، ۳۴۳۳، ۳۴۳۹ _ ۳۴۴۰، ۳۴۴۴ _
۳۴۴۵، ۳۴۵۰ _ ۳۴۵۱، ۳۴۶۸ _ ۳۴۶۹، ۳۴۹۰،
۳۴۹۵ _ ۳۴۹۶، ۳۴۹۹، ۳۵۲۸، ۳۵۳۱، ۳۵۳۹،
۳۵۴۶، ۳۵۵۰، ۳۵۵۵، ۳۵۶۶، ۳۵۷۵، ۳۶۰۰،
۳۶۰۴ _ ۳۶۰۵، ۳۶۱۴، ۳۶۲۴، ۳۶۲۵ _ ۳۶۲۶،
۳۶۴۰، ۳۶۶۰، ۳۶۷۴ _ ۳۶۷۵، ۳۶۹۷ _ ۳۶۹۹،
۳۷۱۱، ۳۷۰۹، ۳۷۵۵ _ ۳۷۵۸، ۳۷۶۳ _ ۳۷۶۷،
۳۷۷۰، ۳۷۷۴، ۳۷۷۶، ۳۷۹۱، ۳۸۰۶، ۳۸۲۵ _
۳۸۲۸، ۳۸۴۴، ۳۸۴۸، ۳۸۵۰، ۳۸۶۰، ۳۸۶۷،
۳۸۷۳، ۳۸۷۵، ۳۸۸۳، ۳۸۹۷، ۳۹۰۷، ۳۹۰۹،
۳۹۱۸، ۳۹۳۳، ۳۹۳۵، ۳۹۴۱ _ ۳۹۴۲، ۳۹۴۴،
۳۹۷۳، ۳۹۸۲، (ج_۷) ۳۹۸۵، ۳۹۸۶، ۴۰۰۸،
۴۰۰۹، ۴۰۱۱ _ ۴۰۱۲، ۴۰۱۴، ۴۰۵۹، ۴۰۶۰، ۴۰۷۲،
۴۰۸۲، ۴۰۸۴، ۴۱۲۹، ۴۱۳۸، ۴۱۶۲، ۴۱۶۴، ۴۱۶۷ _
۴۱۶۸، ۴۱۷۰ _ ۴۱۷۱، ۴۱۷۲، ۴۱۷۶، ۴۱۷۸، ۴۱۸۰،
۴۱۸۲ _ ۴۱۸۳، ۴۱۸۶ _ ۴۱۸۸، ۴۱۹۰، ۴۱۹۳ _ ۴۱۹۸،
۴۲۰۱ _ ۴۲۰۴، ۴۲۰۶، ۴۲۰۹، ۴۲۱۲، ۴۲۱۸، ۴۲۲۰ _
۴۲۲۴، ۴۲۲۷ _ ۴۲۳۱، ۴۲۳۶ _ ۴۲۳۷، ۴۲۳۹،
۴۲۴۱، ۴۲۴۳، ۴۲۴۹، ۴۲۵۱ _ ۴۲۵۹، ۴۲۶۸ _
۴۲۶۹، ۴۲۷۲ _ ۴۲۷۳، ۴۲۷۶، ۴۲۸۰، ۴۳۱۰، ۴۳۱۲،
۴۳۱۵، ۴۳۱۹ _ ۴۳۲۰، ۴۳۲۷ _ ۴۳۲۸، ۴۳۳۲،
۴۳۳۹ _ ۴۳۴۰، ۴۳۴۲ _ ۴۳۴۴، ۴۳۵۴، ۴۳۵۶ _
۴۳۵۷، ۴۳۶۲، ۴۳۷۱ _ ۴۳۷۴، (ج_۸) ۴۳۸۱ _
۴۳۸۲، ۴۳۹۹ _ ۴۵۰۱، ۴۵۰۳، ۴۵۰۵، ۴۵۰۹ _ ۴۵۱۱،
۴۵۱۷، ۴۵۱۹، ۴۵۲۱ _ ۴۵۲۲، ۴۵۲۶، ۴۵۳۶، ۴۵۴۵،
۴۵۵۳ ۴۵۵۷، ۴۵۶۰ _ ۴۵۶۱، ۴۵۶۳، ۴۵۶۵ _
۴۵۶۷، ۴۵۷۱ _ ۴۵۷۲، ۴۵۷۴، ۴۵۷۶ _ ۴۵۷۹،
۴۵۹۶ _ ۴۵۹۷، ۴۵۹۹ _ ۴۶۰۲، ۴۶۰۴ _ ۴۶۰۵،

۴۶۰۷، ۴۶۰۹_۴۶۱۰، ۴۶۱۲_۴۶۱۹، ۴۶۲۲_
۴۶۲۴، ۴۶۳۳، ۴۶۳۵، ۴۶۳۸، ۴۶۴۴، ۴۶۴۹_
۴۶۵۱، ۴۶۵۹_۴۶۶۲، ۴۶۶۴، ۴۶۶۷، ۴۶۶۹،
۴۶۷۱، ۴۶۷۳_۴۶۷۶، ۴۶۷۹، ۴۶۸۴، ۴۶۹۴،
۴۶۹۶، ۴۷۰۰، ۴۷۰۲، ۴۷۰۷، ۴۷۱۲_۴۷۱۴، ۴۷۲۱_
۴۷۲۲، ۴۷۲۶، ۴۷۳۰، ۴۷۳۳، ۴۷۳۷، ۴۷۴۶،
۴۷۴۲_۴۷۴۳، ۴۷۵۰، ۴۷۵۳_۴۷۵۴، ۴۷۵۸،
۴۷۶۱، ۴۷۶۳، ۴۷۷۰، ۴۷۹۱_۴۷۹۴، ۴۷۹۷،
۴۷۹۹_۴۸۰۱، ۴۸۰۳، ۴۸۰۵_۴۸۰۶، ۴۸۰۸،
۴۸۰۹، ۴۸۱۱_۴۸۱۲، ۴۸۱۴، ۴۸۲۳، ۴۸۲۷، ۴۸۴۲_
۴۸۶۱، ۴۸۶۴، ۴۸۶۷، ۴۸۷۳_۴۸۹۷، ۴۹۰۱_
۴۹۱۳، ۴۹۱۸_۴۹۲۶، ۴۹۲۹، ۴۹۳۳_۴۹۳۵،
۴۹۳۷_۴۹۳۸، ۴۹۵۱، ۴۹۵۳_۴۹۵۴، ۴۹۵۷_
۴۹۶۹، ۴۹۷۵، ۴۹۹۰_۴۹۹۱، (ج_۹) ۴۹۹۳_
۴۹۹۴، ۵۰۰۰_۵۰۰۱، ۵۰۰۵_۵۰۰۷، ۵۰۰۹، ۵۰۱۱_
۵۰۱۷، ۵۰۲۱، ۵۰۲۳_۵۰۲۴، ۵۰۲۷_۵۰۳۴،
۵۰۳۸، ۵۰۴۰، ۵۰۴۳_۵۰۴۷، ۵۰۵۱_۵۱۵۲، ۴
۵۰۵_۵۰۵۶، ۵۰۵۸_۵۰۶۰، ۵۰۶۴_۵۰۶۶،
۵۰۶۸_۵۰۷۰، ۵۰۷۲_۵۰۷۳، ۵۰۷۶_۵۰۸۷،
۵۰۸۹_۵۰۹۳، ۵۰۹۵، ۵۰۹۷_ ۵۱۰۰_۵۱۰۲، ،
۵۱۰۳_۵۱۰۹، ۵۱۱۱، ۵۱۱۳_۵۱۱۵، ۵۱۱۷_۵۱۱۸،
۵۱۲۱_۵۱۲۵، ۵۱۲۸_۵۱۲۹، ۵۱۳۱، ۵۱۳۳، ۵۱۳۴،
۵۱۳۶، ۵۱۳۸، ۵۱۴۱_۵۱۴۳، ۵۱۴۶، ۵۱۴۹، ۵۱۵۲_
۵۱۵۳، ۵۱۵۵_۵۱۵۷، ۵۱۵۹، ۵۱۶۷، ۵۱۷۰_
۵۱۷۱، ۵۱۷۶، ۵۱۷۹_۵۱۸۰، ۵۱۸۳، ۵۱۸۵_
۵۱۸۶، ۵۱۸۸، ۵۱۹۵، ۵۱۹۷، ۵۲۰۰، ۵۲۰۲_۵۲۰۷،
۵۲۱۳، ۵۲۲۷_۵۲۲۸، ۵۲۳۰، ۵۲۳۲_۵۲۳۶،
۵۲۳۸_۵۲۳۹، ۵۲۴۱، ۵۲۴۳، ۵۲۴۶، ۵۲۴۹،
۵۲۵۱_۵۲۵۳، ۵۲۵۵، ۵۲۵۹_۵۲۶۰، ۵۲۶۶،

۵۲۶۸_۵۲۶۹، ۵۲۷۵، ۵۲۷۷، ۵۲۷۹، ۵۲۸۳،
۵۲۸۸_۵۲۸۹، ۵۲۹۱ _۵۲۹۳، ۵۲۹۷، ۵۳۰۶_
۵۳۰۷، ۵۳۰۹_۵۳۱۳، ۵۳۱۵_۵۳۱۶، ۵۳۲۲،
۵۳۲۵_۵۳۲۸، ۵۳۳۰_۵۳۳۱، ۵۳۳۳، ۵۳۳۷،
۵۳۳۹_۵۳۴۷، ۵۳۴۹_۵۳۵۲، ۵۳۵۵_۵۳۵۶،
۵۳۵۸_۵۳۶۰، ۵۳۶۴_۵۳۶۸، ۵۳۷۰_۵۳۷۳،
۵۳۷۵_۵۳۷۶، ۵۳۷۸_۵۳۸۲، ۵۳۸۴_۵۳۹۳،
۵۳۹۵، ۵۳۹۷_۵۴۰۱، ۵۴۰۳_۵۴۰۴، ۵۴۰۶،
۵۴۰۸_۵۴۲۰، ۵۴۲۲ _۵۴۲۷، ۵۴۶۴، ۵۴۶۸_
۵۴۷۷، ۵۴۷۹_۵۴۹۱، ۵۴۹۳_۵۴۹۷، ۵۴۹۹_
۵۵۰۹، ۵۵۱۱_۵۵۱۲، ۵۵۱۴_۵۵۱۵، ۵۵۱۷_
۵۵۱۹، ۵۵۲۴، ۵۵۲۶_۵۵۳۰، ۵۵۳۳، ۵۵۴۱_
۵۵۴۶، ۵۵۴۸، ۵۵۵۰_۵۵۵۱، ۵۵۵۴_۵۵۵۶،
۵۵۵۹، ۵۵۶۷_۵۵۷۱، ۵۵۷۵_۵۵۷۷، (ج_۱۰)
۵۵۹۲_۵۵۹۳، ۵۵۹۵، ۵۶۰۳_۵۶۰۴، ۵۶۰۶_
۵۶۰۷، ۵۶۱۰، ۵۶۱۴_۵۶۱۷، ۵۶۱۹_۵۶۲۳،
۵۶۲۵_۵۶۳۱، ۵۶۳۳_۵۶۳۵، ۵۶۳۷، ۵۶۴۹_
۵۶۵۰، ۵۶۵۳_۵۶۶۲، ۵۶۶۴_۵۶۷۳، ۵۶۷۵_
۵۶۸۷، ۵۶۸۹_۵۶۹۴، ۵۶۹۹، ۵۷۰۲_۵۷۰۴،
۵۷۰۶، ۵۷۱۰، ۵۷۱۳_۵۷۱۴، ۵۷۱۶، ۵۷۱۸_
۵۷۱۹، ۵۷۲۳، ۵۷۵۵_۵۷۵۶، ۵۷۶۰_۵۷۶۲،
۵۷۶۶_۵۷۶۸، ۵۷۷۵، ۵۷۷۷_۵۷۷۸،
۵۷۸۰_۵۷۸۱، ۵۷۹۰_۵۷۹۷، ۵۷۹۹، ۵۸۳۶،
۵۸۳۹، ۵۸۴۵، ۵۸۵۵، ۵۸۵۶، ۵۸۶۳_۵۸۶۵،
۵۸۷۶_۵۸۷۷، ۵۸۸۵_۵۸۸۶، ۵۸۹۴، ۵۹۰۴_
۵۹۰۵، ۵۹۱۴_۵۹۱۸، ۵۹۲۰_۵۹۲۳، ۵۹۲۵، ۵۹۲۷،
۵۹۲۹، ۵۹۳۶، ۵۹۵۵، ۵۹۷۳، ۵۹۸۰، ۶۰۰۶،
۶۰۱۱، ۶۰۳۶، ۶۰۵۴، ۶۰۷۲، ۶۰۸۶، ۶۰۹۷، ۶۱۰۴_
۶۱۰۷، ۶۱۱۰_۶۱۲۰، ۶۱۲۲_۶۱۲۵، ۶۱۲۸، ۶۱۳۰، ۶۱۳۲_

ب

پ

ت

ٹ

ث

ج

خ

ڈ

ذ

ر

ز

س

ش

ض

ط

ظ

ع

غ

ف

ق

ک

ل

م

(ج۔۶)۳۷۳۷،(ج۔۱۰)۵۹۵۳

محمد فاضل سندھی نقشبندی:(ج۔۶)۳۸۱۴

محمد فاضل (شاگردشاہ فقیراللہ علوی):(ج۔۶)۳۵۶۰

محمد فاضل، ابوعبداللہ:(ج۔۸)۴۵۷۱

محمد فاضل، مولانا (معتقد شیخ سعدی لاہوری) : (ج۔۶) ۳۸۹۶

محمد فحمی خضر:(ج۔۵)۲۶۷۴

محمد فدا علی طالب، مولوی : (ج۔۹) ۵۱۵۵، (ج۔۱۰) ۵۹۲۴

محمد فرخ، خواجہ:(ج۔۱)۴۲۶،(ج۔۲)۵۰۸،۵۱۰،۷۰۴، (ج۔۳)۱۳۷۲،۱۴۵۰،(ج۔۴)۲۲۶۴،۲۳۹۵،۲۴۳۹، ۲۴۵۳ ـ ۲۴۵۴، ۲۷۹۹، ۲۸۰۴، (ج۔۶) ۳۴۳۹، ۳۴۴۴، ۳۹۶۰، ۳۹۶۷(ج۔۸) ۴۶۰۲ ـ ۴۶۰۴، ۴۶۰۶ ـ ۴۶۰۸، ۴۶۱۳، ۴۹۷۵ ـ ۴۹۷۶، (ج۔۹) ۵۰۲۵،۵۴۸۸،۵۴۹۷،(ج۔۱۰)۵۶۰۲،۵۶۸۲

محمد فرخ مجددی بن خواجہ محمد سعید، خواجہ:(ج۔۱۰)۵۷۵۸

محمد فرمان، پروفیسر : (ج۔۳) ۱۲۹۸، (ج۔۴) ۲۱۵۳، (ج۔۵) ۲۶۱۴، (ج۔۶) ۳۹۶۷، (ج۔۹) ۵۰۲۸، ۵۱۵۳، ۵۲۵۴، ۵۳۶۱، ۵۳۶۳، ۵۴۰۴ ـ ۵۴۰۵، (ج۔۱۰) ۶۱۱۴ ـ ۶۱۱۵، ۶۲۴۳، ۶۳۱۲

محمد فرید مجددی، میاں:(ج۔۶)۳۶۹۱

محمد فضل الرحمٰن:(ج۔۲)۷۳۶،(ج۔۶)۳۹۶۷

محمد فضل اللہ :(ج۔۹)۵۰۴۰

محمد فضل اللہ تورپشتی، خواجہ:(ج۔۱۰)۶۲۸۸

محمد فضل اللہ، شاہ:(ج۔۵)۲۵۷۴،(ج۔۱۰)۶۲۴۲

محمد فضل اللہ فاروقی سرھندی، شیخ : (ج۔۱۰) ۵۸۶۴، ۵۸۷۲، ۵۸۸۶، ۵۸۹۰

محمد فضل اللہ، مولوی (عرف فیض اللہ):(ج۔۱۰)۵۸۸۲

محمد فضل اللہ، خواجہ:(ج۔۶)۳۴۱۸،۳۴۴۶

محمد فضل اللہ، شیخ (داماد خواجہ معصوم سرہندی): (ج۔۵) ۲۶۶۱ ـ ۲۶۶۲

محمد فضل اللہ عیدروس، شیخ:(ج۔۶)۳۲۰۵

محمد فضل اللہ قندھاری، حاجی:(ج۔۵)۲۶۶۸

محمد فضل شاہ، پیر (سجادہ نشین نتھیال شریف) : (ج۔۱۰) ۵۹۹۶

محمد فضل علی قریشی نقشبندی مجددی، خواجہ:(ج۔۱۰)۵۵۹۴، ۶۰۴۳، ۶۰۴۶ ـ ۶۰۴۹، ۶۰۵۱ ـ ۶۰۵۳، ۶۰۶۰ ـ ۶۰۶۲،۶۰۶۶،۶۰۶۹

محمد فقیر بن عبدالحفیظ:(ج۔۶)۳۴۴۳

محمد فقیہ دردمند:(ج۔۴)۲۴۶۵

محمد فیروز (والد مولانا نور محمد مدقق):(ج۔۱۰)۵۸۹۱

محمد فیض احمد اویسی رضوی، علامہ : (ج۔۱) ۲۳، (ج۔۲) ۴۹۰، ۱۰۹۷،(ج۔۳)۱۸۷۴،(ج۔۱۰)۶۰۸۶،۶۲۴۴، ۶۳۲۳ ـ ۶۳۲۴

محمد فیض اللہ، خواجہ (والد خواجہ نور محمد فاروقی چوراہی) : (ج۔۱۰)۵۹۳۶

محمد فیض اللہ تیراہی نقشبندی : (ج۔۶) ۳۸۳۰، ۳۸۷۹ ـ ۳۸۸۰

محمد فیض علی فیضی:(ج۔۶)۳۷۸۸

محمد فیض مجددی نقشبندی، شاہ:(ج۔۱۰)۶۰۷۲

۴۴۸۲، ۴۴۸۸، ۴۶۵۹، ۴۹۲۵، ۴۹۹۰، (ج_۹)
۴۹۹۳_۴۹۹۴، ۵۰۰۰، ۵۰۶۵، ۵۰۷۰، ۵۵۸۲،
۵۵۸۴، (ج_۱۰) ۵۵۸۵_۵۵۸۶، ۵۵۹۲، ۵۵۹۵،
۵۶۸۹، ۵۷۶۳، ۶۱۳۷، ۶۲۲۴ _ ۶۲۲۵، ۶۳۳۰_
۶۳۳۱، ۶۳۴۲، ۶۴۳۰

محمد مسعود احمد انور جیبی، صاحبزادہ سید: (ج_۷) ۴۴۷۲

محمد مسعود احمد، پروفیسر، ڈاکٹر: (ج_۱) ۱، ۲، ۱۰، ۱۲، ۱۷، ۱۹،
۲۳، ۲۵، ۲۸_۳۲، ۴۱، ۴۵، ۵۰، ۶۲_۶۳، ۶۵_۶۶،
۶۸، ۴۶۲، (ج_۲) ۴۹۰، ۶۹۳_۶۹۴، ۷۷۱، ۸۴۴،
۸۴۷، ۸۴۹، ۸۵۳_۸۵۴، ۱۰۳۳، ۱۰۳۷، ۱۲۳۶،
(ج_۳) ۱۳۶۵، ۱۳۶۷، ۱۳۸۹، ۱۳۹۹، ۱۴۰۱، ۱۵۱۱،
۱۶۲۱، ۱۶۵۷ _ ۱۶۵۸، ۱۶۶۲_۱۶۶۳، ۱۷۲۱_۱۷۲۲،
۱۸۶۸، ۱۸۷۴، ۱۸۸۶_۱۸۸۷، (ج_۴) ۲۱۹۸، ۲۲۰۸،
۲۲۲۳، ۲۲۷۵، ۲۲۸۹، ۲۳۴۴، ۲۳۵۱، ۲۵۲۵_۲۵۲۷،
(ج_۵) ۲۵۳۶_۲۵۳۸، ۲۵۵۹، ۲۵۷۴_۲۵۷۸،
۲۵۸۰، ۲۶۳۰، ۲۶۹۶، ۲۷۳۲، ۲۸۲۷، ۲۸۳۲، ۲۸۷۵،
۲۸۷۲_۲۸۷۴، ۲۸۸۲، ۲۸۹۵ _ ۲۸۹۶، ۲۹۰۴_
۲۹۰۸، ۲۹۱۰_۲۹۱۲، ۲۹۱۴، ۲۹۱۸، ۲۹۲۲، ۲۹۴۳_
۲۹۴۶، ۲۹۷۱، ۳۰۱۱، ۳۰۲۰، ۳۰۲۳، ۳۰۲۸_۳۰۲۹،
۳۰۳۸، ۳۰۴۰، ۳۰۴۲_۳۰۴۳، ۳۰۴۵، ۳۰۵۷، ۳۰۶۱،
۳۰۶۴، ۳۱۰۹_۳۱۱۰، ۳۱۱۸، (ج_۶) ۳۳۵۸،
۳۳۳۷، ۳۳۳۹، ۳۳۶۷، ۳۳۷۱، ۳۳۷۶، ۳۳۸۴_
۳۳۸۶، ۳۳۹۰_۳۳۹۱، ۳۳۹۳، ۳۳۹۵، ۳۳۹۷،
۳۴۳۵، ۳۴۴۷، ۳۴۴۹، ۳۶۲۷، ۳۶۳۳، ۳۶۴۰_
۳۶۴۳، ۳۶۴۶، ۳۶۴۸، ۳۶۸۴_۳۶۸۵، ۳۶۸۲،
۳۷۰۶_۳۷۰۸، ۳۷۶۱، ۳۷۷۹، ۳۹۶۷_۳۹۶۸،
(ج_۷) ۳۹۸۵، ۴۰۰۷، ۴۱۶۷، ۴۲۲۰، ۴۲۷۶،
۴۴۷۸، ۴۴۷۹، (ج_۸) ۴۴۸۱، ۴۴۸۹، ۴۵۶۴،
۴۵۹۹، ۴۶۰۳، ۴۶۱۶_۴۶۱۷، ۴۶۷۷، ۴۶۷۹،
۴۷۲۸، ۴۷۳۴، ۴۷۴۸، ۴۷۵۶، ۴۷۶۲، ۴۷۶۵،
۴۸۵۴، ۴۸۶۱، ۴۸۶۳، ۴۸۸۱، ۴۸۹۸، ۴۹۰۱، ۴۹۲۵،
۴۹۳۶ _ ۴۹۳۷، (ج_۹) ۴۹۹۳، ۵۰۲۸، ۵۰۲۸،
۵۰۷۰، ۵۱۶۴، ۵۲۰۳، ۵۳۱۹، ۵۵۷۷، ۵۵۸۲،
۵۵۸۳، (ج_۱۰) ۵۵۸۵، ۵۵۹۲_۵۵۹۳، ۵۶۲۲،
۵۶۲۵، ۵۶۹۴، ۵۶۹۶، ۵۷۵۵، ۵۷۶۳، ۵۸۱۳،
۵۹۰۸، ۶۱۱۰، ۶۱۱۹، ۶۲۴۴، ۶۲۷۳_۶۲۷۵، ۶۳۱۳_
۶۳۱۸، ۶۳۲۶، ۶۳۳۲_۶۳۳۳، ۶۳۴۱، ۶۳۴۳،
۶۳۶۰، ۶۳۷۸، ۶۴۲۲، ۶۴۹۲، ۶۴۹۴

محمد مسعود دائم پشاوری، شیخ: (ج_۶) ۳۵۵۵، ۳۵۶۰،
(ج_۱۰) ۵۹۵۱

محمد مسعود، شیخ: (ج_۸) ۴۵۵۵، ۴۶۰۵، ۴۹۴۴،

محمد مسعود محدث دہلوی، فقیہ الہند شاہ: (ج_۱) ۶۳، (ج_۵)
۲۹۱۴، (ج_۶) ۳۱۲۵، ۳۳۶۷ _ ۳۳۶۸، ۳۳۷۰_
۳۳۷۱، ۳۳۷۳، ۳۳۷۷، ۳۳۹۶، ۳۵۷۴، ۳۶۲۳،
۳۶۲۶، ۳۶۳۴، ۳۶۳۸، ۳۶۴۰، ۳۶۴۵، (ج_۹)
۴۹۹۷، (ج_۱۰) ۶۴۳۰

محمد مسکین باغ دروی، خواجہ: (ج_۱۰) ۵۹۴۴

محمد مسلم سہارنپوری، مولانا (خلیفہ خواجہ فضل علی قریشی):
(ج_۱۰) ۶۰۵۶

محمد مشتاق تجاوری، مفتی: (ج_۹) ۵۰۸۷، ۵۱۵۴

محمد مشرف احمد، مفتی علامہ: (ج_۵) ۲۹۰۴، (ج_۶)
۳۳۷۶، ۳۳۸۱، ۳۶۶۵، ۳۶۷۹

محمد مصری، ابو الفضل جمال الدین: (ج_۵) ۲۷۰۲،
(ج_۶) ۳۹۴۰

محمد مصری، ابو زہرہ: (ج_۶) ۳۹۶۲

ن

ہ

ی

Asma' al-Rijal

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدهٗ و نصلی علٰی رسوله الکریم

پروفیسر ڈاکٹر آرتھر بیولر

(وکٹوریہ یونیورسٹی، سوئٹزرلینڈ)

☆☆

خدا کرے آپ بخیریت ہوں۔ آپ کی فی سبیل اللہ مساعی جمیلہ پر بہت بہت مبارک باد۔۔۔
جہان امام ربانی کی مزید پانچ جلدیں مکمل ہونے پر مبارکباد۔ مجھے امید ہے کہ میں یہ جلدیں بھی مطالعہ کر سکوں گا۔ جہان امام ربانی کی سات جلدوں پر تأثرات لکھنا میرے لیے باعث اعزاز و اکرام ہوگا۔ آپ کی پوری زندگی اللہ کی راہ میں زندہ رہنے والی خدمت اور ذوق و شوق کی زندگی ہے جو انسانیت کو امام ربانی کے پیغام سمجھا رہی ہے۔۔۔
میں اپنی کتاب کے ایک باب میں اس عظیم الشان کام کا ذکر کروں گا جو آپ نے امام ربانی کے لیے کیا ہے۔ بدقسمتی سے مجددی حلقے کے علاوہ دوسرے حلقے ابھی بھی اس سے واقف نہیں ہیں۔ کسی بھی زبان میں کسی بھی صوفی پر اتنا عظیم الشان کام نہیں ہوا جو آپ نے کیا ہے۔ خدا کرے آپ کا یہ کام ہم سب کے لیے اور پندرہویں صدی کے بعد بھی آنے والوں کے لیے مینارۂ نور بنے۔ آمین

جذبۂ محبت اور پذیرائی کے ساتھ
آرتھر بیولر

(ای میل بنام حضرت مسعود ملت مورخہ ۲؍فروری ۲۰۰۷ء) (انگریزی سے ترجمہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

اشاریہ کتب جہان امام ربانی

☆☆

پروفیسر قاری محمد رفیق، صوفی عبدالستار طاہر، سید زبیر حسین جیلانی، حاجی امجد افضل
حاجی محمود، محمد شریف اعوان، صبا مسعودی، حنا مسعودی، کمانڈر محمد ظفر، شاہد احمد
بشریٰ، مدثر چوہدری، محمد عثمان، حافظ محمد سعید، حافظ محمد انس، محمد سجاد، محمد اشفاق
اسامہ امجد، حافظ شرافت، محمد عاطف، عامر اسلم، محمد عامر، محمد ہارون
حافظ بلال ساجد، مولانا غلام نبی، مولانا احمد صادق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ب

پ

ت

چ

خ

د

ز

ش

ص

ض

ط

ظ

ع

غ

ف

الفوائد الجلیلہ فی نظم الرسالۃ الوضعیہ:(ج۔۵)۲۶۸۸

فوائد الجلیلۃ :(ج۔۶)۳۲۰۰

الفوائد الجلیلۃ فی مسلسلات ابن عقیلۃ: (ج۔۶)۳۱۹۴، ۳۱۹۹، ۳۲۰۲، ۳۲۱۹، (ج۔۱۰)۶۳۷۸، ۶۳۸۲

الفوائد السنیہ فی الفوائد النحویہ:(ج۔۶)۳۱۸۰

فوائد الفرائد، منظومۃ فی العقائد:(ج۔۶)۳۱۷۱

فوائد الفواد: (ج۔۲) ۹۸۷، (ج۔۴) ۲۰۵۸، (ج۔۱۰) ۵۸۳۳۔۵۸۳۴

فوائد النیل بفضائل الخیل:(ج۔۶)۳۱۵۹

فوائد شریعت:(ج۔۸)۴۶۴۳

فوائد ضابطہ دراثبات رابطہ:(ج۔۱۰)۶۱۰۹

فوائد عثمانی:(ج۔۱۰)۵۹۴۲

فوائد فقیر اللہ:(ج۔۶)۳۴۳۶، ۳۵۵۹

فہارس تحلیلی ہشتگانہ مکتوبات احمد سرہندی: (ج۔۱) ۱۸۰، (ج۔۲)۷۶۹، (ج۔۵)۲۶۲۹، (ج۔۸)۴۹۱۰، (ج۔۱۰) ۶۱۶۳، ۶۲۲۶

فہرس الفہارس والاثبات ومعجم المعاجم والمشیخات والمسلسلات: (ج۔۵)۲۶۸۵، ۲۶۹۳، ۲۷۰۰، ۲۷۰۳۔۲۷۰۴، (ج۔۶)۳۱۷۳، ۳۱۷۹۔۳۱۸۰، ۳۱۹۰، ۳۲۰۱، ۳۲۰۳، ۳۲۱۰، ۳۲۱۷، ۳۲۱۹، ۳۲۳۲

فہرس الکتب العربیۃ الموجودۃ بالدارر: (ج۔۵) ۲۷۰۰، (ج۔۶)۳۲۱۹

فہرس المخطوطات العربیۃ فی مکتبۃ الاوقاف العامۃ فی بغداد:(ج۔۵)۲۷۰۰

فہرس مخطوطات الحدیث الشریف وعلومہ فی مکتبۃ الملک عبدالعزیز بالمدینۃ المنورہ: (ج۔۵) ۲۷۰۰، (ج۔۶) ۳۲۰۱، ۳۲۱۹

فہرس مخطوطات بعض المکتبات الخاصۃ فی الیمن: (ج۔۶) ۳۲۱۷، ۳۲۱۹

فہرس مخطوطات دارالکتب الظاہریۃ، قسم التصوف: (ج۔۵) ۲۷۰۰، ۲۷۰۳۔۲۷۰۴، (ج۔۶)۳۲۰۱، ۳۲۱۷، ۳۲۱۹

فہرس مخطوطات مکتبۃ مکۃ المکرمۃ: (ج۔۵) ۲۷۰۰، (ج۔۶)۳۱۶۷، ۳۱۷۳، ۳۱۹۰، ۳۲۰۲، ۳۲۱۹

الفہرست :(ج۔۵)۳۰۲۵

الفہرست (ابن ندیم):(ج۔۹)۵۱۹۶

فہرست المخطوطات العربیۃ المصورۃ الموجودۃ بمکتبۃ المخطوطات لجامعۃ الکویت:(ج۔۵)۲۷۰۰

فہرست المخطوطات دارالکتب المصریۃ : (ج۔۵)۲۷۰۰، (ج۔۶)۳۱۷۳، ۳۱۷۵، ۳۱۸۰، ۳۱۹۰، ۳۲۰۲، ۳۲۱۹، ۳۲۲۷، ۳۲۳۲

فہرست مخطوطات ورسائل سبعہ:(ج۔۱۰)۶۱۶۲

فہرست مشروح بعض کتب نفیسہ قلمیہ:(ج۔۵)۲۶۵۱

فہرس التوالیف:(ج۔۱۰)۵۷۰۷

فہرس المکتبۃ الازہریۃ:(ج۔۶)۳۲۱۷، ۳۲۱۹، ۳۲۲۷

فہرس کتب الضعفاء الکبیر:(ج۔۲)۶۴۴

فہرست تمہیدات:(ج۔۲)۶۵۰

فی ظلال القرآن:(ج۔۲)۱۱۶۳، ۱۲۱۷

فیروز اللغات:(ج۔۱)۱۹۳، (ج۔۷)۴۰۴۴

فیض الباری:(ج۔۲)۷۳۳

فیض البرکات من جن المکتوبات : (ج۔۵) ۲۶۲۰،

۱۰۶۳_۱۰۶۴، ۱۰۶۹، ۱۰۷۳، ۱۰۸۳، ۱۰۸۸، ۱۰۹۰،
۱۱۰۱، ۱۱۱۲_۱۱۱۴، ۱۱۱۸، ۱۱۲۲_۱۱۲۳، ۱۱۲۷، ۱۱۲۹_۱۱۳۰،
۱۱۴۱، ۱۱۴۵، ۱۱۴۸، ۱۱۵۰_۱۱۵۱، ۱۱۵۸_۱۱۶۰، ۱۱۶۳،
۱۱۶۶، ۱۱۶۹_۱۱۷۱، ۱۱۷۹، ۱۱۸۱_۱۱۸۲، ۱۱۹۷_۱۲۰۰،
۱۲۰۳، ۱۲۱۳، ۱۲۱۶_۱۲۱۷، ۱۲۱۹، ۱۲۲۷، ۱۲۳۴_۱۲۳۵،
۱۲۵۹_۱۲۶۲، (ج_۳) ۱۳۰۱، ۱۳۰۳، ۱۳۶۹، ۱۴۱۴،
۱۴۱۸، ۱۴۳۰، ۱۴۵۰، ۱۴۶۳، ۱۴۶۶، ۱۴۷۴_۱۴۷۵،
۱۴۹۰_۱۴۹۱، ۱۴۹۳_۱۴۹۷، ۱۴۹۹، ۱۵۰۳_۱۵۰۶،
۱۵۲۶، ۱۵۳۱، ۱۵۳۳، ۱۵۳۷، ۱۵۴۶_۱۵۴۸، ۱۵۵۰،
۱۵۶۷، ۱۵۷۲، ۱۵۷۵_۱۵۸۲، ۱۵۸۶_۱۵۸۷، ۱۵۹۰،
۱۶۲۳، ۱۶۲۶، ۱۶۳۱_۱۶۳۳، ۱۶۴۰_۱۶۴۲، ۱۶۴۴_
۱۶۴۶، ۱۶۴۹، ۱۶۵۱، ۱۶۵۴، ۱۶۵۹_۱۶۶۲، ۱۶۶۷،
۱۶۷۱_۱۶۷۳، ۱۶۸۷، ۱۶۸۹_۱۶۹۰، ۱۶۹۳، ۱۶۹۵،
۱۷۰۱_۱۷۰۲، ۱۷۱۴، ۱۷۲۰_۱۷۲۱، ۱۷۲۳، ۱۷۲۶،
۱۷۳۰، ۱۷۳۹، ۱۷۴۳، ۱۷۴۵، ۱۷۴۷، ۱۷۵۱، ۱۷۵۶_
۱۷۵۷، ۱۷۶۴، ۱۷۷۰، ۱۷۷۹_۱۷۸۰، ۱۷۸۲_
۱۷۸۳، ۱۷۸۷_۱۷۹۰، ۱۷۹۳_۱۷۹۵، ۱۷۹۷_
۱۸۰۱، ۱۸۰۵، ۱۸۱۷، ۱۸۲۳، ۱۸۲۵، ۱۸۳۵، ۱۸۳۷،
۱۸۳۹، ۱۸۴۱، ۱۸۵۶، ۱۸۶۸، ۱۸۷۰، ۱۸۷۳، ۱۸۸۸،
(ج_۴) ۱۸۹۲، ۱۸۹۶، ۱۹۴۳_۱۹۴۶، ۱۹۵۱، ۱۹۵۵،
۱۹۵۸، ۱۹۶۰_۱۹۶۱، ۱۹۸۵؛ ۱۹۹۵، ۱۹۹۷، ۲۰۰۷،
۲۰۱۲، ۲۰۱۹، ۲۰۳۷، ۲۰۴۳، ۲۰۵۳، ۲۰۶۰_۲۰۶۲،
۲۰۶۵، ۲۱۱۶، ۲۱۲۲_۲۱۲۳، ۲۱۳۱، ۲۱۳۶، ۲۱۵۴، ۲۱۵۹،
۲۱۷۲، ۲۱۸۴، ۲۱۹۳، ۲۲۰۱، ۲۲۰۵، ۲۲۱۱، ۲۲۲۴، ۲۲۲۸،
۲۲۳۱، ۲۲۳۴، ۲۲۳۸، ۲۲۴۱، ۲۲۵۴، ۲۲۶۵_۲۲۶۶،
۲۲۷۰_۲۲۷۲، ۲۲۷۵، ۲۲۸۰، ۲۲۸۲، ۲۲۸۴، ۲۲۸۷،
۲۲۹۳، ۲۲۹۶، ۲۲۹۸_۲۲۹۹، ۲۳۰۱، ۲۳۰۵، ۲۳۰۷_
۲۳۰۹، ۲۳۱۵، ۲۳۱۸_۲۳۳۲، ۲۳۳۴_۲۳۳۵،
۲۳۳۹_۲۳۴۰، ۲۳۴۲، ۲۳۴۴، ۲۳۴۷_۲۳۴۸،

۲۳۵۱، ۲۳۶۱_۲۳۶۳، ۲۳۶۹_۲۳۷۱، ۲۳۷۴،
۲۳۸۴، ۲۳۹۴، ۲۴۰۱، ۲۴۰۴، ۲۴۱۴، ۲۴۱۸، ۲۴۲۰،
۲۴۲۷، ۲۴۴۱، ۲۴۵۰، ۲۴۵۸_۲۴۵۹، ۲۴۷۰، ۲۴۸۲،
۲۴۸۵، ۲۴۸۸، ۲۴۹۱، ۲۵۰۲، ۲۵۰۵، ۲۵۰۷، ۲۵۲۴،
۲۵۲۸، (ج_۵) ۲۵۳۹، ۲۵۵۳، ۲۵۵۶، ۲۵۶۱، ۲۵۹۰،
۲۵۹۷، ۲۵۹۹، ۲۶۱۷_۲۶۱۸، ۲۶۲۱، ۲۶۲۵، ۲۶۳۲،
۲۶۴۱، ۲۶۵۸، ۲۶۷۰، ۲۶۹۱_۲۶۹۲، ۲۶۹۴، ۲۷۰۴،
۲۷۰۶، ۲۷۰۹، ۲۷۱۲، ۲۷۱۶، ۲۷۱۹، ۲۷۲۳، ۲۷۳۲،
۲۷۳۴، ۲۷۵۳، ۲۷۵۵، ۲۷۵۷، ۲۷۶۰، ۲۷۶۲،
۲۷۶۵_۲۷۶۶، ۲۷۷۰_۲۷۷۲، ۲۷۹۴، ۲۸۲۴،
۲۸۲۶، ۲۸۳۷، ۲۸۴۳، ۲۸۶۵_۲۸۶۷، ۲۸۷۰،
۲۸۸۷، ۲۹۱۴_۲۹۱۵، ۲۹۱۸، ۲۹۲۲، ۲۹۳۱، ۲۹۳۴،
۲۹۵۴، ۲۹۵۶، ۲۹۱۳، ۲۹۷۲، ۲۹۷۷، ۲۹۸۰_
۲۹۸۱، ۲۹۸۵، ۲۹۸۹_۲۹۹۰، ۲۹۹۵، ۳۰۰۸، ۳۰۱۴_
۳۰۱۵، ۳۰۵۰_۳۰۵۱، ۳۰۵۶، ۳۰۷۲، ۳۰۷۶_
۳۰۷۷، ۳۰۷۹، ۳۰۸۳، ۳۰۹۴، ۳۰۹۷، ۳۰۹۹، ۳۱۰۱،
۳۱۰۸، (ج_۶) ۳۱۲۸، ۳۱۳۶، ۳۱۴۰، ۳۱۴۵، ۳۱۵۹،
۳۱۷۵_۳۱۷۶، ۳۱۸۰، ۳۱۸۴، ۳۱۸۶_۳۱۸۷،
۳۱۹۳، ۳۱۹۵، ۳۱۹۷، ۳۲۲۸، ۳۲۳۰، ۳۲۳۳،
۳۲۵۶، ۳۲۶۵، ۳۲۶۸_۳۲۷۰، ۳۲۹۸، ۳۳۲۵_
۳۳۲۶، ۳۳۳۰، ۳۳۳۴، ۳۳۴۲، ۳۳۴۷، ۳۳۴۹،
۳۳۵۸، ۳۳۶۱، ۳۳۶۳_۳۳۶۴، ۳۳۷۲، ۳۳۸۱_
۳۳۸۲، ۳۳۸۶_۳۳۸۷، ۳۳۸۹، ۳۳۹۷، ۳۴۱۱،
۳۴۳۴، ۳۴۳۸، ۳۴۴۵، ۳۴۴۸، ۳۴۵۳، ۳۴۵۷،
۳۴۶۷، ۳۴۶۹، ۳۴۸۰، ۳۵۲۵، ۳۵۳۱، ۳۵۳۳_
۳۵۳۴، ۳۵۴۳، ۳۵۴۶، ۳۵۷۶، ۳۵۸۶، ۳۵۸۹،
۳۵۹۴، ۳۵۹۸، ۳۶۲۷، ۳۶۳۵، ۳۶۳۹، ۳۶۴۵،
۳۶۴۸، ۳۶۵۰_۳۶۵۱، ۳۶۶۰، ۳۶۶۷، ۳۶۷۳،
۳۶۷۹، ۳۶۸۰_۳۶۸۱، ۳۶۸۳، ۳۶۹۷_۳۶۹۸،

۳۷۱۶، ۳۷۲۰، ۳۷۳۰، ۳۷۳۲_۳۷۳۳، ۳۷۳۵_
۳۷۴۷، ۳۷۸۰، ۳۷۸۳، ۳۸۰۰، ۳۸۰۶، ۳۸۰۹،
۳۸۱۳، ۳۸۱۹_۳۸۲۱، ۳۸۲۳، ۳۸۳۲، ۳۸۳۷،
۳۸۳۹، ۳۸۴۳_۳۸۴۴، ۳۸۴۸_۳۸۴۹، ۳۸۵۲،
۳۸۵۸_۳۸۶۰، ۳۸۶۳، ۳۸۶۵، ۳۸۷۱، ۳۸۷۳،
۳۸۷۶، ۳۸۷۸، ۳۸۹۰، ۳۸۹۳، ۳۹۱۲، ۳۹۱۶،
۳۹۱۹_۳۹۲۱، ۳۹۲۳، ۳۹۲۵، ۳۹۳۰، ۳۹۳۳،
۳۹۷۷، (ح_۷) ۳۹۹۰، ۳۹۹۹_۴۰۰۰، ۴۰۰۷،
۴۰۱۶، ۴۰۱۸_۴۰۱۹، ۴۰۲۱_۴۰۲۲، ۴۰۲۸_۴۰۲۹،
۴۰۳۶_۴۰۳۷، ۴۰۴۰، ۴۰۴۲، ۴۰۴۳_۴۰۴۷، ۴۰۵۲_
۴۰۵۳، ۴۰۶۳_۴۰۶۵، ۴۰۶۹، ۴۰۸۳_۴۰۸۶، ۴۱۰۰،
۴۱۰۲، ۴۱۰۵_۴۱۰۸، ۴۱۱۰_۴۱۱۱، ۴۱۱۳_۴۱۱۶، ۴۱۲۵_
۴۱۲۸، ۴۱۳۶، ۴۱۳۹، ۴۱۴۰_۴۱۴۱، ۴۱۵۰_۴۱۵۲،
۴۱۵۴، ۴۱۵۶، ۴۱۶۳، ۴۱۶۶، ۴۱۶۸، ۴۱۷۲_
۴۱۷۳، ۴۱۷۶، ۴۱۸۳_۴۱۸۴، ۴۱۸۶، ۴۱۹۹، ۴۲۰۴،
۴۲۰۸_۴۲۱۰، ۴۲۱۲، ۴۲۲۳، ۴۲۲۷_۴۲۳۰، ۴۲۳۲_
۴۲۳۳، ۴۲۳۷، ۴۲۳۹_۴۲۵۰، ۴۲۵۲_۴۲۵۳،
۴۲۵۵_۴۲۵۸، ۴۲۶۰، ۴۲۶۳_۴۲۶۹، ۴۲۷۲_
۴۲۷۳، ۴۲۷۶_۴۲۷۸، ۴۳۰۱، ۴۳۱۳_۴۳۱۴،
۴۳۱۶، ۴۳۱۸، ۴۳۳۵، ۴۳۹۷، ۴۴۰۹، ۴۴۱۳،
۴۴۱۸، ۴۴۲۶، ۴۴۳۱، ۴۴۳۳، ۴۴۳۷، ۴۴۳۹_
۴۴۴۱، ۴۴۵۴، ۴۴۵۷، ۴۴۶۴، (ح_۸)۴۴۸۱، ۴۴۸۴،
۴۴۸۶، ۴۴۹۵، ۴۵۰۲_۴۵۰۴، ۴۵۰۸، ۴۵۱۲، ۴۵۲۵،
۴۵۳۰_۴۵۳۱، ۴۵۳۳_۴۵۳۵، ۴۵۳۸، ۴۵۴۶،
۴۵۵۸، ۴۵۶۹_۴۵۷۱، ۴۵۸۱، ۴۵۸۴_۴۵۸۵،
۴۵۸۷، ۴۵۹۳_۴۵۹۶، ۴۶۰۰، ۴۶۰۲، ۴۶۰۵،
۴۶۰۷، ۴۶۱۱_۴۶۱۲، ۴۶۱۵، ۴۶۱۸، ۴۶۲۰، ۴۶۲۶_
۴۶۲۷، ۴۶۳۲، ۴۶۴۸، ۴۶۵۴، ۴۶۵۶، ۴۶۶۰،
۴۶۶۷، ۴۶۷۲، ۴۶۷۶، ۴۶۷۸، ۴۶۸۰، ۴۶۸۰،

۴۶۸۲_۴۶۸۵، ۴۶۸۹، ۴۶۹۷_۴۶۹۸، ۴۷۰۱_
۴۷۰۲، ۴۷۰۷، ۴۷۰۹، ۴۷۱۱، ۴۷۱۵_۴۷۱۶، ۴۷۱۸،
۴۷۲۳، ۴۷۳۳، ۴۷۴۰، ۴۷۴۲، ۴۷۴۵_۴۷۴۸،
۴۷۵۱، ۴۷۵۴، ۴۷۵۸_۴۷۵۹، ۴۷۶۳_۴۷۶۶،
۴۷۶۸_۴۷۷۰، ۴۷۸۳، ۴۷۸۸_۴۷۸۹، ۴۷۹۱،
۴۷۹۴، ۴۷۹۶_۴۷۹۷، ۴۷۹۹_۴۸۰۰، ۴۸۰۲،
۴۸۰۴، ۴۸۰۶، ۴۸۰۹_۴۸۱۰، ۴۸۱۲، ۴۸۱۵، ۴۸۱۷_
۴۷۲۰، ۴۸۲۳، ۴۸۲۶ _ ۴۸۲۸، ۴۸۳۱_۴۸۳۲،
۴۸۳۶، ۴۸۵۲، ۴۸۷۲، ۴۸۹۸، ۴۹۰۰ _ ۴۹۰۱،
۴۹۰۸، ۴۹۱۷، ۴۹۱۹_۴۹۲۰، ۴۹۲۲، ۴۹۲۶، ۴۹۲۸_
۴۹۳۰، ۴۹۳۳، ۴۹۳۵_۴۹۳۶، ۴۹۴۱، ۴۹۴۳،
۴۹۴۶، ۴۹۵۰، ۴۹۵۴، ۴۹۵۶، ۴۹۶۰_۴۹۶۲،
۴۹۶۶، ۴۹۷۱_۴۹۷۲، ۴۹۷۴، ۴۹۷۷، ۴۹۸۰،
۴۹۸۵، (ح_۹) ۴۹۹۸، ۵۰۱۵، ۵۰۱۸، ۵۰۳۷،
۵۰۴۱، ۵۰۴۹، ۵۰۷۴، ۵۰۷۶، ۵۰۸۰، ۵۰۹۰،
۵۰۹۵، ۵۰۹۸، ۵۱۱۱، ۵۱۲۰، ۵۱۳۰، ۵۱۳۳، ۵۱۵۰،
۵۱۶۴، ۵۱۶۶، ۵۱۷۴_۵۱۷۵، ۵۱۷۷_۵۱۷۹،
۵۱۸۵، ۵۱۹۱_۵۱۹۲، ۵۱۹۵_۵۱۹۶، ۵۱۹۸_۵۱۹۹،
۵۲۰۴، ۵۲۰۶_۵۲۰۹، ۵۲۱۷، ۵۲۲۴_۵۲۲۵،
۵۲۲۷_۵۲۳۰، ۵۲۳۳_۵۲۳۵، ۵۲۴۴_۵۲۴۵،
۵۲۴۸_۵۲۴۹، ۵۲۵۱، ۵۲۵۳، ۵۲۵۶، ۵۲۵۸_
۵۲۶۱، ۵۲۶۳_۵۲۶۴، ۵۲۶۷، ۵۲۶۹، ۵۲۷۳،
۵۲۸۳_۵۲۸۴، ۵۲۸۷_۵۲۹۱، ۵۲۹۶_۵۲۹۸،
۵۳۰۰_۵۳۰۱، ۵۳۰۴، ۵۳۰۶، ۵۳۰۹_۵۳۱۰،
۵۳۱۲_۵۳۱۳، ۵۳۱۶، ۵۳۱۸_۵۳۲۰، ۵۳۲۲،
۵۳۲۴، ۵۳۳۲_۵۳۳۴، ۵۳۳۶، ۵۳۴۸_۵۳۴۹،
۵۳۶۲_۵۳۶۳، ۵۳۶۵_۵۳۶۶، ۵۳۶۸، ۵۳۷۲،
۵۳۹۰، ۵۳۹۳، ۵۳۹۵، ۵۳۹۷، ۵۴۰۵_۵۴۰۶،
۵۴۱۰، ۵۴۱۳، ۵۴۱۵، ۵۴۱۸، ۵۴۲۰_۵۴۲۱، ۵۴۲۳،

گ

ل

م

۱۰۷، ۱۰۹_۱۱۰، ۲۰۵، ۲۵۲_۲۵۳، ۲۸۵، ۲۸۸، ۳۲۹_
۳۳۰، ۳۴۰، ۳۴۶، (ج_۲) ۵۱۱_۵۱۲، ۵۱۶، ۵۱۹، ۵۲۰_
۵۲۵_۵۲۸، ۵۳۰_۵۳۱، ۵۳۳، ۵۳۶، ۵۳۸_۵۳۹،
۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۶، ۵۵۰، ۵۵۳، ۵۵۶_۵۵۷، ۵۶۰،
۵۶۳، ۵۶۵_۵۶۹، ۵۷۲، ۵۷۵_۵۷۶، ۵۷۸،
۵۸۰_۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۵_۵۸۷، ۵۸۸_۵۹۱، ۵۹۲،
۵۹۵_۵۹۷، ۵۹۹_۶۰۱، ۶۰۳، ۶۰۶، ۶۰۸_۶۱۲،
۶۱۵_۶۱۶، ۶۱۸، ۶۲۰_۶۲۱، ۶۲۳، ۶۲۶، ۶۲۸، ۶۳۱_
۶۳۲، ۶۴۱، ۶۵۷، ۶۶۳، ۶۶۶، ۶۶۹، ۶۹۳، ۷۱۵،
۷۲۶_۷۳۵، ۷۳۷، ۷۵۳، ۷۵۶، ۷۶۰، ۷۶۳،
۷۶۸_۷۷۱، ۷۷۷، ۷۸۰_۷۸۱، ۷۸۳، ۷۹۲، ۸۰۱_
۸۰۷، ۸۰۹، ۸۱۱_۸۱۲، ۸۱۳_۸۱۶، ۸۱۸، ۸۲۲، ۸۲۵،
۸۳۳، ۸۵۵_۸۶۸، ۸۷۰_۸۷۲، ۸۸۵_۸۸۶،
۹۱۹_۹۲۰، ۹۲۸_۹۳۳، ۹۵۵، ۹۸۱، ۹۸۹، ۹۹۸، ۱۰۱۳،
۱۰۱۷، ۱۰۲۳، ۱۰۳۰_۱۰۳۲، ۱۰۳۵، ۱۰۴۳، ۱۰۸۸،
۱۰۹۲_۱۰۹۳، ۱۰۹۷_۱۰۹۸، ۱۱۰۰، ۱۱۰۲_۱۱۰۵، ۱۱۱۵،
۱۱۲۱، ۱۱۲۶، ۱۱۲۹_۱۱۳۰، ۱۱۴۱، ۱۱۶۶_۱۱۶۷، ۱۱۸۵،
۱۱۸۸، ۱۱۹۰، ۱۱۹۷، ۱۲۱۵_۱۲۱۶، ۱۲۱۸_۱۲۲۳، ۱۲۳۶،
(ج_۳) ۱۲۷۳، ۱۲۸۱، ۱۲۸۴، ۱۲۹۵_۱۲۹۷، ۱۳۶۴،
۱۳۷۰، ۱۳۷۲، ۱۳۷۸_۱۳۷۹، ۱۳۸۱، ۱۳۸۳_۱۳۸۴،
۱۳۹۲_۱۳۹۳، ۱۴۰۰_۱۴۰۱، ۱۴۰۴_۱۴۰۶، ۱۴۱۶_
۱۴۲۱، ۱۴۲۳_۱۴۲۵، ۱۴۲۷_۱۴۲۹، ۱۴۳۱_۱۴۳۵،
۱۴۳۷_۱۴۳۹، ۱۴۴۲، ۱۴۴۸، ۱۴۵۱، ۱۴۵۸_۱۴۵۹،
۱۵۱۳_۱۵۲۵، ۱۵۲۷، ۱۵۲۹_۱۵۳۱، ۱۵۳۳_۱۵۳۷،
۱۵۴۹_۱۵۵۰، ۱۵۵۳_۱۵۵۶، ۱۵۶۴_۱۵۶۶، ۱۵۶۸،
۱۵۹۲_۱۵۹۵، ۱۵۹۷، ۱۶۰۰، ۱۶۰۴_۱۶۰۵، ۱۶۱۲_
۱۶۱۳، ۱۶۱۵، ۱۶۱۷، ۱۶۱۹، ۱۶۲۴، ۱۶۳۲، ۱۶۵۷_۱۶۶۳،
۱۶۷۴_۱۶۸۶، ۱۶۸۸، ۱۶۹۰_۱۶۹۲، ۱۶۹۵_۱۶۹۹،
۱۷۰۱_۱۷۰۴، ۱۷۰۸_۱۷۰۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۲، ۱۷۲۷،

۱۷۵۵، ۱۷۶۵_۱۷۷۰، ۱۷۷۴، ۱۷۷۶، ۱۷۸۵_
۱۷۸۶، ۱۸۰۹، ۱۸۲۸_۱۸۳۴، ۱۸۳۷، ۱۸۶۹_۱۸۷۰،
(ج_۴) ۱۹۱۴، ۱۹۲۸، ۱۹۳۳، ۱۹۳۵، ۱۹۳۸_
۱۹۳۹، ۱۹۴۱، ۱۹۴۴، ۱۹۵۱، ۱۹۵۵، ۱۹۵۷، ۱۹۶۰،
۱۹۶۷، ۱۹۷۵، ۱۹۷۷، ۱۹۸۱_۱۹۸۲، ۱۹۸۵_۱۹۸۶،
۲۰۱۶، ۲۰۳۳، ۲۰۳۶_۲۰۳۸، ۲۰۴۲، ۲۰۶۸_۲۰۷۰،
۲۱۱۱، ۲۱۲۰، ۲۱۲۹، ۲۱۳۱، ۲۱۳۹، ۲۱۴۹، ۲۱۵۸، ۲۱۶۸_
۲۱۷۰، ۲۲۰۷، ۲۲۱۰_۲۲۱۲، ۲۲۱۷، ۲۲۱۹_۲۲۲۰،
۲۲۲۹، ۲۲۳۶، ۲۲۷۱، ۲۲۷۳، ۲۲۸۱، ۲۲۸۶، ۲۲۸۹،
۲۳۱۶، ۲۳۲۴، ۲۳۲۷، ۲۳۶۱، ۲۳۶۷، ۲۳۸۴_
۲۳۸۵، ۲۳۸۹، ۲۳۹۶، ۲۴۰۶_۲۴۰۷، ۲۴۰۹_۲۴۱۵،
۲۴۱۷، ۲۴۱۸_۲۴۲۰_۲۴۳۹، ۲۴۴۲، ۲۴۴۴، ۲۴۴۷_
۲۴۴۸، ۲۴۵۱، ۲۴۵۳_۲۴۵۵، ۲۴۹۱، ۲۴۹۸، ۲۵۲۵_
۲۵۲۶، (ج_۵) ۲۵۳۶_۲۵۳۷، ۲۵۴۳، ۲۵۵۲،
۲۵۵۶_۲۵۶۷، ۲۵۷۱، ۲۵۷۳_۲۵۷۶، ۲۵۷۸،
۲۵۸۷، ۲۵۹۲_۲۵۹۳، ۲۶۰۰، ۲۶۰۲_۲۶۰۳، ۲۶۰۶،
۲۶۱۱، ۲۶۱۳_۲۶۲۱، ۲۶۲۸_۲۶۳۲، ۲۶۳۳_۲۶۳۶،
۲۶۳۹_۲۶۴۰، ۲۶۴۳_۲۶۴۹، ۲۶۵۲_۲۶۷۰،
۲۶۷۲_۲۶۷۹، ۲۶۹۳، ۲۶۹۸، ۲۷۰۱، ۲۷۱۰، ۲۷۱۳،
۲۷۱۶، ۲۷۱۹_۲۷۲۵، ۲۷۲۷، ۲۷۳۰_۲۷۳۲، ۲۷۳۵_
۲۷۳۶، ۲۷۳۹، ۲۷۴۲، ۲۷۴۷، ۲۷۵۱، ۲۷۵۵، ۲۷۶۱،
۲۷۴۳، ۲۷۷۲_۲۷۸۰، ۲۷۸۲، ۲۷۸۹، ۲۷۹۱_۲۷۹۲،
۲۷۹۸، ۲۸۰۱، ۲۸۰۳_۲۸۰۵، ۲۸۱۳، ۲۸۱۶_۲۸۱۷،
۲۸۲۰_۲۸۲۴، ۲۸۳۳، ۲۸۵۷_۲۸۵۸، ۲۸۶۵_
۲۸۶۷، ۲۸۷۵، ۲۸۷۹، ۲۸۸۴، ۲۸۸۶_۲۸۸۷،
۲۸۹۰_۲۸۹۲، ۲۸۹۳_۲۸۹۵، ۲۹۰۰_۲۹۰۱، ۲۹۰۸،
۲۹۱۱_۲۹۱۲، ۲۹۱۸، ۲۹۲۲_۲۹۲۳، ۲۹۲۷، ۲۹۳۱_
۲۹۳۳، ۲۹۴۱_۲۹۴۳، ۲۹۴۵_۲۹۴۶، ۲۹۵۰،
۲۹۷۳_۲۹۷۵، ۲۹۷۷، ۲۹۸۳، ۳۰۰۷_۳۰۱۳،

۳۰۱۵ _ ۳۰۱۸، ۳۰۲۱، ۳۰۲۵ _ ۳۰۲۶، ۳۰۲۹، ۳۰۴۱ _
۳۰۴۲، ۳۰۴۴، ۳۰۵۷، ۳۰۶۸، ۳۰۷۲ _ ۳۰۷۳،
۳۰۷۵، ۳۰۷۷، ۳۰۸۱ _ ۳۰۸۲، ۳۰۹۵، ۳۱۰۲، (ج_۶)
۳۱۴۰، ۳۱۴۲ _ ۳۱۴۳، ۳۱۵۲، ۳۱۵۵، ۳۱۶۶، ۳۲۲۶،
۳۳۴۳، ۳۳۵۱، ۳۳۵۴، ۳۳۵۶، ۳۳۹۵، ۳۴۱۲،
۳۴۴۶ _ ۳۴۴۷، ۳۴۴۵، ۳۵۹۹، ۳۶۲۵، ۳۶۴۳،
۳۶۷۴، ۳۶۸۵، ۳۷۸۲، ۳۸۴۸، ۳۸۷۵، ۳۹۱۹،
(ج_۷) ۴۰۰۵، ۴۰۰۸ _ ۴۰۰۹، ۴۰۱۱، ۴۰۱۴، ۴۰۳۶،
۴۰۶۲، ۴۰۶۵، ۴۰۷۷، ۴۰۸۳ _ ۴۰۸۴، ۴۱۴۹ _ ۴۱۵۰،
۴۱۶۲ _ ۴۱۶۳، ۴۱۶۹ _ ۴۱۷۰، ۴۱۷۳، ۴۱۷۷ _
۴۱۷۸، ۴۱۸۰، ۴۱۸۲ _ ۴۱۹۸، ۴۲۰۲ _ ۴۲۰۵، ۴۲۰۹ _
۴۲۲۰، ۴۲۳۰ _ ۴۲۳۲، ۴۲۴۹ _ ۴۲۵۰، ۴۲۷۷ _
۴۲۷۸، ۴۲۸۰ _ ۴۲۸۱، ۴۲۸۳، ۴۲۸۷ _ ۴۲۸۸،
۴۲۹۲ _ ۴۲۹۷، ۴۲۹۹ _ ۴۳۰۰، ۴۳۰۳، ۴۳۰۵،
۴۳۰۷ _ ۴۳۰۸، ۴۳۱۰، ۴۳۱۲ _ ۴۳۱۳، ۴۳۲۲ _
۴۳۳۵، ۴۳۴۷ _ ۴۳۸۵، ۴۳۸۷ _ ۴۴۱۵، ۴۴۲۳،
۴۴۳۱، ۴۴۳۴، ۴۴۳۶، ۴۴۳۹، ۴۴۴۶، ۴۴۴۸ _
۴۴۴۹، ۴۴۵۱، ۴۴۵۵ _ ۴۴۵۷، ۴۴۶۱ _ ۴۴۶۳،
۴۴۶۶، ۴۴۷۱ _ ۴۴۷۳، ۴۴۷۸، ۴۴۷۹، (ج_۸)
۴۴۸۸ _ ۴۴۸۹، ۴۵۰۰ _ ۴۵۰۲، ۴۵۰۴، ۴۵۱۷،
۴۵۱۹ _ ۴۵۲۰، ۴۵۲۴، ۴۵۲۷، ۴۵۲۹، ۴۵۳۱ _ ۴۵۳۴،
۴۵۳۷، ۴۵۳۹، ۴۵۴۱، ۴۵۴۴، ۴۵۴۶ _ ۴۵۴۸،
۴۵۵۰ _ ۴۵۵۱، ۴۵۵۳، ۴۵۵۸ _ ۴۵۵۹، ۴۵۶۰،
۴۵۶۳ _ ۴۵۶۷، ۴۵۷۵ _ ۴۵۷۷، ۴۵۸۰ _ ۴۵۸۳،
۴۵۸۵، ۴۵۹۴، ۴۵۹۶، ۴۵۹۸، ۴۶۰۱، ۴۶۰۳،
۴۶۰۷، ۴۶۰۹، ۴۶۲۲، ۴۶۲۵، ۴۶۳۳، ۴۶۳۵،
۴۶۳۸، ۴۶۴۲، ۴۶۴۴، ۴۶۴۶ _ ۴۶۴۷، ۴۶۵۱،
۴۶۴۵، ۴۶۵۵، ۴۶۵۸ _ ۴۶۵۹، ۴۶۶۱ _ ۴۶۷۲،
۴۶۷۴ _ ۴۶۷۷، ۴۶۷۹، ۴۶۸۱ _ ۴۶۸۳، ۴۶۸۴ _ ۴۶۸۴،

۴۶۸۶، ۴۶۸۸ _ ۴۶۸۹، ۴۶۹۲، ۴۶۹۴ _ ۴۷۱۷،
۴۷۲۱، ۴۷۲۳ _ ۴۷۲۸، ۴۷۳۰ _ ۴۷۳۱، ۴۷۳۳،
۴۷۳۷، ۴۷۳۹، ۴۷۴۱ _ ۴۷۴۴، ۴۷۴۶ _ ۴۷۴۷،
۴۷۴۹، ۴۷۵۱، ۴۷۵۳ _ ۴۷۵۷، ۴۷۶۱ _ ۴۷۶۳،
۴۷۷۰، ۴۷۹۱ _ ۴۷۹۲، ۴۸۰۳ _ ۴۸۰۴، ۴۸۰۸ _
۴۸۰۹، ۴۸۱۲ _ ۴۸۱۴ ۴۸۲۲ _ ۴۸۳۳، ۴۸۴۴، ۴۸۶۱،
۴۸۹۱، ۴۹۰۱، ۴۹۰۳ _ ۴۹۰۵، ۴۹۰۷ _ ۴۹۰۹، ۴۹۱۳ _
۴۹۱۶، ۴۹۱۸ _ ۴۹۱۹، ۴۹۲۱ _ ۴۹۲۲، ۴۹۲۶، ۴۹۳۳،
۴۹۳۵، ۴۹۳۸، ۴۹۵۳ _ ۴۹۵۵، ۴۹۷۰ _ ۴۹۷۱،
۵۰۰۷، ۵۰۱۰ _ ۵۰۱۱، ۵۰۱۳ _ ۵۰۱۴، ۵۰۱۶، ۵۰۲۴،
۵۰۲۶، ۵۰۳۲، ۵۰۳۴، ۵۰۳۸، ۵۰۴۶، ۵۰۶۳،
۵۰۶۵ _ ۵۰۶۷، ۵۰۶۹، ۵۰۷۳، ۵۰۷۷ _ ۵۰۷۹،
۵۰۸۱ _ ۵۰۸۵، ۵۰۸۷، ۵۰۸۹ _ ۵۰۹۰، ۵۰۹۲،
۵۰۹۵ _ ۵۰۹۶، ۵۱۰۱، ۵۱۱۱ _ ۵۱۱۲، ۵۱۱۴ _ ۵۱۱۵،
۵۱۱۸ _ ۵۱۱۹، ۵۱۲۲، ۵۱۲۷، ۵۱۳۱، ۵۱۳۴، ۵۱۳۷ _
۵۱۳۸، ۵۱۴۰، ۵۱۴۸ _ ۵۱۵۲، ۵۱۵۴، ۵۱۵۷، ۵۱۶۰ _
۵۱۶۲، ۵۱۶۸، ۵۱۷۹ _ ۵۱۸۳، ۵۱۸۹، ۵۱۹۱، ۵۱۹۷ _
۵۱۹۸، ۵۲۰۱ _ ۵۲۰۳، ۵۲۱۴ _ ۵۲۱۵، ۵۲۲۲، ۵۲۲۸،
۵۲۳۰، ۵۲۴۲ _ ۵۲۴۴، ۵۲۴۹، ۵۲۵۳ _ ۵۲۵۴،
۵۲۵۹ _ ۵۲۶۰، ۵۲۶۸، ۵۲۷۲، ۵۲۷۴ _ ۵۲۷۷،
۵۲۷۹، ۵۲۸۱، ۵۲۸۳ _ ۵۲۸۴، ۵۲۸۸، ۵۲۹۰، ۵۲۹۴،
۵۲۹۸ _ ۵۳۰۵، ۵۳۰۹ _ ۵۳۱۱، ۵۳۱۳ _ ۵۳۱۶،
۵۳۲۲ _ ۵۳۲۴، ۵۳۲۶ _ ۵۳۲۹، ۵۳۳۲، ۵۳۳۴ _
۵۳۳۵، ۵۳۳۷ _ ۵۳۳۸، ۵۳۴۱ _ ۵۳۴۲، ۵۳۴۵ _
۵۳۴۷، ۵۳۵۲ _ ۵۳۵۷، ۵۳۶۱، ۵۳۶۴ _ ۵۳۶۶،
۵۳۷۱، ۵۳۸۵، ۵۳۸۸، ۵۳۹۰ _ ۵۳۹۲، ۵۳۹۷ _
۵۴۰۲، ۵۴۰۴، ۵۴۱۰، ۵۴۱۳، ۵۴۱۵ _ ۵۴۱۶، ۵۴۱۸ _
۵۴۲۰، ۵۴۲۲ _ ۵۴۲۴، ۵۴۲۷، ۵۴۲۹ _ ۵۴۳۱،
۵۴۵۱ _ ۵۴۵۲، ۵۴۵۴ _ ۵۴۵۵، ۵۴۶۴، ۵۴۷۷ _

۵۴۸۱، ۵۴۸۴، ۵۴۸۹، ۵۴۹۱ـ ۵۴۹۴، ۵۴۹۶ـ ۵۴۹۹، ۵۵۰۵، ۵۵۰۷، ۵۵۱۶ـ ۵۵۲۱، ۵۵۲۶ـ ۵۵۲۸، ۵۵۶۹، ۵۵۸۲، (ج۔۱۰) ۵۵۹۳، ۵۶۳۱، ۵۶۵۶، ۵۶۶۸ـ ۵۶۶۹، ۵۶۷۴، ۵۶۹۱ـ ۵۶۹۲، ۵۶۹۴، ۵۷۰۵ـ ۵۷۰۷، ۵۷۰۹ـ ۵۷۱۰، ۵۷۲۱، ۵۷۲۳، ۵۷۶۰، ۵۷۶۶، ۵۷۶۸، ۵۷۷۰ـ ۵۷۷۲، ۵۷۹۱، ۵۷۹۵، ۵۸۳۹، ۵۸۸۵، ۵۹۲۵، ۶۱۲۵، ۶۱۶۲ـ ۶۱۶۴، ۶۱۷۰، ۶۱۹۳، ۶۱۹۵، ۶۱۹۸ـ ۶۲۰۱، ۶۲۱۲ـ ۶۲۱۸، ۶۲۲۷

مکتوبات پیر محمد راشد: (ج۔۶) ۳۴۳۲، ۳۴۴۲، ۳۵۷۰،

مکتوبات تحفہ زوّاریہ: (ج۔۱۰) ۶۱۰۹

مکتوبات حاجی دوست محمد قندھاری: (ج۔۱۰) ۵۸۴۹ـ ۵۸۵۰

مکتوبات خواجہ باقی باللہ: (ج۔۶) ۳۳۳۹، ۳۴۴۴، (ج۔۷) ۴۱۲۲ـ ۴۱۲۳، ۴۱۴۸، (ج۔۹) ۵۲۳۳ـ ۵۲۳۵، ۵۲۴۸

مکتوبات خواجہ سیف الدین: (ج۔۵) ۲۶۶۳، ۲۷۶۳، ۲۷۶۲، (ج۔۹) ۵۵۳۷، ۵۵۴۰، (ج۔۱۰) ۶۱۲۲، ۶۳۵۶، ۶۳۷۴

مکتوبات خواجہ محمد حسن مجددی: (ج۔۶) ۳۴۴۳

مکتوبات خواجہ محمد سعید: (ج۔۸) ۴۶۱۰، (ج۔۱۰) ۵۷۷۳

مکتوبات خواجہ محمد نقشبند ثانی: (ج۔۳) ۱۷۲۳

مکتوبات خواجہ محمد ہاشم کشمی بنام حضرت مجدد الف ثانی: (ج۔۹) ۵۵۸۲، (ج۔۱۰) ۵۵۹۳

مکتوبات خواجہ معین الدین چشتی: (ج۔۷) ۴۰۴۰، ۴۰۵۱

مکتوبات ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب: (ج۔۶) ۳۶۸۴

مکتوبات ڈاکٹر محمد مسعود: (ج۔۶) ۳۷۰۶

مکتوبات زوّاریہ: (ج۔۱۰) ۶۱۰۰

مکتوبات سعیدیہ: (ج۔۵) ۲۵۸۷، (ج۔۹) ۵۵۵۹

مکتوبات سیفیہ: (ج۔۳) ۱۷۲۳، (ج۔۴) ۲۲۹۰، ۲۳۱۲، ۲۳۱۵ـ ۲۳۱۷، ۲۳۱۹ـ ۲۳۲۱، ۲۳۲۳، ۲۳۲۵، ۲۳۲۷ـ ۲۳۲۸، ۲۳۳۰ـ ۲۳۳۱، ۲۳۳۳ـ ۲۳۳۶، ۲۳۳۸ـ ۲۳۳۹، ۲۳۴۳ـ ۲۳۴۶، ۲۳۴۸ـ ۲۳۵۱، (ج۔۵) ۲۵۵۳، ۲۶۶۱، (ج۔۶) ۳۱۴۲، ۳۴۴۷، (ج۔۷) ۴۰۰۹، (ج۔۸) ۴۵۰۰، (ج۔۹) ۵۰۱۲

مکتوبات شاہ فقیر اللہ علوی نقشبندی مجددی شکارپوری: (ج۔۱) ۱۱۱، (ج۔۵) ۲۶۵۰، ۲۸۱۷، (ج۔۶) ۳۴۳۵، ۳۵۵۶، ۳۵۵۹، ۳۷۰۳، (ج۔۱۰) ۶۳۷۸ـ ۶۳۸۹

مکتوبات شریف خواجہ سیف الدین: (ج۔۱) ۱۱۲، (ج۔۳) ۱۸۸۷

مکتوبات شریف قاضی احمد دمائی: (ج۔۱) ۵۶

مکتوبات شریف (خواجہ شیخ محمد عثمان دامانی): (ج۔۱۰) ۵۹۴۳

مکتوبات شریف (سید زوار حسین شاہ): (ج۔۲) ۹۳۲

مکتوبات شیخ تاج: (ج۔۷) ۴۱۴۰

مکتوبات شیخ عبدالقدوس گنگوہی: (ج۔۱۰) ۵۸۳۴

مکتوبات شیخ محدث دہلوی: (ج۔۸) ۴۷۹۱،

مکتوبات شیخ یحییٰ منیری: (ج۔۱۰) ۵۸۳۳

مکتوبات عالیہ (مولوی جعفر علی فریدی): (ج۔۱۰) ۵۹۵۹

مکتوبات قدسی آیات (امام ربانی): (ج۔۱۰) ۶۱۷۲

مکتوبات مجدد الف ثانی۔ تخریج احادیث (غیر مطبوعہ):

ن

و

السیاستہ وحی کلمات فی العالم

Asma' al-Kutub

واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشاریہ اماکن جہان امام ربانی

☆☆

محمد عاصم مسعودی، محمد سہیل، ثروت، صبا مسعودی، حنا مسعودی
سمیعہ شاہد، ربیعہ شاہد، کمانڈر محمد ظفر، شاہد احمد، بشریٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

آ

ا

ب

پ

ت

ٹ

ج

ح

خ

د

۵۰۹۵، ۵۱۳۲، ۵۵۲۹، (ج_۱۰) ۵۶۳۳، ۵۶۸۳،
۵۷۶۸، ۶۱۱۶، ۶۳۷۹

دمشق: (ج_۱) ۸۰، ۸۷، ۹۳، ۲۱۹_۲۲۰، ۳۵۸، ۱۹۳۰، (ج_۳)
۲۰۳۶، ۲۵۰۸، ۲۵۱۰، (ج_۵) ۲۶۷۳، ۲۶۷۵، ۲۶۸۱، ۲۶۸۲،
۲۶۹۳، ۲۶۹۹، ۲۷۰۰، ۲۷۰۳، ۲۸۸۳، ۲۹۸۸، (ج_۶) ۳۱۷۵،
۳۱۷۷_۳۱۷۸، ۳۱۸۰_۳۱۸۳، ۳۱۸۶_۳۱۸۹، ۳۱۹۳_
۳۱۹۶، ۳۱۹۸، ۳۲۰۰_۳۲۰۱، ۳۲۰۸_۳۲۱۱، ۳۲۲۷_۳۲۳۰،
۳۲۳۵، ۳۲۳۹، ۳۲۵۲، ۳۲۷۶_۳۲۷۹، ۳۵۹۵، ۳۷۶۰،
۳۹۲۷، ۳۹۳۰، ۳۹۵۲، ۳۹۵۵، ۳۹۶۵، ۳۹۷۰، (ج_۸)
۴۸۱۳، ۴۸۳۲، ۴۹۲۷، (ج_۹) ۵۲۷۰، ۵۲۹۶،
(ج_۱۰) ۵۶۲۸_۵۶۲۹، ۵۶۹۵، ۶۳۷۸_۶۳۷۹،
۶۳۹۲، ۶۴۰۰، ۶۴۱۲، ۶۳۹۵، ۶۳۹۷

دمیاط: (ج_۶) ۳۳۰۷

دندہ شاہ بلاول: (ج_۱۰) ۵۹۳۲، ۶۰۳۳_۶۰۳۴

دوآبہ: (ج_۶) ۳۸۹۶، (ج_۱۰) ۵۸۷۰، ۵۸۸۷

دوراجی: (ج_۸) ۴۵۷۳

دوعن: (ج_۶) ۳۳۰۲

دہر: (ج_۱۰) ۵۸۸۰

دہلی: (ج_۱) ۳، ۳۳، ۳۷، ۳۸، ۴۰، ۴۸، ۵۵، ۸۸، ۹۰، ۹۲، ۱۰۰،
۱۰۱، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۳۶، ۱۸۶، ۱۸۷، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۳۰۰، ۳۰۵،
۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۸، ۳۲۲، ۳۴۳،
۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۵، ۳۸۵، ۳۹۶،
۴۰۳، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۲، ۴۳۸، ۴۶۳، ۴۶۶، ۴۷۲،
(ج_۲) ۴۸۳، ۴۸۵، ۵۰۸، ۶۵۵، ۶۹۵، ۷۶۸، ۷۷۱، ۸۲۵،
۸۵۰، ۸۵۳، ۸۷۱، ۱۰۱۵، ۱۱۳۹، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۷،
۱۲۳۵ (ج_۳) ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۵، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۳۱۸، ۱۳۸۶،
۱۳۸۹، ۱۴۳۸، ۱۶۴۳، ۱۶۸۳۱۶۸۴، ۱۷۲۲، ۱۸۴۶، ۱۸۶۳،
۱۸۷۰، ۱۸۷۲، (ج_۴) ۱۸۹۱، ۱۹۴۲، ۱۹۴۵، ۱۹۵۱، ۱۹۸۳_۱۹۸۴،
۲۰۳۳، ۲۰۳۷، ۲۰۳۸، ۲۰۳۹، ۲۰۵۵_۲۰۵۶، ۲۰۵۹، ۲۰۶۲_
۲۰۶۳، ۲۰۸۶_۲۰۸۸، ۲۱۸۰، ۲۱۸۳، ۲۱۸۶_۲۱۸۹، ۲۲۵۲_
۲۲۵۳، ۲۲۶۳، ۲۲۹۰، ۲۳۵۷_۲۳۵۸، ۲۳۶۶، ۲۳۷۹،
۲۳۸۳، ۲۴۰۷، ۲۴۱۳، ۲۴۲۳، ۲۴۳۱، ۲۴۳۲، ۲۴۳۶، ۲۴۴۱،
۲۴۴۴، ۲۴۵۳، ۲۴۵۶، ۲۴۶۲_۲۴۶۳، ۲۴۷۴، ۲۴۷۶، ۲۴۷۸_
۲۴۸۰، ۲۴۸۶، ۲۴۹۱_۲۴۹۲، ۲۵۰۳، ۲۵۰۶، (ج_۵) ۲۵۳۱،
۲۵۵۳، ۲۵۶۹، ۲۵۷۳، ۲۵۸۰_۲۵۸۱، ۲۵۹۷، ۲۶۰۵، ۲۶۱۱،
۲۶۲۰، ۲۶۲۷، ۲۶۲۸، ۲۶۳۰، ۲۶۳۸، ۲۶۵۰، ۲۶۷۱، ۲۶۸۳_
۲۶۸۵، ۲۶۹۳_۲۶۹۶، ۲۶۹۹، ۲۷۲۵، ۲۷۲۷، ۲۷۶۲، ۲۷۸۹،
۲۷۹۳، ۲۸۱۰، ۲۸۱۳_۲۸۱۷، ۲۸۲۹، ۲۸۳۷، ۲۸۴۳، ۲۸۸۸،
۲۹۰۰، ۲۹۰۴، ۲۹۰۹_۲۹۱۰، ۲۹۱۵، ۲۹۲۳، ۲۹۲۵، ۳۰۳۰،
۳۰۹۰، ۳۱۰۹، ۳۱۱۸، (ج_۶) ۳۲۷۶، ۳۳۰۸، ۳۳۳۷،
۳۳۴۳_۳۳۴۵، ۳۳۴۹_۳۳۵۲، ۳۳۵۵_۳۳۶۰، ۳۳۶۲_
۳۳۶۳، ۳۳۶۷_۳۳۶۹، ۳۳۷۱_۳۳۷۲، ۳۳۷۶، ۳۳۷۸،
۳۳۸۱_۳۳۸۹، ۳۳۹۱_۳۳۹۲، ۳۳۹۴_۳۳۹۵، ۳۳۹۸_
۳۴۰۵، ۳۴۵۲، ۳۴۶۲، ۳۴۷۳_۳۴۷۵، ۳۴۸۶، ۳۶۲۳_
۳۶۲۴، ۳۶۳۳_۳۶۳۵، ۳۶۴۵_۳۶۴۷، ۳۶۴۹، ۳۶۷۳،
۳۶۷۶، ۳۶۷۹_۳۶۸۰، ۳۷۱۱، ۳۷۵۳، ۳۷۵۵_۳۷۵۸،
۳۷۶۰_۳۷۶۱، ۳۷۶۵_۳۷۶۶، ۳۷۷۶، ۳۷۹۳، ۳۸۱۶،
۳۸۲۲، ۳۸۵۱، ۳۸۵۷_۳۸۵۸، ۳۸۶۷، ۳۹۰۸، ۳۹۱۳_
۳۹۱۷، ۳۹۲۰، ۳۹۲۵_۳۹۲۷، ۳۹۲۹، ۳۹۳۱_۳۹۳۲،
۳۹۴۳، ۳۹۴۷، ۳۹۵۰، ۳۹۵۳، ۳۹۶۲، ۳۹۶۸، ۳۹۷۰_
۳۹۷۱، ۳۹۸۳، (ج_۷) ۳۹۸۷، ۴۰۱۰، ۴۰۱۲، ۴۱۰۳،
۴۱۳۰، ۴۱۵۷_۴۱۵۸، ۴۱۶۰، ۴۱۷۳_۴۱۷۶، ۴۲۲۱_
۴۲۲۲، ۴۲۲۴، (ج_۸) ۴۵۰۱، ۴۵۱۰، ۴۵۱۵، ۴۵۱۹_
۴۵۲۰، ۴۵۲۲_۴۵۲۳، ۴۵۷۹، ۴۶۰۴، ۴۶۱۳، ۴۶۱۸،
۴۶۲۴، ۴۷۱۴، ۴۸۲۲، ۴۸۲۴، ۴۸۶۶_۴۸۷۰،
۴۹۰۲، ۴۹۰۶_۴۹۰۹، (ج_۹) ۴۹۹۵، ۵۰۱۳،

ڈ

ز

ژ

س

سرائے اکوڑہ خٹک: ۵۸۷۱

سرآب: (ج-۶) ۴۷۱۰

سرحد: (ج-۵) ۲۸۸۲، ۳۱۱۹، (ج-۶) ۳۵۵۰، ۳۶۴۳، ۳۷۲۲،
۳_۸۳، ۳۷۹۵، ۳۸۱۳، ۳۸۱۹، ۳۸۲۲، ۳۸۲۷-۳۸۲۹،
۳۸۴۱، ۳۸۴۷، ۳۸۴۹-۳۸۵۰، ۳۸۵۲، ۳۸۵۶، ۳۸۶۱،
۳۸۶۵-۳۸۶۶، ۳۸۷۲، ۳۸۷۵، ۳۸۸۸، ۳۸۹۱، ۳۹۰۵-
۳۹۰۸، ۳۹۱۰-۳۹۱۲، ۳۹۲۳، ۳۹۲۷-۳۹۲۸، ۳۹۳۷،
(ج-۷) ۴۰۱۰، (ج-۸) ۴۵۰۱، ۴۶۱۷، (ج-۹) ۵۰۱۳،
۵۵۸۳، (ج-۱۰) ۵۵۹۳، ۵۶۱۶، ۵۷۴۳، ۵۸۶۲-
۵۸۶۳، ۵۸۶۶، ۵۸۸۰، ۵۸۹۰، ۵۹۰۳، ۵۹۲۶،
۵۹۳۰، ۵۹۳۳، ۵۹۳۶، ۵۹۳۸، ۵۹۵۲، ۵۹۵۳،
۵۹۵۷، ۶۰۶۷، ۶۱۶۳، ۶۳۱۳

سرخس (ج-۷) ۴۰۶۳

سرگودھا (ج-۶) ۳۷۶۸، ۳۷۷۰، ۳۷۷۳، ۳۷۹۵-
۳۷۹۶، ۳۷۹۸، (ج-۱۰) ۵۹۳۶

سری رنگ پٹن: (ج-۳) ۲۰۵۶

سروالہ: (ج-۱۰) ۵۸۷۳، ۵۹۲۹، ۵۹۳۰

سرہند شریف: (ج-۱) ۳، ۱۳، ۲۰، ۳۳، ۳۷، ۶۱، ۶۵، ۷۸، ۸۵،
۹۱، ۱۰۵، ۱۲۹، ۱۳۶، ۱۳۳، ۱۵۰، ۱۹۹، ۲۶۸، ۳۰۱، ۳۰۸، ۳۱۰،
۳۱۵، ۳۱۹، ۳۶۳، ۳۶۵، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۵،
۳۷۶، ۳۷۸، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲،
۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴،
۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۷-۴۱۸، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵،
۴۳۰، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۴۶، ۴۵۶، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۶،
۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، (ج-۲) ۴۸۳، ۴۹۴، ۴۹۶، ۵۰۴، ۵۰۷،
۷۶۷-۷۶۸، ۹۲۸، ۹۹۰، ۹۹۶، ۱۱۱۹، ۱۲۵۰-۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۹۲۷،
(ج-۳) ۱۲۷۷، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۵، ۱۲۸۹-۱۲۹۳، ۱۳۱۷،
۱۳۳۷، ۱۳۶۶، ۱۳۷۲، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۹-۱۳۹۱، ۱۳۹۳،
۱۴۰۳، ۱۴۲۲، ۱۴۵۱، ۱۶۴۳، ۱۷۶۴، ۱۸۳۸، ۱۸۴۲، ۱۸۴۴،
۱۸۴۶-۱۸۵۰، ۱۸۵۲-۱۸۵۳، ۱۸۵۸-۱۸۵۹، ۱۸۶۱، ۱۸۶۴،
۱۸۶۶، ۱۸۷۰، ۱۸۷۳، ۱۸۷۶-۱۸۷۹، ۱۸۸۱، (ج-۴) ۱۸۹۱،
۱۹۱۳، ۱۹۲۷، ۱۹۳۰، ۱۹۳۲، ۱۹۴۶، ۱۹۵۳، ۱۹۸۶، ۲۰۲۲، ۲۰۳۱،
۲۱۵۳، ۲۱۸۰، ۲۱۸۵، ۲۱۹۶، ۲۲۰۲، ۲۲۲۴-۲۲۲۵، ۲۲۲۷،
۲۲۵۳-۲۲۵۴، ۲۲۶۴-۲۲۶۵، ۲۲۷۳، ۲۲۷۷-۲۲۷۸، ۲۲۸۰،
۲۲۸۳، ۲۳۵۲-۲۳۵۶، ۲۳۶۱، ۲۳۶۳-۲۳۶۴، ۲۳۶۷،
۲۳۷۲، ۲۳۷۶، ۲۳۸۰، ۲۳۸۱، ۲۳۸۹، ۲۳۹۱، ۲۳۹۳، ۲۴۱۰-
۲۴۱۱، ۲۴۱۷، ۲۴۲۶، ۲۴۳۰، ۲۴۳۳، ۲۴۴۷، ۲۴۸۶، ۲۵۱۳،
۲۵۱۷-۲۵۱۹، ۲۵۲۱، (ج-۵) ۲۵۳۱، ۲۵۴۲، ۲۵۵۲، ۲۵۶۰-
۲۵۶۱، ۲۵۶۸، ۲۶۲۱، ۲۶۴۹، ۲۶۶۳، ۲۶۶۶-۲۶۶۷، ۲۶۷۳،
۲۷۱۲-۲۷۱۴، ۲۷۲۱، ۲۷۲۹-۲۷۳۰، ۲۷۳۶، ۲۷۴۳، ۲۷۷۸،
۲۷۸۳، ۲۷۹۹، ۲۸۰۰، ۲۸۰۱، ۲۸۰۶، ۲۸۲۸، ۲۸۷۱، ۲۸۷۸،
۲۸۹۳، ۲۹۱۸، ۲۹۲۳-۲۹۲۷، ۳۰۱۹، ۳۰۲۱-۳۰۲۲، ۳۰۲۷،
۳۰۲۸، ۳۰۳۰-۳۰۳۱، ۳۱۱۲-۳۱۱۶، ۳۱۱۸، (ج-۶) ۳۳۲۸،
۳۳۳۰-۳۳۳۲، ۳۳۳۵، ۳۳۵۳، ۳۳۳۷-۳۳۳۹، ۳۳۵۲،
۳۳۶۸، ۳۳۷۰، ۳۳۷۲، ۳۳۷۴، ۳۳۹۰، ۳۳۹۹، ۳۵۲۶،
۳۵۳۹، ۳۵۷۵، ۳۶۱۳-۳۶۱۴، ۳۶۹۸، ۳۷۶۴، ۳۷۶۶،
۳۷۷۶، ۳۷۸۴، ۳۷۸۸، ۳۷۹۳، ۳۸۲۲، ۳۸۲۷-۳۸۲۸،
۳۸۴۷، ۳۸۴۱-۳۸۴۲، ۳۸۴۸، ۳۸۶۰، ۳۸۶۷، ۳۸۷۲-
۳۸۷۴، ۳۸۸۴، ۳۸۸۸، ۳۸۹۹، ۳۹۱۴، ۳۹۳۵-۳۹۳۶،
۴۰۰۸، ۴۰۱۰، ۴۰۱۳، ۴۱۷۱-۴۱۷۲، ۴۱۷۵-۴۱۷۶،
۴۲۰۰، ۴۲۲۲، ۴۲۲۶، (ج-۸) ۴۳۸۲، ۴۳۹۹، ۴۵۰۱،
۴۵۰۳، ۴۵۱۰-۴۵۱۱، ۴۵۱۶-۴۵۱۸، ۴۵۲۰، ۴۵۲۲-
۴۵۴۳، ۴۵۴۹-۴۵۵۰، ۴۵۵۲، ۴۵۵۳، ۴۵۵۷،
۴۵۵۹، ۴۵۶۱-۴۵۶۳، ۴۵۶۵، ۴۵۷۳، ۴۶۰۱،
۴۶۰۵-۴۶۰۷، ۴۶۰۹، ۴۶۱۳-۴۶۱۴، ۴۷۰۰،
۴۷۳۵-۴۷۳۶، ۴۷۶۲، ۴۸۳۸، ۴۸۴۳-۴۸۴۴،

سمندری:(ج_۱۰)۶۳۳۲
سنام (ج_۹)۵۰۲۱_۵۰۲۲
سانوان:(ج_۱۰)۶۰۶۷
سنبالکہ (ج_۸)۴۶۱۳
سنبھل:(ن_۱)۳۰۵،(ن_۳)۲۳۸۶،(ج_۱۰)۵۹۲۵
سنجاوی (ن_۶)۳۷۶۰
سندھ (ن_۲)۵۰۳، ۸۳۷، (ن_۳)۲۰۳۵_۲۰۳۸، ۲۰۶۲_
۲۰۶۳، ۲۰۸۲_۲۰۸۳، ۲۲۱۹، ۲۲۳۹، ۲۲۹۰، ۲۳۱۲، ۲۳۱۵_
۲۳۱۷، ۲۳۱۹_۲۳۲۱، ۲۳۲۳_۲۳۲۵، ۲۳۲۷_۲۳۲۸، ۲۳۳۰،
۲۳۳۱، ۲۳۳۳، ۲۳۳۴، ۲۳۳۵، ۲۳۳۶، ۲۳۳۸، ۲۳۳۹،
۲۳۴۲_۲۳۴۶، ۲۳۴۸_۲۳۵۱، ۲۴۴۳، ۲۴۴۴، (ن_۵)
۲۳۵۶، ۲۵۹۸، ۲۶۰۳، ۲۶۰۵، ۲۶۰۸، ۲۶۱۱، ۲۶۲۰، ۲۶۹۲_
۲۶۹۳، ۲۷۰۱، ۲۷۳۸، ۲۸۰۵، ۲۸۱۵، ۲۸۱۷_۲۸۱۸، ۲۸۴۳،
۲۸۸۳، ۳۱۱۰، ۳۱۱۹، (ن_۶)۳۳۵۹، ۳۳۷۰_۳۳۷۱، ۳۳۹۶،
۳۴۱۵_۳۴۱۸، ۳۴۲۰_۳۴۲۱، ۳۴۲۲_۳۴۲۵، ۳۴۳۰،
۳۴۳۵، ۳۴۴۰، ۳۴۴۵، ۳۴۴۷، ۳۴۴۹_۳۴۵۲، ۳۴۵۵،
۳۴۶۱_۳۴۶۲، ۳۴۶۷_۳۴۶۹، ۳۴۷۱_۳۴۷۳، ۳۴۷۷،
۳۴۸۵_۳۴۸۷، ۳۴۸۹، ۳۴۹۵_۳۴۹۶، ۳۵۰۱، ۳۵۱۱_
۳۵۱۵، ۳۵۲۵، ۳۵۳۰، ۳۵۳۲_۳۵۳۴، ۳۵۳۶، ۳۵۳۹،
۳۵۵۵_۳۵۵۶، ۳۵۵۸، ۳۵۶۱_۳۵۶۲، ۳۵۶۴، ۳۵۶۶،
۳۵۶۹، ۳۵۷۱_۳۵۷۳، ۳۵۷۸_۳۵۷۹، ۳۵۸۱، ۳۵۸۶،
۳۵۸۸، ۳۵۹۸، ۳۶۰۰، ۳۶۰۲، ۳۶۰۵، ۳۶۰۹_۳۶۱۱،
۳۶۱۴_۳۶۱۵، ۳۶۱۷، ۳۶۲۰، ۳۶۲۴، ۳۶۲۶، ۳۶۲۹،
۳۶۳۵، ۳۶۳۹، ۳۶۴۴، ۳۶۴۶، ۳۶۵۱_۳۶۵۲، ۳۶۵۵،
۳۶۵۷، ۳۶۶۰، ۳۶۶۲_۳۶۶۷، ۳۶۶۹_۳۶۷۱، ۳۶۷۸_
۳۶۷۹، ۳۶۸۲_۳۶۸۶، ۳۶۹۷_۳۷۰۰، ۳۷۰۲_۳۷۰۸،
۳۷۳۳_۳۷۳۵، ۳۷۳۸، ۳۷۹۰، ۳۷۹۳، ۳۸۱۴، ۳۸۲۲،
۳۸۴۰، ۳۸۶۸، ۳۹۰۶، ۳۹۱۵، ۳۹۳۰_۳۹۳۱، ۳۹۵۰،
۳۹۶۰،(ج_۷)۴۰۱۰،(ج_۸)۴۵۰۱،۴۵۰۵،۴۹۰۶،
(ج_۹) ۵۰۰۶، ۵۰۱۳، ۵۰۹۳، ۵۲۰۷، ۵۲۵۵،
۵۵۷۱_۵۵۷۴، ۵۶۱۶، ۵۶۴۳_۵۶۴۴، ۵۶۹۵،
۵۸۲۲، ۵۸۹۰، ۵۹۰۹، ۵۹۲۵، ۵۹۳۵، ۵۹۴۶،
۵۹۵۱، ۶۰۱۸، ۶۰۲۰، ۶۰۳۳، ۶۰۴۳، ۶۰۵۹، ۶۰۶۲_
۶۰۶۴، ۶۰۶۷، ۶۰۷۱، ۶۰۷۲، ۶۱۱۱، ۶۱۲۷_۶۱۲۹،
۶۱۶۳، ۶۲۲۶، ۶۲۳۵، ۶۲۷۳_۶۲۷۵، ۶۲۸۸،
۶۳۱۷، ۶۳۲۶، ۶۳۲۹، ۶۳۳۳، ۶۳۳۶، ۶۳۴۱،
۶۳۵۱، ۶۳۵۶، ۶۳۷۸، ۶۴۲۲، ۶۴۲۴، ۶۴۲۸
سنگاپور:(ن_۶)۳۴۰۳، ۳۴۵۱
سنورائی:(ن_۱)۳۰۴
سوات نہر:(ج_۱۰)۵۹۸۷
سوات:(ن_۶)۳۴۲۵، ۳۸۰۳_۳۸۰۴، ۳۸۵۴، ۳۸۵۹،
۳۸۶۵_۳۸۶۶، ۳۸۹۰_۳۸۹۱، (ج_۸)۴۶۱۷، ۴۸۵۰،
(ج_۱۰)۵۸۸۴، ۶۴۱۳
سواگ شریف: (ج_۶) ۳۷۹۵، (ج_۹) ۵۵۸۴،
(ج_۱۰)۵۵۹۳، ۵۸۹۷، ۵۹۰۴، ۵۹۵۸
سوالک:(ن_۳)۲۰۴۸
سوالہ:(ج_۱۰)۵۹۲۹
سوئزرلینڈ:(ن_۵)۲۹۳۸
سوخار:(ن_۳)۲۲۶۱، (ج_۷)۴۰۹۴، ۴۰۹۹، (ج_۸)
۴۸۶۶
سوخاریہ:(ن_۳)۲۲۳۹
سوڈان:(ن_۶)۳۷۴۷
سورت:(ن_۶)۳۲۰۵، ۳۵۵۳، ۳۶۵۲، (ج_۸)۴۵۷۸،

ش

ص

ط

ع

ق

ک

گ

۳۹۵۰، ۳۹۶۵، (ج_۷) ۴۴۷۳، (ج_۸) ۴۸۶۹، (ج_۱۰)۵۸۹۱، ۵۹۰۹، ۵۹۱۱_۵۹۱۲، ۵۹۳۷، ۵۹۴۰، ۵۹۷۹، ۵۹۹۹، ۶۰۰۳، ۶۰۰۷، ۶۰۱۵، ۶۰۴۱، ۶۱۶۳، ۶۲۲۸، ۶۳۰۸، ۶۴۲۸، ۶۴۳۱

گوجرہ:(ج_۲)۱۲۴۷

گورزنگ:(ج_۱۰)۵۸۴۸

گورکھڑی:(ج_۶)۳۸۹۰،(ج_۱۰)۵۸۷۳

گورایہ.(ج_۱)۴۰۴

گورداسپور:(ج_۴)۲۱۸۶،(ج_۶)۳۴۸۶،۳۷۶۶_۳۷۶۷،۳۷۶۹،۳۷۷۹،(ج_۱۰)۵۹۳۷،۶۰۸۰

گورکھپور:(ج_۴)۲۴۸۶،(ج_۱۰)۶۲۹۷.

گوشکی (ج_۶)۳۷۱۸_۳۷۱۹

گولڑہ شریف : (ج_۵) ۲۷۰۲، (ج_۶) ۳۹۴۷، ۳۸۵۹، ۳۸۶۹، (ج_۷) ۴۴۱۷، (ج_۱۰) ۵۹۴۵، ۵۹۷۴، ۶۰۱۰، ۶۰۷۶

گولکنڈہ : (ج_۹) ۵۵۵۲، (ج_۱۰) ۵۶۴۳، ۵۶۴۵، ۵۸۸۱

گوہ گنجہ :(ج_۸)۴۸۶۹

گوبڑہ سیداں:(ج_۱۰)۵۸۸۵

گہار:(ج_۶)۳۸۱۸

گھپی:(ج_۱۰)۵۹۹۶

گھڑیاغباناں:(ج_۶)۳۸۷۱

گھمکول شریف :(ج_۵)۳۱۱۹،(ج_۶)۳۹۲۳_۳۹۲۵، ۳۹۳۷، ۳۹۴۷،(ج_۷)۴۰۱۰،(ج_۸)۴۵۰۱،(ج_۹)۵۰۱۳،(ج_۱۰)۵۶۱۶،۵۸۶۲

گھنگ شریف:(ج_۶)۳۷۷۰،۳۷۸۷

گھوسی:(ج_۶)۳۴۰۷

گیمنکراں بدایوں:(ج_۱۰)۵۹۴۷

ل

لاڑ:(ج_۶)۳۵۶۶

لاڑکانہ : (ج_۶) ۳۴۴۲، ۳۶۹۶، (ج_۱۰) ۵۰۵۷، ۶۰۱۸_۶۰۱۹، ۶۰۲۱، ۶۰۵۵، ۶۰۵۹، ۶۰۶۲، ۶۰۶۸_۶۰۶۹

لالہ موسیٰ:(ج_۵)۲۷۲۹،(ج_۶)۳۷۹۰،۳۸۰۰

لانگھ:(ج_۱۰)۵۸۹۴

لاوڑوال:(ج_۱)۴۰۴

لائل پور:(ج_۵)۲۸۸۲،(ج_۶)۳۹۱۱،(ج_۱۰)۵۹۶۵_۵۹۶۶

لاہور:(ج_۱)۳، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۳، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۶۰، ۶۲، ۷۵، ۸۵، ۸۷، ۸۸، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۵، ۱۲۵، ۱۲۸، ۱۳۱، ۱۴۰، ۱۴۵، ۱۴۷، ۱۹۳، ۱۹۵، ۱۹۷، ۲۵۶، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۳۰۰، ۳۰۷، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۳، ۳۱۷، ۳۲۱، ۳۲۷، ۳۳۲، ۳۵۲، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۵۷، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۹۶، ۴۰۳، ۴۲۲، ۴۲۵، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۵۰، ۴۶۰، (ج_۲) ۴۸۳، ۴۹۸، ۵۰۸، ۶۹۲، ۷۲۱، ۷۲۲_۷۲۳، ۷۲۹، ۷۳۱_۷۳۳، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۶۷_۷۷۰، ۹۰۸، ۹۹۸، ۱۱۳۱_۱۱۳۲، ۱۱۳۹، ۱۲۱۶، ۱۲۴۴_۱۲۴۷، ۱۲۵۳، ۱۲۶۰_۱۲۶۳، (ج_۳) ۱۲۸۵_۱۲۸۶، ۱۲۹۱، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷_۱۲۹۹، ۱۳۶۷_۱۳۶۸، ۱۳۷۰، ۱۳۷۲، ۱۳۸۶، ۱۴۰۵، ۱۴۱۵، ۱۶۵۸_۱۶۵۹، ۱۶۶۱_۱۶۶۲، ۱۶۷۴_۱۶۷۵، ۱۷۴۲۱۷۴۴، ۱۸۴۲، ۱۸۴۴، ۱۸۵۷، ۱۸۶۸_۱۸۶۹، ۱۸۷۸،

۱۸۸۰، ۱۸۸۲، (ج_۳)۱۸۹۱، ۱۹۱۳، ۱۹۱۸، ۱۹۲۰، ۱۹۵۲، ۱۹۷۳،۔
۱۹۸۳، ۱۹۸۸، ۲۰۱۸، ۲۰۲۳، ۲۰۲۸، ۲۰۳۰، ۲۰۳۸، ۲۰۵۷_
۲۰۵۸، ۲۰۷۲، ۲۰۸۵، ۲۱۶۵، ۲۱۷۳، ۲۱۹۷، ۲۲۰۲_ ۲۲۰۳۔
۲۲۱۸، ۲۲۲۳، ۲۲۳۹، ۲۲۹۰، ۲۳۵۱، ۲۳۷۱_ ۲۳۷۲، ۲۳۷۵،
۲۳۹۳، ۲۴۲۳، ۲۴۲۹، ۲۴۳۲_ ۲۴۳۳، ۲۴۳۷، ۲۴۴۳،
۲۴۵۳، ۲۴۵۵، ۲۴۷۵، ۲۴۸۶، ۲۴۹۱_ ۲۴۹۲، ۲۵۱۲_ ۲۵۱۳،
۲۵۱۵، (ج_۵)۲۵۳۱، ۲۵۵۲، ۲۵۵۳، ۲۵۵۵، ۲۵۵۶، ۲۵۶۳،
۲۵۷۳، ۲۵۷۴، ۲۵۷۵_ ۲۵۷۸، ۲۵۸۰، ۲۵۸۱، ۲۵۷۹،
۲۵۹۷، ۲۵۹۸، ۲۶۰۳، ۲۶۰۵، ۲۶۰۸، ۲۶۱۱، ۲۶۱۳، ۲۶۲۰،
۲۶۲۶، ۲۶۲۷، ۲۶۲۹، ۲۶۳۰، ۲۶۳۸، ۲۶۴۶، ۲۶۴۸_
۲۶۵۱، ۲۶۶۳، ۲۶۶۵، ۲۶۶۸، ۲۶۶۹، ۲۶۸۱، ۲۶۸۳،
۲۶۹۲، ۲۷۰۱، ۲۷۰۲، ۲۷۲۵_ ۲۷۲۷، ۲۷۳۱، ۲۷۳۲، ۲۷۴۰،
۲۷۶۳، ۲۷۶۶، ۲۷۹۱، ۲۸۱۶، ۲۸۱۷، ۲۸۲۳، ۲۸۳۱_ ۲۸۳۳،
۲۸۳۵، ۲۸۵۳، ۲۸۵۸، ۲۸۸۲، ۲۸۹۱، ۲۸۹۵، ۲۸۹۶،
۲۸۹۷، ۲۹۰۳، ۲۹۰۶، ۲۹۰۷، ۲۹۱۰_ ۲۹۱۲، ۲۹۲۵، ۲۹۳۲_
۲۹۳۶، ۳۰۰۷، ۳۰۰۸، ۳۰۱۰_ ۳۰۱۲، ۳۰۱۳، ۳۰۱۵، ۳۰۲۲،
۳۰۲۶، ۳۰۲۹، ۳۰۳۳، ۳۰۴۰_ ۳۰۴۶، ۳۰۴۹، ۳۰۵۲،
۳۰۸۳، ۳۱۰۹_ ۳۱۱۰، (ج_۶)۳۲۵۲، ۳۲۶۷، ۳۳۳۷_
۳۳۳۹، ۳۳۴۵، ۳۳۵۰_ ۳۳۵۱، ۳۳۵۸، ۳۳۶۶، ۳۳۸۹،
۳۳۹۳، ۳۴۱۲، ۳۴۱۸، ۳۴۴۲، ۳۴۴۵_ ۳۴۴۶، ۳۴۴۸،
۳۴۵۲، ۳۵۴۸، ۳۵۵۵_ ۳۵۵۶، ۳۵۹۵، ۳۶۰۲، ۳۶۲۹،
۳۶۸۵، ۳۶۹۸، ۳۷۰۱_ ۳۷۰۲، ۳۷۰۶_ ۳۷۰۸، ۳۷۱۳،
۳۷۳۹، ۳۷۴۷، ۳۷۵۲_ ۳۷۵۳، ۳۷۶۲، ۳۷۶۵_ ۳۷۶۶،
۳۷۷۰، ۳۷۷۵_ ۳۷۷۶، ۳۷۷۹_ ۳۷۸۰، ۳۷۸۳_
۳۷۸۷، ۳۷۹۰_ ۳۷۹۱، ۳۷۹۳، ۳۷۹۵، ۳۷۹۹_ ۳۸۰۰۔
۳۸۰۲_ ۳۸۰۳، ۳۸۱۱، ۳۸۱۹، ۳۸۲۳، ۳۸۳۳، ۳۸۵۱،
۳۸۶۰_ ۳۸۶۱، ۳۸۶۷، ۳۸۹۵، ۳۹۰۰، ۳۹۰۵، ۳۹۱۰_
۳۹۱۱، ۳۹۱۳، ۳۹۲۲_ ۳۹۲۳، ۳۹۳۵_ ۳۹۳۷، ۳۹۳۹_
۳۹۷۲، (ج_۷)۳۹۸۷، ۴۰۰۲، ۴۰۰۶، ۴۰۱۲، ۴۰۶۱_

۴۰۶۲، ۴۰۸۳، ۴۱۰۰، ۴۱۶۳، ۴۱۷۶، ۴۲۲۰، ۴۲۳۲،
۴۲۷۷_ ۴۲۷۸، ۴۳۳۷، ۴۳۰۶، ۴۳۱۱، ۴۳۱۷،
۴۳۵۲، (ج_۸) ۴۳۸۳، ۴۳۹۳، ۴۵۰۰، ۴۵۲۲،
۴۵۵۲، ۴۵۵۹، ۴۵۷۶_ ۴۵۷۹، ۴۵۹۹_ ۴۶۰۰،
۴۶۱۶_ ۴۶۱۷، ۴۶۱۹، ۴۷۲۳، ۴۷۸۸، ۴۸۰۸،
۴۸۳۲_ ۴۸۳۳، ۴۸۴۴، ۴۸۵۰_ ۴۸۵۲، ۴۸۵۳،
۴۸۶۱_ ۴۸۶۳، ۴۸۶۷_ ۴۸۶۹، ۴۸۷۳، ۴۸۹۷_
۴۸۹۸، ۴۹۰۲، ۴۹۰۷، ۴۹۰۹_ ۴۹۱۰، ۴۹۲۳، ۴۹۲۶،
۴۹۳۶، ۴۹۳۸، ۴۹۷۰، ۴۹۸۳، ۴۹۹۰، (ج_۹)
۴۹۹۵، ۵۰۰۰، ۵۰۱۲، ۵۰۱۵، ۵۰۲۳_ ۵۰۲۴، ۵۰۲۸،
۵۰۳۹، ۵۰۴۱_ ۵۰۴۲، ۵۰۴۸، ۵۰۵۶_ ۵۰۶۳،
۵۰۶۵، ۵۰۶۹_ ۵۰۷۰، ۵۰۷۲، ۵۰۸۸، ۵۰۹۳،
۵۰۹۹، ۵۱۱۹، ۵۱۲۵، ۵۱۵۳_ ۵۱۵۵، ۵۱۸۱، ۵۱۸۳،
۵۲۱۹، ۵۲۲۷، ۵۳۰۷، ۵۳۶۱، ۵۳۷۳، ۵۵۱۸،
۵۵۳۱، ۵۵۶۹_ ۵۵۷۰، ۵۵۷۷_ ۵۵۷۸، ۵۵۸۷،
۵۵۹۶، ۵۶۱۳، ۵۶۱۷_ ۵۶۱۸، ۵۶۲۰، ۵۶۲۲، ۵۶۳۰،
۵۶۳۲، ۵۶۳۶، ۵۶۵۱، ۵۶۷۳، ۵۶۹۳، ۵۶۹۶،
۵۶۹۹، ۵۷۰۷_ ۵۷۰۸، ۵۷۲۱، ۵۷۶۰_ ۵۷۶۱،
۵۷۶۳، ۵۷۷۰، ۵۷۷۶، ۵۸۰۲_ ۵۸۰۳، ۵۸۰۶،
۵۸۱۰_ ۵۸۱۱، ۵۸۲۰، ۵۸۲۳، ۵۸۶۳، ۵۸۶۶_
۵۸۶۷، ۵۸۶۹_ ۵۸۷۵، ۵۸۷۷، ۵۸۸۵_
۵۸۹۵، ۵۸۹۹، ۵۹۰۲، ۵۹۰۷_ ۵۹۰۸، ۵۹۱۳_
۵۹۱۴، ۵۹۲۳_ ۵۹۲۷، ۵۹۳۰_ ۵۹۳۲، ۵۹۳۳_
۵۹۳۵، ۵۹۳۹، ۵۹۴۵_ ۵۹۴۷، ۵۹۵۵، ۵۹۵۹_
۵۹۶۱، ۵۹۶۳_ ۵۹۶۵، ۵۹۶۷_ ۵۹۷۰، ۵۹۷۷،
۵۹۹۰، ۶۰۱۳، ۶۰۱۶، ۶۰۳۲_ ۶۰۳۳، ۶۰۳۷، ۶۰۴۱،
۶۰۴۸، ۶۰۵۶، ۶۰۷۳، ۶۰۷۷، ۶۰۸۶، ۶۰۹۳،
۶۰۹۶، ۶۱۰۶، ۶۱۱۷، ۶۱۲۸، ۶۱۵۲، ۶۱۵۵، ۶۱۵۸،
۶۱۶۳_ ۶۱۶۴، ۶۲۰۹_ ۶۲۱۳، ۶۲۳۰، ۶۲۳۲_ ۶۲۳۳،

م

ماتلی: (ج_۶)۳۴۴۲

ماچھی: (ج_۱۰)۵۹۰۹

مارہرہ شریف: (ج_۵)۲۸۷۹

ماڑی کنجور: (ج_۶)۳۷۹۰

ماشوگر: (ج_۶)۳۹۰۶،(ج_۱۰)۵۸۶۹

ماکلی: (ج_۹)۵۳۸۳

مالوہ: (ج_۳)۱۸۳۹، (ج_۴)۱۹۸۲،۲۰۴۶،۲۱۳۶،۲۱۷۹، (ج_۸)۴۵۶۲، (ج_۹)۵۰۹۴، (ج_۹)۵۵۱۳، (ج_۱۰)۵۶۴۴،۵۶۸۴

مانچسٹر: (ج_۲)۱۱۹۵،۱۲۴۵

مانڈو: (ج_۱)۳۱۰، (ج_۵)۲۶۰۹، (ج_۱۰)۶۱۱۶

مانزیال: (ج_۹)۵۳۸۳

مانسہرہ: (ج_۶)۳۸۱۹، (ج_۱۰)۵۸۷۸، ۵۸۸۱، ۵۸۸۴_۵۸۸۵،۵۹۴۴،۶۲۴۴

مانک پور: (ج_۴)۲۳۹۰، (ج_۹)۵۰۴۴،۵۱۲۷

مانکی شریف: (ج_۴)۲۲۰۰، (ج_۶)۳۸۶۶

مانگل: (ج_۱۰)۵۸۷۸

ماوراء النہر: (ج_۲)۵۰۹، ۶۷۸، ۷۱۶، (ج_۴)۱۹۵۱،۱۹۸۶، ۲۲۱۱، ۲۲۵۰، ۲۲۷۳، ۲۲۸۲، ۲۳۶۵، ۲۶۰۱، (ج_۵)۲۶۰۲، ۲۶۴۴، ۲۶۹۲، ۲۸۲۷، (ج_۶) ۳۳۴۴، ۳۳۴۶، ۳۸۶۵، (ج_۷) ۴۰۳۶، ۴۰۵۳، ۴۰۷۸، ۴۰۸۹، (ج_۸) ۴۵۱۳، ۴۵۶۰، ۴۵۷۵، ۴۸۳۲، ۴۹۴۷، (ج_۹) ۵۰۶۱، ۵۲۳۰، ۵۲۵۰_۵۲۵۱، ۵۳۸۷، ۵۴۷۰، ۵۴۹۹، ۵۵۱۰، ۵۵۱۷، (ج_۱۰) ۵۶۳۹، ۵۶۷۰،

۵۷۵۶،۵۸۷۲

ماہی سیال: (ج_۶)۳۰۹۰

متحدہ امریکہ: (ج_۸)۴۵۰۱، (ج_۹)۵۰۱۳

متحدہ عرب امارات: (ج_۴)۲۵۱۴

متعلوی: (ج_۶)۳۴۶۹،۳۵۰۰

متھرا: (ج_۴)۲۱۵۹

مٹہ مغل خیل: (ج_۶)۳۸۰۱_۳۸۰۷،۳۸۹۶، (ج_۱۰)۵۸۷۰

مٹھی: (ج_۶)۳۶۳۶_۳۶۳۷،۳۶۴۴

مٹیاری: (ج_۶)۳۵۰۰،۳۵۳۰_۳۵۳۱،۳۵۳۳،۳۵۳۹، (ج_۸)۴۸۷۰

مثلث میان مکہ و مدینہ (ج_۸)۴۸۶۵

مجاہد آباد: (ج_۹)۴۹۹۵

مجیٹھ: (ج_۱۰)۵۹۶۹_۵۹۷۱،۵۹۷۸

محسن آباد: (ج_۶)۳۷۴۲، (ج_۱۰)۵۹۵۸

محمود کامہ: (ج_۱۰)۵۸۶۸،۵۸۹۱

مدائن: (ج_۴)۲۲۴۴،۲۲۵۶

مدراس: (ج_۴)۲۳۹۱، (ج_۵)۲۶۹۵،۲۸۵۴، (ج_۶) ۳۹۶۰،۳۹۶۹

مدینہ منورہ: (ج_۱)۶،۳۴،۵۳،۷۸،۱۰۱،۱۰۷،۱۲۱،۱۳۸،۱۷۳، ۲۱۸،۲۵۴،۲۷۰،۴۶۳، (ج_۲)۶۹۴،۷۸۸،۸۰۲،۱۱۵۶،۱۱۶۷، (ج_۳)۱۲۰۵،۱۳۹۷،۱۵۵۳،۱۵۷۹،۱۶۰۰،۱۶۶۵،۱۷۷۶، (ج_۴)۱۹۰۴،۱۹۸۴،۲۲۴۲_۲۲۴۴،۲۲۵۵_۲۲۵۷،۲۲۷۸، ۲۳۱۶،۲۳۲۰،۲۳۳۶،۲۳۵۱،۲۳۸۷،۲۳۹۱،۲۵۰۷،۲۵۱۰، (ج_۵)۲۵۷۶،۲۵۹۷،۲۵۹۸،۲۶۰۵،۲۶۱۳،۲۶۶۵،۲۶۷۶، ۲۶۷۹،۲۶۸۱،۲۶۸۴،۲۶۸۵،۲۶۸۷_۲۶۹۰،۲۶۹۲،۲۶۹۴،

۵۶۳۹،۵۶۷۵،۵۷۷۷،۵۶۸۹

مشرقی عراق:(ج-۹)۵۴۱۲،۵۴۱۴

مشتی:(ج-۱۰)۵۸۷۴

مشہد: ۲۲۷، ۴۲۷(ج-۳)۱۸۷۲، (ج-۴)۲۲۳۵، (ج-۸)
۴۵۱۳، (ج-۹) ۵۴۹۹، (ج-۱۰) ۵۶۷۰، ۵۸۰۱،
۵۹۵۷

مصر:(ج-۲)۱۱۱۲،(ج-۴)۲۰۵۰،۲۲۸۶،۲۵۱۴،(ج-۵)۲۵۹۸،
۲۶۷۴، ۲۶۷۶، ۲۶۷۸، ۲۶۸۶_ ۲۶۸۰.، ۲۷۶۱، ۲۸۰۴،
۲۸۴۱،۲۸۵۹،۳۰۲۲،۳۰۲۹،۳۰۷۲،(ج-۶)۳۱۲۳،۳۲۰۶_
۳۲۱۰،۳۲۱۴_۳۲۱۶،۳۲۱۸_۳۲۱۹،۳۲۲۶،۳۲۳۰_۳۲۳۱،
۳۲۳۸، ۳۲۴۵_ ۳۲۴۶، ۳۲۵۱، ۳۲۵۹، ۳۲۶۱، ۳۲۷۲،
۳۲۷۸، ۳۳۰۴، ۳۶۲۱، ۳۶۲۲، ۳۶۸۳، ۳۷۶۰، ۳۹۳۰،
۳۹۵۱، ۳۹۵۷، (ج-۷)۴۰۵۳، ۴۰۰۶، ۴۱۵۴، ۴۲۶۲،
۴۲۶۸، ۴۳۲۵، ۴۳۶۴، ۴۳۸۵، ۴۳۹۵، ۴۴۱۳،
(ج-۸) ۴۹۰۶، ۴۹۴۸، (ج-۹) ۵۲۵۴، ۵۲۶۴،
۵۳۶۷، (ج-۱۰) ۵۶۳۲، ۵۶۴۵، ۵۶۶۸، ۵۶۹۵،
۵۷۷۷، ۵۷۷۹، ۵۹۴۰، ۵۹۴۹، ۵۹۵۶، ۶۳۷۹

مصطفیٰ آباد:(ج-۶)۳۳۶۳،۳۷۹۴

مظفر گڑھ: (ج-۵) ۲۶۵۰، (ج-۶) ۳۷۹۵، ۳۹۴۹،
(ج-۱۰) ۶۰۴۵، ۶۰۴۹، ۶۰۵۲، ۶۰۵۶، ۶۰۶۰،
۶۰۶۷،۶۰۶۹

مظفر نگر:(ج-۸)۴۹۴۸

مغربی پاکستان:(ج-۶)۳۸۵۰،۳۹۳۲

مغل کوٹ:(ج-۶)۳۹۱۴

مکان شریف (ضلع گورداسپور): (ج-۶)۳۳۶۸،۳۳۷۲،
۳۷۶۶_۳۷۶۷، ۳۷۷۹، (ج-۸) ۴۸۶۸، (ج-۱۰)

۵۹۳۷

مکران:(ج-۶)۳۴۳۵،۳۵۵۶،۳۶۶۷،۳۷۴۳

مکلی: (ج-۶) ۳۳۴۷، ۳۳۵۹_۳۳۶۰، ۳۳۷۲، ۳۳۷۴،
ــ۳۵۷۷_۳۵۷۸،۳۶۵۵،۳۶۵۹،۳۷۰۰

مکھڑ:(ج-۱۰)۵۹۴۳

مکۃ المکرمہ:(ج-۱)۵۵،۷۸،۸۶،۸۸،۹۹،۱۴۷،۲۰۶،۲۰۹،
۲۱۰،۲۱۲، ۳۸۷، ۳۸۹، ۳۹۶، ۴۵۸، (ج-۲) ۱_۶، ۷۳۰،
۷۳۳،۸۰۲، (ج-۳) ۱۳۶۳، ۱۳۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۸۴، ۱۶۹۲،
(ج-۴)۱۹۸۰،۱۹۸۲_۱۹۸۳،۱۹۹۱،۲۰۹۸،۲۱۰۸،۲۱۹۶،۲۲۴۴،
۲۲۴۳،۲۲۵۵_۲۲۵۶،۲۲۹۵،۲۳۷۰،۲۳۰۲،۲۳۵۳،۲۳۸۷،
(ج-۵)۲۵۷۰،۲۶۱۱،۲۶۲۰،۲۶۴۵،۲۶۷۴،۲۶۷۶_۲۶۷۸،
۲۶۸۴، ۲۶۸۷_۲۶۹۳، ۲۶۹۶، ۲۶۹۷، ۲۷۶۵، ۲۸۰۴،
۲۸۳۳،۲۸۴۲،۲۹۱۵،۳۰۵۳،(ج-۶)۳۱۹۹_۳۲۰۲،۳۲۰۶،
۳۲۱۴_۳۲۱۶،۳۲۱۸،۳۲۲۹،۳۲۳۱،۳۳۱۵،۳۳۱۸،۳۳۳۴،
۳۳۴۹، ۳۳۵۹، ۳۳۶۵، ۳۴۲۹، ۳۴۷۷، ۳۵۰۰، ۳۵۷۹_
۳۵۸۰، ۳۵۹۸، ۳۷۹۶، ۳۷۳۹، ۳۷۵۵، ۳۷۶۰، ۳۸۴۲،
۳۸۸۳، ۳۸۹۱، ۳۹۳۴، ۳۹۳۹_ ۳۹۴۰، ۳۹۵۴_ ۳۹۵۵،
۳۹۵۷، ۳۹۶۴، ۳۹۶۶، ۳۹۶۸_ ۳۹۶۹، ۳۹۷۲، (ج-۷)
۴۰۲۰_۴۰۲۱،۴۰۲۴،۴۰۸۰،(ج-۸)۴۵۷۶،۴۵۹۷،
۴۶۰۲_ ۴۶۰۳، ۴۶۵۰، ۴۷۵۴، ۴۸۳۳، ۴۹۰۷،
۴۹۱۰، (ج-۹) ۵۰۶۷، ۵۰۷۰، ۵۱۳۳، ۵۱۸۷،
۵۲۰۷، ۵۳۳۵، ۵۳۴۱، ۵۴۲۱، ۵۵۱۹، ۵۵۲۶،
۵۵۴۶_ ۵۵۴۷، (ج-۱۰) ۵۶۴۷، ۵۶۳۰، ۵۷۵۷،
۵۷۶۰_ ۵۷۶۲، ۵۷۹۱، ۵۶۹۵، ۵۷۹۷، ۵۷۹۹،
۵۹۲۵،۵۹۹۱،۶۱۶۳،۶۳۹۴،۶۳۷۹

ملاں بہادر گڑھی:(ج-۱۰)۵۹۳۷

ملاں منصور (ج-۱۰)۵۸۷۴

ن

ی

Asma' al-Amakin

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کشورِ پنجم

تنہا غنیؔ نہ نغمہء مدح تو ساز کرد
کرّوبیانِ عرش ہمیں گونہ گفتہ اند
(شاہ عبدالغنی)

لا حول ولا قوة إلا بالله

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جہانِ امامِ ربانی

پروفیسر محمد حسین آسی

☆☆

رہے زبان پہ شانِ امامِ ربانی — سنا اے کلک بیانِ امامِ ربانی
ورائے عقل زمانِ امامِ ربانی — محیط صدیوں پہ آنِ امامِ ربانی
ہنوز بتکدے باطل کے تھرتھراتے ہیں — کبھی جو گونجی اذانِ امامِ ربانی
بُھلا سکے گی نہ سرہند کو کبھی دنیا — امٹ ہے نام و نشانِ امامِ ربانی
مجدد الف بھی، بحرین میں صلہ بھی ہیں — عجب ہے شان عیانِ امامِ ربانی
یہ شرح تحت قبائی ہیں، کیا نظر آئے — جمال سرِ نہانِ امامِ ربانی !!
خدا گواہ کہ "یتکلم" کا مظہر ہے — ہر ایک حرف زبانِ امامِ ربانی
عجب جو کفر کے نقش و نگار ہیں تو کیا — غضب ہیں تیغ و سنانِ امامِ ربانی
بلائیں آتی ہیں، آ آ کے چوک جاتی ہیں — نہ چوکا تیر کمانِ امامِ ربانی
ہمیشہ ساتھ رہی ہے جہاد والوں کے — نگاہ فیض رسانِ امامِ ربانی
جناب قائداعظم کہ شاعر مشرق — ہر اک ہے شیر ژیانِ امامِ ربانی

تمام شاہوں کے نعمت کدے جو مفت ملیں — نہ لوں بہ پارۂ نانِ امامِ ربانی

الٰہی مجھ کو بھی ایمان کی حرارت بخش — بسوز قلبِ تپانِ امامِ ربانی

مجھے بھی عشق نبی (ﷺ) سے نواز دے یارب — بجاہِ عشقِ جوانِ امامِ ربانی

مجھ ایسے مردے کو بھی عمر جاوداں دے دے — طفیلِ روحِ روانِ امامِ ربانی

الٰہی قوم کو پھر ولولۂ تازہ بخش — بہ قبر خلد نشانِ امامِ ربانی

اب اس جہان میں اپنا توجی نہیں لگتا — کہ سامنے ہے جہانِ امامِ ربانی

قبول میری طرف سے کریں مبارکباد — ''تمام کارکنانِ'' امامِ ربانی

خصوصی شکریہ پہنچے مسعود ملت کو — دکھایا مجھ کو 'جہانِ امامِ ربانی

وہ بالیقین ہے مسعود جس کی ہر قوت — ہے وقفِ مدحتِ شانِ امامِ ربانی

میں اپنے شیخ کی نسبت پہ شکر کرتا ہوں — ہے آسی یہ بھی امانِ امامِ ربانی

☆......☆......☆
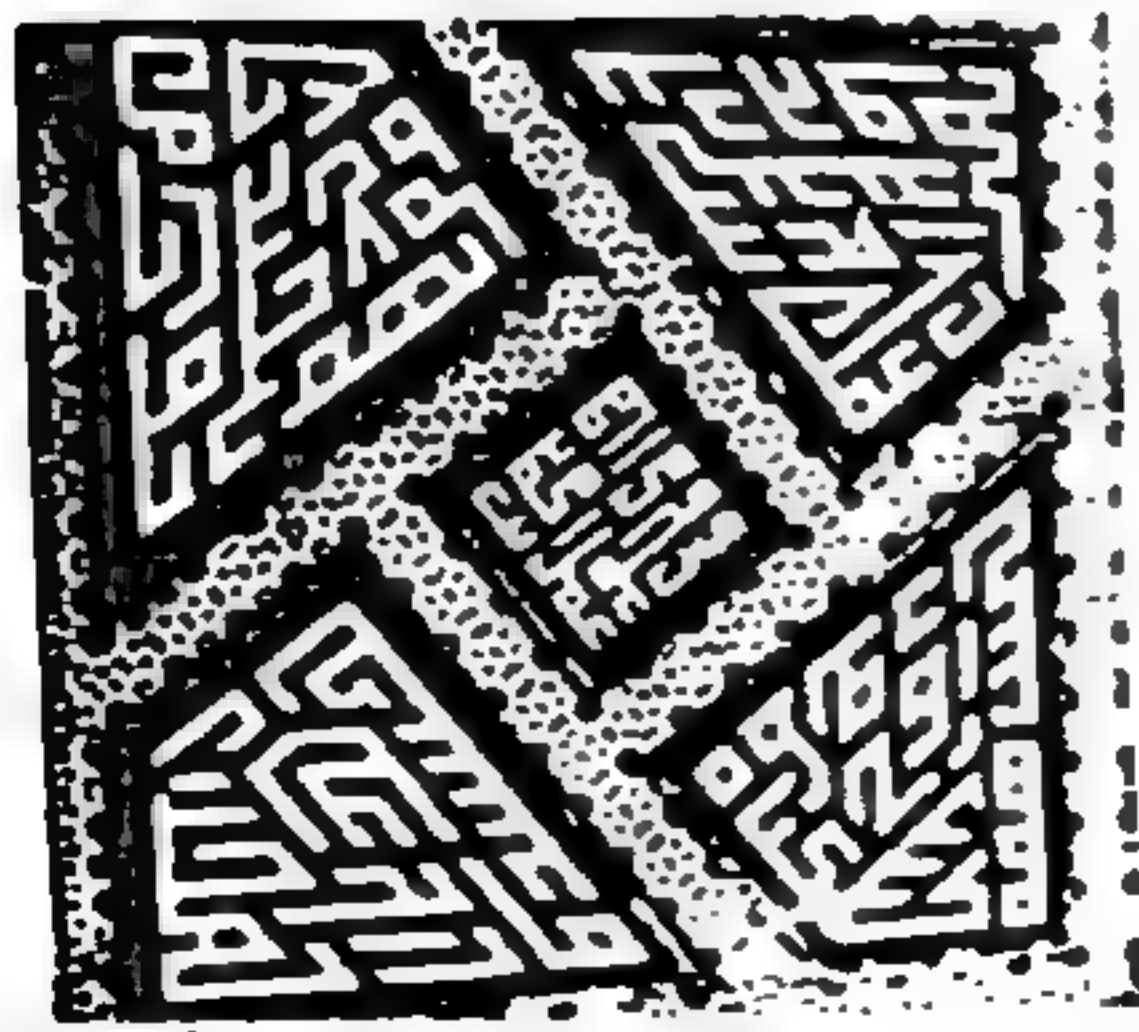
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

جامِ جم

''نورٌ علیٰ نور'' اور ''جہان امام ربانی'' کی چھے جلدوں کی اشاعت اور اجراء پر ملک و بیرون ملک سے موصولہ تبصروں، پیغامات اور مبارک باد کے خطوط سے اقتباسات......(مرتب)

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

☆☆

ہوے جس سے مسرور اہل طریقت
وہ تازہ خبر ہے جہان مجدد
(غلام مصطفیٰ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

عجب رنگ پر ہے جہانِ مجدد

☆☆

عجب رنگ پر ہے جہانِ مجدد ۔۔۔ فروغ قمر ہے جہانِ مجدد

یہ ہے شیخ احمد کی روشن کہانی ۔۔۔ کمال بشر ہے جہانِ مجدد

ہر اک لفظ سے راز تحقیق ظاہر ۔۔۔ عروج نظر ہے جہانِ مجدد

گمان و تشکک کی تاریکیوں میں ۔۔۔ اذان سحر ہے جہانِ مجدد

نشان ہدایت، بیانِ عنایت ۔۔۔ محبت اثر ہے جہانِ مجدد

یہ مسعودؔ ملت کا حسن تصور ۔۔۔ یہ اقبالؔ گر ہے جہانِ مجدد

ہوے جس سے مسرور اہلِ طریقت ۔۔۔ وہ تازہ خبر ہے جہانِ مجدد

مری منزل زندگی شہر طیبہ ۔۔۔ مرا راہبر ہے جہان مجدد

چلے آؤ تشنہ لبو، غم کے مارو ۔۔۔ ولایت کا گھر ہے جہانِ مجدد

غلام در مصطفٰی کو مبارک ۔۔۔ امیدوں کا در ہے جہانِ مجدد۔

(پروفیسر غلام مصطفٰی مجددی)

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

علماء ومشائخ کرام

☆☆

۱......خواجہ محمد صادق نقشبندی مجددی	(اگھار، آزاد کشمیر، پاکستان)
۲......علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی	(بہاول پور، پاکستان)
۳......علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری	(لاہور، پاکستان)
۴......علامہ جمیل احمد نعیمی	(کراچی، پاکستان)
۵......حضرت ابوحفص عمر مجددی	(کوئٹہ، پاکستان)
۶......خواجہ محمد عبداللہ جان نقشبندی	(پشاور، سرحد، پاکستان)
۷......حکیم سید اکرام حسین چشتی سیکری	(میرپور خاص، سندھ، پاکستان)
۸......علامہ ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد	(دہلی، بھارت)
۹......علامہ ڈاکٹر مفتی ابوالخیر محمد زبیر	(حیدرآباد، سندھ، پاکستان)
۱۰......علامہ عبدالمبین نعمانی	(مبارکپور، اعظم گڑھ، بھارت)
۱۱......علامہ مفتی محمد علیم الدین نقشبندی	(جہلم، پاکستان)
۱۲......علامہ محمد منشا تابش قصوری	(لاہور، پاکستان)
۱۳......علامہ محمد صدیق ہزاروی	(لاہور، پاکستان)
۱۴......مولانا قاری محمد میاں نقشبندی	(ملتان، پاکستان)
۱۵......مولانا محمد قمرالدین نقشبندی	(سنام گنج، بنگلہ دیش)
۱۶......مولوی ابوالحسن سلطان احمد مسعود چشتی	(حافظ آباد، پنجاب، پاکستان)
۱۷......علامہ ڈاکٹر کوکب نورانی اوکاڑوی	(کراچی، پاکستان)
۱۸......علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی	(لاہور، پاکستان)

۱۹......ابو قاسم سید جلال الدین پاشا قادری	(جدہ، سعودی عرب)
۲۰......صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی	(لاہور، پاکستان)
۲۱......پیر طریقت عبدالعزیز صدیقی نقشبندی	(اندور، بھارت)
۲۲......علامہ مفتی محمد احمد نعیمی	(ملیر کراچی، پاکستان)
۲۳......صاحبزادہ سید محمد طاہر مظہری	(اسلام آباد، پاکستان)
۲۴......میاں فضل احمد حبیبی	(گجرات، پنجاب، پاکستان)
۲۵......علامہ محمد اسد رضا	(بیلہ، آزاد کشمیر، پاکستان)
۲۶......علامہ محمد رضوان احمد خان نقشبندی	(کراچی، پاکستان)
۲۷......مولانا جمیل احمد قادری	(لورالائی، بلوچستان، پاکستان)
۲۸......مولوی محب اللہ تراہی	(کوہاٹ، سرحد، پاکستان)
۲۹......مولوی جمیل احمد الوری نوحی	(دہلی، بھارت)
۳۰......مولانا محمد اقبال سعیدی	(سیال کوٹ، پنجاب، پاکستان)
۳۱......مفتی محمد نصیر الدین نصیر	(شورکوٹ، پنجاب، پاکستان)
۳۲......مولانا احمد القادری	(حیدرآباد، سندھ، پاکستان)
۳۳......مفتی محمد خالد مجددی	(گوجرانوالہ، پنجاب، پاکستان)
۳۴......علامہ حافظ اللہ دتہ نقشبندی	(پاک پتن، پنجاب، پاکستان)
۳۵......مولانا حافظ سخی محمد مہربان سکندری	(سانگھڑ، سندھ، پاکستان)
۳۶......مولانا معاذ احمد صدیقی	(کراچی، پاکستان)
۳۷......مولانا محمد نجم الحسن نقشبندی مجددی	(ڈیرہ اسماعیل خان، سرحد، پاکستان)
۳۸......مولانا مجاہد عبدالرسول خان	(لاہور، پاکستان)

دانشوران

☆☆

۱......سردار علی احمد خان	(لاہور، پاکستان)

۲......سید انور علی ایڈووکیٹ	(کراچی، پاکستان)
۳......پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی	(لاہور، پاکستان)
۴......محمد عالم مختار حق	(لاہور، پاکستان)
۵......شاہ انجم بخاری	(حیدرآباد، سندھ، پاکستان)
۶......پروفیسر ڈاکٹر سلطان الطاف علی	(کوئٹہ، پاکستان)
۷......پروفیسر حافظ سید مقصود علی	(کراچی، پاکستان)
۸......پروفیسر غلام مصطفیٰ مجددی	(شکرگڑھ، پنجاب، پاکستان)
۹......پروفیسر عبد القدوس جان سرہندی	(میرپورخاص، سندھ، پاکستان)
۱۰......پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس	(لاہور، پاکستان)
۱۱......پروفیسر ڈاکٹر قاری محمد رفیق نقشبندی	(لاہور، پاکستان)
۱۲......پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد	(شیخوپورہ، پنجاب، پاکستان)

خواصِ اہل سنت

☆☆

۱......محمد فیاض صدیقی	(گجرات، پنجاب، پاکستان)
۲......محبوب احمد بھٹی نقشبندی	(لیہ، پنجاب، پاکستان)
۳......محمد یونس نوشاہی	(حافظ آباد، پنجاب، پاکستان)
۴......محمد وسیم قادری	(لاہور، پاکستان)
۵......نوخیز انور صدیقی	(اسلام آباد، پاکستان)
۶......محمد زبیر اختر القادری	(کراچی، پاکستان)
۷......ڈاکٹر شیر محمد مسعودی	(لاہور، پاکستان)
۸......منیر حسین مسعودی	(برمنگھم، یو۔کے)
۹......شاہ ذوالفقار علی مسعودی	(ٹورنٹو، کینیڈا)
۱۰......فواد عرفان شیخ	(ابوظہبی)

۱۱......شہزاد احمد اعوان قادری (بھکر، پنجاب، پاکستان)

۱۲......خلیل احمد رانا (جہانیاں منڈی، پنجاب، پاکستان)

۱۳......ملک محبوب الرسول قادری (لاہور، پاکستان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جامِ جم

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

☆☆

شیخ المشائخ حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی مجددی

(جامع مسجد فردوس، اگہار شریف، آزاد کشمیر)

☆

مقام مسرت ہے کہ آپ کی کوشش اور محنت کامیاب رہی اور ''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی'' کی چھ جلدیں تیاری کے مرحلے میں ہیں۔ اس پر جتنا بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ آپ نے مزید رنگین فلموں والی جلد کا بھی ذکر کیا ہے کیا اس جلد کی تکمیل کے بعد کتاب تقسیم کی جائے گی؟ ان چھے جلدوں کا حجم کتنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کا مزید شرح صدر فرمائے اور آپ مزید صحت اور توانائی سے سلسلہ کی خدمت جاری رکھ سکیں۔ یہی امور باقیات صالحات ہیں۔ (محررہ: ۲ رفروری ۲۰۰۵ء)

شیخ الحدیث علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی

(جامعہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور)

☆

(۱)

آپ کا عطیہ ''جہان امام ربانی'' موصول ہوا اور ساتھ ہی مدرسہ کی لائبریری کے لیے بھی، شکریہ فقیر اس کے مطالعہ میں مصروف ہے جو کچھ پڑھا روحانی کیف نصیب ہوا، آپ کا یہ کارنامہ رہتی دنیا تک اہل اسلام کے لیے مشعل راہ بنے گا۔ فقیر کی دعا ہے کہ مولیٰ عزوجل بطفیل حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مع صاحبزادہ والا شان و رفقاء کار آپ کو سلامت باکرامت رکھے آمین بجاہ حبیبہ الکریم الامین

صلی اللہ علیہ وسلم۔ (محررہ: ۷ر جولائی ۲۰۰۵ء)

(۲)

جہان امام ربانی کی سات مجلدات فقیر کو حضرت مسعود الملت ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی جانب سے تحفہ باصرہ نواز ہوئیں۔ فقیر چونکہ سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ کے ساتھ قلبی عقیدت رکھتا ہے اور اسی میں الحمد للہ امید رکھتا ہے کہ اس کی نجات ہے۔

ارادہ تھا کہ ان مجلدات کو بالاستیعاب پڑھوں لیکن مصروفیات نے وقت نہ دیا لیکن ان کے مطالعہ سے محروم بھی نہ رہا۔ چند مخصوص مقامات کا مطالعہ کیا کتاب کی ہر جلد کو تحقیق سے لبریز پایا۔ طرفہ یہ کہ دور حاضر کے تعصب سے بالاتر ہو کر یہ مجموعہ تیار کیا گیا ہے حضور غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے جو بعض متعصب نقشبندیوں نے غلط تاثرات پھیلا رکھے ہیں انہیں محققانہ طور پر زائل کر کے علمی تحقیق کا حق ادا کیا گیا ہے۔ حضرت مسعود الملۃ ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے اور ساتھ ہی آپ کے رفقاء ابو السرور محمد مسرور احمد، جاوید اقبال مظہری اور ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری کو جنہوں نے یہ عظیم تحفہ امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء بجاہ حبیبہ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم

علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری

(سابقہ شیخ الحدیث، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور)

☆

(۱)

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی کی طرف سے اس موقع پر بیس سے زیادہ کتب کا شائع ہو جانا اور امام ربانی فاؤنڈیشن انٹرنیشنل، کراچی کی سے جہان امام ربانی کی سات جلدوں کا چھپ جانا جہان امام ربانی مجدد الف ثانی اور امام احمد رضا بریلوی کی کرامت اور اہل سنت و جماعت کی بیداری کی علامت ہے وہاں آپ کی زندہ و پائندہ کرامت بھی ہے۔ فقیر کے نزدیک آپ کا یہ کارنامہ بڑا ہی خوش آیند ہے کہ آپ نے نقشبندیوں اور رضویوں کے درمیان پائے جانے والے فاصلے کی خلیج کو ختم کر کے رکھ دیا، اور یہ عصر حاضر کا اہم ترین تقاضا ہے، آج کا دور اکبر کے دور سے کم تاریک نہیں، ملکی اور بین الاقوامی سطح پر غیر اسلامی قوتیں

اسلام اور مسلمانوں کو کچل کر صفحۂ ہستی سے مٹا دینا چاہتی ہیں، اس لیے ضرورت ہے کہ اہل سنت و جماعت متحد، منظم اور بیدار ہو کر اسی جذبہ کے ساتھ اسلام کی شمع فروزاں کریں جس جذبہ کے ساتھ امام ربانی مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور امام احمد رضا خاں اور ان کے تلامذہ و خلفا نے روشن کی تھی۔

جہان امام ربانی قومی کانفرنس لاہور بھی شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہوئی، مقالہ نگار حضرات اور سامعین نے بڑے جوش اور جذبے کے ساتھ شرکت کی، راقم بھی اس میں شریک ہوا، اس کانفرنس کی کامیابی کا سہرا بھی آپ کے سر ہے، آپ کے تشریف فرما نہ ہونے کی وجہ سے بہت خلا محسوس ہوتا رہا، اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور آپ کا سایہ تادیر سلامت رکھے۔

(محررہ: ۲۵/اپریل ۲۰۰۵ء)

(۲)

امت مسلمہ کی بقا اور ترقی کا راز اس امر میں مضمر ہے کہ ہم دامن مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھام کر اپنا ایمانی تعلق خالق کائنات جل جلالہٗ کے ساتھ مضبوط اور مستحکم کرلیں۔ عقائد، اعمال، احوال اور اخلاق کا قبلہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں درست کریں، یہ وہ فریضہ ہے جس کی طرف مجددین امت اور اولیاء کاملین راہنمائی فرماتے رہے ہیں، یہی ارشاد ربانی "اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ" کا مطلب ہے۔

اصلاح اور تجدید دین کا فریضہ انجام دینے والے قائدین کی طویل فہرست میں امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا نام بڑا نمایاں ہے، ان کی اتباع شریعت اور اتباع سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریک اتنی زور دار تھی کہ اس کے اثرات دنیا کے کونے کونے تک پہنچے اور آج بھی اس کی برکات سر کی آنکھوں سے دیکھی جاسکتی ہیں۔ آج جب کہ فسق و فجور، گمراہی اور بدعقیدگی کا منہ زور سیلاب عروج پر ہے، عوام تو عوام حکمران تک اس کی سرپرستی کو سرمایۂ فخر جانتے ہیں، ضرورت ہے کہ اولیاء کاملین اور خاص طور پر امام ربانی قدس سرہٗ کے ارشادات کی بھرپور اشاعت کی جائے اور علامہ اقبال کے اس قول پر عمل کیا جائے۔

بہ مصطفیٰ بہ رساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی ست

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی دور حاضر کے وہ عظیم دانشور، مفکر، شیخ طریقت، مصلح اور قلم کار ہیں جن کی تحریرات نے ان گنت قارئین اور متعلقین کی علمی اور فکری راہنمائی کی اور انہیں صراط مستقیم پر گامزن کر دیا، تیس سال کا طویل عرصہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی علمی، اعتقادی، ادبی اور سیاسی مسائی جمیلہ پر اتنا لکھا کہ تنہا ان کا کام پوری اکیڈمی پر بھاری ہے، بے شمار ارباب علم ان کی شستہ اور معقول و مدلل نگارشات کو پڑھ کر شکوک و شبہات کی فضا سے نکل آئے اور انھوں نے تسلیم کر لیا کہ امام احمد رضا بریلوی واقعی مسلک اہل سنت و جماعت اور مذہب حنفی بلکہ سیدھے سادے لفظوں میں اسلام کے ترجمان اور پاسبان تھے۔

اب انھوں نے ''جہان امام ربانی'' کی دس (بارہ) جلدوں کا سیٹ مرتب اور شائع کر کے پورے ادارے کا کام تن تنہا انجام دیا ہے اور امام ربانی قدس سرہ العزیز کے علمی، ایمانی، عرفانی اور تجدیدی کارناموں کی دنیا کو اس کتاب میں جمع کر دیا ہے یہ ان کا وہ زندۂ جاوید کارنامہ ہے جو اللہ نے چاہا تو صدیوں تک زندہ رہے گا اور ان کا نام بھی روشن رکھے گا۔

ساتویں جلد حسین اور نادر تصاویر پر مشتمل ہے جس میں امام ربانی مجدد الف ثانی اور امام احمد رضا بریلوی کے مزارات اور ان کے حوالے سے نایاب تصاویر جمع کر دی گئی ہیں اور تصویروں کی زبانی یہ پیغام دیا گیا ہے کہ ان حضرات اور علامہ اقبال کا مسلک ایک ہی ہے، یہ ایسی فکر ہے جس کی بنیاد پر امت مسلمہ جمع ہو سکتی ہے جس کی اس وقت اشد ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی اور ان کے معاونین صاحبزادہ مسرور احمد، ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری اور جناب جاوید اقبال مظہری اور دیگر تمام تعاون کرنے حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین یارب العالمین بحرمۃ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین (محررہ: ۷/ذیقعدہ ۱۴۲۶ھ/۱۰/دسمبر ۲۰۰۵ء)

علامہ جمیل احمد نعیمی چشتی صابری ضیائی

(استاذ الحدیث وناظم تعلیمات دارالعلوم نعیمیہ، کراچی)

☆

غالباً ۲۰۰۵ء کی بات ہے کہ مخدوم ومحترم سرمایۂ اہل سنت، نازش ملت، محقق ومفکر، پروفیسر ڈاکٹر

محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی مظہری دہلوی دامت برکاتہم القدسیہ نے بوقتِ ملاقات احقر کو یہ خوش خبری سنائی کہ عنقریب قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، عالم باعمل، صوفی باصفا، ہند میں سرمایہء امت کے نگہباں حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہم اللہ القوی کی حیات مبارکہ و دینی خدماتِ جلیلہ پر ایک جامع و مانع انسائیکلو پیڈیا متعدد جلدوں میں بنام و عنوان ''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی'' منصہء شہود پر آرہی ہے۔ آج بحمد اللہ تعالیٰ ۲۰۰۶ء کے آخر میں عزیزم ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری زید مجدہ سے یہ مژدۂ جان فزاسن کر بے حد مسرت ہوئی کہ اب یہ انسائیکلو پیڈیا بارہ حسین جلدوں میں جلوہ گر ہورہی ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کے محبوب و کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کرم سے جس میں ایک جلد مرقعات امام ربانی کے نام سے نایاب نوادرات پر مشتمل ہے۔ احقر کے ناقص علم و مطالعہ سے علماء کرام و مشائخ عظام کی اس موضوع پر متعدد کتب گزری ہیں مگر احقر یہ کہہ سکتا ہے کہ محققِ دوراں، نبہانی زماں، مسعود ملت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی مظہری دہلوی دامت فیوضاتہم العالیہ کی سرپرستی میں جوان کے سعادت مند فرزند ارجمند اور لائق جانشین صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد نقشبندی مجددی مظہری زید مجدہ نیز ان کے احباب بالخصوص مخدوم و محترم مولانا جاوید اقبال مظہری دام ظلہ العالی بانی امام ربانی فاؤنڈیشن اور عزیزم ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری زید مجدہ قابل صد تحسین و تقلید ہیں۔

مولائے کریم اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ان تمام حضرات کو اپنی رحمتوں اور برکتوں سے مالا مال فرماتے ہوئے تادیر صحت و عافیت اور سلامتی دین و ایمان کے ساتھ قایم و دایم رکھے۔
آمین ثم آمین بجاہ حبیبہ الامین

احقر یہ سمجھتا ہے کہ مسعود ملت کی سرپرستی میں اس مختصر مدت میں اتنے عظیم علمی، فکری، تحقیقی و تخلیقی اور حسن صوری و معنوی کے ساتھ کام کا ہوجانا اللہ تعالیٰ کی رحمت، اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت اور حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ کا تصرف نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

ذٰلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء واللّٰہ ذو الفضل العظیم.

احقر اس شعر پر اپنی تحریر کا اختتام کرتا ہے۔

ہر گز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

(محررہ:۲۱ر ذی الحجہ ۱۴۲۷ھ/۱۲رجنوری ۲۰۰۷ء)

حضرت ابوحفص عمر المجددی

(سجادہ نشین خانقاہ خیریہ، کوئٹہ، بلوچستان)

☆

۱۲ر ربیع الانور سے قبل آپ کی مرسلہ کتب جہان حضرت امام ربانی کا مکمل سیٹ اور نسخہ ''نور علیٰ نور'' موصول ہوے ''طوبا لکم ثم طوبا وھنیالکم'' قابل صد ستائش ہے آپ کا ادارہ جو اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کے احوال مبارکہ وسیرت طیبہ ومساعی جلیلہ سے اللہ کی مخلوق کو روشناس کرا رہا ہے۔ جزی اللہ عنا وعن المسلمین خیر الجزاء اوران ذوات مقدسہ کے مذکرے سے دلوں کو جلا وثبات ایمان کی تقویت ویقین کا حصول ہوگا۔ جیسے کہ فرمان رب جلیل ہے۔''وکلا نقص من انباء الرسل مانثبت بہ فؤادک وجاءک فی ھذہ الحق وموعظۃ وذکری للمؤمنین'' اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے آپ کے نام نامی پر ہماری جانیں اور روحیں فدا ہوں۔'' عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال من کان مستنا فلمستن لمن قدمات ''یعنی گزری ہوئی مبارک ہستیوں کی راہ پر چلنا ہی صراط مستقیم ہے۔ اور بحمدہٖ تعالیٰ اس خدمت جلیلہ کو آپ حضرات بوجہ احسن سرانجام دے رہے ہیں۔

پھر حضرت مجدد الف ثانی کے احوال سبحان اللہ۔

قولِ او قولِ قبول فعلِ اوٗ فعل رسول
شانِ او شانِ نزول اے تحفہ دارِ یثربی
رضوانِ او رضوان ہو احسانِ او احسان ہو
حرمانِ او حرمانِ ہو اے تحفہ دارِ یثربی
ترغیبِ او وعد سعید تہیبِ او مثلِ وعید
تلقینِ او حمدِ حمید اے تحفہ دارِ یثربی

بادائ دین ملقب فاروقی اعلیٰ نسب
پیرِ عجم میرِ عرب اے نائبِ پیغمبری

ابوالخیر خواجہ محمد عبداللہ جان نقشبندی

(سجادہ نشین خانقاہ عالیہ مرشد آباد شریف، پشاور، سرحد)

☆

محقق عصر رئیس التحریر، محسن اہل سنت، شیخ طریقت، مسعود ملت حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ لائق صد تحسین ومبارکباد ہیں کہ ان کی سرپرستی میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے حوالے سے عظیم الشان علمی وتاریخی انسائیکلوپیڈیا بنام ''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی'' کی سات ضخیم جلدیں زیور طباعت سے مزین ہو کر منظر عام پر آ گئی ہیں۔ ان میں سے ایک جلد ''نور علیٰ نور'' آرٹ پیپر پر چار رنگی طباعت ہے اور ٹائٹل پر مزارات ومقامات مقدسہ کی خصوصاً سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے اولیائے کرام اور مشائخ عظام کے مزارات ومقاماتِ متبرکہ کی نہایت خوبصورت اور جاذب نظر رنگین تصاویر موجود ہیں اس کے علاوہ مغلیہ بادشاہوں کی بعض اہم تاریخی مقامات کی یادگار تصاویر بھی دی گئی ہیں۔

عنقریب مزید تین جلدیں منظر عام پر آ رہی ہیں۔ محترم المقام حضرت قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب عرصہ دراز سے جہاد بالقلم میں مصروف عمل ہیں۔ ان کے نوک قلم سے مختلف اہم موضوعات پر تصنیفات وتالیفات کا جو ذخیرہ منصۂ شہود پر آیا ہے وہ بلاشبہ اہل سنت کے لیے ایک بہت بڑا علمی وتاریخی سرمایہ ہے لیکن ''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی'' پر کام کر کے انھوں نے اپنے آپ کو زندۂ جاوید بنا دیا ہے۔ نقشبندی مجددی ہونے کا حق ادا کر دیا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ پر تو چھوٹی بڑی کافی کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن اس قدر اہتمام وانصرام کے ساتھ مفصل کام آج تک نہیں ہوا۔ یہ سعادت ان کے حصے میں آئی۔

ذلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشآء۔

ایں سعادت بزور بازو نیست۔ تانہ بخشد خدائے بخشندہ

حکیم سید اکرام حسین سیکری

(سجادہ نشین خانقاہ چشتیہ میر پور خاص وحیدر آباد، سندھ)

☆

میں اس خصوصی عنایت اور کرم فرمانے پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں، آپ ایک بڑا کام کر رہے ہیں جو باقی رہنے والا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو مزید کام کرنے کی ہمت اور قوت عطا فرمائے۔

حضرت مجدد الف ثانی کی سیرت پر مزید کام ہونا چاہیے ان کے دور حیات میں ارباب اختیار نے دین کے معاملات میں جو شورش پیدا کی تھی اس کی مکمل تفصیل شائع ہونی چاہیے۔

(محررہ: ۲۲ رمئی ۲۰۰۵ء)

مفتی اعظم علامہ ڈاکٹر محمد مکرم احمد نقشبندی

(امام وخطیب شاہی مسجد فتح پوری، دہلی (بھارت))

☆

(۱)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر بے حساب ہے اور حضرت مجدد الف ثانی محبوب سبحانی، حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ والرضوان کی نسبت اور فیوض وبرکات کے صدقہ میں آج کراچی کے انٹرنیشنل اجلاس میں اس ناچیز کی شرکت ہو رہی ہے۔ کہاں ہندوستان کی راجدھانی دہلی اور کہاں پاکستان کا مرکزی شہر کراچی۔ فخر اہل سنت عالم اسلام کے نامور محقق ومفکر عارف باللہ مجدد دین وملت حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی اور حضرت آغا فضل الرحمٰن مجددی خانوادۂ مجددیہ کے روشن چراغ کی سرپرستی میں علماء ومشائخ، عقیدتمندوں اور عاشقوں کی اس محفل میں شرکت کر کے جتنی خوشی ہو رہی ہے بیان سے باہر ہے، انہی ایام میں ہندوستان کے صوبہ پنجاب کے شہر سرہند شریف میں بارگاہ مجددی میں ہزاروں عقیدتمند اپنی جھولیاں پھیلائے عرس منور کی محفل میں حاضر ہو رہے ہیں، اور نہ جانے کہاں کہاں بلکہ سارے جہان میں حضرت مجدد الف ثانی کے عرس شریف کی محفلیں سجائی جا رہی ہیں، بڑے خوش نصیب ہیں وہ سب ہی حضرات جو اس سلسلہ سے وابستہ ہیں اور ایسی مبارک محفل میں شریک ہیں۔ اللہ کے ذکر کی محفل میں اور اللہ والوں کے ذکر کی محفل میں شریک ہونے والے کبھی محروم اور نامراد نہیں ہوتے، یہ ہی عقیدت ومحبت اس

زندگی میں بھی کام آتی ہے اور آنے والی زندگی میں بھی کام آئے گی، ان شاء اللہ سب کی مرادیں پوری ہوں گی، ان کا فیض قیامت تک جاری ہے اور جاری رہے گا۔

اس وقت تعلیمات مجددیہ کی اشاعت کے لیے خانقاہوں کا فعال ہونا ضروری ہے جس کے لیے مشائخ مجددیہ کو اپنے اپنے دائروں سے نکل کر ایک بڑے دائرے میں آنا ہوگا تاکہ آفاقی سطح پر کام ہو سکے اور اتحاد بین المسلمین کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکے، اخلاص عمل وقت کی اہم ضرورت ہے، جہان امام ربانی کی تیاریوں میں اسی جذبہ کے تحت کام ہوا ہے اور یہ انٹرنیشنل محفل تشکر بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ امام ربانی فاؤنڈیشن کے سرپرست اعلیٰ مجدد قرن حاضر مسعود الملت حضرت علامہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ، امام ربانی فاؤنڈیشن کے چیئرمین جناب صاحبزادہ مسرور احمد صاحب مدظلہ اور سب ہی رفقاء کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے ان تھک کوششوں سے اس آفاقی سطح پر کام کی داغ بیل ڈالی، مکتوبات شریف میں سے انتخاب کر کے عوامی آگاہی کے لیے انہیں ہر زبان میں لایا جائے اور اتنی وافر تعداد میں انہیں شایع کیا جائے کہ ایک ایک نسخہ ہر گھر میں موجود ہو، آپ کے مکتوبات شریف کا امتیاز یہ ہے کہ خط میں ذاتی غرض ظاہر نہ فرمائی، ہم لوگ بھی خط لکھتے ہیں، جن میں خانگی حالات اور ذاتی زندگی سے متعلق مسائل کا ذکر ہوتا ہے، بس! حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے خط لکھنے کا مقصد اعلاء کلمۃ اللہ کے سوا کچھ نہ تھا جبکہ دور جدید میں بعض علماء و مشائخ بادشاہوں اور وزیروں کی قربت سے ذاتی فائدے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور خوشامدی انداز اپناتے ہیں، شاذ و نادر ہی کوئی کسی وزیر یا سربراہ مملکت سے اللہ کے لیے ملتا ہوگا۔ بادشاہوں وزیروں سے ملنا برا نہیں ہے، برا یہ ہے کہ ان کو ذاتی مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے، جب اصلاح کی قدرت یا ضرورت ہو تو ان کو تنہا چھوڑ دینا دانائی نہیں دانائی یہ ہے کہ ان سے مل کر ان کو بنایا جائے، سنوارا جائے، تاکہ وہ اللہ کی مخلوق پر جابر و قاہر نہ ہوں بلکہ رحم دل و کرم فرما ہوں، نیز ان کی دنیا اور آخرت بہتر ہو سکے۔

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے حوالے سے کام کرنے والوں اور ان سے بالواسطہ یا بلا واسطہ عقیدت رکھنے والوں کے لیے مژدہ یہ ہے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے فرمایا:

> جو لوگ ہمارے طریقے میں قیامت تک بالواسطہ یا بلا واسطہ داخل ہوں گے، خواہ مرد ہو یا عورتیں سبھوں کو ہماری نظر کے سامنے لایا گیا،

نام ونسب، مولد ومسکن بتایا گیا۔ اگر میں چاہوں سب کو ایک ایک کر
کے بیان کردوں۔ (ص ۲۲، نور علیٰ نور)

لہٰذا جتنے حضرات ان سے عقیدت رکھتے ہیں، ان پر کام کررہے ہیں، ان کے سلسلہ میں داخل ہیں یہ ان کے لیے مژدہ ہے، ان شاء اللہ سب ہی حضرت مجدد سے فیض یاب ہورہے ہیں اور ہوتے رہیں گے اور یہ فیض خاندانی خوشحالی کا ذریعہ ہوگا۔

ان بارگاہوں سے جڑنے والے خوش نصیب ہیں انہیں شیخ طریقت کی صحبت ملی جس سے انہیں اس راہ کا پتا لگا، بغیر رہنما کے رہنمائی کی تکمیل نہیں ہوتی، ۱۹۶۶ء میں احقر اپنے جد امجد مرشد کامل شیخ الاسلام مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی عنایت وشفقت سے انہی کی معیت میں پہلی مرتبہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے دربار میں حاضر ہوا تھا۔ تب ہی سے الحمدللہ یہ فیض جاری ہے، ہمہ وقت فیض وکرم کا سلسلہ جاری ہے پچھلے سال ۸ مئی ۲۰۰۴ء کو احقر زادے حافظ قاری مولوی محمد انس احمد مسعود سلمہٗ اپنے مرشد و جد امجد حضرت مسعود الملت مجدد قرن الحاضر علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی صحبت میں بارگاہ مجدد رضی اللہ عنہ میں حاضر ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں اور سب ہی صاحبزادوں کو اسلام کے نقش قدم پر گامزن فرمائے اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی خدمات انجام دینے کی مزید توفیق ارزانی فرمائے۔

پاکستان کے سب ہی احباب خوش نصیب ہیں مسعود ملت کی صحبت عظیم المرتبت سے بہرہ ور ہورہے ہیں مجھے کامل یقین ہے ان شاء اللہ یہ فیض مجددی مظہری مسعودی ہمارے لیے دین و دنیا کی سعادت وشادمانی کا ذریعہ ہوگا۔

جو حضرات جہان امام ربانی جیسے عظیم الشان انسائیکلوپیڈیا کی تیاری میں لگے ہوئے ہیں وہ جانتے ہیں کہ ہر کام غیب سے ہوا اور غیب سے ہوتا ہے، اخلاص نیت کے ساتھ لگنے کی ضرورت ہے، جتنا عظیم کام جتنے کم وقت میں انجام پایا ہے یہ بھی حضرت مجدد کا فیض اور مسعود الملت کی عظیم الشان کرامت ہے جس نے بہت سوں کو حیرانی میں ڈال دیا ہے۔ آپ تیس سال سے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اور مجدد مأۃ سابقہ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ پر تصنیف وتحقیق کا کام سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ بھی مجددیت کے منصب پر فائز ہیں جس روز سے آپ نے ان مجددوں کی حیات اور خدمات پر کام شروع کیا تھا اسی روز سے آپ مجدد مأۃ حاضرہ کے جلیل القدر منصب پر فائز ہیں کہ آپ کا فیض سالہا سال سے ہمہ وقت

جاری وساری ہے۔آپ نے سب کے ساتھ فراخدلی کا معاملہ فرمایا ہے اور اپنے علم سے کبھی کنجوسی نہیں کی، ہرایک کو فیض پہنچایا جو آپ کے در پر آیا آپ نے خوش اخلاقی سے استقبال کیا آج کے دور میں آپ سا فراخ دل فاضل اور شریعت وسنتوں کا پیکر نہیں ملے گا۔آپ زیادہ سے زیادہ خطوط لکھتے ہیں خط کے برابر جواب دیتے ہیں اور اس پر بھی آپ معقول صرفہ ہر مہینے فرماتے ہیں، جدید وسائل کا آپ بھرپور استعمال فرما کر فیض رسانی فرمارہے ہیں انٹرنیٹ کے ذریعہ،فیکس کے ذریعہ،فون کے ذریعہ،ای میل کے ذریعہ غرض ہر طریقہ سے آپ خلق خدا کی رہنمائی فرمارہے ہیں، سیکڑوں رسائل اور کتابیں آپ نے لکھیں کبھی اس پر رائلٹی نہیں لی، آپنے علم کو آمدنی کا ذریعہ نہیں بنایا، ادارۂ مسعودیہ اور امام ربانی فاؤنڈیشن کراچی کے احباب لاکھوں روپے کا مذہبی لٹریچر شایع کر کے مفت تقسیم کرارہے ہیں اور کرتے رہتے ہیں۔دنیا کے ہر کونے میں مسعود ملت اور مجدد برحق کا فیض جاری ہے۔ایشیا، افریقہ اور یورپ کا شاید ہی کوئی شہر ہو جہاں آپ کا لٹریچر نہ پہنچا ہو، یہی تو شان مجددیت ہے، حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے مریدین، خلفاء اور مکتوبات شریف کے ذریعہ فیض ہدایت کو عام فرمایا، وہی خدمت آج حضرت مسعود ملت فرمارہے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی عمر شریف میں برکت عطا فرمائے اور فیض مجددی جاری رہے۔

(محررہ ۱۰ر اپریل ۲۰۰۵ء)

(۲)

احقر بھی آپ کی دعاؤں سے جہان امام ربانی کے تعارف میں اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت ومعارف کو عوام تک پہنچانے کے لیے ایک نیشنل کانفرنس کرنے کا پروگرام بنارہا ہے، ہندوستان میں اس طرح کی کانفرنسوں کا رواج کم ہے، سرہند شریف میں خلیفہ صاحب سے رابطہ کیا ہے وہ مستعد ہیں ہندوستان کی سطح پر نقشبندی مجددی حضرات سے رابطہ کرنا ہے تاکہ یہ کانفرنس عظیم الشان ہو، اس سلسلہ میں احقر ایران کے سفر سے واپسی پر ان شاء اللہ سرہند شریف حاضر ہوگا۔

جہان امام ربانی نے دھوم مچا رکھی ہے، جو بھی دیکھتا ہے بے حد متاثر ہوتا ہے، آج کل مولانا جمیل نوحی مدرس مدرسہ عالیہ اس کا لفظاً لفظاً مطالعہ فرمارہے ہیں۔ مسلم احمد نظامی سے بھی مولانا کا کافی قرب ہے۔وہ اپنا تاثر لکھیں گے۔میں نے درخواست کی ہے ملے گا تو ارسال خدمت کروں گا۔امام ربانی کی ایک برانچ دہلی میں قائم کی جائے تو کیسا ہوگا، آپ کا مشورہ ضروری ہے۔(محررہ: ۱۲ر جولائی ۲۰۰۵ء)

(۳)

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ پر برسوں سے تحقیق ہو رہی ہے بارہ تحقیقی مقالات پر ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں مل چکی ہیں، فقیر نے بھی عربی میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے حالات و خدمات پر تحقیقی مقالہ قلمبند کیا ہے جو تین سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہے جسے ان شاء اللہ ادارۂ مسعودیہ، کراچی عنقریب شائع کرے گا۔ امام ربانی فاؤنڈیشن کا قیام اور جہان امام ربانی مجدد الف ثانی کی تدوین و اشاعت اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری (جن کی مساعی جمیلہ اور ان کے رفیق کار صوفی غلام سرور صاحب کی جدوجہد سے نصف صدی سے پاکستان میں مجدد علیہ الرحمۃ کے ذکر و فکر کا چرچا ہے) نے لاہور میں حوزہ نقشبندیہ ایک علمی ادارہ قائم کیا ہے جس کے سیکرٹری محمد مختار عالم حق ہیں۔ جس نے کام شروع کر دیا ہے اس کے معاونین میں پروفیسر محمد اقبال مجددی جیسے محقق ہیں اس سے اس کے کام کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، امام ربانی فاؤنڈیشن نے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے حالات و افکار و خدمات پر ایک عظیم انسائیکلوپیڈیا سات جلدوں میں شایع کیا ہے اور دو مزید جلدیں آئندہ سال منظر عام پر آجائیں گی۔ ان شاء اللہ۔ اس طرح یہ انسائیکلوپیڈیا تقریباً چھ ہزار صفحات پر محیط ہوگا۔ شاید حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت نگاری کے بعد آپ کے غلاموں میں کسی بھی شخصیت پر اتنا عظیم کام نہ ہوا ہوگا، بے شک یہ ایک تاریخ ساز کام ہے۔ (محررہ: ۲۴ اپریل ۲۰۰۵ء)

ڈاکٹر مفتی صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر الازہری

(الشہادۃ العالیہ فی العلوم العربیہ والاسلامیہ/ ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی/ رکن قومی اسمبلی، اسلامی جمہوریہ پاکستان)

☆

میں سب سے پہلے تو ''جہان امام ربانی'' کی اشاعت پر مسعود ملت حضرت قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب، ان کے رفقائے کار اور اس عظیم کام میں ان کے ساتھ تعاون کرنے والے ان کے احباب و محبین اور مخلصین کو قلب کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں، حقیقت یہ ہے کہ سات جلدوں پر مشتمل ''جہان امام ربانی'' کو شایع کر کے انھوں نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ جیسی عظیم ذات کے محاسن و محامد کا جو جہاں آباد کیا ہے اور اس طرح ان کی بارگاہ میں جس خوبصورت انداز میں نذرانۂ عقیدت پیش کیا ہے وہ تصوف کی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھا جائے گا اور بارگاہ مجدد سے

دنیا و آخرت میں بہت بڑے انعام و اکرام کا موجب بنے گا۔ (محررہ: ۱۰/اپریل ۲۰۰۵ء)

علامہ عبدالمبین نعمانی قادری

(المجمع الاسلامی، مبارکپور اعظم گڑھ، بھارت)

☆

اب آخر میں ڈھیروں تہنیتیں اور مبارکبادیں قبول فرمائیں جہان امام ربانی مجدد الف ثانی جیسی ضخیم و عظیم کتاب کی ترتیب و تالیف و اشاعت پر جسے دیکھنے کے لیے آنکھیں ترس رہی ہیں، پیرزادہ مولانا اقبال احمد فاروقی نے اپنے مکتوب اور جہان رضا کے ذریعہ یہ خوشخبری سنائی ہے، یہاں جامعہ اشرفیہ کی امام احمد رضا لائبریری، یا المجمع الاسلامی کی لائبریری میں اس کا ایک نسخہ آجاتا تو نگاہیں دیکھ کر ٹھنڈی ہوتیں۔
(محررہ: ۱۸/جولائی ۲۰۰۵ء)

علامہ مفتی محمد علیم الدین نقشبندی

(شیخ الحدیث دارالعلوم سلطانیہ، جہلم، پنجاب)

☆

(۱)

یہ کتاب آپ کے مؤقر ادارہ اور آپ کی طرف سے بارگاہ مجددی میں منفرد اور عدیم النظیر نذرانہ عقیدت ہے اللہ تعالیٰ کے کرم سے قبولیت کی امید ہے۔ اتنی جامعیت، اتنے تنوع، اتنی انفرادیت اور اتنی ضخامت کے باوجود دل یہ کہتا ہے

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اللہ تعالیٰ صحت و تندرستی کے ساتھ آپ کو عمر دراز عطا فرمائے اور اس طرح کے کارناموں کی انجام دہی آپ کی قسمت میں کرے اس کارنامے کو سر فرمانے کی مبارکبادی کے ساتھ گزارش ہے کہ اس کے بعد بارگاہ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ میں پیش کرنے کے لیے ایک نئے اور اس سے بہتر نذرانہ کی فکر فرمائیں اور اس کی طرح ڈال دیں۔ اللہ تعالیٰ کرے یہ گزارش قبول ہو۔ (محررہ: ۴/ستمبر ۲۰۰۵ء)

(۲)

''جہان امام ربانی'' جیسی وقیع کتاب امام ربانی فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام مرتب ہو کر شائع ہوئی۔ یہ

ایک فقید المثال کارنامہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس انعام پر جس قدر شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ فقیر عفی عنہ کے خیال میں فاؤنڈیشن نے ابھی اپنے کام کا آغاز کیا ہے جو اس کے شاندار اور تابناک مستقبل کی نشان دہی کرتا ہے۔ کیوں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کی سیرت مبارکہ اور کارناموں کی بہت سی جہتوں پر بہت سا کام ابھی ان کے نام لیواؤں کے ذمہ قرض ہے۔ ابھی تو قرض کی ایک قسط ادا ہو پائی ہے اس کام کے لیے مختلف محققین سے آپ کی سیرت اور کارناموں کی مختلف جہات پر عنوانات کی نشان دہی کرائی جائے اور پھر ان عنوانات پر ملک اور بیرون ملک علماء و محققین سے مقالات تیار کرا کے انہیں شائع کرنے کا اہتمام کیا جانا چاہیے۔

علامہ محمد منشا تابش قصوری

(استاد جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور، پاکستان)

☆

(۱)

''جہان امام ربانی'' کی تاریخی اشاعت پر ھدیہ تبریک پیش کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و تندرستی سے نوازتے ہوئے مزید فیوضات مجددیہ کا قاسم بنائے۔ آمین۔ (محررہ: ۱۴؍ ستمبر ۲۰۰۵ء)

(۲)

شریعت و طریقت کے مرج البحرین، دنیائے اسلام کی نامور روحانی شخصیت، عارف ربانی، حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کی ذات بابرکات کے عالم اسلام پر جو ناقابل فراموش احسانات ہیں ان کا احاطہ ممکن نہیں، آپ پیکر تبلیغ بن کر ظہور پذیر ہوے، شاہان وقت کو ان کی بے دینی و بے راہروی پر للکارا۔ تنبیہ فرماتے ہوے صراط مستقیم پر گامزن ہو کر چلنے کی طرح ڈالی، جرأت و عزیمت کے نئے جہان آباد کیے مکتوبات مبارکہ سے تبلیغ کو ایک نئی جہت سے متعارف کروایا، اس پر اکابر اسلام نے خراج عقیدت و محبت پیش کرتے ہوے برملا اعلان کیا کہ قرآن مجید اور احادیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحیح ترین کوئی کتاب ہے تو وہ ہے مکتوبات امام ربانی۔

''ان اللہ یحب المحسنین''

بے شک اللہ تعالیٰ محسنین سے محبت کرتا ہے ان محسنین میں بلاشبہہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ

شامل ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص اپنے محسن کا شکرادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر گزار نہیں ہے۔ امام ربانی علیہ الرحمۃ تو براعظم ایشیاء میں بسنے والے تمام مسلمانوں کے محسن ہونے کی وجہ سے یقیناً ہزار ہا شکریہ کے مستحق تھے ایسے کہ ان کے مشن کو آگے بڑھایا جاتا، ان کے سنہری کارناموں سے نئی نسل کو روشناس کراتے، ان کی متعین کردہ راہوں کو حرز جان بناتے، ان کی سیرت کے نقوش نوریہ سے اپنے قلب ونظر منور کرتے اور اپنی صورت وسیرت کو ان کے پاکیزہ افکار وکردار سے سنوارتے، مگر ہم دیکھتے رہ گئے اور غیر بازی لے گئے۔

تاہم پھر بھی شکر ہے کہ اس گئے گزرے دور میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی نگاہ کرامت نے نازش لوح وقلم حضرت علامہ الحاج ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد مظہری مجددی نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ کی ذات ستودہ صفات سے وہ کام لیا جو کسی اور سے نہ ہو سکا۔ مسعود ملت کا خاندان نسل بہ نسل علمی وروحانی، دینی ومسلکی، تاریخی وتحقیقی، خدمات سرانجام دیتا آرہا ہے۔ اس فیض بار خاندان عالیہ کی تاریخ بڑی روشن ہے ایک سے ایک بڑھ کر شخصیت کا ظہور ہوا مگر مسعود ملت نے دینی، ملی، علمی، عملی، روحانی، قلمی، تاریخی خدمات سے نہ صرف اپنی بلکہ خاندانی وجاہت وثقافت کو بھی چار چاند لگا دیے۔

حضرت مسعود ملت مدظلہ بڑی بے نیازی وبے لوثی سے خدمت لوح وقلم میں مصروف ہیں، نام ونمود سے انہیں کوئی غرض نہیں، یہی وجہ ہے کہ موصوف نے امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ پر اتنا وقیع کام کیا کہ آج یگانے، بیگانے سبھی رطب اللسان ہیں۔ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ پر بیس سے زائد کتب لکھنے کے بعد اب امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ پر نہ صرف کام کا آغاز کیا ہے بلکہ ان کی زیر سرپرستی جہان امام ربانی کے مقدس نام سے چھے ضخیم مجلدات بڑی آب وتاب سے منصۂ شہود پر جلوہ افروز ہو چکی ہین جو اہل تحقیق کے لیے نہایت تاریخی شاہکار ہیں۔ اور کیوں نہ ہو کہ اس کے مرتبین میں صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد، مولانا جاوید اقبال مظہری اور ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری جیسی ہستیاں شامل ہیں۔ ازیں قبل تحریک مجدد الف ثانی کے بانی شیخ المشائخ حضرت الحاج میاں جمیل احمد نقشبندی مجددی شرقپوری زیب سجادہ آستانہ عالیہ حضرت میاں شیر محمد المعروف شیر ربانی (رحمۃ اللہ علیہ) نے شرقپور شریف پنجاب پاکستان نے ماہ نامہ نور اسلام شرقپور کے مجدد الف ثانی نمبر اور اولیائے نقشبند نمبر پانچ ضخیم جلدوں میں شائع کر کے حضرت مجدد الف ثانی کی بارگاہ عظمت میں نذرانۂ عقیدت ومحبت پیش کیا۔ یہ دونوں نمبر اہل علم وقلم

کو بالکل مفت دیے گئے۔

اب حضرت مولانا جاوید اقبال مظہری مدظلہ نے بشارت دی ہے کہ حضرت مسعود ملت مدظلہ ''جہان امام ربانی'' کی تین مزید جلدیں مرتب فرما چکے ہیں جو عنقریب اشاعت پذیر ہوا چاہتی ہیں۔ اللہ کرے یہ مژدہ ایمان افروز، روح پرور جلد ظہور پذیر ہو۔ اور طالبین ان سے جلد مستفید و مستفیض ہوں۔

راقم الحروف امام ربانی فاؤنڈیشن انٹرنیشنل کے ارباب حل وعقد کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوا دعا کرتا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ جلیلہ سے حضرت مسعود ملت مدظلہ کے علمی و روحانی، قلمی تاریخی تحائف مبارکہ سے امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ بہرہ مند فرماتا رہے اور موصوف کا سایہ برقرار رہے۔ آمین (محررہ: ۲۹ر شوال المکرم ۱۴۲۶ھ/۲ر دسمبر ۲۰۰۵ء)

علامہ محمد صدیق ہزاروی

(جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور)

☆

جہان امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علم و آگہی کے موجزن سمندر امام ربانی فاؤنڈیشن کراچی کے زیر اہتمام، نامور محقق علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی کی سرپرستی میں ملک اور بیرون ملک کے معروف مذہبی، ادبی اور تاریخی اسکالرز کے مضامین پر مشتمل ایک عظیم انسائیکلوپیڈیا موسوم بہ ''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ'' کے چھ اقلیم (چھ مجلدات) نہایت خوبصورت طباعت، عمدہ کاغذ اور مضبوط و دیدہ زیب جلد کی شکل میں منظر عام پر آئے اور ارباب علم و دانش کے لیے نہایت قیمتی علمی ذخیرہ مہیا ہوا۔

کسی کتاب کی عظمت کے لیے عمدہ موضوع کا انتخاب اور مصنف یا مقالہ نگار حضرات کی بھاری بھرکم شخصیات کا چناؤ بنیادی حیثیت کا حامل ہوتا ہے۔ نیز قدم قدم پر راہنمائی کے لیے اخلاص اور جدوجہد کے ساتھ ساتھ بہترین صلاحیتوں کی حامل شخصیت کا وجود غیبی تائید کا آئینہ دار ہوتا ہے۔

اس کتاب کا موضوع ایک ایسی شخصیت کا تعارف پیش کرتا ہے جس نے برصغیر کے مسلمانوں کی فکری اور سیاسی راہنمائی کا فریضہ باحسن طریق انجام دیا، دو قومی نظریہ جس کی بنیاد پر وطن عزیز پاکستان وجود میں آیا، کے خلاف ہندوؤں کی گھناؤنی سازش کا قلع قمع کر کے ملت اسلامیہ کو صراط مستقیم پر قائم رہتے ہوئے

اپنی منزل کی طرف بڑھنے کا حوصلہ دیا۔

اگرچہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی شہرت دوقومی نظریہ کے تحفظ کے حوالے سے بام عروج کو پہنچی ہوئی ہے لیکن فقہی بصیرت، اسرار و رموز طریقت سے آگاہی، اصلاح احوال امت، محبت واتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم، شریعت اسلامیہ کی پاسداری اور حسن طریقت کی حفاظت ایسے اہم اوصاف آپ کی حیات طیبہ کے ماتھے کا جھومر ہیں۔

جہان امام ربانی مجدد الف ثانی نہ صرف اس عظیم مذہبی سکالر اور مصلح و مدبر کے حالات و خدمات پر مشتمل ہے، بلکہ اس کے متنوع موضوعات نے اس عظمت کو مزید چار چاند لگا دیئے ہیں۔ مثلاً دیگر اکابر صوفیہ نقشبند کے تذکرے، تصوف کے صحیح رخ کی پہچان، برصغیر میں حق و باطل کے معرکے، مختلف حوالوں سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات اور علمی مقام، دنیائے عرب کے نقشبندیہ مجددیہ مشائخ کا تعارف، ریاستہائے متحدہ امریکہ میں نقشبند حضرات اور ان کی خدمات وغیرہ موضوعات پر نہایت قیمتی اور وقیع مقالات جو علمی اور فکری دنیا کے معروف قلمکاروں کی کاوشوں کا ثمرہ ہیں، اس کتاب کا طرۂ امتیاز ہیں۔

مسعود ملت حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں فکر اور قلم کے استعمال کی جو صلاحیتیں آپ کو خالق کائنات کی طرف سے ودیعت ہوئی ہیں آپ نے کسی بخل کے بغیر ملت اسلامیہ کو ان سے بہرہ ور کیا۔

اور کمال کی بات یہ ہے کہ آپ نے جس طرح حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی شخصیت کو خراج تحسین پیش کرنے اور آپ کا صحیح تعارف سامنے لانے کو فرض منصبی کی طرح خیال فرمایا اسی طرح مجدد ملت حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات سے آگاہی اور آپ کے خلاف تعصب پر مبنی پروپیگنڈہ کا ازالہ کر کے تاریخی کارنامہ سرانجام دیا۔

بنابریں ''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ'' کی وقعت اور جامعیت کے حوالے سے جہاں دیگر عوامل کو رد کرنا مشکل ہے وہاں اس انسائیکلوپیڈیا کے عمدہ مضامین کے ساتھ ساتھ اس کی شاندار ترتیب اور دیدہ زیب طباعت میں حضرت مسعود ملت کی سرپرستی اور تحریک بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

یقیناً وہ تمام حضرات مبارک باد کے مستحق ہیں جنہوں نے برصغیر بلکہ عالم اسلام کی عظیم المرتبت شخصیت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے اس گوہر نایاب کے حصول کے لیے شب و روز محنت کی اور امت مسلمہ کی علمی پیاس بجھانے اور ان کی فکر کو جلا بخشنے کے لیے اس عظیم راہ نما کتاب کا تحفہ پیش کیا۔

اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کتاب مستطاب کو ملت اسلامیہ کی راہنمائی کے لیے مفید اور ممد و معاون بنائے۔ آمین بجاہ نبیہ الکریم علیہ التحیۃ و التسلیم.

قاری محمد میاں نقشبندی مجددی

(سجادہ نشین خانقاہ حامدیہ، مہتمم جامعہ اسلامیہ خیر المعاد، قلعہ کہنہ قاسم، ملتان)

☆

یہ حقیقت ہے کہ "جہان امام ربانی" حضرت امام ربانی کا ذکر نزول رحمت کا سبب ہے اور معناً صحبت کا حکم رکھتا ہے۔ خاص کر طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں رابطہ اور صحبت و محبت مشائخ بڑی اہمیت رکھتی ہے کہ یہ طریقہ انعکاسی ہے۔ اس میں وصول الی اللہ کا بڑا ذریعہ اپنے مشائخ کی صحبت اور محبت ہی ہے۔ "جہان امام ربانی" میں مقالات و مضامین کا مطالعہ کرنے سے صحبت معنوی کا لطف حاصل ہوگا۔ حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ سے محبت و انس بڑھے گا اور آپ کے ساتھ ارتباط روحانی پیدا کر کے ظاہری اتباع کی توفیق میسر ہوگی اور مراد حقیقی یعنی رضائے رب حاصل ہوگی۔ ان شاء اللہ

آپ نے جلد اول صفحہ ۴۴ پر تحریر فرمایا ہے کہ:

"جہان امام ربانی جہان نہیں بہت بڑا جہان ہے جس میں سارا جہان سمایا ہوا ہے"

جہان امام ربانی کے مطالعہ کے بعد مندرجہ بالا تحریر حقیقت کے بہت قریب ہے۔

مولانا قمر الدین نقشبندی

(سنام گنج، بنگلہ دیش)

☆

(۱)

بعد نہایت تاخیر سے مطبوعات مذکورہ مل گئی ہیں سات جلد میں مطالعہ سے دل کا بھید کھل گیا ہے

حضرت قبلہ اللہ تعالیٰ آپ کو قیامت تک زندہ رکھیں، واللہ میرے استاد شارح بخاری جامعہ احمدیہ سنیہ عالیہ کا فقیہ علامہ قاضی عبدالواحد صاحب قبلہ اور اس جامعہ احمدیہ سنیہ عالیہ کا محدث میرے استاد سلیمان انصاری دونوں نے جہان امام ربانی ایک ایک سیٹ کے لیے رغبت کیا ہے لہٰذا اگر ممکن ہو تو ان دو حضرات کے عنوان میں دو سیٹ جہان امام ربانی روانہ فرما دینا آپ کا مرضی ہے۔ (محررہ: اکتوبر ۲۰۰۵ء)

(۲)

اولاً قدمبوسی قبول فرمانا، مجھے یقین ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے، بعد الحمد للہ جہان امام ربانی کے مطالعہ سے فارغ ہوا اور الصبح ہر وقت نظارہ کرتا ہوں الحمد للہ میں آپ کی تحقیقات میں ڈوب گیا ہوں میں حتی المقدور دو ایک نسخہ مطبوعات ترجمہ کر رہا ہوں دعا فرمانا۔ (محررہ: ۴؍رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ)

إلـــى،

شيخ الطريقة ماهر الرضوية مجدد المأة الحاضرة لأحياء تراث أهل السنة والجماعة فروفيسر الدكتور محمد مسعود أحمد الموقر، مدير السابق بالكلية العالية الحكومية بالسنده، الباكستان.

الموضوع : كتاب جهان إمام ربانـــى مجدد ألف ثانـــى شيخ أحمد فاروقى سرهندى رضى الله تعالى عنه .

الســـلام عليكم ورحمة الله وبركـــاته.

تقبيل القدم،

قد فرحنا على خطواتك المجيدة لتأسيس المؤسسة العديدة لإحياء تراث الأولياء بالمؤلفات القيمة فالأخص منها المشار إليها فنهنىء لك أجمل التهانـــىء من عمق القلب وترحيبا بالغا على ذلك.

ثم أما بعد ،

أفيدك علما قد طالعت الكتاب المذكورة بالذوق من المجلد الأول إلى المجلد الأخر أعنى فرغت من لطاع الكتاب " جهان إمام ربانـــى مجدد ألف ثانـــى شيخ أحمد فاروقى سرهندى رضى الله تعالى عنه" سبع مجلدات فعلمت بها حقائق الأولياء لإرشاد الأمة فإنهم فتحوا ممالك الدنياء

بالتحريكات الروحانيات والقموا الدين كله لله بدون القتل .

فرحك الله إنك أريت لها الباحثين طريق الهدى ولو أقول إليك تنتهي رياسة أهل السنة والجماعة شرقا وغربا ،شمالا وجنوبا لقلت حقا، بلغ سلامي إلى أرباب أهل السنة والجماعة، مع التحية والسلام.

التاريخ: ۲۰۰٦/۰۲/۲۸م

ابوالحسن مولوی سلطان احمد مسعود چشتی

(حافظ آباد، پنجاب)

☆

(۱)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت میں سات جلدوں میں کتاب چھپ چکی ہے یہ پڑھ کر بہت خوشی اور دل میں مسرت کی لہر دوڑ گئی کہ ایسے عظیم بابرکت اور مقدس کام سرانجام دینے کے لیے اللہ تعالیٰ اپنے پیارے، نیک، مخلص، متقی، پرہیزگار، خدا ترسی کرنے والے، اولیاء اللہ سے محبت کرنے والے، شریعت مطہرہ پر پابندی کرنے والے، مسلک سواد اعظم اہل سنت و جماعت سے عوام الناس کو مطلع کرنے والے اور لوگوں کے دلوں میں محبت و عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع روشن کرنے والوں کو منتخب کر لیتا ہے اور ان کے ہاتھوں سے ایسے کام سرانجام پاتے ہیں۔

ذالک فضل اللہ یئوتیہ من یشآء واللہ ذوالفضل العظیم .

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد، خدائے بخشندہ

حضرت مسعود ملت دامت برکاتہم نے اعلیٰ حضرت بریلوی کے مسلک کو پوری دنیا میں اجاگر کیا اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت ان کی دینی خدمات اور ان کے کشف و کرامات سے عوام الناس کو روشناس کرایا جو کہ ایک بہت بڑا اجہاد، کارنامہ، شاہکار اور ملک وقوم پر ایک بڑا احسان ہے جو

کہ سنہری الفاظ سے لکھنے کے قابل ہے۔ (محررہ: ۱۴ر ستمبر ۲۰۰۵ء)

(۲)

آپ کی اس محققانہ کاوش کو جو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت اور ان کے ملفوظات مقدسہ جو ان کے تقرب الی اللہ کے سبب سے ان کے بکثرت ذکر الٰہی سے ان کو روحانی عروج وارتقاء و عرفانی توانائی کے سبب سے ان کے دل پر بذریعہ کشف وخواب، الہامات اور ارتقاء من عند اللہ وارد ہوئے ان کو تحریر فرمایا ہے جن کا مطالعہ قارئین کے لیے بالیدگی روح کو تازگی اور علم کا مصاحب ہے اور جن کا مطالعہ متلاشیان راہ حق کے لیے مشعل راہ کے مترادف ہے۔

واجب الاحترام قبلہ پروفیسر صاحب دامت برکاتھم آپ کا سات جلدوں میں حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے ملفوظات اور ان کی سیرت کا مرتب کرنا ایک نادر المثال تاریخی کارنامہ ہے اور اس عظیم کارنامہ کی بدولت ہر دور میں مؤرخ، مؤلف، مصنف اور رائیٹرز مخلصین اسلام پسند اور انصاف پسند سنہری حروف سے آپ کا نام لکھتے رہیں گے۔

قبلہ حضرت صاحب دامت برکاتھم العالیہ پوری دنیا میں دینی تبلیغ واشاعت، اعلیٰ حضرت بریلوی کی شخصیت سے عوام الناس کو متعارف کروانا اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات اور ان کی سیرت سات جلدوں میں چھاپنا آپ جناب کی زندہ کرامت ہے۔ قبلہ حضرت صاحب احقر العباد فقیر پرتقصیر جناب کی دینی خدمات کے محیر العقول کارناموں سے متاثر ہو کر آپ سے عقیدت ومحبت وانس اور ملاقات کی چاہت اور تمنا دل میں ہر وقت رکھتا ہے اور آپ کی طرف وقتاً فوقتاً خط لکھنا ضروری سمجھتا ہے۔ (محررہ: ۲۴ر اکتوبر ۲۰۰۵ء)

علامہ ڈاکٹر کوکب نورانی اوکاڑوی

(مولانا اوکاڑوی اکادمی، کراچی)

☆

برِاعظم میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ساتھ مجددیہ کا عنوان جانا پہچانا ہے، یہ نسبت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سیدنا شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے ہے۔ حضرت الحاج پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مظہری خاندان نقشبندیہ مجددیہ کے روحانی وارثان اور وابستگان میں سے ہیں۔

تین دہائیوں سے زیادہ عرصہ انھوں نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی تحریرات و تعلیمات اور تذکر کار وافکار کے حوالے سے وہ عمدہ تحریری خدمات انجام دیں کہ انہیں ماہر رضویات کے لقب سے یاد کیا گیا۔ اس سال ان کی طرف سے سات ضخیم جلدیں ''جہان امام ربانی'' کے عنوان سے منظر عام پر آئی ہیں۔ حضرت سیدنا مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی سیرت وسوانح کا یہ کام بھی ان سے یادگار رہے گا۔

علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

(جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر اسلام، لاہور)

☆

مقبولان بارگاہ ایزدی سے کائنات کا بھرم بھی ہے اور ریشہ ہستی کا نم بھی۔ ان کی آہ سحر گاہی سے شبستان وجود میں چراغاں بھی ہوتا ہے اور کاروان ہست و بود کے لیے نجات کا سامان بھی۔ یہ خالق کائنات کی قدرتوں کا مظہر بھی ہوتے ہیں اور مخلوق کی تمناؤں کا سپر بھی۔ ان کا کردار معمار سیرت بھی ہوتا ہے ان کی گفتار بہار بصیرت بھی۔ ان کی صحبت اکسیر بھی ہوتی ہے اور ان کا تذکرہ سراج منیر بھی۔

ترجمان اسرار تصوف، برہان رموز حقیقت، امام علم و حکمت، امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بھی انہی گراں قدر شخصیات میں سے ہوتا ہے۔

آپ کے سوانح، افکار و نظریات اور کردار و خدمات سے آگہی، یہ ملت کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ اگر چہ آپ کی شخصیت اور تعلیمات کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے کے لیے بہت کچھ لکھا گیا تھا لیکن تشنگی پھر بھی محسوس کی جارہی ہے۔

قلم و قرطاس کے دیرینہ رفیق، نیر افق تحقیق قبلہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے ''جہان امام ربانی'' مرتب کروا کر سرمایہ ملت کی نگہبانی کے ایک روشن عہد اور تابناک تاریخ کو یوں جامہ تحریر عطا کیا ہے کہ موضوع کو اپنے حق کی خاطر کسی اور طرف متوجہ نہیں ہونا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ قبلہ ڈاکٹر صاحب اور آپ کے رفقاء کی یہ کاوش قبول فرمائے۔ آمین

Abul Qasim Syed Jalaluddin Pasha Quadri
(Jeddah, Saudia Arabia)

☆

I recieved seven volumes of "Jahan -e-Imam Rabbani Mujaddid

Alf-e-Sani" and other valuable compilation through your disciple Mr. Humood al-Rehman. Execellent and quite impressive work & Great service you have extended ahle Tariqa and specially to Mujaddidi silsila. May Allah SWT bless you health and keep you long to get khairat of your Ilm and piety. I have been conveying salat wa Salaam on behalf of your family, I am indebted & nbsp, with your kindness. I do not find appropriate words to extend my gratitude for your love, care and sarparsati.

(محررہ: ۲۹؍اگست ۲۰۰۵ء)

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

(صدر مجدد الف ثانی سوسائٹی، لاہور)

☆

میں جملہ اراکین ادارہ و معاونین ادارہ بالخصوص محترم و مکرم جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دام ظلہ اور ان کے رفقاء حضرت صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد، حضرت مولانا جاوید اقبال مظہری اور حضرت ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری کو "جہان امام ربانی" کی بارہ جلدوں کی تکمیل پر دل کی گہرائیوں سے مبارک باد اور ہدیہ تبریک و تحسین پیش کرتا ہوں۔ یہ ایک ناقابل تردید تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوؤں کی اس سازش کو، کہ نیا فکری، دینی اور سیاسی نظام وضع کر کے نعوذ باللہ لوگوں کے دلوں سے اسلام اور ہادی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام و دلبستگی کو ختم کر دیا جائے، آپ نے جرأت مندانہ اور مجاہدانہ بروقت مساعی جمیلہ سے ناکام بنا دیا اور ببانگ دہل اعلان فرمایا کہ ملت اسلامیہ اور شریعت اسلامیہ بالکل منفرد اور جداگانہ حیثیت کی حامل ہیں اس طرح آپ نے دوقومی نظریہ کی بنیاد رکھی۔ یہ نظریہ مملکت خداداد پاکستان کی اساس ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف "اثبات النبوۃ" لکھ کر رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرزندان توحید کی وابستگی کو مستحکم کیا اور دشمنوں کے ہر

قسم کے شکوک وشبہات کا عالمانہ انداز میں ازالہ فرمایا۔

درحقیقت اہل اسلام کی اجتماعی، انفرادی، دینی، سیاسی و روحانی، مشکلات اور فقہی مسائل کا حل حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ کے مکتوبات شریفہ اور دیگر تصانیف میں موجود ہے۔ یہ مشکلات و مسائل دور حاضر کے ہوں یا مستقبل میں رونما ہونے والے ہوں، مکتوبات امام ربانی اور آپ کی دیگر تصانیف آپ کے اصلاحی، تبلیغی اور تجدیدی جہاد کی ولولہ انگیز دستاویزات ہیں۔ تعلیمات امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نظریہ پاکستان کے تحفظ اور فروغ کی ضامن، عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مربوط اور بین الاقوامی سطح پر مسلمانوں کے اتحاد وترقی کی ضامن ہیں۔ اس لیے تعلیمات مجددیہ کو حکومتی سطح پر ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعے عام کرنے کی کوشش کی جانی چاہیے۔ اندرون ملک اور بیرون ملک اخبارات و جرائد و رسائل میں شائع کروانے کی بھی کوشش وقت کا اہم تقاضا ہے۔

مکتوبات امام ربانی علم وتصوف کو خزینہ ہیں، ان کی ترویج واشاعت دور حاضر کی اہم ضرورت ہے اس لیے مکتوبات امام ربانی کے تراجم مروجہ زبانوں میں کرنے کا اہتمام اور ترویج و اشاعت دور حاضر کی ضرورتوں اور ازہان کو سامنے رکھ کر اس قدر عام فہم کرنے کی ضرورت ہے کہ امت کے ہر فرد کی رسائی اس تک آسانی سے ممکن ہو۔ اس کام کے لیے مسلسل اور منظم جد وجہد کی ضرورت ہے۔ ملت اسلامیہ کے ہر خیر خواہ اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے ہر عقیدت مند کو اس میں اپنی بساط کے مطابق حصہ لینا چاہیے۔

بلاد اسلامیہ میں تعلیمات حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی اشاعت کا انتظام بھی کیا جائے اور ان پر ریسرچ اور مخطوطات کو ضائع ہونے سے بچانے کے لیے بین الاقوامی سطح پر ایک منظم ادارہ قایم کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ مکتوبات امام ربانی کو یونیوسٹیوں اور کالجوں کے ایم۔ اے عربی اور ایم۔ اے اسلامیات کے نصاب میں شامل کروانے کے لیے ارباب بسط وکشاد سے رابطے کیے جائیں اور ان کو نصاب میں شامل کروایا جائے۔

وقت کا تقاضا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی تعلیمات کو عام کر کے حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبے کو ابھارا جائے۔ مسلمانوں کے ملی تشخص کو

اجاگر کرنے کے لیے مسلمانوں میں بیداری کی لہر اور ولولہ تازہ پیدا کیا جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمۃ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور آپ کے علمی اور روحانی فیض سے مسلمانوں کو بہرہ مند ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین

پیر طریقت عبد العزیز صدیقی نقشبندی مجددی

(بانی، سینٹ عبد الغنی میموریل اسکول، اندور، بھارت)

☆

رب تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اتنا زبردست کارنامہ جناب کے ہاتھوں پایہ تکمیل کو پہنچایا یہ احسان عظیم ہے، چند لفظوں میں تعریف کر دینا اس محنت وجانفشانی کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ احقر تو سرمایہء علم وعمل کی کمی کے باعث یہ حق بھی ادا کرنے سے قاصر ہے اس کا صلہ تو مولیٰ تعالیٰ عطا فرمائے گا، مستقبل میں نہ جانے اور کتنے عظیم الشان معرکے جناب کے مبارک ہاتھوں سر ہونے ہیں وہ علام الغیوب ہی بہتر جانتا ہے۔ یہ وہ خدمت خلق ہے جسے اگر کرامت سے تعبیر کروں تو مبالغہ نہ ہوگا۔ پروردگار اس سعیء بلیغ کو درجہء قبولیت عطا فرمائے آمین اور صحت وتندرستی کے ساتھ جناب کے وجود مسعود کو حیات خضر نصیب فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین۔ (محررہ: ۱۷؍اگست ۲۰۰۵ء)

علامہ مفتی محمد احمد نعیمی

(دار العلوم انوار مجددیہ نعیمیہ ٹرسٹ، کراچی)

☆

امام ربانی فاؤنڈیشن اور ادارۂ مسعودیہ کے سرپرست اعلیٰ، حضرت علامہ محقق اہل سنت وجماعت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد زید مجدہ ودامت برکاتہم العالیہ نے ''جہان امام ربانی'' تصنیف فرما کر امت محمدیہ اہل سنت وجماعت پر بالعموم اور مجددیوں نقشبندیوں پر بالخصوص احسان عظیم فرمایا ہے۔ حضرت کی محنتوں اور کاوشوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی بارگاہ صمدیت میں قبول فرمائے اور اجر عظیم سے بہرہ ور فرمائے اور جہان امام ربانی سے امت مسلمہ تادیر مستفید ہوتی رہے۔ ایں دعا از من واز جملہ جہان آمین باد۔

صاحبزادہ سید محمد طاہر مظہری

(سابق ناظم اعلیٰ، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، اسلام آباد برانچ)

☆

حضرت عم عالی مرتبت، مسعود ملت، مجد دامت، منبع صد برکت، مدظلہ العالی نے فرمایا کہ یہ فقیر ہیچمدان اس صدی کے مایہء ناز انسائیکلو پیڈیا، شاہکار مسعود ملت "جہان امام ربانی" پر اپنے تاثرات تحریر کرے۔ یکلخت اپنی بے بضاعتی پر دل بجھ کے رہ گیا لیکن پھر "الامر فوق الادب" کے تحت اور خریداران حضرت یوسف میں شمولیت کے ادراک کے ساتھ اس فقیر نے اپنے رب غفور الرحیم کے اسم کریم ونعیم کے ساتھ معروضات رقم کرنے پر کمر باندھ لی کہ جس نے اپنے بندۂ بزرگ و برتر کو نبی آخر الزمان بنا کر مبعوث فرمایا اور اپنا محبوب بنایا جسے ہم پر رؤف رحیم بنایا اور تمام جہانوں کے لیے رحمت بنایا جن پر ہم سب فدا، ہمارے والدین فدا، ہمارے اہل وعیال فدا، بلکہ پوری کائنات فدا بے شمار درود ان پر اور بے حساب سلام ان پر۔

پھر اللہ تعالیٰ اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں میں سے جسے چاہتا ہے نواز لیتا ہے۔

"واللّٰہ یختص برحمتہ من یشآء"

اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے خاص بنا لیتا ہے۔

لہٰذا اس بندۂ عالی وقار دامتی، خاص الخاص پہ بے شمار رحمتیں ہوں اور درجات عالیہ منتہی ہوں کہ جسے اس منعم کریم جل شانہ نے اس دور پرفتن میں، اس دور فرقہ واریت میں، اس دور قتل وغارت گری میں اور اس دور انحطاط وانتشار میں آخری امید اور نجات دہندہ بنا کر بھیجا جس سے امت مسلمہ کو گڑھے میں گرتے دیکھا نہ گیا، جسے ملت کفر کی یلغار اور ملت اسلامیہ پر دہشت گردی کی تہمت برداشت نہ ہوئی جس نے امت مسلمہ کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ کر بھانپ لیا کہ یہ امت محبت کی بھوکی ہے، تیر ونشتر کی نہیں ..... امن کی متلاشی ہے، جنگ وجدل کی نہیں ..... تعمیر کی متمنی ہے، تخریب کی نہیں ..... خندہ پیشانی کی خواہشمند ہے، درشت روئی کی نہیں ..... کشادہ دلی اور سینے سے لگائے جانے کی ضرورت مند ہے، تنگ دلی اور دھتکارے جانے کی نہیں ..... مذہبی رواداری کے ساتھ حمیت دینی کی محتاج ہے، مذہبی تعصب اور مذہبی بے غیرتی کی نہیں ..... لہٰذا اس مصلح امت نے تمام ممکنہ جہانوں کو چھان مارا لیکن امت کے مرض کہن کا چارہ کہیں نظر نہ

آیا کہ جو ماضی قریب کا ہو اور جو قلوب و اذہان مردہ میں ایک نئی روح پھونک دے۔

دل مردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے امتوں کے مرض کہن کا چارہ

رحمت باری جوش میں آئی اور پھر۔۔۔نظر ایک ایسے جہاں پر پڑی جو اس مقدس مشن کی تکمیل کے لیے چشم عالم کو دکھانے کے قابل تھا اس لیے کہ وہ قریب ترین زمانے کا تھا اور ایسا درخشاں تھا کہ جس پر بدعقیدہ کی خشم گیں نگاہیں بھی ٹھہر نہ سکتی تھیں اور جس پر نت نئے فرقوں کے علمبردار بھی انگلی تک اٹھا نہ سکتے تھے اور وہ تھا ''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی''۔ہم میں کسی کو بھی یہ حقیقت فراموش نہ کرنی چاہیے کہ زندہ قومیں ہی اپنے محسنین کو یاد رکھتی ہیں۔ جہان امام ربانی چشم عالم سے اگر بالکل پوشیدہ نہیں تھا تو گہرے دھندلکوں میں ضرور تھا کہ جہان مظہریہ و مسعودیہ کے افق سے اک مہر مستنیر طلوع ہوا جس نے مسجد جامع فتحپوری دہلی کے رفیع الشان میناروں کے سائے میں شباب منزہ کے مہ و سال گزارے اور جس نے ایک پیکر اسوۂ حسنہ، ایک عاشق رسول مقبول، اک بطل جلیل اور ولی کامل مفتیء اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ قدس سرہ العزیز جیسے علم و عرفان کے منارۂ نور کی آغوش میں تعلیم و تربیت کے مراحل طے کیے۔اور مملکت اسلامیہ پاکستان کے فلک پر جلوہ گر ہوا اور سال ہا سال اس امت مسلمہ پر اسوۂ حسنہ کے نور میں ڈوبی ہوئی علم و حکمت کی بھینی بھینی کرنیں بکھیرتا رہا جو قلوب و اذہان میں جذب ہوتی چلی گئیں اور اپنے پرائے اس کی صدائے حق پر لبیک کہتے چلے گئے۔

جہان امام ربانی کے آثار گم گشتہ کی تلاش کوئی آسان کام نہ تھا حضرت مسعود ملت، مجدد امت، شیخ طریقت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی کا تصور ''جہان امام ربانی'' مشیت الٰہی کے تحت آسمان دنیا کے اسلام پر اس طرح چمکا کہ نگاہیں خیرہ ہو کر رہ گئیں۔اور آج دنیا انگشت بدنداں ہے کہ یہ عدیم المثل کام کب، کس نے اور کیسے کر لیا؟

پہلی دو جلدوں کے مطالعے اور باقی جلدوں کے سرسری جائزے سے جو تاثرات ذہن پر چھاتے چلے گئے ان میں کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

۱......اتنے قلیل عرصے میں اس شان کی ''سرپرستی و نگرانی'' ایسی تدوین و تحقیق اور ایسی طباعت و اشاعت کبھی نہ سنی۔ بلاشبہہ تائید الٰہی کے بغیر یہ محیر العقول کارنامہ ممکن نہ تھا۔

۲ بعض حضرات نے اس جہان کو اپنے مخصوص عقائد کی نگاہ سے دیکھا ہے لہٰذا وہ اس جہان کی حقیقت تک رسائی نہ پا سکے۔ مگر قوی امید ہے کہ اس بحر زخار میں غوطے کھائیں گے تو دھل کے ایسے نکلیں گے کہ پہچانے نہ جائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

۳ فقیر اپنے نسخے پر کتابت کی اغلاط کی نشاندہی کر رہا ہے اور حواشی پر کہیں کہیں اشارات بھی قابل قدر ہو تو باعث سعادت ہوگا ورنہ نظر انداز کر دیا جائے۔

۴ ہر اہل قلم نے اپنی جانب سے حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ کی حیات طیبہ کے احاطے کی کوشش کی ہے لہٰذا تکرار مضامین ایک عام قاری کے لیے اکتاہٹ کا باعث بنتا ہے لہٰذا تکرار مضامین کے اخراج کا اہتمام کیا جائے۔

۵ ایک ایسی تالیف کی شدید ضرورت محسوس ہوئی جو تلخیص جہان امام ربانی یا رہنمائے جہان امام ربانی جیسے نام سے شائع کی جائے۔

۶ جہان امام ربانی پر تحریر کردہ مقالات کے اہم نکات کتابچے میں شایع کیے جائیں جس سے ہر شخص کو اپنی زندگی اسوۂ حسنہ کے مطابق گزارنے کا لائحہ عمل بنانے میں آسانی محسوس ہو۔

۷ حکام بالا تک لٹریچر پہنچانے کا معقول انتظام کیا جائے، ایک بار اس جہان کی سیر کرادی گئی تو روح پرور مناظر بھلائے نہ بھولیں گے اور حضرت مسعود ملت مدظلہ العالی کی سرپرستی میں اتحاد امت اور نظام اسلامی کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکے گا۔ ان شاء اللہ العزیز

۸ عربی اور فارسی عبارات کے ترجمے سے عام قاری کی تشنگی بجھ جائے گی۔

۹ مکاتیب کے اسرار و معانی، اصطلاحات کے مفاہیم، مشاہدات، مکاشفات کی تعبیر اور روحانی مدارج کی تشریح قرآن و حدیث کی روشنی میں کی جائے اور اسوۂ حسنہ کے انوار پر استخراج کیا جائے تاکہ روحانیت کی اس ایٹمی قوت سے امت مسلمہ کو لیس کیا جائے جسے محروم بصیرت لوگوں نے افیون سے تعبیر کیا تھا۔

درحقیقت جہان امام ربانی کے فلک کا چاند جو مسجد جامع فتح پوری دہلی کے افق سے طلوع ہو کر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے فلک پر نمودار ہوا، جو نصف صدی سے زائد عرصے سے چمک رہا ہے اور مجددی نور و نکہت کی ٹھنڈی مگر حرارت عشق نبوی میں ڈوبی ہوئی ایسی شعاعیں بکھیر تا رہا ہے جو اپنے پرائے، دوست دشمن، موافق و مخالف، عالم و جاہل سب کے دلوں میں جذب ہو کر عبقری روح پھونک رہی ہیں کیونکہ جو

شمع رسالت کا پروانہ بن گیا وہ سارے جہان کے لیے رحمت بن گیا۔ آیئے اس جہان کے چند مناظر کی جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں، جسے دیکھنے کے لیے کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں جس کا خیال آتے ہی دل بلیوں اچھلنے لگتا ہے اور وہ ہے ''جہان مسعود ملت مجد دامت'' یہ اس مرد درویش کا جہان ہے جس کے سینے سے نکلتی آہوں کی تپش ہر مرحلے پر اس فقیر نے اپنے سینے میں محسوس کی ہے اور اٹھتا دھواں اپنی آنکھوں سے دیکھا، بیٹھتے اٹھتے، سوچتے بولتے، چلتے پھرتے، جاتے آتے، پڑھتے لکھتے، ملتے جلتے یہ فیضان ہے تمام جہانوں کے لیے رحمت بن کر تشریف لانے والے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ اقدس سے بلند ہونے والی آہوں کا کہ جن پر رحمت باری جوش میں آگئی، کیا یہ کوئی آسان کام ہے؟ امت کے غم میں تن من دھن کی بازی لگا دینا، دل و دماغ گھلا دینا، اپنی جان ہلکان کر دینا، جان کے در پے لوگوں کی خیر خواہی کرنا، اذیت دینے والوں کو راحت پہنچانا، غرضیکہ ہمہ وقت مخلوق پر رحمت کی گھٹا بن کر چھائے رہنا اور علم وحکمت اور روحانیت کی پھوار برساتے رہنا۔

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مرد درویش جس کو حق نے دیے ہیں انداز خسروانہ

اس وقت چشم تصور ماضی کے دھندلکوں میں کھوگئی اور چند مناظر روز روشن کی طرح سامنے آگئے، چند جھلکیاں اس جہان گم گشتہ کی ملاحظہ فرمائیں جو جہان امام ربانی کی رویت کا پیش خیمہ ہیں۔

قیام پاکستان کے وقت ریاست بہاولپور اسلامی تہذیب کا گہوارہ تھی بہاولپور ایک شہر نما گاؤں تھا جب کھلے آسمان تلے بغیر کسی شیڈ کے پلیٹ فارم پر تیل کے دیے ٹمٹمار ہے تھے تو اندرون شہر کا کیا حال ہوگا...... موسم گرما کی شدت، آگ برساتی اور جھلساتی لُو پھر چلچلاتی دھوپ الامان والحفیظ...... تانگوں کے گھوڑے تک چکرا چکرا کر گرے پڑتے تھے۔ ایسے میں انسانوں پر کیا گزرتی ہوگی لیکن عین عصر کے وقت جبکہ شاہی بازار آتشیں سورج کی زد میں ہے ایک جوان رعنا کریم کلر کی شیروانی میں ملبوس سر پر قراقلی ٹوپی روشن وحسین چہرے پر سیاہ داڑھی ایک خاندانی اور خاص قسم کی رواداری کے ساتھ کشاں کشاں چلا جا رہا ہے، پسینے میں شرابور ہے دوطرفہ دکانوں سے لوگ اٹھ اٹھ کر گویا خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں، کوئی سلام کر رہا ہے کوئی دوڑ کر دست بوسی کر رہا ہے اور دور تک دیکھتا چلا جا رہا ہے، یہ کون لوگ ہیں؟ عام لوگ وہ تھے جو ریاست میں داخل ہونیوالوں کو نظر حقارت سے دیکھتے تھے ''مہاجر'' اور ''پناہ گیر'' کے الفاظ گالی کے

مترادف تھےلیکن اس حقیقت سے قطعی انکارنہیں کیا جاسکتا کہ حکمران طبقے کے ساتھ بیشتر حضرات جو دیندار اور تعلیم یافتہ تھے انھوں نے نہ صرف عزت دی بلکہ ہرممکن تعاون کیا جسے کبھی بھلایانہیں جاسکتا۔غرضیکہ دنیاو مافیہا سے بے نیاز وہ پیکرعزم ویقیں کس لیے اپنا آرام تج رہاہےاور پارے کی مانند کیوں بے چین ہےاس لیے کہ وہ عاشق رسول ہے وہ دیوانہ وار اپنے حبیب لبیب علیہ السلام کی تعلیمات واحکام کا سراپا نمونہ بن کر دین اسلام پرمکمل عبور سے عمل پیراہونے کی تجدید کرنی چاہتا ہے۔

عین دو پہر کا وقت ہے بہاولپور کے مکان کی بالائی منزل کے کمرے میں جو تندور کی طرح تپ رہا ہے کسے خبر تھی کہ یہ آئندہ دنیائے اسلام کے فلک پر چمکنے والا چاند ہے جو اس تندوری کمرے میں سفید چاندنی میں بقعہ ،نور بنا بیٹھا علم وحکمت کے موتی چن رہا ہے۔اردگرد کتابیں ہیں، پسینے میں شرابور، سود وزیاں سے کوسوں دور، عشق رسالت میں مخمور فرش پر بیٹھا گویا عرش کی جانب رواں دواں ہے اور'' دست بکار و دل بیار'' کا مصداق بنا بیٹھا ہے۔ہاں ہاں کسی نے آپ ہی کے لیے کہا تھا کہ

دو عالم سے کرتی ہے بے گانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

پھر چشم عالم نے دیکھا کہ جس نے کئی جہانوں کی سیر کرائی ، وہ جہان جو نگاہوں سے اوجھل ہو چکا تھا یا عمداً کر دیا گیا تھا یعنی جہان امام ربانی لکھ کر عالم کو آشکار کیا، وہ خود سراپا جہان بن گیا اور کیوں نہ بنتا کہ انہی عشاق رسالت مآب میں سے ہی تو ہے جنہوں نے دین متین کے لیے ایسے ایسے کارہائے عظیم سرانجام دیے جو رہتی دنیا تک یادرہیں گے۔

''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی'' حضرت قبلہ مسعود ملت مجدد مأۃ حاضرہ شیخ طریقت وعلم وفضیلت کا ایسا شاہکار انسائیکلو پیڈیا ہے جس کا سہرا آپ ہی کے سراقدس کو زیب دیتا ہے۔جن کی تربیت وتلمذ نے موافق تو موافق مخالفین ومنافقین کو لکھنے پڑھنے اور بولنے کا سلیقہ سکھایا لیکن افسوس بعض حضرات منفی جذبوں کے سبب بزرگوں کے احسانات بھی فراموش کرجاتے ہیں۔ **فاعتبروا یا اولی الابصار**

ایسے دور میں جہاں الحاد و بے دینی ، مذہبی تعصبات، فرقہ واریت اور مذہبی منافقت نے امت کا شیرازہ منتشر کر کے رکھ دیا تھا حضرت قبلہ مسعود ملت مدظلہ العالی نے امت کی مرض کی ایسی تشخیص کی اور ایسا علاج دریافت کیا کہ افراط وتفریط میں شدت سے مبتلا فریقین کے مابین ''صلہ'' بن گئے اور روز روشن کی

مانند عیاں ہوگیا کہ نور بصیرت عام ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت قبلہ مجد دملت مدظلہ العالی کا سایہء گرانمایہ سلامت رکھے اور امت کے نشاۃ ثانیہ کا سامان ہو جائے۔ آمین

قال الحمد للہ والمنة والصلوة والسلام علی سید المرسلین رحمة للعالمین سیدنا محمد واله وصحبه وبارک وسلم

میاں فضل احمد حبیبی

(نور علیٰ نور فاؤنڈیشن، گجرات)

☆

(۱)

لاہور ایوان اقبال میں منعقدہ قومی کانفرنس میں شامل ہونے کا موقع ملا، مقالہ جات کا جب تجزیہ کیا جائے تو یہ امر عیاں ہو جاتا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں، امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے متبع اور ان کی تعلیمات کے ناشر ہیں۔ یہ تاثر ان مقالہ جات سے ملتا ہے جو اعلیٰ حضرت کے ماننے والوں کے لکھے ہوئے تھے، ایوان اقبال میں جانے سے قبل مجھے پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کے گھر جانا ہوا، تقریباً دو گھنٹے وہاں ٹھہرا اسی دوران محمد عالم مختار حق صاحب بھی وہاں تشریف لے آئے ۱۰:۳۰ بجے ہم تینوں فاروقی صاحب کی گاڑی میں ایوان اقبال پہنچے تھے، کانفرنس کے اختتام تک وہیں رہے، پھر واپسی بھی تینوں کی اکٹھی ہوئی۔ جہان امام ربانی کی اشاعت نے فکر و سوچ کا دھارا بدل دیا ہے۔ نیز جلد اول کا مطالعہ ابھی جاری ہے، اس کے آغاز میں جس خوبی سے آپ کی بالغ نظری کے باعث اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں سلسلہ مجددیہ کا حصہ نظر آتے ہیں اور ایک عظیم فرد ہیں۔ یہ فکری تبدیلی وقت کے ساتھ ساتھ قوی سے قوی تر ہوتی جائے گی، ان شاء اللہ

آپ نے پورے دھارے کو بدلنے میں کمال حکمت سے کام لیا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے لطف و کرم سے نوازے۔ آمین ثم آمین۔ ہم پر بھی لازم ہے کہ اس تبدیلی کو کامل طور پر کامیاب کرنے میں معاونت میں پیش پیش رہیں اس ضمن میں جو کام سپرد فرمائیں اس کو پورا کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے گی۔

(محررہ: ۷؍مئی ۲۰۰۵ء)

(۲)

جلد اول (جہان امام ربانی) کا بیشتر حصہ نظر سے گزر چکا ہے، مضامین کی ترتیب میں آپ نے جن

آداب کی پاسداری قائم کی ہے وہ ازلی سعادت جو آپ کو حاصل ہے اس کی شہادت ہے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ اور امام ربانی رضی اللہ عنہما کے معاملات میں جن آداب کو سامنے رکھ کر "جہان امام ربانی" کو مرتب کیا گیا ہے۔ موجودہ دور میں پروٹوکول کے معنی کی سچی تصویر ہے۔ رموز سلطنت شاہ بداند۔ جب تک اہل کمال کی صحبت کو نہ دیکھا ہو ان کی محبت سے استفادہ نہ کیا ہو یہ رموز شہنشاہی کب ہاتھ آتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو عمر طویل عطا فرمائے اور صحت کاملہ کے ساتھ قائم رکھے، آمین ثم آمین۔

(محررہ: ۶ رمئی ۲۰۰۵ء)

علامہ محمد اسد رضا

(خطیب جامع مسجد بیلہ محمد نگر، آزاد کشمیر)

☆

آپ کا عطا کردہ جہان امام ربانی کا خوبصورت تحفہ وصول ہوا۔ طلبہ واساتذہ کا شوق دیدنی تھا۔ خوبصورت طباعت اور جلد بندی اور سب سے بڑھ کر جس حسن عقیدت سے مرتبین نے اسے سنوارا وہ ناقابل بیان ہے اللہ تعالیٰ کے مقبول ولی سیدنا مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی سیرت وتعلیمات کا مرقع ہمارے لیے ایک یادگار کوہ نور ہے۔ آپ کے ادارے نے دور دراز رہنے والوں کو محبت میں شامل فرمایا اللہ عزوجل آپ کو دونوں جہان میں مالا مال فرمائے۔ باقاعدہ مطالعہ جلد شروع کریں گے ابھی تک اس حسین تحفے کے سحر میں گرفتار ہیں، الفاظ کی زباں آپ کی احسان مند ہے۔ دل سے دعائیں نکل رہی ہیں کاش دیگر اشاعتی ادارے بھی مشائخ کرام علیہم الرضوان کی سیرت پر خوبصورت تصانیف امت کو پیش کریں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اور ادارے کے تمام اراکین کو مزید ترقیاں و برکات عطا فرمائے۔ آپ کی برکات اور نوازشیں ہم پر سایہ گستر رہیں۔

علامہ محمد رضوان احمد خان نقشبندی

(ناظم تعلیمات وصدر مدرس، نصرۃ العلوم استاد اسلامک مشن یونیورسٹی، کراچی)

☆

حضرت مجدد الف ثانی، امام ربانی شیخ خواجہ احمد فاروقی سرہندی نور اللہ مرقدہٗ النورانی عالم اسلام کی ان نابغہ روزگار شخصیات میں سے ہیں جن کو اہل دنیا ہمیشہ اپنے درمیان محسوس کرتے رہیں گے۔ اور وقت

کے گزرنے کے ساتھ ساتھ جنکی اہمیت وضرورت کا احساس دوچند ہوتا چلا جائے گا۔ زمانہ کی آندھیاں اور حالات کا مدوجذر انکے ثبت کردہ نقوش کو کبھی مٹانہ سکے گا اور انکی محبت اور عقیدت کے چراغ دلوں کی تاریک ، ویران اور افسردہ دنیا میں ہمیشہ روشنی کا انتظام کرتے رہیں گے نیز انکی تعلیم کی روشنی فکر ونظر اور شعور و آگہی کی راہوں پر گم گشتہ راہ لوگوں کی ہمیشہ دستگیری کرتی رہے گی۔

سنہ ہجری کے دوسرے ہزاریئے کے آغاز پر امام ربانی ، قیوم زمانی مجدد الف ثانی (رحمۃ اللہ علیہ) جیسی علمی ، فکری اور روحانی شخصیت کا منصۂ مشہود پر جلوہ گر ہونا کوئی اتفاقی بات نہیں ہے بلکہ یہ انسانی تاریخ کے اس نئے موڑ پر امت مسلمہ کی دیرپا ، دوررس اور وسیع پیمانے پر رہنمائی کرنے کا خدائی انتظام ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کے فیضان کے دھارے شرق سے غرب تک بہتے چلے گئے اور ہر کشت کو سیراب کر کے ہر طبقہ فکر کو فیضیاب کر دیا ، علماء وصلحاء ، اصفیاء واتقیاء ، حکام وسلاطین اور مبلغین و مصلحین میں سے ہر ایک نے آپ کے چشمہ صافی سے فیضیاب ہوکر اپنی تشنہ لبی کو سیرابی بخشی اور آپکے مینارۂ نور سے روشنی حاصل کر کے اپنی تیرہ شبی کو روشن ومنور کیا۔ آپکی ہمہ جہت تعلیمات اور ہمہ گیر اثرات پر نظر رکھنے والا کوئی بھی شخص آپ کو مجدد الف ثانی کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ عرب کا مشہور شاعر متنبّی اگر آج زندہ ہوتا تو اپنے اشعار کو آپ ہی کی نذر کرتا۔

کالبحر یقذف للقریب جوارا　　　جوداً ویبعث للبعید سحائبا

(وہ مثل سمندر کے ہے جو اپنے قریب پر جواہر کی دولت لٹاتا ہے اور اپنے بعید کو بادل بھیج کر فیضیاب کرتا ہے)

کالشمس فی کبد السماء وضوءھا　　　یغشی البلاد مشارقا ومغاربا

(وہ وسط آسمان میں آفتاب کی مانند ہے جسکی روشنی زمین کے مشارق ومغارب میں ہر جگہ چھائی ہوئی ہے)

حقیقت یہ ہے کہ آپ کے عہد مبارک سے ابتک جتنے انقلابات برپا ہوئے ، جتنی تبدیلیاں رونما ہوئیں اور جتنے بھی اعلیٰ وارفع کارنامے انجام دیئے گئے ان سب کے پیچھے کسی نہ کسی طور آپ ہی کا دست فیض رساں کارفرما ہے۔ شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال کے بقول گرمئ احرار آپ ہی کے نفس گرم سے قائم ہے اور محدث دہلوی حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک اس خطۂ ہند کی مساجد کے میناروں سے سنائی

دینے والی اذانیں ، یہاں کے مدارس میں بپا قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں ، یہاں کی مقدس خانقاہوں میں لگائی جانیوالی حق ہو کی ضربیں اور میدانہائے کارزار میں مجاہدین اسلام کی للکاریں بھی آپ ہی کی مساعی جمیلہ اور خدمات جلیلہ کا ثمرہ ہیں۔

جہان را دگر گوں کرد یک مرد خود آگاہے

غرض آپکی ذات مبارکہ خود ایک جہان ہے جسکی وسعتوں اور پہنائیوں کو پانا آپ کے بعد تا ایں دم کسی کے لیے بھی ممکن نہیں ہو سکا۔ آپ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک عظیم نشانی ہیں، حقائق و اسرار کا ایک خزانہ ہیں۔ آپکی روحانی، تعلیمی اور تبلیغی مساعی کے اثرات کہاں کہاں تک پہنچے اور پہنچیں گے۔ اسکا کسی کو بھی اندازہ نہیں ہے۔ البتہ آپکی شخصی عظمت، روحانی مقام اور اعلیٰ وارفع خدمات کا کسی حد تک اندازہ اس کام سے لگایا جا سکتا ہے جو ابتک آپ پر کیا جا چکا ہے۔

مکتوبات شریف کے مختلف زبانوں میں تراجم کیے گئے اور شروحات لکھی گئیں آپ کی علمی وفکری کارناموں، احیاء اسلام کے سلسلے میں آپکی کاوشوں اور اسکے نتیجے میں خاص طور برصغیر کی تاریخ وسیاست پر مرتب ہونے والے اثرات ونتائج پر متعدد پی۔ ایچ۔ ڈی ہو چکے ہیں علاوہ ازیں سینکڑوں کتب ورسائل آپکے تذکار سے معمور ہیں۔

اسی سلسلے کی ایک نہایت اہم کڑی "جہان امام ربانی" ہے۔ جو درحقیقت آپکے حالات زندگی، فضائل وکمالات، افکار ونظریات، تبلیغ وارشاد، مکتوبات ومصنفات، اولاد واحفاد خلفاء وسفراء اور مشائخ نقشبندیہ مجددیہ پر علمی وفکری اور تحقیقی مقالات اور مضامین کا انسائیکلو پیڈیا ہے۔ اسی لیے بجا طور پر اس کا نام "جہان امام ربانی" رکھا گیا ہے۔ یقیناً یہ اپنی نوعیت کا ایک منفرد کام ہے کیونکہ ہماری معلومات کے مطابق ابتک کسی بھی شخصیت کے بارے میں اتنا مواد یکجا نہیں کیا گیا۔ یہ ایک عظیم منصوبہ عہد حاضر کی مایہ ناز شخصیت، سرمایہ دین وملت، فخر مجددیت، صاحب علم وعرفان، پیکر رشد وہدایت مسعود ملت حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب (دامت برکاتہم العالیہ) کی توجہ اور عنایت سے پایہ تکمیل کو پہنچا۔

اس مختصر سے وقت میں کتاب کا مکمل تعارف تو پیش نہیں کیا جا سکتا البتہ اجمال واختصار کو پیش نظر رکھتے ہوئے طائرانہ انداز میں ایک تعارفی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔ تاہم اسکی اصل قدر وقیمت کا اندازہ مطالعہ کے بعد ہی لگایا جا سکتا ہے۔

جہان امام ربانی چھے ضخیم اقالیم یعنی جلدوں پر مشتمل تقریباً چار ہزار صفحات کا ایک شاندار سوانحی اور تاریخی مجموعہ ہے۔ جبکہ ساتویں جلد نورٌ علیٰ نور (مرقعات امام ربانی) کے نام سے علیحدہ سے شائع کی گئی ہے جو کہ اس سلسلے سے تعلق رکھنے والے روحانی، تاریخی اور علمی و فکری آثار کے خوبصورت اور دیدہ زیب عکوس کا مجموعہ ہے۔

اس جہان کو چھ اقالیم پر قائم کیا گیا ہے۔ اور ہر اقلیم کو پانچ کشوروں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ خیال رہے کہ اقلیم سے مراد جلد ہے اور کشور سے مراد فصل لی گئی ہے۔ پھر ہر کشور علمی و تحقیقی شہ پاروں سے مزین و آراستہ ہے۔

مثلاً اقلیم اول کی پہلی کشور کا جائزہ لیں تو اسمیں ہمیں آپکی آمد مبارکہ سے پہلے صاحبان نظر بزرگوں کی آپ سے متعلق بشارات اور پیش گوئیوں اور آمد مبارکہ کے بعد اہل علم و فضل کی طرف سے آپ کے حضور خراج عقیدت و محبت کا پیش کیا جانا معلوم ہوتا ہے۔ جبکہ دوسری کشور تصوف اور اسکی بنیاد اور روح اسلام جیسے اہم مضامین کا مجموعہ ہے۔ کشور سوم میں قافلہ سالار نقشبند سیدنا حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) اور خواجگان نقشبندیہ کا روح پرور اور ایمان افروز تذکرہ پایا گیا ہے۔ کشور چہارم آپ کے مرشد پاک حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی نذر کی گئی ہے کشور پنجم قاری کو دیار ہند کی سیر کراتی ہوئی نظر آتی ہے نیز تاجدار سرہند کے حالات زندگی، امتیازات، لباس و حلیہ شریف اور خانقاہی ماحول سے پردہ اٹھاتی ہے۔

دوسری اقلیم کی کشور اول خاص طور پر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی فقہی و ادبی اور علمی خدمات نیز مکتوبات میں وارد احادیث کی تخریج جیسے علمی و فنی مضامین کا مرقع ہے۔ جبکہ کشور دوم میں آپ کی دعوت و تبلیغ آپ کے تصور سنت و بدعت اور آپ کے معمولات شریفہ کا احاطہ کیا گیا ہے۔ کشور سوم آپ کے روحانی اور باطنی حالات اور خدمات در باب علم لدنی، جذب و سلوک، تزکیۂ نفس، صحو و سکر اور آپکے علم النفس و علم الآفاق سے متعلق بیان کردہ حقائق پر روشنی ڈالتی ہے۔ کشور چہارم آپکی مجددیت، نظریۂ قیومیت، شان قیومیت، اور منصب قیومیت کی مظہر ہے۔ کشور پنجم وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود نیز ابن عربی اور حضرت مجدد الف ثانی کے نظریات کا ایک تقابلی جائزہ پیش کرتی ہے۔

پھر اقلیم سوم کی پہلی کشور ہمیں آپکے روحانی و عرفانی مقامات کی سیر کراتی ہے اور کشور دوم آپکی خدمات کے ان پہلوؤں سے آگاہ کرتی ہے جنکا تعلق نبوت و رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت سے ہے۔ کشور سوم میں

رد روافض، تقلید ائمہ مجتہدین اور رفع سبابہ جیسے مسائل پر مقالات پیش کیے گئے ہیں۔ کشور چہارم میں عقائد و معمولات اہلسنت نیز مسلک اور آپ کے طریقہء نماز اور آپ کی تعلیم و تبلیغ کے انداز پر روشنی ڈالی گئی ہے اور کشور پنجم میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ علم اور علماء دین سے متعلق آپکے خیالات نیز آپ کے ارشادات، ملفوظات، کرامات اور اوراد و وظائف کی تفصیل مندرج ہے۔

اقلیم چہارم بعد از تمہیدات اپنی کشور اول میں آپکی سیرت و کردار کے تاریخی و سیاسی پہلوؤں کا نظارہ پیش کرتی ہے۔ اور کشور دوم برصغیر کی تاریخ کا اہم ترین مسئلہ یعنی دو قومی نظریہ کے حوالہ سے آپکی تحریکات و تاثیرات کے نقوش کا پتا بتاتی ہے۔ جبکہ اقلیم مذکور کی تیسری کشور میں سلطنت مغلیہ پر آپکی تحریک و تبلیغ کے اثرات اور پھر آگے چل کر بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کا بعینہ اسی تحریک سے متاثر ہونا اور آپ ہی کے قائم کردہ خطوط اور راستوں پر کام کو آگے بڑھانا نیز اہل علم و دانش کی نظروں میں اسکا سراہا جانا ہمیں نظر آتا ہے۔ کشور چہارم آپ کے سفر آخرت کے دلدوز اور روح فرسا تذکرہ سے معمور ہے نیز آپ کی اولاد امجاد، خلفاء کرام اور معاصر علماء و مشائخ عظام کی یادوں کے دیئے بھی یہیں روشن ہیں۔

کشور پنجم آپ کے بعد تشریف لانے والے ان مخصوص مشائخ سلسلہ کے تذکرہ سے معمور ہے جن کی سیرت و کردار اور روحانی تعلیمات نے دنیا کے مختلف گوشوں میں ایمان و عرفان اور رشد و ہدایت کی روشنی عام کی اور عرب و عجم میں اس سلسلہ پاک کے فروغ و ارتقا میں اہم کردار ادا کیا جن میں مرزا مظہر جانجاناں، حضرت شاہ غلام علی نقشبندی دہلوی، حضرت شیخ خالد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین وغیرہ نمایاں ہیں۔

اقلیم پنجم کے پانچوں کشوروں میں جن اہم موضاعات پر خامہ فرسائی کی گئی ہے وہ یہ ہیں۔ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات و تالیفات، مکتوبات شریفہ کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ، مکتوبات کا عربی ترجمہ، آپ کے دفاع میں لکھی جانیوالی کتابیں، مغربی دنیا میں آپکی رسائی، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر محمد اقبال نیز اقبال کے فلسفہ پر حضرت مجدد کی تعلیمات کا اثر، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی نظر میں اور حضرت شیخ غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام و مرتبہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی نظر میں۔

جہان امام ربانی کی اقلیم ششم بھی اس حوالہ سے بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ اسمیں خصوصیت کے ساتھ سلسلہء عالیہ مجددیہ کے بلاد عرب و عجم میں روحانی اثرات اور ان علاقوں میں موجود حضرات مشائخ نقشبندیہ

کے حالات و واقعات نیز انکی اعلیٰ وارفع خدمات کا بڑی وسعت کے ساتھ جائزہ لیا گیا ہے۔

جہان امام ربانی واقعی ایک جہان ہے اب آپ کی حیرانی یقیناً یقین میں بدل گئی ہوگی کہ ایک ایسا جہان جو ایمان و عرفان، علم و ادراک، فقہ و اجتہاد، تاریخ و سیاست، عشق و محبت، سیر و سلوک، حقائق و معارف، روحانیت و وجدانیت اور جذب و کیف کے حسین اور دلکش نظاروں سے معمور ہے ''جہان امام ربانی'' کو اپنے موضوع پر یقیناً ایک انسائیکلو پیڈیا کا درجہ دیا جاسکتا ہے کسی ایک شخصیت پر اتنا مواد جمع ہو جانا عجائبات سے ہے۔ یہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نوراللہ مرقدہٗ النورانی کی شخصیت کا اعجاز اور کمال ہے کہ آپکے بارے میں معلومات کا اتنا بڑا ذخیرہ اکٹھا کر دیا گیا ہے۔

قابل صد مبارک باد ہیں وہ تمام لوگ جنھوں نے اس مقدس مجموعہ کی تصنیف وتالیف، ترتیب وتدوین، تسوید وتبویب اور نشر واشاعت میں حصہ لیا۔ مولیٰ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان تمام حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے اور جہان امام ربانی کو شرف قبولیت عطا فرما کر اسے مقبول خاص و عام بنائے۔

مولانا جمیل احمد الوری نوحی

(مدرس مدرسہ عالیہ عربیہ مسجد فتح پوری، دہلی)

☆

''جہان امام ربانی'' یہ کتاب عہد اکبری کی ایک عظیم عہد آفریں ہستی کی سوانح حیات کا ایک اہم انسائیکلو پیڈیا اور نہایت قیمتی مقالات کا قابل قدر مجموعہ ہے، یہ سات ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے، ہر جلد معلومات کا ایک دفتر معلوم ہوتی ہے۔ ''امام ربانی فاؤنڈیشن کراچی'' نے اسے شائع کیا ہے جس کے سرپرست جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب ہیں۔ یہ کتاب جدت طرازی وندرت ترتیب اور طرز نگارش میں اپنی مثال آپ ہے۔ خاکسار نے اس کے جستہ جستہ مضامین دیکھے ہیں، بالاستیعاب دیکھنے کا موقع نہ مل سکا البتہ جو کچھ پڑھا اور جن جن مقالات پر نظر پڑی مجھے تو مختلف الانواع پھولوں کے ہار ہی نظر آئے

نظر اپنی اپنی خیال اپنا اپنا

ان مقالات کو اگر معارف وحقائق اور اسرار وحکم کے نوادرات کہا جائے تو برمحل ہوگا۔ جو مختلف نقطہائے نظر کے حاملین و ماہرین فن قلم کاروں کے رشحات وقلم کے نتائج ہیں۔ کتاب میں مختلف مکتب فکر

کے مضامین وتاثرات کی شمولیت سے نہ صرف اس کی مقبولیت کا دائرہ وسیع تر ہوا ہے بلکہ اس کے مرتبین کی بلند حوصلگی اور عالی ظرفی کا پتا بھی چلتا ہے اس لیے ان کی دقت نظری وجدت طرازی بھی قابل داد ہے۔ کتاب کو ''جہان'' سے اور مجلدات ہفت کو ''ہفت اقلیم'' سے اور اس میں پھیلے ہوئے مضامین وابواب اور فصول کو ''کشور'' سے تعبیر کرنا ان کی فکری اور ذہنی لطافت کا مظہر ہے، معلوم ہوتا ہے ان کی دور حاضر کے ذوقی رجحانات اور جدید تقاضوں پر گہری نظر ہے۔ یوں تو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے سوانح وخصائص اور ان کے احیاء دین اور تجدیدی کارناموں کا تذکرہ تاریخ ہند کے تقریباً بھی مورخوا نے اپنے اپنے مذاق اور زاویہ نگاہ کے اعتبار سے بڑے تزک واحتشام اور شدومد کے ساتھ کیا ہے لیکن جس بسط وتفصیل اور ہمہ جہتی جامعیت کے ساتھ ''جہان امام ربانی'' میں کیا گیا ہے اور جن تنوعات ونادر مقالات سے مزین ہوکر یہ کتاب معرض وجود میں آئی۔ ماضی میں اس کی مثال نہیں ملتی ٹھیک اسی طرح جس طرح حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی احیاء دین وتجدید میں ان کی اولوالعزمی اور مساعی پیہم اور پھر اس کے نتیجے میں ان کی فتح عظیم اور محیر العقول کامرانی کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ختم نبوت کا جب یہ اعلان ہوا کہ ''ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین'' تو اس نے اپنے حبیب فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق ترجمان سے بھی اس کے متبادل نظم کا یہ کہلوا کر اعلان کرادیا کہ ''ان العلماء ورثۃ الانبیاء'' کہ تبلیغ دین اور دعوت وارشاد کی ذمہ داری اب انبیاء علیہم السلام کے وارثین ونائبین پر ہے، اب احیاء دین کا عمل بجائے انبیاء کے آخری نبی کی آخری امت کے صلحاء اور علماء ربانیین کیا کریں گے، یہی مضمون ایک اور حدیث میں اس سے بھی زیادہ وضاحت سے وارد ہوا ہے ''علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل'' میری امت کے علماء ربانیین عملاً انبیاء بنی اسرائیل کے مشابہ ہیں، غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ جن علماء وصلحاء امت کو وراثت انبیاء کا اعزاز بخشتا ہے اور اس عظیم الشان پیغمبرانہ منصب پر فائز فرماتا ہے ان کی عملی زندگی انبیاء کی زندگیوں کا پرتو اور عکس ہوتی ہے، رجال اللہ کی یہ جماعت کار نبوت کی انجام دہی پر بطور تکوین مامور ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی حمایت ونگرانی میں اپنے فرائض انجام دیتی ہے اور قیامت تک دیتی رہے گی، یہ اپنی جرأت وہمت اور عزم واستقلال میں انبیاء کی آئینہ دار ہوتی ہے یہ اسلام دشمن طاقتوں پر اس قدر بھاری ہوتی ہے کہ بڑی سے

بڑی قوت وشوکت بھی ان کے پائے استقلال میں ذراسی جنبش پیدانہیں کرسکتی اور بڑے سکون وتندہی کے ساتھ اپنے موقف پر ڈٹی رہتی ہے۔

اسلام کے قرن اول سے لے کر پہلے ہزار سال کے اختتام تک کوئی قرن، کوئی صدی اور اسلام پر نازک سانازک کوئی وقت ایسانہیں گزراجو ان وارثین نبوت کی قربانیوں سے خالی رہا ہو۔ان عظیم شخصیات کے عظیم کا ناموں سے ملت اسلامیہ کی تاریخ بھری ہوئی ہے۔حق تو یہ ہے کہ یہ سبھی ہستیاں مجددین کہلانے کی مستحق ہیں بلکہ بعض کو مجدد کہا بھی گیا۔قرن ہجری کے پہلے ہزارے میں اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد دوسرے ہزارے میں بھی کچھ ایسی عظیم المرتبت مقتدر شخصیات ہوگزری ہیں جن کے روح پرور، عظیم الشان کارناموں کی وجہ سے ان کے حلقہ ءاثر کے لوگ آج بھی انہیں مجدد کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

لیکن یہ حقیقت روز روشن کی طرح بے غبار ہے کہ فرق مراتب کی جو نسبت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء سابقین میں ہے وہی نسبت ان کے جانشین ،علماء وارثین میں بھی ہونی چاہیے تمام انبیاء کرام آسمان نبوت کے تابندہ ماہ وانجم اور روشن ستارے تھے، دنیاوالے ان کی روشنی سے رہنمائی اور کسب فیض کرتے تھے لیکن جب سلسلہ نبوت کے ختم پر مطلع عالم پر سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب عالم تاب بن کر طلوع ہوئے تو بساط عالم پر پھیلے ہوئے فضا، نبوت کے تمام ستارے (انبیاء) غائب ہو گئے۔اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے جانشین علماء ربانیین بھی اپنے اپنے وقت میں لوگوں کے لیے منارۂ نور اور اپنے حیرت انگیز کارناموں کی وجہ سے شہرۂ آفاق اور آسمان دعوت وارشاد کے چمکتے ہوئے ستارے تھے ،لیکن جب سنہ ہجری کے دوسرے ہزارے کے آغاز میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ مطلع برصغیر سے عالم اسلام کے افق پر ماہتاب بن کر طلوع ہوئے تو اس کی تابانی کے سامنے دوسرے ستاروں کی روشنی مدھم نظر آنے لگی اس لیے دوسری شخصیات باوجود شہرۂ آفاق ہونے کے تجدیدی مقام سے ورے ورے نظر آنے لگیں۔خلاصہ یہ ہے کہ مجدد کے نام پر جو عام اور تام تلقی قبول حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوا وہ دوسری شخصیات کو حاصل نہیں ہوسکا، بلکہ ''مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ'' آپ کا علم خاص بن گیا اور اب یہ لفظ لوگوں کی زبانوں پر بطور علم استعمال ہورہا ہے اصل نام سے بہت سے لوگ واقف نہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم المرتبت اور عبقری شخصیت کے سوانح اور حالات زندگی محفوظ و مرتب کرنا، قومی و ملی فریضہ ہے، صلحاء امت علماء ربانیین کی حیات صالحہ ایک قومی اثاثہ اور عملی توارث کا چشمہ فیض ہوتی ہے، یہ چشمہ ان کی وفات کے بعد بدستور جاری رہنا چاہیے ورنہ عملی توارث کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا اس لیے توارث کی بقا ضروری ہے تاکہ جس طرح لوگ ان سے ان کے زمانہ حیات میں کسب فیض کرتے تھے ان کی وفات کے بعد بھی اسی طرح ان سے فیض یاب ہوتے رہیں، اس کی ممکن صورت یہی ہو سکتی ہے کہ ان کے سوانح و حالات زندگی محفوظ کر لیے جائیں تاکہ یہ امانتی ورثہ محفوظ ہو سکے اور آنے والی نسلیں اس سے استفادہ کریں اور سنبھال رکھیں۔ الحمد للہ: ''امام ربانی فاؤنڈیشن کراچی'' نے اس قومی ورثہ کی حفاظت کی ذمہ داری اپنے سر لی اور کتاب ''جہان امام ربانی'' شائع کر کے قوم کو اس گراں باری سے سبک سار کر دیا۔ چونکہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی، ظاہری و باطنی بے شمار خوبیوں کا ایک مرقع تھی اور علمی و فنی کمالات، عملی پایہ، تقدس و طہارت، شریعت، تزکیہء نفس، تصفیہء باطن، دعوت و عزیمت غرض ان تمام روحانی و اخلاقی عطریات کا مجموعہ تھی اس لیے اس کتاب میں بھی تصوف کے ان مذکورہ سارے اجزاء ترکیبیہ کا احاطہ کیا گیا ہے، بطور خاص اس میں آں موصوف کے مخطوطات، ملفوظات، مکتوبات، وحدۃ الوجود، وحدۃ الشہود، صحو و سکر وغیرہ کی بھی بحثیں ہیں، یہ کتاب کیا ہے؟ بس رنگا رنگ مقالات و مضامین سے سجائی گئی ایک خوبصورت بزم ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کو تلقی قبول نصیب کرے اور اس کے سرپرست، منتظمین، مرتبین، معاونین کو دونوں جہاں میں ترقی، درجات اور فضیلت حسنات سے نوازے آمین یارب العالمین۔ ایک آخری عرض، امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خط نظر سے گزرا، یہ خط حضرت شیخ فرید بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نام تھا، اس کی تمہید کا خلاصہ یہ ہے:

> ''میری یہ تاب و تواں کہاں کہ میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و ثناء کر سکوں البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کر کے میرا بیان و مقالہ قابل تعریف ہو جائے گا''

پھر یہ شعر ہے:

ما ان مدحت محمد ابمقالتی
ولکن مدحت مقالتی بمحمد

راقم سطور نے بھی اس جذبہ کے تحت ان تاثرات کا اظہار کیا ہے ورنہ بے مایہ علم کی یہ ہمت کہاں کہ آں موصوف پر کچھ اظہار خیال کر سکے، اور اس لیے بھی شاید یہ خاکسار بھی آپ کے ارادت مندوں کی صف میں شامل ہونے کا اہل ہو جائے۔

یا اللہ! یہ خاکسار ان چند ناہموار سطور کا انتساب حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ مجدد الف ثانی کی عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے دین کی تجدید کے جذبہ میں ڈوبی ہوئی روح کے نام کرتا ہے۔

(۲)

اس وقت یہ خاکسار حیرت واستعجاب کے ایک خوبصورت اور حسین تصور میں کھو گیا جس وقت اچانک اور غیر متوقع طور پر جہان امام ربانی فاؤنڈیشن کراچی کی طرف سے ہدیۃ کتاب جہان امام ربانی کا چھے جلدوں کا سیٹ دست یاب ہوا اور مدیر حکومی نے وصول یابی پر دستخط کرنے کو کہا، ہاں اس سے پہلے کتاب مذکور مولانا مفتی محمد مکرم احمد امام شاہی مسجد فتحپوری دہلی کے توسط سے دیکھ چکا تھا اور اس پر بطور تہنیت وتقریظ کچھ سطریں بھی تحریر کی تھیں، اس موقع پر ضرور خیال ہوا تھا بلکہ تمنا وآرزو ہوئی تھی کہ کاش یہ کتاب میرے پاس اپنی ہوتی، لیکن اس کے بعد یہ دلی تمنا دل ہی میں رہ گئی اور پھر بھولی بسری یادوں کے ساتھ رل مل کر ختم ہو گئی اب تو یہ وہم وگمان بھی نہیں تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے، نعمت غیر مترقبہ وہی نعمت ہوتی ہے جس کا وہم وگمان بھی نہ ہو، اس حالت میں آپ کا یہ نادر تحفہ میرے لیے ایک عظیم نعمت غیر مترقبہ ہے، ظاہر ہے اس موقع پر قلب جو فرحت وسرور کی کیفیات طاری ہوں گی ان کا کیا عالم ہوگا حقیقت یہ ہے کہ ان کے اظہار کے لیے نہ زبان میں سکت نہ قلم میں ہمت دونوں کا دامن تنگ ہے۔ آپ کے جذبۂ حسن سلوک و اخلاص اور اس بے پناہ شفقت وعنایات کو دیکھ کر امت مسلمہ کے اسلاف واکابرین کے دور کی یاد تازہ ہو گئی اور آپ کے اس پُر خلوص جذبۂ اخوت میں ان کے اخلاق حسنہ کا عکس جمال اور ان کی سیرت وکردار کے عملی نمونے نظر آرہے ہیں۔ معلوم نہیں حضرت پروفیسر صاحب اور ان کے رفقاء کار کو میری دیرینہ دلی تمنا کی بھنک باوجود طویل فاصلے کے کیسے پہنچ گئی؟ لیکن یہ حق ہے خلوص ومحبت میں برقی تاثیر ہوتی ہے حضرت یوسف علیہ السلام کے پیراہن کی خوشبو مصر سے حضرت یعقوب علیہ السلام کو کنعان میں محسوس ہوتی تھی۔

ایسے ہی خلاف عادت امور کو کشف و کرامات کہا جاتا ہے۔ بہر حال یہ چند سطور بطور شکر و امتنان کے طور پر حاضر خدمت ہیں باقی آپ کے اس احسان و حسن عمل کا حقیقی اجر و صلہ تو مالک حقیقی ہی دے گا۔ دست بدعا ہوں اللہ تعالیٰ اس دینی کاروان (ادارہ) کو، سالار کارواں کو اور دیگر تمام متعلقین کو دائمی ترقیات و لازوال برکات و ثمرات سے نوازے۔ آمین

مولوی محب اللہ ترابی

(دارالعلوم قاضی حسام الدین، کوہاٹ، سرحد)

☆

فقد وصل الی من حضرتکم العالیة الکتاب المنیف المسمی باسمه الشریف "جهان امام ربانی " الذی قامت بتالیفة وطباعة ادارة الامام الربانی (امام ربانی فاونڈیشن) التی تحت الاشراف الشیخ الفاضل المحسن الاکرام علی جماعة نقشبندیة مجددیة مولانا ووالانا بروفیسر الدکتور محمد مسعود احمد لازالت شموس فیوضات البازغة. ففرحت بوصوله ومطالعته غابت الفرح وقد وفقهم الله تعالیٰ توفیقاً عظیماً وفتح الله عزو جل فتحا مبینا حیث اختار واموضوعا جوهریا وروحیا تحتاج الیه الامة المسلمة عامة والامة الجماعة الصوفیة النقشبندیة المجددیة خامة فی الظروف الراهنة وبذلوا فی جمع سیرة الامام الاکرام المحبوب السبحانی الغوث الصمدانی الامام الربانی الشیخ احمدالفاروقی السرهندی مجدد الف ثانی رحمة الله تعالیٰ علیه ونظم الدرر الفریدة فی سلک التالیف والطباعة جهودا مشکورة مأجورة فها فقد طلع هذا البدر الاتم فی اللیل الادلهم علی سیرة الامام الاکرم. وان الامة المسلمة عامة والامة الروحانیه خاصة وهونا لمنتکم العالیه. ارجو من الله عز و جل قبول مساعیکم الجمیلة فی خدمة طریق الروحانیة.

والله اسأل مزید توفیق فی هذه الطریق المستقیم وینفع به الامة المحمدیة انه سمیع مجیب الدعوات وصلی الله تعالیٰ علی خیر خلقه واشرف رسله وخاتم انبیائه وعلی اله وصحابه اجمعین الطیبین الطاهرین.

مولانا محمد جمیل احمد قادری

(لورالائی، بلوچستان)

☆

آپ کی تحریر کردہ کتب دنیا بھر میں پہنچ کران سے لوگ مستفید ہورہے ہیں، اس وقت آپ کے زیر سرپرستی تصوف اور امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام پہلوؤں پر ایک جامع شاہکار انسائیکلو پیڈیا ''جہان امام ربانی'' نے شایع ہوکر خاص وعام میں قبولیت حاصل کی، اہل علم نے اس سے استفادہ کرکے قابل ستائش قرار دیا۔ (محررہ ۳۰ راکتوبر ۲۰۰۵ء)

مولانا محمد اقبال سعیدی

(مدرس جامعہ نعمانیہ رضویہ، سیالکوٹ)

☆

آپ کی طرف سے خوشخبری نے واقعۃً خوش کیا کہ آپ نے (جہان امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی اشاعت کا عظیم الشان بیڑا اٹھایا ہے فقیر حقیر دعا گو ہے کہ جن کے نام کو عام کررہے ہو قدم قدم پروہ آپ کا کام آسان بناتے جائیں اور تمہیں اور ہمیں خدا سے ملواتے اور بخشواتے جائیں اور خدا کرے کہ شمع رسالت کے ہزاروں پروانے اور فیضان مجددی کے لاکھوں دیوانے تمہارے قدم بقدم ہوجائیں فقیر آپ کے تمام رفقاء کار کو اس انوکھی اور نرالی کاوش کی کامیابی پر ہدیہ ءتبرک پیش کرتا ہے اگرچہ فقیر کے ہاتھ میں غزالی زماں رازی دوراں امام عاشقاں السید احمد سعید شاہ کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا دامن رحمت ہے مگر برصغیر پاک و ہند میں وہ کون سا مسلمان ہے جو محبت و عقیدت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مرۃ بعد اخری سے خالی ہو اور کاظمی کریم کی عقیدتوں سے تو آپ خوب واقف ہونگے۔

مفتی محمد نصیر الدین نصیر

(جامعہ سلطانیہ، شورکوٹ ضلع جھنگ)

☆

آپ جناب کی کاوش کے متعلق پڑھکر بہت زیادہ فرحت وانبساط ہوئی۔ عالم اسلام کی اس بے مثال شخصیت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی گراں مایہ خدمات اب تک اس امت پر فرض چلی آرہی تھیں

کہ آپ نے اس جدو جہد کے ذریعے امت مسلمہ پر عموماً اور اہالیان سلسلہ نقشبندیہ پر خصوصاً احسان عظیم فرما کر اس فرض سے سبکدوش کیا۔

پیر طریقت مولانا احمد قدر القادری

(امیر جماعت اہلسنت حیدر آباد حلقہ ۴۹، سندھ)

☆

رسالہ ضیاء الاسلام کی وساطت سے ''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ'' کی تکمیل و اشاعت کا پتا چلا اس عظیم کام کی تکمیل پر مبارکباد۔ اتنا بڑا کام ہر کسی کے بس کی بات نہیں یہ آپ پر رب العزت کا خاص کرم ہے اور آپ کے مشائخین سلسلہ کی خاص توجہ ہے جو اس کی تکمیل آپ کے دست مبارک سے ہوئی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

مفتی محمد خالد مجددی

(مہتمم، جامعہ فاطمۃ الزہرہ، گوجرانوالہ)

☆

ماہنامہ رضائے مصطفی میں آپ کے ادارہ کی شائع کردہ کتاب بنام جہان امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا اشتہار پڑھا۔ انتہائی خوشی ہوئی کہ آپ نے ایک کام سرانجام دیا ہے اور یہ خوبصورت انسائیکلو پیڈیا ترتیب دلوا کر سلسلہ مجددیہ پر احسان فرمایا ہے۔

علامہ حافظ اللہ دتہ نقشبندی مجددی

(مدرس جامعہ رضویہ نور الاسلام، عارف والا ضلع پاکپتن)

☆

ہمیں بے حد فرحت محسوس ہوئی جب کہ ہم نے پڑھا کہ آپ، محبوب سبحانی، قندیل نورانی حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و واقعات زندگی وفضائل و کمالات، افکار ونظریات، تبلیغ و ارشادات، مکتوبات و مصنفات، اولاد و احفاد، خلفاء کبار، اور اولیاء نقشبندیہ مجددیہ پر تحقیقی مقالات کا انسائیکلو پیڈیا جہان امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ شائع فرمانے کی سعی جمیلہ فرما رہے ہیں، ہمیں

بہت ہی مسرت قلبی ملی کہ اس حوادث کے دور میں آپ ایسا کارنامہ حسین سرانجام دینے کی سعادت حاصل فرما رہے ہیں۔ جس سے جہالت و برائی کا خاتمہ اور شان اولیاء کاملین کے عقیدت مندان کے عقائد کو پختگی وشائستگی اور ایمان وایقان کو مزید پزیرائی حاصل ہوگی۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اور امام ربانی فاؤنڈیشن کے تمام اراکین و معاونین ومحبین ومحسنین کو اس عظیم محنت شاقہ کے بدلے اجر عظیم اور سعادت دارین اور جزا کے دن امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ساتھ نصیب فرمائے آمین۔

مولانا حافظ سخی محمد مہران قادری

(خطیب جامع مسجد، راؤتیانی ضلع سانگھڑ، سندھ)

☆

آج جلد ششم تک حرف بحرف مطالعہ کر چکا ہوں۔ واللہ! آپ نے حق ادا کر دیا ہے۔ جیسا عظیم کام تھا ویسا ہی آپ نے اس کو نبھایا ہے۔ ہر پہلو سے اس کو سمیٹا گیا ہے۔ سبحان اللہ جزاکم اللہ

اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو اپنے مرشدان عظام کی پیروی اور عشق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ یہ ناچیز بندہ کن الفاظ سے آپ کا شکریہ ادا کرے۔ الفاظ نہیں ملتے جو کہ لکھوں۔ محبا! مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا ۱۹۷۷ء سے شوق تھا۔ اب تک نہیں دیکھ سکا۔ آپ نے کافی مواد کا مطالعہ کرا دیا۔ ماشاءاللہ یہ تو ایک بحر زخار ہے۔ امید ہے کہ اب خود مکتوبات شریف ہی مل جائے گی۔ تصوف سے شغف رہا ہے اس لیے "فصوص الحکم" کا شوق تھا۔ نظریہ وحدۃ الوجود کی غلط تشریح سے اب ابن العربی علیہ الرحمۃ کے نظریہ وحدۃ الوجود سے میں بھی توبہ کرتا ہوں۔ کافی تحریریں ملی تھیں پڑھی ہیں۔ علامہ اقبال کے بال جبریل نے تو کئی دفعہ رلا دیا۔ اللہ اللہ اقبال کو تو مجدد علیہ الرحمۃ نے اقبال کیا تھا۔

میرے مرحوم والد کم پڑھے تھے لیکن حافظہ تیز تھا۔ ان سے حضرت باقی باللہ کا نام شاید پانچ چھ برس کی عمر میں سنا تھا۔ اب بھی جب "باقی باللہ" کا اسم گرامی آتا ہے تو جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ میں سوچتا تھا یہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی اولاد سے کوئی بزرگ ہوں گے۔ کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا شہرہ بچپن سے سن رکھا تھا۔ ٹمیاری شریف میں حضرت صاحبزادہ غلام مجدد سرہندی علیہ الرحمۃ جو

کہ میرے والد مرحوم کے زمیندار سید حاجی ولی محمد شاہ (ڈگری) کے مرشد کریم تھے۔ان سے کئی دفعہ ملاقات ہوئی تھی ان سے بہت ہی متاثر ہوئے تھے۔

آپ سب حضرات کو اس عظیم کام کی دل کی گہرائیوں سے مبارک باد دیتا ہوں۔ جب ''قال الفاروقی السرہندی'' کے الفاظ پر پہنچا تو آنکھوں کے بند بے اختیار ٹوٹ پڑے اور آپ کے حق میں بے ساختہ دعائیہ کلمات نکلے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ سب کو اور معاونین حضرات کو دارین میں اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔آمین

مولانا محمد معاذ احمد صدیقی قادری

(جامع مسجد بہار بغداد، بفرزون، کراچی)

☆

رایت الکتاب "جهان امام ربانی" مع "نورٌ علٰی نور" وطالعت بعض مقاماة فوجدته افرد فی موضوعه واعظم ماصنف فی سیرت الشیخ الامام احمد سرهندی المعروف بمجدد الف ثانی علیه الرحمة الربانی من الکتب المشهورة نفعاً واحسن منها ترتیباً واتم منها تحریرًا واکثر منها لجمع حالات الشیخ رحمة الله علیه ومناقبة وبیانات متعلقاته جمعاً. ذالک الکتاب لاریب انه کامل بل اکمل، بلٰی انه مستفیض بفیوض العلامة النهیر مسعود الملة دکتور محمد مسعود النقشبندی المظهری دامت فیوضهم وانه لمشتمل علی کثیرا من الفوائد والزوائد، وانه لمفید جد الکل الخواص وللعوام من المسلمات والمسلمین.

هــذ اوحــد فــی مــحــاسـنـة

لیــس احــد فــی مـقـابـلـه

رایت ان وضع هذالکتاب فی البیت و مطالعة بالاستیعاب لازم علی الفاضلین بالعلوم النقلیة والعالمین بالعلوم الشرعیة والراغبین عن الشرور الدنیویة والسالکین الی الحسنات الاخرویة.

مولانا محمد نجم الحسن نجم نقشبندی

(دربار عالیہ کبوہ شریف، ڈیرہ اسماعیل خان، سرحد)

☆

امام ربانی مجدد الف ثانی اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ پر آپ کی کاوشیں لائق تحسین ہیں۔ جس محنت اور جانفشانی سے بزرگوں کے حالات اکٹھے کیے گئے ہیں اور جس حسن ترتیب و تحقیق سے مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے فیوض و برکات اور شخصیت وفن کو جہان امام ربانی میں مرتب کیا گیا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ یہ گراں قدر کتاب آنے والے دور کے محققین ومؤرخین کی رہنمائی میں یقیناً بہت اہم کردار ادا کرے گی۔

مولانا مجاہد عبد الرسول خان

(جامعہ جلالیہ، مغل پورہ، لاہور)

☆

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے حوالے سے آپ کا یہ عظیم کارنامہ ہمیشہ داد تحسین حاصل کرتا رہے گا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے اہلسنت نے کافی تحریری و تقریری کام کیا۔ ان کی کتب کو عام کیا اور شخصیت کے اعتبار سے کافی حد تک تعارف کروایا۔ مگر حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف بعض واقعات اور چند کرامات کی حد تک تو تھا مگر اتنی تفصیل و تحقیق کے ساتھ غالباً اب تک کسی نے کوئی خاطر خواہ کام نہیں کیا تھا۔ یہ سعادت ہی سعادت ہے کہ آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے حوالے سے اتنا مواد پیش فرما دیا ہے۔ اور ہر جلد کو ''اقلیم'' کے نام سے اور ہر باب ''کشور'' کے نئے نام سے متعارف کروایا ہے۔ اور ہر جلد کے اول میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی نعت مبارک کو داخل فرما کر ذوق میں مزید اضافہ فرما دیا ہے۔ اور اقلیم اول میں تمام اقلیمات کا تعارف کشور سے دیگر کتاب کا مطالعہ اور معلومات کو آسان کر دیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے ادارے کو مزید ترقی کی راہوں پر گامزن فرمائے۔

☆......☆......☆

سردار علی احمد خان

(معروف دانشور، لاہور)

☆

چھ ضخیم جلدوں پر مشتمل دستاویز موسومہ بہ ''جہان امام ربانی'' مطالعہ سے گزری، مرتبین کی کاوش لائق تحسین ہے جنہوں نے اوریجنل ماخذات یعنی مخطوطات، مطبوعات اور مستند دستاویزات سے استفادہ کیا ہے۔ معلومات افزاء مقالوں نے کتاب مذکورہ نہایت اہم بنا دیا ہے۔ اور علم و فضل سے بھرپور یہ مجموعہ قاری کے لیے ایمانی تقویت کا باعث ہے۔ دور جدید کے معاشرے کے علمی اور روحانی ترقی کے سلسلے میں ''جہان امام ربانی'' ایک قابل قدر اضافہ ہے۔ اس قابل مطالعہ پیشکش سے بہت سے قارئین اور محققین مستفید ہو رہے ہیں اور آئندہ بھی ہوں گے۔

فاضل اہل قلم اور ارباب دانش کی تحریریں بڑی دلنشیں اور خیال آفریں ہیں اور امام ربانی فاؤنڈیشن کراچی کے توسط سے کتاب کا اجراء نہایت قابل قدر کارنامہ ہے مذکورہ تصنیف لطیف اس پرفتن دور میں کہ اغیار و اعداء نے ہماری دینی اور روحانی تمدن و تہذیب کو گھیر رکھا ہے اور نثر ادنو پر شعائر دین کی گرفت ڈھیلی پڑتی جارہی ہے یہ کتاب وقت کی اہم ضرورت ہے اس میں تصوف کے علمی، عملی، روحانی اور معنوی پہلو نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ پیش کیے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرتبین و ناشرین کو جزائے خیر سے نوازے کہ انھوں نے حد درجہ مفید معلومات کا خزینہ جمع کر دیا ہے۔

سراپا کہ مملو زِ دُرِّ دری است
مشرف نامہء احمد سرہندی

کتاب کے مطالعہ کے دوران اور بعد میں میرا تخیل برابر سرہند شریف اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی جانب پرواز کرتا رہا اور ہاتھ حضرات نقشبندیہ کے لیے دعائے خیرِ کثیر کے لیے اُٹھے رہے۔

مغیث جہاں سرور اتقیا
کہ خاک درِ روضہء عنبر اُست

کفیل نجات است خاکِ درش
کہ باراں از آں فیض رحمانی است
ہرآں کس کہ دارد توانا بدو
زنجد گہی حق تعالیٰ ازو

(محررہ: ۲۰ ذی القعدہ ۱۴۲۶ھ / ۵ ر دسمبر ۲۰۰۵ء)

سید انور علی ایڈووکیٹ

(آن ریکارڈ سپریم کورٹ آف پاکستان، کراچی، سندھ، پاکستان)

☆

تعارف: پاکستان کے معروف مصنف و محقق جنھوں نے انگریزی میں قرآن کریم کی عظیم تفسیر قلم بند کی، کتب احادیث اور کتب فقہ کے انگریزی میں ترجمے کیے اور انگریزی میں اسلامی موضوعات پر متعدد کتابیں لکھیں۔

(۱)

"Jahan-e-Imam Rabbani" is an extra ordinary contribution of Professor Dr. Muhammad Masud Ahmed to the Literature relating to the life and Services of Hazrat Mujaddid Alf-e-Sani for the cause of Islam.

Professor Dr. Muhammad Masud Ahmed is a Prominenrt Muslim Mystic, scholar and writer of the present era, He already has to his credit hundreds of books and articles on Islamic Topics of which some have also been included in the Encyclopaedia of Islam. On the life and works of the great Muslim Mystic, scholar and writer of the twentieth century A.D. Imam Ahmed Raza Khan of Bareily, Professor Dr,

Muhammad Masud Ahmed is an authority and is generally known as the "Mahir-e-Rizwiyaat". In fact through his writings he has introduced Imam Ahmed Raza Khan to the world at large, and it is due to his efforts that in many prominent Universities of the world research work is going on the life and works of Imam Ahmed Raza Khan.

"Jahan-e-Imam Rabbani" is an encyclopaedic compilation in 9 volumes. Volumes 1 to 6 and 8, named as "Aqaleem", each divided in five sections, known as "Kishwar", contains the opinions and articles of great Mystics and scholars on the life and services of Hazrat Muaiddid Alf-e-Sani, volume 7 contains pictures of tombs, mosques and other sacred places, and is named as "Noorun Ala Noor" and volume 9 contains an Index of all the volumes as well as opinions of the learned one's. So far volumes 1 to 7 have been published, and volumes 8 and 9 are under print.

Volume 1 deals with the forecasts relating to the birth of Hazrat Mujaddid Alf-e-Sani before his birth, and the tributes paid to him by religious personality during his life time. It explains Mysticism and gives the narrations about Hazrat Abu Bakar Siddique, the first worthy Caliph of the Holy Prophet (peace be upon him), to whom the Naqshbandia Order owes its origin. It also speaks about many Mystics of the Naqshbandia Order, particularly Hazrat Khawaja Bahauddin Muhammad Naqshband who gave naqshbandia order the form of an institution and is accordingly known as

its founder as well as Hazrat Baqi Billah the spiritual teacher of Hazrat Mujiddid Alf-e-Sani. There are also details regarding Sarhand, the birth place of Hazrat Mujiddid Alf-e-Sani as well his life history. In this volume there is also an Introduction by Professor Dr. Muhammad Masud Ahmed himself which elaborately deals with the life and mission of Hazrat Mujiddid Alf-e-Sani, his influence on the world at Large, the services rendered by his followers for the cause of Islam through the Naqshbandia Order, and the books written on him.

Volume 2 deals with the Literary and spiritual knowledge and services of Hazrat Mujiddid Alf-e-Sani,and also gives his views about Mysticism, Fiqah, Mujiddadiyat, Qayyumiat and Wahdatul Wujood which was introduced by Ibnul Arabi.

Volume 3 deals with his spiritual status, his veiws about the belief in "Khatm-e-Nubawwat" refutation of "Rawafiz", importance of the "Aimmah", as well as the Ulama, It also contains his sayings, spiritual miracles and practices.

Volume 4 deals with the history of the Sub-Continent, the influence of Hazrat Mujiddid Alf-e-Sani,on the Mughal Emperors, and the development of two nation theory. It also gives the narration about his death and also makes mention of his descendants and Mystics of his time.

Volume 5 deals with those of his descendants and followers who played important role in the propagation and expansion of his Mystic order, particularly Mirza Mazhar Jane

Janan, Shah Ghulam Ali and Shaikh Khalid. It also deals with his "Maktubaat" and their Translations, his influence on Imam Ahmed Raza Khan and Allama Iqbal, and his views about Imam Abu Hanifah and Hazrat Ghosal Azam Shaikh Abdul Qadir Jeelani.

Volume 6 deals with the spiritual infunence of the NaqshLandia order in the "Arab and Ajam" and the life and services of Naqshbandia Mystics in these countries.

Volume 7, as stated earlier, contains pictures of tombs and other sacred places.

Volumes 8 and 9 are under print.

Hazrat Mujiddid alf-e-Sani was a great Muslim Mystic of the Naqshbandia order of the 10th and 11th centuries Hijrah.He was born in 971 A.H. at Sarhind in the progeny of Hazrat Umer the second worthy caliph of the Holy Prophet (peace be upon him). He got his early education of Quran, Hadees and Mysticism from his father Shaikh Abdul Ahad and other prominent teachers of his time, and finally from Hazrat Baqi Billah of Delhi and reached high status in Mysticism through him. He got prominence in the History of the Sub-Continent on account of his opposing the Un-Islamic activities of Akbar and Jehangir the two great Mughal Monarchs of the Sub-Continent of India and Pakistan.

In his early life Akber was a true Muslim. He used to follow the Islamic practices, make the call for prayers and offer reguler prayers, clean the mosque, respect the Ulama

and issue orders on basis of their "Fatwaas", appoint Muftees and Qazis, honour the Mystics, pass his time in meditations at Fatehpur Seekri near the "Khaniqah" of Hazrat Saleem Chisti (Serrat Mujiddid Alf-e-Sani, by Professor Dr. Muhammad Masud Ahmed).

But Later, under the influence of his Hindu wives, prominent Courtiers-Hindus as well as Muslims inculding Abul Fazal and Faizi, Akbar altogether changed and introduced " Deen -ilahi" a new religion which was a mixture of all religions, with the result that Un-Islamic practices were introduced. In short worship of the sun, fire, water, trees, stones and cowdung was started, "Qashqah" was applied "Zunnar" was worn, fleah of swine and dog was made lawful, cow slaughter was banned, wine drinking was allowed, adultery was permitted gambling was made lawful, "purdah" was banned, marriage between paternal and maternal cousins was disallowed, gold and silk were made lawful for men,"Jizyah" was abolished, beards were shaved, dead bodies were ordered either to be drowned in the rivers or burnt instead of burying, " Sajdah-e-Tazeemi"(prostration of repect) for the king was made obligatory for everybody, and so on (ibid). .

After the death of Akber his son Jahangir also followed the same practices. He used to take part in the Hindu festivals, think the fire as the light of God, drink wine, declare the sun as "Nayyar-e-Azam" and the stars as reflection of the

light of God and respect them, adopt the Shia views under the influence of his Shia wife Noorjehan (ibid).

Akber tried his best to impose the "Deen-e-Ilahi"by force, and those of Ulama who opposed it, and issued "Fatwas" against it, were either imprisoned or put to death. But inspite of all this the people at large Muslims as well as Hindus, did not accept it, and among the courtiers of Akber also there were very few who had accepted it and followed the Un-Islamic commands of Akber. Most of the Courtiers were righteous and remained true to Islam and under the guidance of Hazrat BAqi Billah, tried to mend the king and prevail upon him to give up the Un-Islamic practices and re-establish the Islamic Shariah.

In these circumstances, after the death of Hazrat Baqi Billah in 1010 A.H., when many of the Ulama and Sufis kept silet and remained aloof, and many suffered on account of opposing the Deen-e-Ilahi. Hazrat Mujiddid Alf-e-Sani, at the risk of his life and property, stood up to face the Deen-e-Ilahi and stop its unislamic practices, not at the point of sword but at the point of pen, through preaching and propagation of the Islamic Shariah. He wrote letters to the prominent courties of Akber, who were at heart true Muslims and had close relation with Hazrat Mujiddid Alf-e-Sani, laying emphasis on strict following of Isalm, and asking them to make the king realise the importance of Islam and give up the Un-Islamic practices. In this connection, Shaikh Farid Bukhari, Qleej Khan, Mirza

Aziz Kokaltash, Khan-e-Azam, Merran Sadar Jehan and Abdul Rahim Khan Khan-e-Khanan, at the instance of Hazrat Mujiddid Alf-e-Sani did their best, and it is said that, to some extent, the atmosphere was changed.

In 1014 A.H. Akber died and his son Jehangir became the king. In order to mend the ways of Jehangir also and to make him inclined towards Islam, Hazrat Mujiddid Alf-e-Sani,continued his mission and through his letters laid emphasis on the Courtiers of jehangir to make him understand the importance of Islam and give up the Un Islamic practices. In this connection, Jehangir's prominent courtiers Shaikh Farid Bukhari, Jabbar Khan, Hakeem Fatehullah, Khan-e-Khanan , Kan-e-Azam, Mirza Qaleej Beg, Lala Beg, Sadar jehan, Khan Jehan, Sikandar Khan Lodhi, Bahadur Khan and Khizr Khan, played the important role, and under the guidance of Hazrat Mujiddid Alf-e-Sani,succeded in bringing Jehangir to the right path.

But before the final sucess could be achieved, some of the evil-minded enemies of Hazrat Mujiddid Alf-e-Sani,also infected the mind of Jehangir against him and he was summoned by the King to his court to clear his position in respect of the allegations that had been made against him. He came to the court and answered each and every allegation, but since, while entering the court he had not offered the prostration of respect for the king, the enemies prevaded upon the king and he put him in Jail in the fort of

Gwalyar, and also confiscated all his properties. Hazrat Mujiddid Alf-e-Sani, remained in Jail for one year. But this proved to be a blessing for him. In the jail many evil ones repented at his hands and became righteous ones. There also arose un-easiness among the people and he, by his letters, calmed them down and stopped them from standing against the king, when all this came to the knowldge of Jehangir, he realised his fault, repented and freed him from the confinement, became his follower and requested him to stay with him. This also gave him the chance to himself mend the king, with the result that the king finished the prostration of respect for king, allowed the cow slaughter, started building the mosques, made the Sunni Hanfi Fiqah as the law of the country, appointed the Ulama so that all matters could be decided according to the Islamic shariah,. Thus the whole atmosphere was totally changed in favour of Islam and Deen-e-Ilahi was finished for ever.This continued during the rein of shahjehan and reached its climax in the days of Aurangzab. All this was due to the endeavour of Hazrat Mujiddid Alf-e-Sani and after him, his worthy sons.

Besides changing the hearts of the King and his courtiers, and reviving the Islamic way of life, Hazrat Mjiddid Alf-e-Sani also used his pen against the Un-righteous Ulama and Sufees, misguided intellectualist, enemies of the Ahle Sunnat, and the holy prophet (peace be upon him), the Ghair Muqallids, the oponents of Hanafiah, and the Bidaat

(innovations). By opposing the Deen-e-Ilahi Hazrat Mujiddid Alf-e-Sani also made unsuccessful the attempt to merge Islam in Hinduism, and thus laid the foundation of Two-Nation theory which ultimately became the slogan of the Indian Muslims and resulted in the achievement of Pakistan.

Due to his extra -ordinary services for the cause of Islam in the sub-continent, Hazrat Alf-e-Sani was declared as Reviver of Isalm for the next one thousand years, and from time to time, the ulama, the sufees and the scholars have been acknowledging his high status in Mysticism and his unique services, and paying tribute to him as reviver of Islam through their opinions and writings, which have been published in large number of books and journals.

Professor Dr. Muhammad Masud Ahmed deserves high commendation that, inspite of his old age, after completing hundreds of his other pen-works, he undertook to put together all those opinions and writings in the form of an Encyclopaedic Compilation, and with the assistance of his worthy son Abus Surur Muhammad Masrur Ahmed, and able followers Maulana Jawed Iqbal Mazhari and Dr. Iqbal Ahmed Akhter Qadri, succeeded in competing this gigantic adventure, and named it as "Jahan-e-Imam Rabbani" and in fact, it is a "Jahan" or a "world", not of persons but of ideas, thoughts, opinions, historical facts and expressions in appreciation and acknowledgement of the extra-ordinary services of Hazrat Mujiddid Alf-e-Sani, also known as

Imam-e-Rabbani, as well as his worthy sons and followers, for re-establishment of the Islamic Shari'ah in the sub-continent after the attempt of Akber and Jehangir to replace it by Akber's religion Deen-e-Ilahi.

This unique compilation will, on one hand, always serve as a Munumental work on the life and service of Hazrat Mujiddid Alf-e-Sani, and on the other hand, it will also keep the name of Professor Dr. Muhammad Masud Ahmed alive in the annals of Islamic History. (محررہ ۳ دسمبر ۲۰۰۵ء)

(۲)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی زندگی اسلام کی خاطر ان کی خدمات کے متعلق تحقیقی مواد میں ''جہان امام ربانی'' پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کا ایک غیر معمولی کارنامہ ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب موجودہ دور کے بڑے ممتاز مسلم روحانی بزرگ، عالم اور مصنف ہیں۔ اسلامی موضوعات پر ان کی سیکڑوں کتب اور مقالہ جات موجود ہیں جن میں بعض Encyclopaedia of Islam میں بھی شامل کی گئی ہیں، بیسویں صدی کے عظیم مسلم روحانی بزرگ، عالم اور مصنف امام احمد رضا خاں بریلوی کی زندگی اور کارناموں پر پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی ذات کو حرف آخر تسلیم کیا جاتا ہے اور آپ ماہر رضویات کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ درحقیقت آپ کی تحریروں کے ذریعے ہی پوری دنیا میں امام احمد رضا خاں کا تعارف ہوا اور آپ ہی کی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ دنیا کی کئی ممتاز جامعات میں امام احمد رضا خاں کی زندگی اور کارناموں پر تحقیقی کام ہو رہا ہے۔

''جہان امام ربانی'' نو جلدوں پر مشتمل انسائیکلو پیڈیا ہے۔ جلد اول تا جلد ششم اور آٹھویں جلد کو ''اقالیم'' کا نام دیا گیا ہے ہر جلد پانچ حصوں پر مشتمل ہے جنہیں ''کشور'' کہا گیا ہے۔ ان جلدوں میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی حیات اور خدمات کے متعلق عظیم صوفیہ اور علماء کے تاثرات اور مقالات شامل ہیں۔ نویں جلد میں تمام جلدوں کی فہرست اور مختلف فضلاء کے تاثرات موجود ہیں۔ اب تک پہلی سات جلدیں شائع ہو چکی ہیں جبکہ آٹھ اور نو زیر طبع ہیں۔

جلد اول میں حضرت مجدد الف ثانی کی پیدائش سے پہلے ان کی پیدائش کے بارے میں پیش گوئیوں نیز ان کے دورِ حیات میں مذہبی اشخاص کی جانب سے ان کو پیش کردہ خراجِ عقیدت کا بیان ہے۔ اس میں تصوف کی وضاحت کی گئی ہے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے خلیفہ راشد ہیں اور جن سے سلسلہ نقشبندیہ کی ابتداء ہوئی، کے متعلق تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ اس میں سلسلہ نقشبندیہ کے متعدد صوفیہ بالخصوص حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند علیہ الرحمۃ جنہوں نے سلسلہ نقشبندیہ کو ایک ادارے کی شکل دی اور جو اس کے بانی کہلاتے ہیں نیز حضرت باقی باللہ جو حضرت مجدد الف ثانی کے روحانی پیشوا تھے، کا تفصیلی بیان ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی جائے پیدائش سرہند کے بارے میں تفصیلات اور آپ کی سوانح حیات رقم کی گئی ہے۔ اس جلد میں پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی جانب سے پیش لفظ بھی موجود ہے۔ جس میں حضرت مجدد الف ثانی کی زندگی اور مشن، سارے عالم پر ان کے اثرات، ان پر لکھی گئی کتب اور اسلام کے لیے سلسلہ نقشبندیہ کے ذریعے ان کے مریدین کی خدمات کا تفصیلی بیان ہے۔

جلد دوم میں حضرت مجدد الف ثانی کے ادبی اور روحانی علم اور خدمات کا ذکر ہے نیز تصوف، فقہ، مجددیت، قیومیت اور وحدۃ الوجود (جو ابن عربی نے پیش کیا تھا) کے بارے میں ان کے تاثرات پیش کیے گئے ہیں۔

جلد سوم میں ان کے روحانی مرتبہ اور عقیدہ ختم نبوت، رد روافض اور ائمہ وعلماء کی اہمیت کے بارے میں ان کے خیالات کا ذکر ہے نیز اس میں ان کے اقوال، روحانی کرامات اور معمولات کا بیان ہے۔

جلد چہارم میں برصغیر کی تاریخ، مغل بادشاہوں پر حضرت مجدد الف ثانی کے اثرات اور دوقومی نظریہ کا ارتقاء پیش کیا گیا ہے اس میں آپ کی وفات کی تفصیلات، آپ کے جانشین اور خلفاء اور اس دور کے صوفیہ کا بھی بیان ہے۔

جلد پنجم میں آپ کے ان خلفاء اور مریدین کا تذکرہ ہے جنہوں نے صوفیانہ سلسلے کی ترویج واشاعت میں اہم کردار ادا کیا بالخصوص مرزا مظہر جان جاناں، شاہ غلام علی اور شیخ خالد کردی۔ اس میں آپ کے مکتوبات اور ان کے تراجم، امام احمد رضا خاں اور علامہ اقبال پر آپ کے اثرات اور امام ابو حنیفہ و حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی علیہم الرضوان کے بارے میں آپ کے تاثرات کا بیان ہے۔

جلد ششم میں عرب وعجم پر سلسلہ نقشبندیہ کے روحانی اور ان ممالک کے صوفیہء نقشبند کی حیات اور خدمات کی تفصیل ہے۔ جلد سات میں مزارات اور دیگر مقامات مقدسہ کی تصاویر ہیں اور جلد آٹھ اور نو زیر طبع ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ دسویں اور گیارہویں صدی ہجری میں سلسلہء نقشبندیہ کے عظیم روحانی بزرگ تھے۔ آپ کی پیدائش ۹۷۱ھ میں سرہند میں ہوئی، آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے خلیفہء راشد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے۔ آپ نے قرآن، حدیث اور تصوف کی ابتدائی تعلیم اپنے والد شیخ عبدالاحد اور اس دور کے ممتاز اساتذہ سے حاصل کی اور بالآخر دہلی میں حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کے ذریعے تصوف میں درجہء کمال کو پہنچے۔ تاریخ میں آپ کی وجہ شہرت اکبر اور جہانگیر (جو برصغیر پاک وہند کے دو بڑے مغل شہنشاہ تھے) کی غیر اسلامی سرگرمیوں کی شدت سے مخالفت تھی۔

ابتدائی زندگی میں اکبر ایک سچا مسلما تھا۔ وہ شعائر اسلامی پر عمل کرتا، اذان دیتا، پابندی سے نماز پڑھتا، مسجد میں صفائی کرتا، علماء کی عزت کرتا اور ان کے فتاویٰ کی روشنی میں احکام جاری کرتا، صوفیہ کا احترام کرتا اور اپنا وقت فتح پوری سیکری میں حضرت سلیم چشتی کی خانقاہ کے نزدیک مراقبہ میں گزارتا۔ (سیرت مجدد الف ثانی: ڈاکٹر محمد مسعود احمد)

تاہم بعد میں ہندو بیویوں اور ہندو مسلم درباریوں (جن میں ابوالفضل اور فیضی جیسے لوگ شامل تھے) کے زیر اثر اکبر مکمل طور پر بدل گیا اور اس نے دینِ الٰہی کے نام سے ایک نیا مذہب شروع کیا جو تمام مذاہب کا آمیزہ تھا۔ نتیجۃً غیر اسلامی شعائر کو فروغ ملا مختصراً یہ کہ سورج، آتش، پانی، درختوں، پتھروں اور گائے کے گوبر کی پوجا ہونے لگی، قشقہ لگایا جانے لگا، زنار پہنا جانے لگا، کتے اور خنزیر کے گوشت کو جائز قرار دیا گیا، گائے کی قربانی پا پابندی لگادی گئی، شراب نوشی جائز ہوگئی، بدکاری کی اجازت دیدی گئی، جوا جائز قرار دیا گیا، پردے پر پابندی عائد کردی گئی، چچازاد، ماموں زاد بہن بھائی کے ساتھ شادی ناجائز قرار دے دی گئی، مردوں پر سونے اور چاندی کو حلال کردیا گیا، جزیہ ختم کردیا گیا، داڑھیاں منڈادی گئیں، مردوں کو دفنانے کی بجائے دریا میں بہانے یا جلانے کا حکم دیا گیا، بادشاہ کو سجدۂ تعظیمی ہر ایک پر لازم کردیا گیا وغیرہ وغیرہ (ایضاً)

اکبر کی موت کے بعد اس کے بیٹے جہانگیر نے بھی اس طریقے کو جاری رکھا وہ ہندوؤں کے تہواروں کو مناتا، آگ کو نورِ الٰہی سمجھتا، شراب پیتا، سورج کو نیرِ اعظم قرار دیتا، ستاروں کو نورِ الٰہی کا عکس جانتا اور ان کی تعظیم کرتا، اس نے اپنی شیعہ بیوی نور جہاں کے زیر اثر شیعہ نظریات کو اپنا لیا۔ (ایضاً)

اکبر نے ''دین الٰہی'' کو طاقت کے ذریعے لاگو کرنے کی بھرپور کوشش کی اور وہ جنھوں نے اس کے خلاف فتویٰ دیا انہیں یا تو قید کر دیا گیا یا قتل۔ اس سب کے باوجود مسلمانوں اور ہندوؤں کی اکثریت نے غیر اسلامی احکامات پر عمل کیا۔ اکبر کے درباریوں میں بھی ایسے کم ہی تھے جنھوں نے اسے قبول کیا اور اکبر کے غیر اسلامی احکامات پر عمل کیا۔ زیادہ تر درباری نیک اور سچے مسلمان تھے اور انھوں نے خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کی راہنمائی میں بادشاہ کی اصلاح کی کوشش کی اور اسے غیر اسلامی شعائر چھوڑنے اور اسلامی شریعت کی احیاءِ نو کی ترغیب دی۔

ان حالات میں حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کی وفات (۱۰۱۰ھ) کے بعد جبکہ علماء اور صوفیہ نے خاموشی اختیار کر لی تھی اور کنارہ کش ہو گئے تھے جبکہ متعدد علماء نے دین الٰہی کی پاداش میں صعوبتیں اٹھائیں، ایسے میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اپنی جان و مال کی پروا کیے بغیر ''دین الٰہی'' کے مقابلے میں کھڑے ہو گئے اور اس کے غیر اسلامی شعائر کو روکنے کے لیے انھوں نے تلوار کو نہیں قلم کی نوک کا سہارا لیا جس کے ذریعے انھوں نے غیر اسلامی رسوم کی تبلیغ و اشاعت کی۔ انھوں نے اکبر کے ممتاز درباریوں کو جو دل سے سچے مسلمان تھے اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے قریبی تعلق رکھتے تھے، مکتوبات تحریر فرمائے جس میں انھیں اسلام پر سختی سے عمل پیرا رہنے، اکبر کو اسلام کی اہمیت کا احساس دلانے اور اسے غیر اسلامی شعائر چھوڑنے پر مجبور کرنے کی تلقین کی۔ اس معاملے میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی ترغیب پر شیخ فرید بخاری، مرزا قلیچ خاں، مرزا عزیز کوکلتاش، خان اعظم، میراں سردار جہاں عبد الرحیم خان خاناں نے بھرپور کوشش کی اور یہ کہا جاتا ہے کہ ماحول میں قدرے تبدیلی آئی۔

۱۰۱۲ھ میں اکبر کا انتقال ہوا اور اس کا بیٹا جہانگیر بادشاہ بنا۔ جہانگیر کے اطوار کی اصلاح کرنے کے اور اسے اسلام کی طرف راغب کرنے کی خاطر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اپنا مشن جاری رکھا۔ انھوں نے اپنے مکتوبات کے ذریعے جہانگیر کے درباریوں پر زور دیا کہ وہ اسے اسلام کی اہمیت کا احساس دلائیں اور غیر اسلامی شعائر کو ترک کرنے کی ترغیب دیں۔ اس معاملے میں جہانگیر کے نمایاں درباریوں

میں شیخ فرید بخاری، جبار خاں، حکیم فتح اللہ، خان خاناں، خان اعظم، مرزا قلیچ بیگ، لالہ بیگ، سردار جہاں، خاں جہاں، سکندر لودھی، بہادر خاں اور خضر خاں نے اہم کردار ادا کیا اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی رہنمائی میں جہانگیر کو صحیح راستے پر ڈالنے میں کامیاب ہوئے۔ لیکن حتمی کامیابی حاصل ہونے سے قبل حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے کچھ دشمنوں نے جو شری ذہن رکھتے تھے، جہانگیر کے ذہن کو پراگندہ کر دیا۔ اس نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو دربار میں بلوایا کہ وہ اپنے خلاف لگائے گئے الزامات کی صفائی پیش کریں آپ دربار میں تشریف لائے اور آپ نے ہر ہر الزام کی صفائی پیش کی تاہم چونکہ آپ دربار میں داخل ہوتے وقت بادشاہ کو سجدۂ تعظیمی نہ کیا اس لیے بادشاہ نے دشمنوں کی باتوں میں آ کر آپ کو قلعہ گوالیار میں قید کر دیا اور آپ کا تمام مال و متاع ضبط کر لیا۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ایک سال تک قید میں رہے تاہم یہ آپ کے لیے نعمت ثابت ہوئی، قید کے دوران بہت سے گناہ گار آپ کے ہاتھ پر تائب ہو کر صالح ہو گئے آپ کی قید پر عوام میں بے چینی پھیلی تاہم آپ نے مکتوبات کے ذریعے عوام کو اشتعال میں آنے اور بادشاہ کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے سے منع کیا۔ جب یہ معاملہ جہانگیر کے علم میں آیا تو اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا، وہ تائب ہوا اور آپ کو قید سے آزاد کر کے آپ کا معتقد ہو گیا اور آپ سے ساتھ رہنے کی درخواست کی۔ اس سے آپ کو جہانگیر کی اصلاح کا موقع ملا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ نے سجدۂ تعظیمی متروک کرا دیا، گائے کے ذبح کی اجازت دی، مساجد کی تعمیر کرائی، سنی حنفی فقہ کو ملک کا قانون بنا دیا، تمام معاملات کا فیصلہ اسلامی شریعت کی روشنی میں کرنے کے لیے علماء کا تقرر کیا۔ اس طرح پورا ماحول اسلام کی موافقت میں بدل گیا اور دین الٰہی کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو گیا۔ یہ ماحول شاہجہاں کے دور میں جاری رہا اور اورنگ زیب کے دور میں عروج پر پہنچا۔ یہ انقلاب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اور آپ کے بعد آپ کے صاحبزادگان کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ تھا۔

بادشاہ اور اس کے درباریوں کے قلوب کی اصلاح اور اسلامی طریقہ حیات کے احیاء کے ساتھ ساتھ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اپنا قلم علماء سو، صوفیاء بد، گمراہ فضلا، اہل سنت اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنان، غیر مقلدین، (حنفیہ کے مخالفین) اور بدعات کے خلاف استعمال کیا۔ دین الٰہی کی مخالفت کے ذریعے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اسلام کو ہندومت میں ملا دینے کی کوششوں کو ناکام بنا دیا اور دو قومی نظریہ کی بنیاد ڈالی۔ جو آگے چل کر مسلمانوں کا نعرہ بن گیا اور آخر کار تشکیل

پاکستان کی وجہ بن گیا۔ برصغیر میں اسلام کی خاطر اپنی غیر معمولی خدمات کی بنا پر حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کو اگلے ہزار سال کا مجدد قرار دیا گیا۔ وقتاً فوقتاً علماء، صوفیہ اور فضلاءِ تصوف میں آپ کے مرتبۂ کمال اور گراں قدر خدمات کا اعتراف کرتے آئے ہیں۔ اور اپنے تاثرات اور تحریروں میں جو متعدد کتب اور مجلوں میں شائع ہوئیں آپ کو مجدد اسلام کے طور پر خراج عقیدت پیش کرتے رہے ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد لائق صد تحسین ہیں کہ اپنی سیکڑوں تصانیف مکمل کرنے کے بعد اس ضعیف العمری میں آپ نے ان تاثرات اور خیالات کو ایک انسائیکلو پیڈیا کی شکل میں تالیف کیا۔ آپ نے اپنے گرامی قدر صاحبزادے ابو السرور محمد مسرور احمد اور لائق مقلدین مولانا جاوید اقبال مظہری اور ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری کی معیت میں اس عظیم مہم کو سر کیا اور اسے جہان امام ربانی کے نام سے موسوم کیا۔ درحقیقت یہ جہان ہی ہے افراد کا نہیں نظریات کا، خیالات کا، تاثرات کا، تاریخی حقائق اور اظہار آراء کا جو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ان کے صاحبزادگان اور معتقدین کی برصغیر میں اسلامی شریعت کی جگہ ترویج کی گئی اکبر اور جہانگیر کی سازش کے مقابلے میں کیں۔

یہ منفرد تالیف ایک طرف حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی حیات اور خدمات پر ہمیشہ ایک تاریخی یادگار شاہکار کا کردار ادا کرے گی، دوسری طرف اسلامی تاریخ کے دریچوں میں پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کا نام ہمیشہ زندہ رکھے گی۔ (انگریزی سے اردو ترجمہ: ڈاکٹر صفی الدین مسعودی)

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

(نگران مرکزی مجلس رضا، لاہور)

☆

''جہان امام ربانی'' کی ترتیب واشاعت اتنا بڑا کارنامہ ہے جو پوری صدی پر حاوی رہے گا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے علمی اور روحانی فیضان کو بکھیرتا رہے گا۔ سات مجلدات پر مشتمل یہ انسائیکلوپیڈیا سارے کا سارا نورٌ علیٰ نور ہے۔ آپ نے ایک طرف حضرت سیدی مجدد الف ثانی کی بارگاہ میں نذرانۂ عقیدت پیش کیا ہے، اور دوسری طرف خیابان نقشبندیت اور گلستان مجددیت کے گلہائے رنگا رنگ چاردانگ عالم میں پھیلا دیے ہیں۔ میں کن الفاظ میں آپ کو ہدیۂ تبریک پیش کروں اور کن الفاظ میں نذرانۂ عقیدت پیش کروں۔ اور کن الفاظ میں بیان تشکر ادا کروں۔ آپ نے، آپ کے احباب نے، آپ

کے معاونین نے جس قابلیت سے ''جہان امام ربانی'' کو مرتب کیا، اس پر جتنی داد دی جائے کم ہے، پھر آپ حضرات نے جس کشادہ دلی سے اسے اہل علم و فضل میں تقسیم کیا اس کی مثال اس زمانہ میں نہیں ملتی، لوگ مختلف انداز میں دینی لٹریچر شائع کر کے مفت تقسیم کر رہے ہیں عالم اسلام کی کئی انجمنیں، پاک و ہند کے کئی ادارے اعزازی طور پر لٹریچر شائع کر رہے ہیں، مگر آپ نے جس انداز سے اسے اہل محبت میں پھیلایا ہے اسے دیکھ کر لب حیران ہیں۔

خوباں شکستہ رنگ خجل ایستادہ اند

میں کراچی میں تقریب رونمائی پر حاضر نہ ہو سکا اور آپ کی زیارت سے محروم رہا مگر جو لاہور میں تقریب رونمائی ہوئی ماشاء اللہ اہل علم و فضل خصوصاً مجددی اور نقشبندی اسکالرز قطار در قطار نظر آئے، مقالے پڑھے گئے اظہار خیال کیا گیا حوصلہ ہوا کہ اس ملک میں نقشبندی اہل علم کی کمی نہیں صرف یہ بکھرے بکھرے موتی، یہ کھلے کھلے غنچے اپنی اپنی جگہ موجود ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے۔ آپ نے بہت عظیم الشان کام کیا اس کے اثرات دور رس ہوں گے اس کے اثرات دیرپا ہوں گے اس کے اثرات دل نشیں ہوں گے۔ جزاک اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔ (محررہ ۱۷ مئی ۲۰۰۵ء لاہور)

محمد عالم مختار حق

(معروف قمر، لاہور)

☆

جہان امام ربانی مجدد الف ثانی کے سلسلہ میں منعقدہ امام ربانی کانفرنس کے کامیاب انعقاد پر صمیم قلب سے ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں، صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد صاحب سے معلوم ہوا کہ جناب طبیعت کی ناہمواری اور جسمانی نقاہت کے سبب اس پروقار تقریب سعید میں شرکت سے قاصر رہے۔ دعا ہے کہ مولائے کریم آپ کو صحت کاملہ عاجلہ سے ہم کنار فرمائے اور آپ کو تادیر سلامت با کرامت رکھے تاکہ آپ امام ربانی انسائیکلو پیڈیا کی پیش کش کی آرزو بھی پوری کر سکیں **وما ذٰلک علی اللہ بعزیز۔**

جہان امام ربانی اپنی نفاست، حسن طباعت، گیٹ اپ، جلد سازی اور ترتیب کے لحاظ سے ایسا بدیع الشال مرقع ہے جو تعریف سے بے نیاز ہے ہم نے ایک محاورہ پڑھ سن رکھا ہے کہ ''دیر آید درست آید'' مگر آپ نے شبانہ روز محنت سے اتنا بڑا پروجیکٹ کم سے کم مدت میں مکمل کر کے اس محاورہ کو مقلب کر دیا،

یعنی ''جلد آید درست آید'' ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کند۔

صاحبزادہ صاحب نے میری بڑی عزت افزائی کی اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں خوش رکھے، میں ان کا سپاس گزار ہوں۔ (محررہ: ۲۵/اپریل ۲۰۰۵)

شاہ انجم بخاری

(مدیر مجلہ الصداق، حیدرآباد، سندھ)

☆

سبحان اللہ! آپ کی سرپرستی میں صاحبزادہ مسرور احمد دامت برکاتہم اور ان کی ٹیم نے تاریخی کارنامہ انجام دیا ہے مولیٰ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس دینی وعلمی خدمت کو قبول فرمائے آمین۔ اور دارین میں اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین، مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ ہم اہل سنت پر تادیر قائم ودائم رکھے آپ کے وجود مسعود سے فیوضات حاصل کرنے کی زیادہ سے زیادہ توفیق ارزانی فرمائے۔ (محررہ: ۵/جولائی ۲۰۰۵ء)

پروفیسر ڈاکٹر سلطان الطاف علی

(سابق چیرمین، ٹیکسٹ بک بورڈ، کوئٹہ، بلوچستان)

☆

تخلیق کائنات کے ساتھ اللہ جل شانہٗ نے انسان کی رہنمائی کے لیے ہر وقت کی ضرورت کے مطابق اپنے اولوالعزم انبیاء اور رسول بھیجے اور یہ سلسلہء ہدایت حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک جاری رہا۔ دین اسلام کی تکمیل کے بعد پھر کسی نبی ورسول کے اس دنیاء دنی میں بھیجے جانے کی ضرورت نہ رہی، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مخلوق خدا کو دین اسلام سے آشنا رکھنے کے لیے صحابہء کرام، ائمہ اہلبیت مطہرین، اولیائے عظام وعلماء ربانی کا سلسلہ چلا آرہا ہے جنہوں نے دین ابراہیمی وملت مصطفوی کی رہنمائی کو قرآن وسنت کی روشنی میں جاری رکھا ہوا ہے۔

وقت کی رنگارنگ لہروں، مختلف مذاہب کے نافہم بکھیڑوں، مفکرین کے گوناگوں نظریات وآراء سے ہر معاشرہ اپنے اصل فکر وفلسفہ کو گرد آلود کر بیٹھتا ہے، اس لیے قدرت کی طرف سے ایک ایسی شخصیت کا ورود ہو جایا کرتا ہے جو دین خالص کا احیاء کرتا ہے اسے تازگی وجدت عطا کرتا ہے۔ پانچویں صدی ہجری میں

حضرت سید عبدالقادر جیلانی محی الدین کا اور دسویں صدی ہجری میں حضرت سید احمد سرہندی مجدد الف ثانی کا ورود مسعود ہوا۔ مسلمانوں کے دورۂ مغلیہ پاکستان و ہند و افغانستان میں اکبر اعظم جیسا قوی باہوش بادشاہ مختلف فرقوں کے تنازعات اور فروعی الجھنوں میں ایسا الجھا کہ اس نے بالآخر سیاسی مقاصد کے لیے ایک نیا مذہب ''دین الٰہی'' ترتیب دیا۔ اکبر کا دین الٰہی اگر چہ صرف اس کے چند مقربین تک ہی کارفرما تھا مگر مستقبل میں عوام پر اس کے برے اثرات مرتب ہونے کے خدشات رونما ہو گئے تھے، دورۂ جہانگیری میں فرقے اور فتنے مزید بڑھے۔ اس نازک دور میں حضرت مجدد الف ثانی کا قدم باعث برکت و سعادت ہوا۔ انھوں نے اپنے صوفیانہ خطبات اور عارفانہ مکتوبات سے نہ صرف یہ کہ ایسے ماحول کو پاک کر دیا بلکہ دین اسلامی کا احیاء مشیت ایزدی کے مطابق کر دیا انھوں نے اپنے کلام و مواعظ سے کفر و دین کے درمیان بنیادی فرق کو بھی ظاہر فرما دیا جو آگے چل کر مسلمانوں کے معاشرہ کو غیر مسلم معاشرہ سے الگ مملکت قایم کرنے میں ممد ثابت ہوا۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے کلام و آثار اور زندگی پر ایک وقیع و دقیق کام کرنے کی اشد ضرورت تھی جیسے امام ربانی فاؤنڈیشن کراچی اور مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور نے جہان امام ربانی مجدد الف ثانی انسائیکلو پیڈیا کی آٹھ ضخیم جلدیں شائع کر کے پورا کر دیا۔ اس سلسلہ میں دونوں اداروں کے منتظمین اور محققین و اہل قلم کو صمیم قلب سے مبارک دی جاتی ہے۔

اس شاندار کاوش پر مبارک ہو، میں نے ایک متلاشی حقیقت کی نظر سے ہر کشور علم و فن کو غور سے دیکھا تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے متعلق تمام بنیادی عنوانات موجود تھے جن میں بالخصوص ان کے احوال، ان کے مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کا تعارف، مجدد، فقہ، سلوک و تصوف پر آپ کے افکار، آپ کی خدمات، عقائد، ارشادات و مقامات پر سیر حاصل تذکرہ، مزید واقعات اخلاف و خلفاء و مشائخ سلسلہ، تصانیف و مکتوبات پر مضامین، مجدد و غوث الاعظم میں فکری و روحی قرب، مزید برآں سلاسل نقشبند کا تمام عالم میں اور بالخصوص پاکستان کے ہر صوبے میں ترویج پر معلوماتی مضامین دیکھے۔ سلسلہ مجددیہ نقشبندیہ سے متعلق مطالعہ کتب کے لیے کتابیات کی فہرست بھی بڑی مفید جمع ہو گئی ہے۔ بہر حال امام ربانی فاؤنڈیشن کراچی نے جس طرح مواد کی تلاش و جمع آوری میں وسعت قلبی دکھائی ہے اسی طرح کتابوں کے کاغذ، کمپوزنگ، تزئین اور جلد بندی میں بھی پوری وسعت قلبی کا اظہار کیا ہے جس کے لیے تہ دل سے مبارک کے مستحق ہیں۔ (محررہ: ۲۸ر نومبر ۲۰۰۵ء، کوئٹہ)

پروفیسر حافظ سید مقصود علی

(سابق پرنسپل، پاکستان گورنمنٹ کالج، خیر پور۔ سندھ)

☆

بعض ہستیاں ایسی ہیں جو محتاج تعارف نہیں ہوتیں بلکہ ان کا ذکر کرنے والا خود قابل تعارف بن جاتا ہے ان کی مقدس زندگیاں روح پرور تصورات، ایمان افروز افکار و اعمال سبق آموز بھی ہوتے ہیں اور سبق آمیز بھی، ان کی پاک زندگی میں ہدایت کا وہ نور ملتا ہے جس کے فیض سے زندگی کی راہیں روشن اور کامیابی و کامرانی کی منزل قریب تر ہوتی چلی جاتی ہے، یہ خدا تعالیٰ کے ہوتے ہیں اور خدا ان کا ہوتا ہے، ان نفوس قدسیہ کو اپنے معبود اور اعمال صالحہ کی بدولت رب کریم اپنے بندوں کے دل ان کی طرف جھکا دیتا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے

ان الذین امنو ا..........(مریم) بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے اللہ لوگوں کے دلوں میں ان کے لیے محبت پیدا فرمادے گا۔

ان مقبولان بارگاہ الٰہی میں آفتاب ولایت، رہبر شریعت، پیر طریقت، مجدد ملت، اسلامی تعلیمات اور شعائر اسلام کے محافظ، فکری گمراہیوں کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں علم و عرفان کا روشن چراغ جس کی روشنی سے ظلمت شب ختم ہوئی اور رشد و ہدایت کا وہ سورج طلوع ہوا جسکی کرنوں سے گمراہوں کو ہدایت اور قرب رب اور اتباع مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی لازوال دولت ملی، یہ مقدس پاکباز اور بابرکت ذات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی ہے جن کے بارے میں آپ کے مرشد کامل حضرت باقی باللہ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا!

''شیخ احمد سرہندی ایسا چراغ ہیں جن سے ایک جہان روشن ہوگا''۔

خالق کائنات نے ان حضرات کے راستے کو اپنا راستہ بتایا ہے جس پر چل کر ایک گناہ گار بندہ بھی قرب الٰہی اور اتباع مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت سے مالا مال ہو جاتا ہے اللہ کے ان نیک اور برگزیدہ بندوں کا ذکر اچھائیوں اور نیکیوں کے فروغ کا سبب بنتا ہے اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ خوبیاں عام ہوں بھلائیوں کی بالا دستی ہو لوگوں کو ذہنی سکون اور اطمینان قلب کی دولت میسر ہو، تو اس کے لیے ضروری ہے کہ اللہ کے محبوبوں سے تعلق رکھیں ان کے ملفوظات، نظریات و خیالات اور آثار علمیہ سے استفادہ کریں، اگر وہ

حیات ہوں تو ان کی مقدس اور بابرکت صحبت سے فائدہ اٹھائیں۔

ادارۂ امام ربانی فاؤنڈیشن کراچی قابل صد مبارکباد اور لائق تحسین ہے کہ اس نے شب و روز کی محنت شاقہ اور جہد مسلسل سے ۲ سال کے ایک مختصر وقت میں ساڑھے تین ہزار صفحات پر مشتمل حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے بارے میں اس قدر وسیع معلومات اکٹھی کر کے اس کو قارئین تک پہنچایا۔ یہ کام تائید الٰہی کے بغیر انجام نہیں دیا جاسکتا تھا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ شاید اس پیمانے پر جس لگن اور جذبے کے ساتھ جو کام بھی ہوا ہے وہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے منفرد اور امتیازی حیثیت رکھتا ہے، حقیقت میں حضرت مجدد الف ثانی کی ذات بابرکات اتنی ہمہ گیر ہے کہ سیرت مبارکہ کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنا فرد واحد کے بس کی بات نہیں پھر بھی ہر فاضل مقالہ نگار نے اعلیٰ درجے کی فنی تحقیقات اور مستند مآخذ اور حوالوں سے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے بارے میں اپنی نگارشات پیش کر کے بیسویں صدی کا ایک عالمانہ محققانہ انسائیکلو پیڈیا پیش کرنے میں ادارے کی مدد فرمائی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے ذکر خیر کے ساتھ قارئین کو بے شمار دوسرے مشائخ نقشبند کے حالات و تعلیمات سے بھی آگاہی کا سنہری موقع ملا ہے۔

ہمیں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اور حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کے نظریات اور تعلیمات میں بے حد مماثلت نظر آتی ہے دونوں نے سلف صالحین کے عقائد و افکار کی ترویج کی، دونوں نے شریعت و طریقت میں فرق روا رکھنے والوں کا محاسبہ کیا، دونوں نے اہل بدعت اور باطل فرقوں کے خلاف قلمی اور علمی جہاد کیا، دونوں نے گستاخان رسول، صحابہ اور اہل بیت کے دشمنوں کا تعاقب کیا، دونوں نے اپنے اپنے مکاتیب کے ذریعے حق و صداقت کا بول بالا کیا اور عوام و خواص کی اصلاح کا بیڑہ اٹھایا غرضیکہ دونوں نے ایک عظیم انقلاب برپا کیا اور دونوں نے کثیر تصانیف کا بیش بہا اور گراں قدر سرمایہ چھوڑا ،الغرض دونوں عالم اسلام کے آفتاب و ماہتاب ہیں۔

جہان امام ربانی کی اشاعت و ترتیب اور دوسرے تمام امور دنیائے اہل سنت کے تاجدار سعادت لوح وقلم، ماہر رضویات، فخر ملت جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب دامت برکاتہم کی ذاتی نگرانی میں سرانجام پائے ہیں یہ ادارے کے لیے ایک بہت بڑا اعزاز اور عظیم سعادت ہے۔ روح حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ موصوف اور تمام مقالہ نگاروں، مرتبین، محققین سے کس قدر خوش اور مسرور ہوئی ہوگی۔ یہ چیز

بیان کرنے سے زیادہ محسوسات سے تعلق رکھتی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہیں جنہوں نے انسانوں کو سنوارا بنایا اور اپنے مولیٰ سے نزدیک کر دیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے عقیدتمندوں کی اس حقیر سی کوشش اور کاوش کو قبول فرمائے۔

اللہ تعالیٰ ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب کے علم وعمل میں برکت اور صحت وتندرستی عطا فرمائے جنہوں نے اپنی عمر عزیز کا گراں قدر سرمایہ اس کار خیر کے لیے وقف کر دیا کہ فکر مجدد عام ہو جائے اور کوئی بھی متلاشی حق فیض مجدد سے محروم نہ رہے۔

پروفیسر غلام مصطفیٰ مجددی

(گورنمنٹ کالج شکر گڑھ، پنجاب)

☆

سلام مسنون! حضرت علامہ محمد اقبال مظہری صاحب کا خط باصرہ نواز ہوا، انھوں نے یہ مژدہ جاں فزا سنایا کہ جہان امام ربانی مجدد الف ثانی کی مزید تین جلدیں تیار ہو رہی ہیں، گویا یہ دس جلدوں پر مبنی عظیم سرمایہ علم وعرفان "تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ" کا منہ بولتا ثبوت ہوگا، اب اس عظیم کام پر مجھ جیسا بے مایہ انسان کیا تبصرہ کرے۔

کہ آپ اپنا تعارف ہَوا بہار کی ہے

حضور والا! لوگ تو شاید اسی بات کو کرامت سمجھتے ہیں کہ آدمی ہوا میں اڑ کر دکھائے، آگ پھانکے، پانی پر مصلے بچھا کر نماز ادا کرے، اس کی ایک نماز بیت المقدس میں ہوتی ہو تو دوسری کعبہ مشرفہ میں، میرے نزدیک یہ کمال تو ہے لیکن ہمارے مشائخ نقشبندیہ کے عظیم معیار ولایت میں اس سے بھی ہزاروں گنا زیادہ کمال استقامت کے ساتھ دین حنیف کی ترویج واشاعت میں مصروف عمل رہنا ہے، آپ نے اس استقامت کی درخشاں مثال قایم کر کے اپنے جلیل القدر اسلاف کی وراثت کا حق ادا کر دیا ہے۔

پروفیسر عبد القدوس جان سرہندی

(میر پور خاص، سندھ)

☆

حضرت نے مجھ ناچیز پر بڑا اکرم فرمایا ہے کہ بدست برادر عزیزم پروفیسر حاجی نثار احمد سرہندی "جہان

امامِ ربانی'' کا ایک مکمل سیٹ ارسال فرمایا جس کے لیے میں آنجناب کا تہِ دل سے مشکور ہوں، اور دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو ہمیشہ شاد و آباد رکھے اور آپ کا سایہ ہمارے سروں پر ہمیشہ قائم رہے آمین، تا کہ آپ مسلکِ حق کی خدمت ہمیشہ کرتے رہیں۔ (محررہ: ۲۹/ جمادی الثانی ۱۴۲۶ھ)

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

(شعبۂ اسلامیات، گورنمنٹ کالج، لاہور)

☆

انسان سازی اور کردار سازی کا جو فریضہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے سرانجام دیا تاریخِ دعوت میں اس کی مثالیں بہت کم ملتی ہیں۔ آپ کی سعی جمیلہ کے نتیجے میں ایک باطل فکر اپنے تمام تر جاہ وجلال اور سطوت وقوت کے باوجود نیست و نابود ہوگئی۔ موجودہ پر آشوب دور میں ہمیں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے پیغام کو عام کرنا ہوگا تا کہ'' دورِ حاضر کے باطل افکار'' اسلام کے بارے میں نام نہاد دانشوروں کی غلط فہمیاں، اور فروغِ تعلیم کی آڑ میں پھیلائی جانے والی جہالت کا خاتمہ کیا جا سکے۔ ''جہانِ امامِ ربانی'' ایک ایسی علمی کوشش ہے جس نے ''افکارِ مجدد'' کو ایک مربوط فکری منہج کی صورت میں اہلِ علم و دانش کے سامنے پیش کیا۔ اس سلسلہ میں جن افراد نے کوششیں کیں وہ مبارکباد کے مستحق ہیں خصوصاً قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد زید مجدہٗ اور قبلہ صوفی غلام سرور نقشبندی مدظلہ العالی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس دور کی شبِ ظلمت کو افکارِ مجدد کی روشنی میں صبحِ نور بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

پروفیسر ڈاکٹر قاری محمد رفیق نقشبندی

(استاد، گورنمنٹ ایم۔اے۔او۔کالج، لاہور)

☆

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی شخصیت، آپ کے افکار، آپ کے کارنامے معجزاتی شان کے حامل ہیں جن سے قرآن اور صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور صداقتِ اسلام جھلکتی ہے اور اب ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء میں جہانِ امامِ ربانی مجدد الف ثانی کا منظرِ عام پر آنا، حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی کرامت اور سرکارِ دو جہاں رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے جس کی مثال سابقہ چار صدیوں میں نظر نہیں آتی

اور یہ سعادت ، مجدد مأۃ حاضرہ ، محبوب ملت ، مسعود ملت حضرت قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ کے حصے آئی، جنھوں نے آج سے پینتیس سال قبل امام اہل سنت مجدد دین وملت پر قلم اٹھایا تو پورے عالم میں افکار رضا کی دھوم مچادی اور ماہر رضویات قرار پائے۔ اور اب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے ایک منفرد ولازوال کارنامہ سرانجام دیا۔ جس سے چمن علم نبوت کی یاد تازہ ہوگی اور افکار مجدد سے کائنات میں اجالا ہوگا۔ نفرتوں کی دیواریں گر جائیں گی، محبت کا چمن آباد اور اسلامی امت ارتقاء پذیر ہوگی۔ ان شاء اللہ۔ (محررہ: ۱۰/اپریل ۲۰۰۵ء)

پروفیسر سید شبیر حسین شاہ

(گورنمنٹ گورونانک ڈگری کالج، ننکانہ صاحب، شیخوپورہ)

☆

الحمد للہ ثم الحمد للہ آپ نے ایک بار پھر اپنے ہونے کا احساس دلا دیا، جہان امام ربانی فاؤنڈیشن اس پلیٹ فارم سے "جہان امام ربانی" انسائیکلوپیڈیا کی تخلیق کا منصوبہ، کتب جمع کرنے کی سعی سعیدہ، جہان امام ربانی کی ترتیب وتسوید کے لیے محنت شاقہ، مریدین ومنتسبین کا بورڈ، جو اس کام کے کرنے کی اہلیت کے حامل ہوں، شیخ مجدد پر جاری، مکمل آئندہ ہونے والے کام تک رسائی، اس سارے علمی منصوبے کی آپ ایسے دانشور، مدبر، صحیح العقیدہ عالم دین اور قدیم وجدید پر نظر رکھنے والے محقق کی نگرانی، بفضل ایزدی یہ سب مکمل ہوا اور خوب مکمل ہوا، میری طرف سے آپ کی خدمت والا میں بہت بہت مبارکباد۔ اللہ سے دعا ہے کہ آپ کو مزید کام کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کی خدمت عظیم کو بحرمت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم قبول فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

آپ کی علم پروری، وسعت نظری، ذرہ نوازی اور احسان کیشی کا نمونہ "جہان امام ربانی" بھی مجھے لاہور کی تقریب رونمائی میں عطا کیا گیا۔ شکر اللہ واشکر لک۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کے مال، اولاد، اثاثے نیک نیتی، اجر خیر اور درجات روحانیہ میں برکت دے آمین یارب العالمین بحرمت سید الانبیاء والمرسلین۔ (محررہ: ۳/مئی ۲۰۰۵ء)

☆ ☆ ☆

محمد فیاض صدیقی

(گجرات، پنجاب)

☆

حضرت صاحب ''جہان امام ربانی'' پڑھ کر بہت سکون میسر آیا، صاحب علم و عمل نے حضرت امام ربانی کی ذات اقدس پر جو کچھ لکھا کمال لکھا، خصوصاً آپ کے لکھے مقالہ جات۔

(محررہ: ۳ر جون ۲۰۰۵ء)

محبوب احمد بھٹی نقشبندی

(ضلع لیہ، پنجاب)

☆

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمات و تعلیمات پر ایک عرصہ سے اس طرح کے کام کی ضرورت تھی بندہ آپ کی کتب عرصہ دراز سے پڑھ رہا ہے جب آپ کی تحقیقی کتب حضرت امام احمد رضا بریلوی کے متعلق نظر سے گزرتیں تو دل سے یہ سرد آہ نکلتی کہ کاش ڈاکٹر صاحب نقشبندی مجددی ہونے کے ناطے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی زندگی مبارک اور حالات و واقعات پر بھی ایک اس طرح کی تحقیقی کتاب شایع کرتے کیونکہ نقشبندی رشتہ کی وجہ سے ہم سلسلہ والوں کا ڈاکٹر صاحب پر زیادہ حق بنتا ہے بنسبت بریلویوں کے مقابلہ پر۔ کئی مرتبہ سوچا کہ آپ کی خدمت میں اس کے بارے میں عرض کی جائے لیکن آپ کا پتا دستیاب نہ ہوا۔

دیر سے ہی سہی لیکن جتنا کام حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ پر اب ہوا تو دل کو سکون حاصل ہو گیا ہے بندہ کی طرف سے ڈھیروں مبارک باد قبول فرماویں۔

محمد یونس نوشاہی

(حافظ آباد، پنجاب)

☆

عزت مآب، عالی جناب، عالم ابن عالم، ولی ابن ولی، عالم باعمل، پروردۂ آغوش ولایت، مخدوم اہل سنت، پیر طریقت، رہبر شریعت، مجدد العصر، ماہر رضویات و نقشبندیات، مسعود ملت،

حضرت العلامہ مولانا پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی مظہری مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ بصد ادب عرض ہے کہ آپ کے فرمان عالیشان پر حضرت مولانا جاوید اقبال مظہری کی جانب سے ارسال فرمودہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ پر ترتیب دیا گیا انسائیکلو پیڈیا ''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی'' سات ضخیم جلدوں پر مشتمل ۲۴ اکتوبر ۲۰۰۵ء کو موصول ہو گیا ہے اس کرم بے پایاں پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ قبول فرمایئے۔ آنجناب کی زیر نگرانی عظیم الشان علمی و تحقیقی مقالات پر مشتمل یہ انسائیکلو پیڈیا مستقبل میں مؤرخین کے لیے بڑا علمی ماخذ ثابت ہوگا میرے خیال میں جہان امام ربانی مجدد الف ثانی کی موجودگی میں سلسلہ عالیہ مجددیہ نقشبندیہ پر محققین کو مواد مزید کی ضرورت محسوس نہ ہوگی کیونکہ اس میں اندرون ملک و بیرون ملک میں تمام اکابرین نقشبندیہ مجددیہ کے حالات طیبات اور ان کے کارہائے نمایاں کو محفوظ کر دیا گیا ہے قوی امید ہے کہ یہ علمی ارمغان آنجناب سمیت تمام معاونین کے سفر آخرت کے لیے بہترین زاد راہ ثابت ہوگا، اس کے ساتھ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کی رضامندی کا شرف بھی پا لیا ہے۔

آنجناب پر مولی کریم جل جلالہٗ اور محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص فضل و کرم ہے کہ علمی میدان میں ایسے عظیم الشان کارہائے نمایاں سر انجام دیے جا رہے ہیں جو دوسروں کے لیے قابل رشک ہیں، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے علم و عمل میں مزید اضافہ فرمائے۔ (۳۱ ؍ اکتوبر ۲۰۰۵ء)

محمد وسیم قادری

(علمی پبلشرز، لاہور)

☆

عہد حاضر میں اور دنیا کے دوسرے ممالک میں عقائد حقہ کو عالمی پیمانے پر جدید انداز میں پہنچانے میں آپ نے تجدید کی ہے اور آپ کے قلم سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جاتا ہے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے تعارف اور خدمات سے مسلمانوں کو روشناس کرانے کے لیے آپ نے انتھک محنت اور جد جہد سے کام لیا ہے۔ ''جہان امام ربانی'' کی طرز پر اگر اپنی زیر سرپرستی اعلیٰ حضرت پر کام کروائیں تو بے شمار مسلمانوں کے عقائد اور اعمال کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ ویسے عمر کے اس حصے میں بھی تحریری

کام سرعت سے کرنا آپ کی کرامت ہے۔ (محررہ: ۱۲ر نومبر ۲۰۰۵ء)

Naukhaiz Anwar Siddiqui

(Deputy Secretary Implementaion & Coordination)

S.G.A & C.D

☆

A treasur "jahan-e-Imam Rabbani" (7 Volumes) by Imam-e-Rabbani Foundation has enriched a number of people seeking relevant knowledge. It would be kind enough if this book is complimentarily (7 volumes) bestowed, together with "Hayat-e-Ilmi wa Deeni Khidmat" of Prof. Dr. Masood Ahmed paper for Doctorate # Bihar University (Patna).

May Allah Tabarak Watala enhance His blessing to you worldly and eternally.(02-04-2005)

محمد زبیر اختر القادری

(مادرِ علمی، اسلامک ایجوکیشن ٹرسٹ، نارتھ کراچی)

☆

محترم و مکرم مولانا ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری مدظلہ العالی کے ذریعے یہ خبر ملی کہ الحمد للہ جہان امام ربانی مجدد الف ثانی کا عظیم منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچا اور کتاب شائع ہو چکی ہے۔

رب کریم مرتبین و معاونین اور ناشر کو اجر عظیم سے خوب خوب نوازے اس عظیم کام کا تمام تر سہرا تو مجدد عصر مسعود ملت حضرت مولانا پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد زید مجدہٗ کے سر اقدس پر ہے۔ ان کا تمام عالم اسلام اور خاص کر ارباب طریقت پر احسان تادیر یاد رکھا جائے گا۔ جس طرح انھوں نے فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ پر عظیم کام کیا اس طرح حضرت مجدد الف ثانی پر بھی کام کر دکھایا اور آنے والوں کے لیے کام کی بنیاد ڈال دی۔ ماشاء اللہ

ڈاکٹر شیر محمد مسعودی

(فزیشن اینڈ سرجن وسابق میڈیکل آفیسر میو ہسپتال، لاہور)

☆

اب ذکر مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور ذکر مسعود ملت مدظلہ العالی و جہان امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ لازم وملزوم ہیں، فقیر حقیر کو توفیق عطا ہوئی کہ ''جہان امام ربانی'' کی تقریباً تمام جلدوں کا سرسری مطالعہ کیا یہ کتاب اپنے حجم و جسامت کی نسبت وزن میں بہت ہلکی ہے۔ فقیر حقیر جب بھی ہاتھوں میں مطالعہ کے لیے اٹھاتا ہے اس کا وزن نہایت کم محسوس ہوتا ہے کیوں نہ ہو یہ نورانی حضرات کی نورانیت لیے ہوئے ہے یہ مرشد کریم کی نورانیت سے معمور ہے، نورانیت تو ہے ہی لطیف شے، تو پھر یہ کتاب وزن میں ہلکی کیوں نہ محسوس ہو۔ جو موضوع دل میں ہوتا ہے وہی جلد ہاتھ میں آتی ہے اور ایک دو صفحات کے آگے پیچھے کرنے سے دلپسند عنوان کا مقالہ سامنے ہوتا ہے اپنی پسند کا مقالہ تلاش کرنا نہیں پڑتا۔

(محررہ: ۱۱؍جولائی ۲۰۰۵ء)

Munir Hussain

(U.K)

☆

Pleas also send two copies of Maarif-e-Raza. Also, if possible, please enclose audio recordings of Hadrat Sahib's speech at Jahan-e-Imam Rabbani Conference and at other occasions. I really enjoy Listening to them, his sincerity and spirituality is so evident in these talks. Alhamdu-Lillah we are all so fortunate to belong to this dynamic Tariqa, and to be associated with a true versatile genius.

(محررہ: ۸؍اگست ۲۰۰۵ء)

Shah Zulfiqar

(Canada)

☆

(I)

My Congratulations on the sucsess of the Volumes and its inaugral sessions. I will be calling you very soon on your given numbers. Till then I beg your leave, till then, Al'ah Hafiz.

(محررہ:۱۷/جون ۲۰۰۵ء)

(II)

First of all thanks for sending books, one got from spiritual (Mureed) sister and finally from Musrat Hussain recently visited Pakistan went for Umra. I glad to see that books and trying to read as soon as possible and get spirituals knowledge about " Hazrat Mujaddid Sarhindi" and his work done for Muslim Uma. I also feel pleaser to see my name in the messenger's list thanks a lot for at that time remembering a poor knowledge person I am nothing but, I have a strong shade and reference of your sprituals those thing make my soul satisfaction here and after Allah' will give you beter reward Ameen.

(محررہ:۲۸/جولائی ۲۰۰۵ء)

Fawad Irfan Shaikh

(Abu Dhabi, United Arab Emirates)

☆

I came to know about Hadrat Mujaddid Alf-e-Sani through your

book "Seerat Mujadid Alf-e-Sani" it was one of the early books that I had read, from you. You are doing a great work, may Allah give you good health and Barkah in your time and Ajr-e-Azeem. We are busy in worldly affairs and I miss my time in Pakistan---when i used to work with Fatima on the translation work of your book. It was a splendid time and I cant tell in words the feeling of satisfaction and pleasure that I got from it.

Only 3 weeks left in April. I remember that you told us there will be a big event in April for Mujadid Alf Sani Conf. Dr. Sahib it will be a privilge for me if I can contribute something in good cause. Please inform me is there any bank A/c. or shall I sent it by name.

(محررہ ۸؍مارچ ۲۰۰۵ء)

شہزاد احمد اعوان قادری

(اسلامک لائبریری، کلورکوٹ، بھکر، پنجاب)

☆

(۱)

''جہان امام ربانی'' بہت ہی بے مثال کتاب ہے میرے علم کے مطابق اب تک اس سے بہتر سوانح حیات سامنے نہیں آئی جس میں حضور امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی زندگی کے تمام گوشے تفصیل کے ساتھ بیان کر دیے گئے ہوں۔ اور لطف یہ کہ صرف اہل سنت کے قلمکار حضرات ہی نہیں مختلف خیال رکھنے والے قلمکار حضرات کے مقالہ جات شامل بھی کیے گئے ہیں اگر بعض مقالہ نگار نے نظریات اہل سنت سے ہٹ کر کوئی بات لکھی تو اسی جلد میں اہل سنت کی ترجمانی میں مقالہ شامل کر دیا گیا میرے خیال میں جہان امام ربانی کی اشاعت کے بعد انقلاب کی ایک لہر بپا ہو گی جو بہت سوں کو عقائد و نظریات کے بارے میں نظر ثانی کا جھنجھوڑا دے گی۔ جہان امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ میں جگہ جگہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا حنفی محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کا ذکر کرنا یہ انداز مجھے ادارہ کے اراکین کا بہت پسند آیا بلکہ بہت

ضروری تھا۔ اللہ رب العزت مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے دنیا و آخرت کی نعمتوں سے آپ کو اور ادارے کے اراکین کو مالا مال کرے۔ آمین (محررہ: ۱۲ اگست ۲۰۰۵ء)

(۲)

سب سے پہلے تو امام ربانی فاؤنڈیشن کے قیام کی مبارک باد قبول کریں۔ پھر جہان امام ربانی مجدد الف ثانی کی اشاعت کی مبارک باد قبول کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید توفیق دے کہ ایسی کتب شائع کریں جس سے اہل ایمان کے دلوں کو ٹھنڈک و خوشی ہو۔ راقم نے اہل سنت کی ابتدائی حالت کا مطالعہ کیا اہل سنت میں جان ڈالنے کی تحریک حضور مسعود ملت مدظلہ نے ڈالی حضور مدظلہ کی تحریک مجددانہ تحریک تھی مگر ابھی تک دل میں یہ خیال رہا کہ حضور قبلہ مسعود ملت کو مجدد نہیں کہا گیا کیوں؟ حالانکہ ان کا جو کام تھا وہ معمولی نہ تھا۔ گمراہوں کو ہوہدایت کی طرف لانا، اہل سنت میں جان ڈالنا، اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے۔ پہلے تو میں اپنے احباب سے حضرت قبلہ مسعود ملت مجدد مأۃ حاضرہ موید ملت طاہرہ کو مجدد کہا کرتا تھا اور دلی زبان میں، بعد میں خیال آیا کہ جھنگ میں ایک مولانا کو صرف اس لیے مجدد العصر کہا گیا کہ اس نے۔۔۔ کا نعرہ دیا۔ مولانا۔۔۔ کو صرف اس لیے مجدد کہا گیا کہ اس نے چند نعرے دیے (مجلّہ خصوصی حق چار یار قاضی نمبر) چھوٹی چھوٹی باتوں اور چھوٹے چھوٹے کاموں پر مجدد کہا گیا حقیقت یہ ہے کہ حضور مسعود ملت نے جو کام کیا عام الناس کی فکر کیا بڑے بڑے محققین کی فکر میں انقلاب برپا کیا۔

دل تو بہت کچھ کہہ رہا ہے کہ لکھوں پھر کسی موقع پر تفصیلی خط لکھوں گا۔ ان شاء اللہ

ملک محبوب الرسول قادری

(ماہنامہ سوئے حجاز، لاہور)

☆

امام ربانی فاؤنڈیشن، اے ا، پلاٹ نمبر ۳۳، سٹیڈیم لین نمبر ۴، خایابان شمشیر فیز 7، ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی، کراچی مبارکباد کی مستحق ہے کہ اس نے برصغیر میں اسلامی دنیا کے عظیم بزرگ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمۃ کی گراں قدر خدمات، جدوجہد، کارناموں اور افکار و نظریات کے حوالے سے اہل علم و قلم کی تحقیقات، مضامین، مقالات اور منظومات پر مبنی چھ جلدوں پر مشتمل بہت خوبصورت، معلومات افروز اور مفید کتاب بہت اعلیٰ معیار کے ساتھ ''جہان امام ربانی'' کے نام سے شائع

کرنے کا اعزاز پایا ہے۔

یہ کام الرابطہ انٹرنیشنل پاکستان کے صدر اور مشہور ادیب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی زیرِ نگرانی تکمیل کو پہنچا۔ جب کہ دیگر مرتبین میں صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد، مولانا جاوید اقبال مظہری اور ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری کے ساتھ نظر ثانی کے لیے محمد عبدالمجید کے اسمائے گرامی درج ہیں۔ یہ مکمل ٹیم ورک ہے جسے بڑے نظم کے ساتھ مربوط کیا گیا ہے۔ اظہار تشکر میں ۷۷ شخصیات کے اسمائے گرامی شامل ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس بڑے اور اہم کام کے لیے کس قدر اہل علم و قلم سے استفادہ کیا گیا مختصر یہ کہ اپنے موضوع پر یہ کتاب حاصل مطالعہ ہے اور اس موضوع کا خلاصہ۔

اس ایک کتاب کا وجود اس موضوع پر اپنے قارئین کو بہت ساری دیگر کتب کے مطالعہ سے بے نیاز کر دے گا کیونکہ چھے جلدوں کے ۳۹۸۴ صفحات پر بکھرے ہوئے اس علمی اور تحقیقی مواد کو نہ صرف یکجا کیا گیا ہے بلکہ تحقیق کے تمام تقاضے پورے کرکے تحقیق کا حق ادا کر دیا گیا ہے۔ ساتویں جلد ہنوز باقی ہے جس میں اسی علمی کام پر تاثرات اور دیگر اہم امور زیرِ بحث آئیں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آج سے قبل اس موضوع پر اس خوبصورت اور وقیع انداز میں کوئی کام نہیں ہوا اور اپنی نوعیت کا یہ منفرد اور پہلا کام ہے۔ جہان امام ربانی کی اشاعت سے نئے لکھنے والوں کو رہنمائی ملے گی پرانے قلمکاروں کی طرف سے ناشر و مرتبین کو داد اور دعا ملے گی اور آئندہ کام کرنے والوں کے لیے راستہ ہموار ہوگا۔

خلیل احمد رانا

(جہانیاں منڈی، پنجاب، پاکستان)

☆

آپ نے فقیر پر کرم فرمایا، آج کی ڈاک سے مرسلہ کتاب ''جہان امام ربانی'' سات جلد موصول ہوئی، انتہائی ممنون ہوں، اللہ کریم آپ کے علم و عمل میں برکت دے۔ میں تو خیال کر بیٹھا تھا کہ اب کتاب تقسیم ہو کر ختم ہو چکی ہے۔ اب کہاں

بہر حال یہ بہت بڑا کام ہے، اللہ کریم جس سے لے، زندگی تو ویسے بھی گزر جاتی ہے، لیکن با مقصد زندگی خوش بختی ہے۔ اس روسیاہ کو کبھی دعا میں یاد رکھنا۔ (محررہ: ۲۹ راگست ۲۰۰۵ء)

☆.....☆.....☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

کشورِ اوّل

کشورِ دوم

کشورِ سوم

کشورِ چہارم

کشورِ پنجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اقلیم دوم

☆☆

کشورِ اوّل

کشورِ دوم

کشورِ سوم

کشورِ چہارم

کشورِ پنجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اقلیم سوم

☆☆

کشورِ اوّل

کشورِ دوم

کشورِ سوم

کشورِ چہارم

کشورِ پنجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اقلیم چہارم

☆☆

کشورِ اوّل

کشورِ دوم

کشورِ سوم

کشورِ چہارم

کشورِ پنجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اقلیم پنجم

☆☆☆

کشورِ اوّل

کشورِ دوم

کشورِ سوم

کشورِ چہارم

کشورِ پنجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اقلیم ششم

☆☆

کشورِ اوّل

کشورِ دوم

کشورِ سوم

کشورِ چہارم

کشورِ پنجم

صلی اللہ علیہ وسلم

۱۴۰۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اقلیم ہفتم

☆☆

کشور اول

کشور دوم

کشور سوم

کشور چہارم

کشورِ پنجم

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اقلیم ہشتم

☆☆

کشور اول

کشور دوم

کشور سوم

کشور چہارم

کشور پنجم

☆......☆......☆

عصمن اللہ الرافتہ والبذل والجود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اقلیم نہم

☆☆

- نعت شریف...... امام احمد رضا محدث بریلوی
- مناقب...... نظام الدین سرہندی، اختر شاہجہانپوری، عبدالحفیظ کاردار
- ابتدائیہ...... ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری
- تاثرات...... علامہ عبدالحکیم شرف قادری، علامہ یٰسین اختر مصباحی، مولانا شیر محمد خان رضوی، حاجی معراج الدین

کشورِ اوّل

- شیخ احمد سرہندی (سوانحی خاکہ)...... ڈاکٹر ظفر الاسلام
- احمد سرہندی مجدد الف الثانی...... دکتور جمال الدین الشیال
  اردو ترجمہ: ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد
- الجنات الثمانیہ
  (سوانح مجدد الف ثانی پر نادر عربی مخطوطہ)...... پروفیسر عبدالباری
- حضرت مجدد لاہور میں...... پروفیسر محمد اقبال مجددی
- لاہور سے امام ربانی کی نسبت...... ابوالسرور محمد مسرور احمد

کشورِ دوم

کشورِ سوم

کشورِ چہارم

کشورِ پنجم

☆......☆......☆

الحسد یاکل الحسنات
کما تاکل النار الحطب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اقلیم دہم

☆☆

کشورِ اول

کشورِ دوم

کشورِ سوم

کشورِ چہارم

کشورِ پنجم

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اقلیم یازدہم

☆☆

کشورِ اول

کشورِ دوم

کشورِ سوم

کشورِ چہارم

کشورِ پنجم

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

منقبت

حضرت شاہ عبدالغنی مہاجر مکی
(م۔ ۱۲۹۶ھ/۱۸۷۸ء)

☆☆

اے خاک پاک روضہ ، عبیری و عنبری — کہ اہل جہاں زبوئے تو مدہوش گشتہ اند
ساقی فشاند بر تو خوش آبے کہ اہل دہر — عاقل بہ پیشت آمدہ مخمور رفتہ اند
سرّے زخاک خلد تو داری کہ اہل ارض — یک نفحۂ از تو یافتہ بر چرخ رفتہ اند
نے نے تراز تربت یثرب گرفتہ اند — پنہاں ز روم و شام بہ سرہند ہشتہ اند
ایں خاک احمدی است بذاتِ احمد نگر — نے یک کہ صد ہزار ازیں خاک جستہ اند
اھلاً و مرحبا پے زوّار تو لبے — اقفاں بُعد بر رُخ اعدات بستہ اند
یارب مکن خلاص ازیں خاک در مرا — بدحال آں کساں کہ ازیں خاک رستہ اند
شیرے بخواب ناز بہ پہلوئے دو شبل[1] — یارب چہ راز ہا است کہ ایں جا نہفتہ اند

تنہا غنی نہ نغمۂ مدح تو ساز کرد
کرّوبیان عرش ہمیں گونہ گفتہ اند

(محمد عظیم نقشبندی مجددی فیروز پوری: ذکر مجدد، مطبوعہ حمیدیہ اسٹیم پریس، لاہور ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء، ص ۱۰۵)

---

(۱) خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ (م۔ ۱۰۲۵ھ/۱۶۱۶ء)، خواجہ محمد سعید علیہ الرحمۃ (م۔ ۱۰۷۰ھ/۱۶۵۰ء) فرزندان گرامی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

اختتامیہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆☆

چار سال ہوئے ۲۰۰۴ء میں فقیر نے ''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی'' کا افتتاحیہ قلم بند کیا تھا، اب ۲۰۰۶ء میں اس کام کا سمیٹا جارہا ہے تو کہا گیا کہ اس پر اختتامیہ بھی فقیر ہی لکھے اور اس عرصے میں جو علمی فتوحات ہوئیں ان کا بھی شذرات کی صورت میں سرسری ذکر کردے چنانچہ اس طرف متوجہ ہوا۔

برصغیر کی الوالعزم ہستیوں میں جن کا پیغام برصغیر کے باہر پہنچا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ (م۔ ۱۰۳۴ھ/ ۱۶۲۴ء) کی شخصیت نہایت ہی ممتاز ہے۔ آپ کا سلسلۂ طریقت اور تعلیمات عرب وعجم میں پھیلیں اور آج بھی آپ کا ظاہری و باطنی فیض ایک زندہ حقیقت ہے۔ ہم کسی بھی شخصیت کی اہمیت اور عظمت کا اندازہ علوم وفنون کی فراوانی اور تصانیف کی کثرت سے لگاتے ہیں مگر علم و دانش کا وہ جہان ہم سے پوشیدہ رہتا ہے جس کو ''علم لدنّی'' کہا جاتا ہے، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اس جہان کے بادشاہ تھے، ان کے بعض افکار وخیالات اور نظریات کے فہم وادراک سے ہماری عقلیں عاجز ہیں۔

☆

جہاں تک حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیض اور تعلیمات کا بیرونی دنیا میں اشاعت کا تعلق ہے اس کی ایک جھلک امام ربانی مجدد الف ثانی بین الاقوامی کانفرنس (منعقدہ ایوان غالب، ۳۱ر مارچ ۲۰۰۵ء، نئی دہلی) میں خواجہ حسن ثانی نظامی کے خطاب میں نظر آئی...... انھوں نے فرمایا:

> ''شیخ ناظم قبرصی نقشبندی سلسلے کے وہ بزرگ ہیں جن کے لاکھوں مریدین امریکہ میں پھیلے ہوئے ہیں''

نقشبندی فاؤنڈیشن امریکہ کے چیئر مین ڈاکٹر احمد مرزا نے اطلاع دی کہ ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر بلیک برن (یو۔کے) میں ۳۰ رکلومیٹر طویل جلوس نکالا گیا جس

میں آخری خطاب شیخ ناظم قبانی کے داماد شیخ ہاشم قبانی نقشبندی مجددی نے فرمایا اور حدیث جابر رضی اللہ عنہ پر فاضلانہ تقریر فرمائی...... اس میں شک نہیں کہ حضرات نقشبندیہ مجددیہ بڑے فعال ہیں، آزادی کی تحریکوں میں ان کا اہم کردار رہا ہے، اسلام کی تبلیغ واشاعت میں یہ سلسلہ نہایت ہی ممتاز ہے، اس دور میں بھی ایسے حضرات نقشبندیہ مجددیہ موجود ہیں۔ پاکستان میں حضرت پیر محمد ابراہیم جان سرہندی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر سیکڑوں غیر مسلم مشرف باسلام ہوئے، اب ان کے جانشین پیر محمد ایوب جان سرہندی زید مجدہ کے دست حق پرست پر سیکڑوں غیر مسلم مشرف باسلام ہورہے ہیں، اخلاص کا یہ عالم کوئی تشہیر نہیں، سندھ کے لوگوں کو بھی اس عظیم کام کا علم نہیں......

☆

جہان امام ربانی مجدد الف ثانی کی تدوین کے اختتامی مرحلے پر یہ علمی فتوحات اور معلومات ہوئیں...... ستمبر ۲۰۰۶ء میں دہلی سے مفتی اعظم ڈاکٹر مفتی مکرم احمد (شاہی امام وخطیب مسجد فتحپوری، دہلی) نے اطلاع دی ہے کہ آزاد لائبریری (علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) کے لائبریرین نے شیخ عبدالاحد بن شیخ محمد سعید بن شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کے مجموعہ رسائل کے ایک نادر مخطوطے کی سی۔ڈی بھیجی ہے یہ مخطوطہ ہجری سال کے ہر ماہ کی عبادات اور امور خیر وغیرہ سے متعلق ہے جو تفسیر قرآن، حدیث، فقہ، سیر وغیرہ کی روشنی میں مرتب کیا گیا ہے۔ فقیر نے صاحبزادہ بدر الاسلام صدیقی، دارالعلوم سلطانیہ جہلم کو اس کی نقل بھیج دی ہے، موصوف اس مجلہ پر تحقیق کررہے ہیں۔ گلاسکو یونیورسٹی، امریکہ سے ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس کا فون آیا کہ وہ اس مخطوطے کو ڈاکٹریٹ کے لیے ایڈٹ کررہے ہیں۔

لیوٹن (انگلستان) میں ایک نقشبندی مجددی خانقاہ ہے۔ ۱۹۶۳ء میں خواجہ صوفی محمد اسلم نقشبندی نے اس کی بنیاد رکھی، اب یہ خانقاہ صوفی محمد حنیف نقشبندی چلارہے ہیں۔ ان کی ویب سائٹ بھی ہے:

www.naqshbandi org.uk

ایک نقشبندی مجددی خانقاہ بیت المقدس میں بھی ہے جس کا نام

The Naqshbandia Centre in Jeraualem

ہے۔ ۱۶۱۶ء میں بخاری خاندان نے اس کی بنیاد رکھی، یہ خاندان بخارا (ازبکستان) سے سلسلۂ نقشبندیہ کی اشاعت اور مسلمانوں میں اتحاد واتفاق پیدا کرنے کے لیے آیا تھا، اس خانقاہ میں

ایک مسجد، لائبریری اور قبرستان بھی ہے۔ جہاں سابق سجادہ نشین الشیخ عبد العزیز موس البخاری (م۔۱۹۷۳ء) مدفون ہیں۔

حال ہی میں معلوم ہوا ایک معروف امریکی فاضلہ و قلمکار سیاح خاتون نقشبندی مجددی درگاہ موہری شریف (پاکستان) سے مشرف باسلام ہوکر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل ہوئیں۔ الغرض حضرات نقشبندیہ مجددیہ اشاعت اسلام میں بہت ہی سرگرم ہیں۔

جامعہ ازہر (قاہرہ، مصر) کے استاذ شیخ الحدیث ڈاکٹر محمد ابراہیم قندیل نے ایک ملاقات (جنوری ۲۰۰۷ء) میں فرمایا کہ جامعہ ازہر میں بہت سے نقشبندی مجددی اساتذہ ہیں اور وہ بھی خود نقشبندی مجددی ہیں۔ اصل میں نقشبندی حضرات بالعموم اپنے نام کے ساتھ نسبت کو ظاہر نہیں کرتے اس لیے ان کی نسبت مخفی رہتی ہے۔ فقیر کو بعض حضرات اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ پر مسلسل ۳۳ سال تحقیق کی وجہ سے قادری سمجھتے ہیں حالانکہ فقیر نقشبندی مجددی ہے گو بحمد اللہ تعالیٰ چاروں سلاسل میں اجازت حاصل ہے۔

☆

دربار عالیہ مرشد آباد شریف (پشاور، سرحد، پاکستان) سے خواجہ محمد عبد اللہ جان نقشبندی مجددی نے اپنے کتب خانے کے سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کے یہ نادر مخطوطات ارسال فرمائے۔

☆......تاریخ مکتوبات امام ربانی

☆......حالات میر محمد نعمان برہانپوری خلیفۂ حضرت مجدد الف ثانی علیہما الرحمۃ

☆......مکتوبات خواجہ محمد ہاشم کشمی خلیفۂ حضرت مجدد الف ثانی علیہما الرحمۃ بنام حضرت مجدد الف ثانی

☆

جناب قاری احسان اللہ (کوئٹہ، بلوچستان، پاکستان) نے ازبکستان سے لائے ہوئے سلسلہ نقشبندیہ کے مندرجہ ذیل مخطوطات کے عکس ارسال فرمائے۔

☆......شرح قصیدۂ مولانا یعقوب چرخی

☆......شرح رباعیات ابو سعید ابوالخیر

☆......شرح رسالہ سعید الدین کاشغری

☆......رسالہ محبت، خواجہ عبید اللہ احرار

☆......مقاصد السالکین، عبد الخالق غجدوانی

☆......جامع الکلم، عبد الخالق غجدوانی

☆......رسالہ خواجہ عزیزاں

☆......رسالہ خواجہ علی رامیتنی

☆......رسالہ قدسیہ، خواجہ محمد پارسا

☆......رسالہ محبوبیہ، خواجہ محمد پارسا

☆......رسالہ انسیہ، مولانا یعقوب چرخی

☆......رسالہ والدیہ، خواجہ عبید اللہ احرار

☆......مقالات شاہ نقشبند مع مقامات امیر کلال

☆......رسالہ سلوک، خواجہ عبید اللہ احرار وغیرہ وغیرہ

خدا کی شان ۲۰۰۵ء میں محبی شیخ صبور احمد (مینجنگ ڈائریکٹر کراچی کیمیکل انڈسٹریز، کراچی) سرکاری دورے پر روس گئے، فقیر کی خواہش پر بخارا (ازبکستان) سے اکابر نقشبندیہ کے مزارات مقدسہ کے مندرجہ ذیل عکس لے کر آئے جو فقیر کی کتاب سیرت مجدد الف ثانی (مطبوعہ کراچی ۲۰۰۵ء) کے آخر میں شامل کردیے گئے۔ تفصیل یہ ہے:

☆......مزار مبارک شیخ عبد الخالق غجدوانی (م۔ ۵۷۵ھ/۱۱۷۹ء)

☆......مزار مبارک خواجہ عارف ریوگری (م۔ ۶۱۶ھ/۱۲۱۹ء)

☆......مزار مبارک خواجہ محمود انجیر فغنوی (م۔ ۷۱۱ھ/۱۳۱۱ء)

☆......مزار مبارک خواجہ علی رامیتنی (م۔ ۷۱۵ھ/۱۳۱۶ء)

☆......مزار مبارک خواجہ محمد بابا سماسی (م۔ ۷۵۵ھ/۱۳۵۴ء)

☆......خواجہ سید امیر کلال (م۔ ۷۷۲ھ/۱۳۷۰ء)

☆......مزار مبارک خواجہ بہاء الدین نقشبند (م۔ ۷۹۱ھ/۱۳۸۹ء)

☆

مارچ ۲۰۰۶ء میں لاہور میں پروفیسر محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی مجددی (ریٹائرڈ پروفیسر شعبہ عربی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور) سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے بزرگوں پر یہ کتابیں عنایت فرمائیں۔

☆......خواجہ محبوب عالم، احوال و آثار: از پروفیسر محمد کبیر احمد مظہر، لاہور ۲۰۰۵ء

☆......ذکر محبوب از صدیق احمد، راولپنڈی ۱۹۹۹ء

☆......خیر الخیر مرغوب السلوک، از: محبوب عالم، راولپنڈی ۱۹۹۵ء

☆......ذکر کثیر: از محبوب عالم، راولپنڈی

☆......ذکر خیر المعروف صحیفہ محبوب: از محبوب عالم، لاہور

محترم افتخار احمد حبیبی کے اہتمام میں ایک نادر کام ہو رہا ہے۔ مکتوبات امام ربانی (مطبع مجددی امرتسر ۱۳۲۷ھ) کے متن کے ساتھ ساتھ اس کا اردو ترجمہ (از زوار حسین شاہ) حواشی (از صوفی محمد علی نقشبندی و حافظ محمد اشرف مجددی) اور تخریج احادیث (از ڈاکٹر بابر بیگ مطالی) آستانہ حبیبیہ، گجرات (پاکستان) سے بڑے سائز میں شائع ہو رہا ہے۔ اس کی پہلی جلد جو چالیس مکتوبات شریفہ پر مشتمل ہے ۱۴۲۵ھ میں شائع ہوئی۔ دوسری جلد جو اکیاسی مکتوبات شریفہ پر مشتمل ہے ۱۴۲۷ھ میں گجرات سے شائع ہوئی اس طرح رفتہ رفتہ کئی مجلدات شائع ہوں گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

۲۰ر اگست ۲۰۰۶ء کو میر پور خاص (سندھ) جانا ہوا وہاں عزیزم محترم پروفیسر نثار احمد جان سرہندی نے اپنے یہاں سرہندی منزل میں مدعو کیا اور ایک نادر مخطوطہ "وثیقۃ الابرار" (صفحات ۱۱۶) کا عکس عنایت فرمایا۔ یہ مخطوطہ حاجی فقیر اللہ نقشبندی مجددی بن عبد الرحمٰن حنفی قرشی ہاشمی نے ۲۱ر صفر المظفر ۱۱۶۵ھ/ ۱۷۵۱ء میں شکار پور (سندھ) میں قلم بند کیا گیا۔ مخطوطہ کے کاتب فرید الدین محمد ہیں۔

ہم نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے حالات، افکار و خدمات پر طریقہ نقشبندیہ سے متعلق بہت سے اولیاء کرام پر "جہان امام ربانی مجدد الف ثانی" کے عنوان سے یہ انسائیکلوپیڈیا بارہ جلدوں میں شائع کیا اور یہ خیال کیا کہ ہم نے بہت کچھ کام کر لیا ہے مگر دور جدید کی ایجاد کمپیوٹر پر ویب سائٹوں کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ حال ہی میں صرف ایک ویب سائٹ

www.naqshandi.com سے ہم کو مندرجہ ذیل معلومات حاصل ہوئیں۔

طریقہء نقشبندیہ پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے بالخصوص al-kukaz، بخارا، سمرقند، اور ترکمان میں جو سابقہ سوویت یونین کا ایک ریگستان تھا۔ طریقہء نقشبندیہ کے اکابر اس سرزمین میں پیدا ہوئے۔ یہ سلسلہ عرب کے بیشتر علاقوں میں پھیلا خصوصاً ملک شام دمشق میں اور اس کے مضافات میں شیخ احمد گفتار و علیہ الرحمۃ نے پھیلایا۔ Aleppo کے علاقے میں شیخ بدرالدین حسنہ، نے الجزیرہ میں شیخ غزنوی نے، دیر الزور کے علاقے میں شیخ محمد امین العواد نے، ان کے علاوہ شیخ محمد عثمان سراج الدین دوم (۱۳۱۴ھ/۱۸۹۶ء۔ ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۷ء) کے مریدین دنیا کے مختلف ممالک میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت کر رہے ہیں مثلاً لبنان کے علاقے میں، عراق بالخصوص بغداد میں جو شیخ عثمان، سراج الدین کی جائے پیدائش ہے یہاں ان کا مدفن بھی ہے۔ سلیمانیہ، ایران، عرب امارات، سعودی عرب میں جب شیخ سراج الدین تشریف لے گئے تو شہزادہ عبداللہ نے شایان شان میزبانی کی۔ اردن، عمان، دیار غبار جہاں محفل ذکر و فکر کا مرکز بھی ہے، مصر، جرمنی، بالخصوص برلن، اٹلی، سرزمین شیشان (چیچنیا) جہاں حالت جنگ، محاصروں کے باوجود شیخ شامل طریقہء نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت کرتے رہے۔ فرانس، امریکہ، کینیڈا وغیرہ الغرض دنیا کے اکثر علاقوں میں طریقہء نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت ہو رہی ہے۔

نقشبندی مجددی مشائخ مثلاً شیخ پاہانگ نقشبندی مجددی (ملایا) شیخ ریو نقشبندی مجددی (انڈونیشیا) ملایا کے بادشاہوں کے مشیر رہے یعنی بادشاہ ان سے مشورے لیتے رہے۔

(بحوالہ برقی خط انڈونیشیا، ۲۹ ستمبر ۲۰۰۶ء)

☆

جناب محمد غزال خاں مسعودی کی عنایت سے دہلی کے قیام (مارچ، اپریل ۲۰۰۶ء) کے دوران پروفیسر ڈاکٹر سید محمد اطہر عباس رضوی (استاد شعبہء ایشیائی تہذیب، آسٹریلین نیشنل یونیورسٹی، کینبرا، آسٹریلیا) کی انگریزی کتاب کی دو جلدیں ملیں جس کا عنوان

"A History of Sufism in India (Delhi)"

اس کتاب میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا تفصیلی ذکر ہے۔ دہلی ہی میں جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالحفیظ کاردار (علی گڑھ مسلم یونیورسٹی) نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ پر ایک منقبت عنایت

فرمائی۔

نقشبندی فاؤنڈیشن (امریکہ) کے چیئر مین ڈاکٹر احمد مرزا نقشبندی فقیر کے پاس کراچی تشریف لائے اور بتایا کہ کیمبرج یونیورٹی کے پروفیسر عبدالحکیم مرادترکی کے مشائخ نقشبندیہ پر تحقیق کر رہے ہیں۔ یہ بھی بتایا کہ وکٹوریہ یونیورسٹی (نیوزی لینڈ) کے امریکن نومسلم پروفیسر آرتھر بیولر مکتوبات امام ربانی کے انتخاب کا انگریزی میں ترجمہ کر رہے ہیں۔ سید جلال الدین قادری زید عنایتہٗ نے ۶/ اکتوبر ۲۰۰۶ء کو برقی خط کے ذریعے شکاگو (امریکہ) سے اطلاع دی ہے کہ حضرت سید سعد اللہ حسینی علیہ الرحمۃ پہلے نقشبندی مجددی بزرگ ہیں جو حیدر آباد دکن تشریف لائے، آپ کا گنبد شریف اگروال کالج کے پاس حیدر آباد میں ہے۔ (غالباً آپ سے بہت پہلے نقشبندی مجددی بزرگ آچکے ہیں، حضرت مجدد الف ثانی نے میر محمد نعمان کو سب سے پہلے حیدر آباد دکن بھیجا تھا، مسعود) محدث دکن سید عبداللہ شاہ علیہ الرحمۃ کے آپ دادا پیر ہیں آپ کے حالات محدث دکن کی تصنیف گل زار اولیاء وغیرہ میں مطالعہ کیے جا سکتے ہیں۔

حال ہی میں ایک فاضل محقق جناب ارشاد عالم (امریکہ) نے مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی کی جلد اول کے مکتوب نمبر ۲۶۶ فارسی سے انگریزی میں ترجمہ کیا ہے جو ایک کتاب کی صورت میں بعنوان:

"Faith Practice and piety"

۲۰۰۶ء میں شائع ہوئی۔ ترجمہ پر نظر ثانی کرتے ہوئے پروفیسر گونسیری (Giv Nassiri) استاد فارسی زبان وادب، کیلیفورنیا یونیورسٹی (امریکہ) لکھتے ہیں کہ یہ ترجمہ ڈاکٹر عبدالحق انصاری اور سلیمان حلمی ایشیق کے مکتوبات کے منتخب ترجموں کے مقابلے میں کامل و اکمل ہے کیوں کہ اس میں متن کی پوری پوری رعایت رکھی گئی ہے۔ اس کتاب پر مندرجہ ذیل محققین نے بھی تبصرے کیے ہیں:

۱...... ڈاکٹر عبدالحق گوڈلاس، پروفیسر مذہبیات جارجیا یونیورسٹی، امریکہ

۲...... پروفیسر حامد الگر، پروفیسر معارف اسلامیہ و فارسی زبان وادب کیلی فورنیا یونیورسٹی، برکلے (امریکہ)

فقیر کی کتاب حضرت مجدد الف ثانی...... حالات و افکار و خدمات کا انگریزی ترجمہ (قاضی عبدالمنان) اور فارسی ترجمہ (صاحبزادہ محمد زبیر مجددی) امام ربانی فاؤنڈیشن، کراچی نے ۲۰۰۶ء میں شائع کر دیا ہے۔

علامہ ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد کی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ پر عربی میں تحقیقی کتاب

''شیخ احمد السرهندی حیاتهٗ و آثارهٗ''

دارالعلوم سلطانیہ، جہلم (پاکستان) کے صاجزادہ بدرالاسلام کی نگرانی میں علامہ مفتی محمد علیم الدین نقشبندی مجددی شائع کررہے ہیں۔

جناب منیر حسین مسعودی نے برمنگھم (انگلستان) سے سر رچرڈ برن کی مرتبہ کیمبرج ھسٹری آف انڈیا (کیمبرج ۱۹۳۷ء) کے چھٹے باب مغلیہ عہد کی عکسی کاپی ارسال فرمائی جو اکبر بادشاہ سے متعلق ہیں۔

مرمرا یونیورسٹی (ترکی) کے شعبہ الٰہیات کے ایسوی ایٹ پروفیسر نجدت طوسون (Necdt Tason) نے اطلاع دی ہے کہ انھوں نے ترکی زبان میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی مندرجہ ذیل کتابوں کا ترجمہ کیا ہے جو چھپ گیا ہے:

۱..... مبداء ومعاد

۲..... معارف لدنیہ

۳..... مکاشفات غیبیہ

پروفیسر ڈاکٹر نجدت طوسون نے ترکی میں حضرت مجدد الف ثانی پر کتاب لکھی ہے جو انھوں نے ازراہ عنایت فقیر کو بھیج دی۔ اس میں شک نہیں کہ ڈاکٹر صاحب موصوف نے بڑی محنت کی ہے۔

☆

مفتی محمد جان مجددی نعیمی مہتمم دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ (کراچی) نے ازراہ عنایت حکیم عبدالحیٔ لکھنوی اور ان کے بیٹے ابوالحسن علی ندوی کی یہ دو عربی کتابیں عنایت فرمائیں جو بیروت سے شائع ہوئی ہیں۔

☆..... عبد الحی: نزهة الخواطر و بهجة المسامع والنواظر، المجلد الثانی، دار ابن حزم، بیروت ۱۹۹۹ء

☆..... ابو الحسن علی ندوی: رجال الفکر والدعوة فی الاسلام، الامام السرهندی، الجزء الثالث دار ابن کثیر، دمشق، ۱۹۹۸ء

عبدالحیٔ لکھنوی نے نزہۃ الخواطر میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا تفصیلی ذکر کیا ہے اور بڑی عزت واحترام کے ساتھ جس سے اندازہ ہوتا ہے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی ہر دل میں جگہ ہے، ایسی شخصیت کی تعلیمات مسلمانوں اور مسلمان کہلانے والے فرقوں کے لیے قابل قبول ہوسکتی ہیں اور رہنمائی کرسکتی ہیں جو مقبول وہر دلعزیز ہو۔

غالباً علماء اہل سنت و جماعت میں کسی نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے نام نامی کے ساتھ وہ القاب و آداب نہیں لگائے جو عبدالحی لکھنوی نے ندوی ہونے کے باوجود لگائے ہیں، ملاحظہ فرمائیں۔

الشيخ احمد بن عبد الاحد السرهندی

الشيخ الاجل ، الامام العارف، بحر الحقائق و الاسرار والمعارف، محی السنن النبوية، ناصر الشريعة البيضاء السنية، مشيد مبانی الطريقة، مجدد معالم الحقيقة، برهان العارفين و المحققين، وحجة الاولياء المتقين، مفتخر الاعصر والدهور، و معتمد الفارغين اليه فی جزء الامور، آية من آيات اللّٰه العظام ، و نادرة من نوادر الايام ، الذی اخذبيد العلم لمازلت به القدم، وكاد ان يهوی فی مهاوی العدم، حتی جاء مجدد للألف الثانی، وبرهاناً ساطعا على اشرفية النوع الانسانی.

(عبدالحی لکھنوی، نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر، ج ۲، مطبوعہ دار ابن حزم، بیروت ۱۹۹۹ء، ص ۳۷۹)

ان القابات و آداب سے محسوس ہوتا ہے کہ مصنف نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی شخصیت، حالات، خدمات، نظریات اور مقامات کا بغور مطالعہ کیا ہے......

☆

مارچ ۲۰۰۶ء میں مفتی اعظم ڈاکٹر محمد مکرم احمد (شاہی امام و خطیب مسجد فتحپوری دہلی) سے دہلی میں ملاقات ہوئی۔ موصوف نے ایک عرب عالم جمال الدین شیال کی کتاب ''العالم الاسلامی فی فجر الحدیث'' سے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ پر ایک اقتباس اور اس کا مطبوعہ اردو ترجمہ عنایت فرمایا......اس کے علاوہ سرہند شریف کے علماء، ادباء اور شعراء کی فارسی خدمات پر ایک دقیع مقالہ ڈاکٹریٹ دکھایا جو بعد میں

دہلی سے خریدا گیا اور اس کا ایک باب جہان امام ربانی میں شامل کیا گیا۔ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ سے شائع ہونے والے ایک مجموعہ مقالات کا بھی ذکر کیا جو بعد میں آپ ہی کی عنایت سے مل گیا...... ادارۂ علوم اسلامیہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں مارچ ۲۰۰۴ء میں ایک سیمینار منعقد ہوا تھا۔عنوان تھا:

''فکر اسلامی کے فروغ میں شیخ احمد سرہندی کی خدمات''

جس میں مختلف جامعات کے فضلاء و محققین نے حصہ لیا اور انگریزی و اردو میں مقالات پیش کیے گئے......انگریزی مقالات کا مجموعہ بعنوان

"Contribution of Shaikh Ahmed to Islamic Thought"

اور اردو کے منتخب مقالات کا مجموعہ بعنوان

''فکر اسلامی۔کے فروغ میں شیخ احمد سرہندی کی خدمات''

کے نام سے اسی یونیورسٹی سے شائع ہوا۔اس میں تقریباً ۱۴/ مقالات ہیں...... یہ مجموعہ پروفیسر ظفر الاسلام نے مرتب کیا ہے۔اس کے بعض مقالات جہان امام ربانی میں شامل کیے گئے ہیں۔پروفیسر ڈاکٹر سید محمد امین مارہروی (سجادہ نشین مارہرہ شریف) نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبۂ دینیات کا مجلّہ دراسات دینیہ (۲۰۰۵ء) ارسال فرمایا تھا جس میں پروفیسر محمد شمیم احمد قاسمی کا ایک دقیع مقالہ ہے جو جہان امام ربانی میں شامل کیا گیا ہے۔

☆

۳۱/ مارچ ۲۰۰۶ء کی امام ربانی بین الاقوامی کانفرنس (ایوان غالب، نئی دہلی) میں خانقاہ معصومی، رام پور کے سجادہ نشین حضرت پیر عبدالمجید مجددی باوجود کبرسنی کے خود تشریف لائے اور فقیر کو ایک نادر کتاب ''ہدیہ احمدیہ مع اضافہ ذریہ'' (مطبوعہ دہلی)، (شیخ ابوالخیر مکی) عنایت فرمائی جس میں ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء تک اور اس کے بعد ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء تک حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی اولاد و احفاد کا تفصیل سے ذکر ہے...... دہلی ہی میں جناب ضیاء الحق سوز کی عنایت سے پروفیسر خلیق احمد نظامی کی کتاب ''حیات شیخ عبدالحق، دہلی ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۳ء'' ملی جس میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے استفسارات پر مبنی اس قلمی خط کا عکس ہے جو آپ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے نام ارسال فرمایا تھا...... حضرت شیخ

عبدالحق محدث دہلوی کے خط کا یہ عکس جہان امام ربانی میں شامل کیا گیا ہے۔

☆

ربیع النور ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۲ء کی گھڑی کتنی مبارک تھی جب مولانا جاوید اقبال مظہری نے کراچی میں امام ربانی فاؤنڈیشن کی بنیاد رکھی پھر وہ مبارک وسعید گھڑی آئی جب امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے حالات، افکار ونظریات اور خدمات پر ایک عظیم انسائیکلوپیڈیا ''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی'' کا آغاز ہوا، گویا آفتاب طلوع ہوا، پھر روشنی بڑھتی گئی اور پھیلتی چلی گئی۔ وہ کریم جب کرم فرماتا ہے تو کرم کا دریا بہتا ہی رہتا ہے۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیے ہیں دُر بے بہا دیے ہیں

☆

۲۰۰۵ء میں جہان امام ربانی کی سات جلدیں تیار ہوئیں تو ۱۰/اپریل ۲۰۰۵ء کو کراچی میں اظہار تشکر کی ایک شاندار محفل منعقد کی گئی جس میں پاک و ہند کے علماء وفضلاء شریک ہوے اور مفتی اعظم ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد زید عنایتہٗ نے صدارت فرمائی...... پھر ۲۴/اپریل ۲۰۰۵ء کو لاہور میں ایوان اقبال میں صوفی غلام سرور نقشبندی کے تعاون سے ایک عظیم الشان محفل ہوئی...... یہ محفل بھی جہان امام ربانی کے حوالے سے ہوئی اور اس کی صدارت بھی مفتی اعظم ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد دام عنایتہٗ نے کی۔ پاکستان کے معروف فضلاء ومحققین نے مقالات پیش کیے۔ پاکستان کی ان کانفرنسوں کی آواز بازگشت دنیا میں سنی گئی بالخصوص ہندوستان میں...... مفتی اعظم ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد نے دہلی میں المجدد اکیڈمی قایم کی پھر نصرۃ الاسلام ایجوکیشنل سوسائٹی اور اس کی سرپرستی میں ۳۱/مارچ ۲۰۰۶ء میں ایوان غالب (نئی دہلی) میں ایک عظیم الشان امام ربانی کانفرنس منعقد کی جس میں فقیر کو بھی دعوت دی گئی فقیر بھی شریک ہوا۔ کانفرنس بہت ہی کامیاب ہوئی......

اس کانفرنس کے لیے جو سفر کیا گیا اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے بارے میں جو معلومات حاصل ہوئیں اس سے اندازہ ہوا کہ جہان امام ربانی کا ابھی بہت سا کام باقی ہے۔ پھر مواد کی آمد کا تسلسل بھی قایم رہا۔

عبدالحق محدث دہلوی کے خط کا یہ عکس جہان امام ربانی میں شامل کیا گیا ہے۔

☆

ربیع النور ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۲ء کی گھڑی کتنی مبارک تھی جب مولانا جاوید اقبال مظہری نے کراچی میں امام ربانی فاؤنڈیشن کی بنیاد رکھی پھر وہ مبارک وسعید گھڑی آئی جب امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے حالات، افکار ونظریات اور خدمات پر ایک عظیم انسائیکلوپیڈیا ''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی'' کا آغاز ہوا، گویا آفتاب طلوع ہوا، پھر روشنی بڑھتی گئی اور پھیلتی چلی گئی۔ وہ کریم جب کرم فرماتا ہے تو کرم کا دریا بہتا ہی رہتا ہے۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیے ہیں دُر بے بہا دیے ہیں

☆

۲۰۰۵ء میں جہان امام ربانی کی سات جلدیں تیار ہوئیں تو ۱۰ر اپریل ۲۰۰۵ء کو کراچی میں اظہار تشکر کی ایک شاندار محفل منعقد کی گئی جس میں پاک وہند کے علماء وفضلاء شریک ہوئے اور مفتی اعظم ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد زید عنایتہ نے صدارت فرمائی...... پھر ۲۴ر اپریل ۲۰۰۵ء کو لاہور میں ایوان اقبال میں صوفی غلام سرور نقشبندی کے تعاون سے ایک عظیم الشان محفل ہوئی...... یہ محفل بھی جہان امام ربانی کے حوالے سے ہوئی اور اس کی صدارت بھی مفتی اعظم ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد دام عنایتہ نے کی۔ پاکستان کے معروف فضلاء ومحققین نے مقالات پیش کیے۔ پاکستان کی ان کانفرنسوں کی آواز بازگشت دنیا میں سنی گئی بالخصوص ہندوستان میں...... مفتی اعظم ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد نے دہلی میں المجدد اکیڈمی قایم کی پھر نصرۃ الاسلام ایجوکیشنل سوسائٹی اور اس کی سرپرستی میں ۳۱ر مارچ ۲۰۰۶ء میں ایوان غالب (نئی دہلی) میں ایک عظیم الشان امام ربانی کانفرنس منعقد کی جس میں فقیر کو بھی دعوت دی گئی فقیر بھی شریک ہوا۔ کانفرنس بہت ہی کامیاب ہوئی......

اس کانفرنس کے لیے جو سفر کیا گیا اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے بارے میں جو معلومات حاصل ہوئیں اس سے اندازہ ہوا کہ جہان امام ربانی کا ابھی بہت سا کام باقی ہے۔ پھر مواد کی آمد کا تسلسل بھی قایم رہا۔

جو نیال تھا الحمدللہ! اس سے بڑھ کر کام ہوا اور وہ بھی اتنے قلیل عرصے میں، بقول کسے جو کام صدیوں میں نہ ہو سکا وہ اللہ کے فضل و کرم سے چار پانچ سال میں ہو گیا، جو سنتا ہے اور دیکھتا ہے، حیران ہوتا ہے۔
سوچا یہی تھا کہ جہان امام ربانی مجدد الف ثانی کی دو تین جلدیں مرتب ہو جائیں گی یہ ۲۰۰۲ء کی بات ہے مگر توفیق الٰہی سے دو تین جلدوں کے بجائے گیارہ جلدیں مرتب ہو گئیں جن میں ایک اضافی مصور جلد ''نورٌ علیٰ نور'' بھی ہے اس طرح اگر اضافی جلد کو شامل کریں تو بارہ جلدیں ہیں ورنہ گیارہ جلدیں..... ان دونوں اعداد کی نسبت بہت عالی ہے۔ ایک اور نسبت امام ربانی فاؤنڈیشن کے بانی مولانا جاوید اقبال مظہری نے بتائی۔ محبوب رب العالمین کے نام نامی محمد (ﷺ) کے اعداد ۹۲ ہیں یعنی دو عدد ہیں تو ۱۱ میں بھی دو عدد ہیں اور ۲ میں بھی دو عدد ہیں، یہ باتیں اہل محبت کی ہیں، اہل عقل کی نہیں، نسبتوں کی قدر و قیمت کا انہیں اندازہ نہیں۔

☆

جہان امام ربانی مجدد الف ثانی کی تدوین کے دوران انعامات و عنایات الٰہیہ کا سلسلہ جاری رہا۔ ۲۰۰۵ء میں عمرہ اور حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہو کر ۲۰۰۶ء میں ملتان اور لاہور کی زیارات سے مستفیض ہونے کے بعد دہلی روانہ ہوا، یہاں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، خواجہ نظام الدین اولیاء، شیخ ابو بکر طوسی، خواجہ سماء الدین سہروردی، خواجہ باقی باللہ، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شاہ غلام علی، فقیہ الہند شاہ محمد مسعود، مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہم الرحمۃ کے مزارات کی زیارات سے مشرف ہوا۔ دوسرے علماء و مشائخ کے مزارات کی بھی زیارت ہوئی ...... پھر اجمیر شریف حاضری ہوئی وہاں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت میر حسن خنگ سوار علیہما الرحمۃ کے مزارات کی زیارت کی، اس کے بعد سرہند شریف حاضری ہوئی اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے دربار گہر بار میں حاضری ہوئی۔ خواجہ محمد صادق، خواجہ محمد سعید اور صاحب زادی ام کلثوم علیہم الرحمۃ کے مزارات کی بھی زیارت ہوئی جو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی قبر شریف کے ساتھ ساتھ ہیں، اس کے بعد خواجہ محمد معصوم اور آپ کے صاحبزادگان خواجہ محمد صدیق، خواجہ سیف الدین کے مزارات کی زیارت کی اور خواجہ محمد زبیر کے مزار مبارک پر حاضری ہوئی علیہم الرحمۃ۔

عنایات کا سلسلہ جاری رہا، خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ،

فقیہ الہند شاہ محمد مسعود، مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہم الرحمۃ کے مزارات مقدسہ کی چادریں بھی عطا ہوئیں۔
پھر سید فرقان علی رضوی (گدی نشین دربار خواجہ غریب نواز) ایک اور چادر لے کر تشریف لائے، اور جناب محمد برہان مسعودی گونزو (چین) سے صحابی رسول حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مقدس کی چادر شریف لے کر آئے۔ مدینہ منورہ سے شیخ محمد عارف مدنی قادری ضیائی نے فقیر اور فقیر زادے ابوالسرور محمد مسرور احمد سلمہ کے لیے دوائیں بنا کر بھیجیں...... احقر زادہ محمد مسرور احمد سلمہٗ (چیئر مین امام ربانی فاؤنڈیشن) بھی اللہ کے فضل وکرم سے محروم نہ رہے۔ جہان امام ربانی کے آخری مرحلہ پر اللہ تعالیٰ نے ۹ رمحرم الحرام ۱۴۲۸ھ/ ۲۹ رجنوری ۲۰۰۷ء فرزند عطا فرمایا جس کی بشارت مدینہ منورہ سے ملی اور جس کا فقیر نے نام محمد سعود احمد رکھا۔ نام رکھتے وقت یہ خیال رکھا کہ الفاظ قرآن کریم میں ہوں اور صنعت غیر منقوطہ میں ہوں چنانچہ مسرور، سرور، محمد، احمد سب قرآن کریم میں ہیں اور صنعت غیر منقوط میں ہیں کہ رب کریم اور حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مقدسہ اس صنعت میں ہیں۔ یہ عنایات اپنی جگہ خوابات کی دنیا میں بڑے حسین خواب دیکھے گئے لیکن چوں کہ آجکل خوابات کو تشہیر کا ذریعہ بنالیا گیا ہے اس لیے صرف اشارہ ہی کافی سمجھتا ہوں...... رجوع خلائق یہ بھی اللہ کا کرم ہے، فقیر خلوت گزیں ہے مگر پھر بھی تلاش کرنے والے تلاش کر کے پہنچ جاتے جاتے ہیں، یہ اس کا کرم ہے۔ حضرت مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری علیہ الرحمۃ کے ایک دیرینہ مرید نے جن کو فقیر جانتا بھی نہ تھا غیبی اشارہ پا کر ایک محفل منعقد کی فقیر کا نام بھی لکھ دیا پھر دعوت دینے آئے، فقیر حیران تھا مگر غیبی حکم کے آگے سرخم کرنا پڑا اور محفل میں حاضر ہوا، یہ ساری باتیں بطور تحدیث نعمت لکھی گئی ہیں کہ انعام واحسان کے ذکر کرنے کا حکم دیا گیا ہے ورنہ نہ لکھی جاتیں۔

۲۰۰۵ء میں عمرہ اور حرمین شریفین کی حاضری نصیب ہوئی، یہی نہیں پے در پے دربار سرہند میں بھی حاضری نصیب ہوگئی، ۲۰۰۴ء میں پہلی بار حاضری ہوئی، ۲۰۰۶ء میں دوسری بار حاضری ہوئی، سجادہ نشین حضرت خلیفہ محمد یحییٰ علیہ الرحمۃ نے بڑی شفقت وکرم فرمایا اور سجادگان دربار سرہند کا اپنا خاندانی شجرہ بھی عطا فرمایا، جس میں خلیفہ صاحب کے اجداد میں ان سجادہ نشینوں کا ذکر ہے......

☆......خلیفہ سید شیر علی

☆......خلیفہ سید عبدالرحیم

☆......خلیفہ سید شفیع اللہ

☆......خلیفہ سید عبدالقادر

☆......خلیفہ سید فیض علی شاہ

☆......خلیفہ سید محبوب علی شاہ

☆......خلیفہ سید محمد حسین شاہ (ان کی اہلیہ خواجہ سیف الدین علیہ الرحمۃ نبیرۂ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی پوتی تھیں)

☆......خلیفہ محمد صادق

☆......خلیفہ محمد یحییٰ

☆

یہ تھی مختصر روئداد جہان امام ربانی کے آخری مراحل کی جس سے تائید الٰہی اور غیبی امداد کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے...... جہان امام ربانی کی تدوین بھی عجب انداز سے ہوئی، بالعموم ہوتا یہ ہے کہ پہلے مواد اکٹھا کیا جاتا ہے، پھر خاکے کے مطابق مرتب کیا جاتا ہے، پھر صاف کیا جاتا ہے...... جہان امام ربانی کی تدوین لنگر کی طرح ہوئی کہ جو مواد آتا گیا، جہان امام ربانی میں شامل ہوتا گیا اس لیے جہان امام ربانی کی تمام جلدیں مربوط نہیں، ہر جلد اپنی جگہ مکمل ہے، اس طرح قاری جو بھی جلد مطالعہ کرے گا تشنگی محسوس نہیں کرے گا، غالباً اپنی نوعیت کی یہ پہلی کتاب ہے جس کی بارہ جلدوں میں کوئی جلد کسی جلد کی محتاج نہیں...... البتہ فضلاء و محققین کے لیے جہان امام ربانی کے حوالے سے ایک کتاب شائع کی جائے گی جو صوفی محمد عبدالستار طاہر (لاہور) مرتب کر رہے ہیں۔ تاکہ کسی بھی موضوع پر لکھنے والے محقق کو تمام جلدیں تلاش نہ کرنی پڑیں...... اس کتاب کا عنوان ہے:

''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی کا موضوعاتی جائزہ''

ایک ہی موضوع پر مختلف جلدوں میں جو مقالات ہوں گے اس کتاب میں ان کی نشاندہی کردی جائے گی اس طرح محققین کا کام آسان ہو جائے گا۔

جہان امام ربانی کی تدوین میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ بیشتر لکھنے والے، کمپوز کرنے والے، تصحیح کرنے والے، مدوّن کرنے والے، سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سے وابستہ ہیں یا اس سلسلے میں صاحب اجازت ہیں۔ تدوین کے دوران حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا روحانی فیض جاری رہا اور کوئی

قابل ذکر رکاوٹ پیدا نہیں ہوئی۔

مقالات کی تدوین وتصحیح اپنی جگہ اہم ہے مگر اشاریات کی تدوین بڑی اہم ہے، یہ بڑی جانکاہی اور دیدہ ریزی کا کام ہے۔ الحمدللہ تقریباً ۳۰ حضرات وخواتین نے معاونت کی اور کمانڈر محمد ظفر صاحب کی نگرانی میں یہ کام پایۂ تکمیل تک پہنچا۔ یہاں ایک وضاحت ضروری ہے وہ یہ کہ اشاریہ کی تیاری جلد کی طباعت کے بعد ہوتی ہے، چوں کہ گیارہویں جلد کی طباعت کے بعد کوئی جلد نہ تھی اس لیے اس جلد کا اشاریہ تیار نہ ہو سکا۔ ان شاء اللہ آیندہ اڈیشن میں یہ کمی پوری کردی جائے گی۔

جہان امام ربانی مجدد الف ثانی کے اشاریہ کی صبر آزما کام کی انجام دہی میں مخلصین ومحبین کی ایک جماعت شریک رہی اور الحمدللہ اس کام میں لاکھوں روپے خرچ ہوتے اور ماہرین سے رجوع کیا جاتا وہ کام اخلاص ومحبت کے طفیل بلا معاوضہ ان حضرات نے انجام دیا جنھوں نے پہلے کبھی یہ کام نہ کیا تھا۔ امام ربانی فاؤنڈیشن کے پاس اتنا اثاثہ بھی نہ تھا کہ یہ کام ماہرین سے کرایا جاتا البتہ ایک نقشبندی مجددی امریکی فاضل ڈاکٹر آرتھر بوہیلر نے ازراہ کرم انگریزی مآخذ ومراجع کی نظرثانی فرمائی۔ بہرحال اللہ پر توکل کرتے ہوئے یہ کٹھن مرحلہ مخلصین ومحبین نے بحسن وخوبی طے کیا اور ایک عظیم اشاریہ تیار کیا جس کی تفصیل یہ ہے:

۱......اشاریہ رجال: یہ تقریباً سات ہزار مصنفین ومؤلفین اور عوام وخواص کے ناموں کا اشاریہ ہے۔

۲......اشاریہ اسماء الکتب ورسائل: یہ تقریباً پانچ ہزار عربی، فارسی، اردو، انگریزی کتب ورسائل کی فہرست کا اشاریہ ہے۔

۳......اشاریہ اماکن: یہ تقریباً ڈیڑھ ہزار ملکوں، شہروں علاقوں کا اشاریہ ہے۔

اس کے علاوہ فہرس مآخذ ومراجع الگ ہے جو تقریباً پانچ ہزار کے لگ بھگ کتب ورسائل پر مشتمل ہے۔ جن سے جہان امام ربانی میں محققین نے استفادہ کیا۔ اہل علم کا خیال ہے کہ کسی ایک شخصیت کے بارے میں بارہ ضخیم جلدوں میں آٹھ ہزار صفحات پر مشتمل سوانح تاریخ میں نظر نہیں آتی، یہ اہم کام اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور بزرگان دین کی توجہات عالیہ سے ممکن ہوا۔ اشاریہ کا کام ماہرین نے نہیں کیا، مخلصین نے کیا ہے اس لیے عین ممکن ہے کہ ماہرین خامیاں محسوس کریں، ان کے لیے گزارش ہے کہ امام ربانی فاؤنڈیشن کو مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔

جہان امام ربانی میں دو قسم کے صفحات نمبر دیے گئے ہیں۔ ایک نمبر داخلی ہیں، جو ہر جلد کے صفحات

کے حساب سے ڈالے گئے ہیں۔ دوسرے نمبر خارجی ہیں جو پہلی جلد سے آخری جلد تک مسلسل ہیں۔ پہلے نمبر صفحہ کے اوپر ڈالے گئے ہیں اور دوسرے نمبر صفحہ کے نیچے ڈالے گئے ہیں یہی نمبر اشاریہ میں ڈالے گئے ہیں اور بیچ بیچ میں جلد نمبر کی بھی نشاندہی کردی گئی ہے تاکہ قاری کو مطلوبہ مقالہ تلاش کرنے میں وقت نہ ہو۔

☆

جہان امام ربانی کی طباعت کے بعد اس کی چودہ ہزار چار سو ضخیم مطبوعہ مجلدات کے ذخیرہ کرنے کا مرحلہ آیا تو الحمدللہ! یہ مسئلہ بھی محبی شیخ صبور احمد (مینجنگ ڈائریکٹر کراچی کیمیکل انڈسٹریز، کراچی) نے حل کردیا، انھوں نے نہ صرف ذخیرے کے لیے اپنی فیکٹری کا ایک ہال مخصوص کیا بلکہ اپنے ملازمین کو بھی خدمت کے لیے مستعد کردیا، بنڈلات کا لانا، لے جانا ان کے ذمہ کیا، اللہ تعالیٰ تمام ملازمین بالخصوص محمد سہیل مسعودی کو اس کارخیر کا اجر عطا فرمائے۔ آمین، جو فرض شناسی سے اس کام کی نگرانی کرتے رہے۔

☆

جہان امام ربانی کی سات جلدوں کی طباعت کے بعد ۱۰/اپریل ۲۰۰۵ء کو کراچی میں محفل تشکر کے بعد اس کا اجراء کیا گیا پھر ۲۴/اپریل ۲۰۰۵ء کو لاہور میں صوفی غلام سرور نے ایوان اقبال میں شاندار کانفرنس منعقد کی۔ اس کے بعد ۳۱/مارچ ۲۰۰۶ء کو نئی دہلی میں مفتی اعظم ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد (شاہی امام وخطیب مسجد فتحپوری، دہلی) نے امام ربانی مجدد الف ثانی عالمی کانفرنس منعقد کی۔ الحمدللہ! ایک سال کے اندر اندر جہان امام ربانی کا پوری دنیا میں تعارف ہوگیا، اس کی جلدیں پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش کے علاوہ امریکہ، برطانیہ، روس، چین، افریقہ، کینیڈا، ہالینڈ، نیوزی لینڈ، افغانستان، ماریشس وغیرہ وغیرہ مختلف براعظموں اور ملکوں میں پہنچ چکی ہیں...... اس کتاب کی اشاعت سے سب ہی حیران بھی ہیں اور خوش بھی، جو کام صدیوں میں نہ ہوسکا، اللہ کے فضل وکرم سے وہ کام چار پانچ سالوں میں ہوگیا، الحمدللہ! تمام سلاسل کے مشائخ طریقت نے کشادہ دلی اور وسعت قلبی کے ساتھ اس شاندار اشاعت پر خوش آمدید ہی نہیں کہا بلکہ تعاون کا یقین دلایا، ۳۱/مارچ ۲۰۰۶ء کو دہلی کانفرنس میں مارہرہ شریف کے سجادہ نشین پروفیسر ڈاکٹر سید محمد امین مارہروی نے اپنی صدارتی تقریر میں دامے، درمے، قدمے، سخنے ہر قسم کے تعاون کا یقین دلایا، ملک اور بیرون ملک سے جو پیغامات اور خطوط مل رہے ہیں ان سے بھی جہان امام ربانی کی ہمہ گیر مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ ''امام جم'' کے عنوان سے بعض تاثرات جہان امام ربانی کی آخری جلد میں

شامل کیے گئے ہیں۔

☆

کوشش کی جارہی ہے کہ جہان امام ربانی کی سی۔ ڈی تیار کرلی جائے، اس سلسلے میں سید شعیب افتخار مسعودی کوشش کررہے ہیں چوں کہ جہان امام ربانی کی کمپوزنگ مجلدات کے حساب سے نہیں ہوئی اس لیے سیٹنگ میں وقت لگے گا پھر ان شاء اللہ اس کو ویب سائٹ میں ڈال دیا جائے گا یہ اہم فریضہ محترم چراغ الدین مسعودی، محمد عمیر احمد خاں مسعودی اور محمد ابراہیم مسعودی انجام دے رہے ہیں۔ جس کا ایڈریس یہ ہے۔ "www.Almazhar.com" اس کا امتیاز یہ ہے کہ اس میں کسی جاندار کی تصویر نہیں۔ جہان امام ربانی اردو میں ہے جو دنیا کی اہم زبانوں میں ایک زبان ہے۔ کوشش کی جائے گی کہ اس عظیم انسائیکلو پیڈیا کو دنیا کی دوسری اہم زبانوں میں بھی پیش کیا جائے۔ قاضی عبدالمنان نقشبندی نے انگریزی ترجمہ کا کام شروع کیا ہے۔

☆

جہان امام ربانی کا کام سات جلدوں میں مرتب ہونے کے باوجود ختم نہ ہوا اور توفیق الٰہی سے مزید پانچ جلدیں مرتب ہوگئیں جو ۲۰۰۷ء میں منظر عام پر آئیں گی۔ یہ سلسلہ کچھ ایسا شروع ہوا کہ جوں جوں آگے بڑھتے ہیں نئے نئے افق سامنے آتے جاتے ہیں۔ بہرحال ارادہ یہی ہے کہ بارہ جلدوں کی طباعت کے بعد کام ختم کر کے سیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق اس وعدے کی تکمیل کی جائے جو ۲۰ ربرس پہلے کیا تھا۔ بہت سا مواد جمع بھی کرلیا گیا تھا فائل بھی تیار کرلیے تھے۔ سیرت پر یہ کتاب غیر مسلموں کے لیے لکھی جائے گی اور عنوان ہوگا "جان جہاں" مولیٰ تعالیٰ اپنے کرم سے اس کو مکمل فرما کر چراغ ہدایت بنائے۔ آمین لیکن محسوس یہ ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ جہان امام ربانی کی ایک اور جلد "باقیات جہان امام ربانی" کے عنوان سے مرتب ہوگی جس میں وہ مقالات شامل ہوں گے جو وعدے کے باوجود بروقت ہم کو نہیں مل سکے۔ ان کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

۱.....عبدالحق انصاری (ریاض، سعودی عرب) چودھویں صدی کے عرب مشائخ نقشبندیہ مجددیہ

۲.....عبدالحق انصاری (ریاض، سعودی عرب) مولانا خالد الکردی البغدادی

۳.....ڈاکٹر حازم محفوظ مصری (قاہرہ، مصر) مصر کے مشائخ نقشبندیہ مجددیہ

نام	موضوع
۴۔ ....ڈاکٹر احمد مرزا (امریکہ)	امریکہ کے مشائخ نقشبندیہ مجددیہ
۵ .... منیر حسین مسعودی: یو۔کے)	انگلستان کے مشائخ نقشبندیہ مجددیہ
۶......ڈاکٹر غلام جابر مصباحی (ممبئی، بھارت)	مکتوبات رضویہ میں اذکار امام ربانی
۷۔... فاضل جلیل پروفیسر شمسی طہرانی (ٹونک، بھارت)	تفردات امام ربانی
۸......ڈاکٹر اعجاز انجم لطیفی (بریلی، بھارت)	جہان امام ربانی میری نظر میں
۹......ڈاکٹر منظور احمد سعید (کراچی، پاکستان)	جہان امام ربانی کا تنقیدی جائزہ
۱۰......ڈاکٹر سید محمد عارف (بہاول پور، پاکستان)	اشارے کنایوں میں حضرت مجدد پر تنقیدات کا جائزہ
۱۱......پروفیسر محمد کبیر احمد مظہر (لاہور، پاکستان)	وجود عدم، مکتوبات کی روشنی میں
۱۲ .....علامہ محمد ذاکر اللہ نقشبندی (کراچی، پاکستان)	عرب مشائخ نقشبندیہ مجددیہ
۱۳......مولانا محمد صدیق ہزاروی (لاہور، پاکستان)	امام ربانی اور سنت کی اہمیت
۱۴......محمد صادق قصوری (قصور، پاکستان)	رد قادیانیت میں حضرات نقشبندیہ مجددیہ کی خدمات
۱۵ .... پروفیسر پیر نثار احمد۔ جان سرہندی (میر پور خاص، سندھ)	عہد اکبری مکتوبات کے آئینے میں

☆

صاحب زادہ میاں جمیل احمد شرقپوری کا ماہنامہ نور اسلام، لاہور کا امام ربانی نمبر کی تین جلدیں، جہان امام ربانی کے لیے محرک ثابت ہوئیں۔ اس نمبر میں صوفی غلام سرور نقشبندی کا خون جگر بھی شامل ہے۔ جہان امام ربانی کے معاونین میں میاں صاحب کے علاوہ ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد (شاہی امام وخطیب مسجد فتحپوری، دہلی)، پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، محمد عالم مختار حق، شیخ صبور احمد، صوفی غلام سرور نقشبندی دام عنایتھم قابل ذکر ہیں۔ امام ربانی فاؤنڈیشن (انٹرنیشنل) کراچی کے عہدیداران اور دوسرے معاونین جو شروع سے سرگرم عمل رہے یا بعد میں شامل ہوے ان میں یہ حضرات ہیں۔ صاحبزادہ ابو السرور محمد مسرور احمد، مولانا جاوید اقبال مظہری، حاجی معراج الدین مسعودی، حاجی محمد الیاس مسعودی، ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری، سید محمد منصور شاہ مسعودی، ڈاکٹر صفی الدین مسعودی، حاجی محمد اسلم مسعودی، جناب

اقبال الرحمٰن مسعودی، جناب وسیم الرحمٰن، جناب محمد شاہد، قاری محمد شریف مسعودی، پروفیسر ڈاکٹر قاری محمد رفیق مسعودی، جناب شعیب افتخار مسعودی، جناب نور احمد مسعودی، جناب محمد سہیل مسعودی، جناب عبدالراشد مسعودی، جناب محمد عارف مسعودی اور جناب عبدالسلام قریشی مظہری زید مجدہم۔

عزیزم ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری نے جہان امام ربانی کی تدوین میں اور کمانڈر محمد ظفر نے اشاریات کی تدوین میں اہم کردار ادا کیا۔ ان حضرات نے اپنے دن رات ایک کر کے کام کو جلد پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر یہ حضرات تعاون نہ فرماتے تو جہان امام ربانی اتنی جلدی شائع نہ ہوتی، ان کا تعاون بھی اللہ کا فضل وکرم ہے۔

مولیٰ تعالیٰ امام ربانی فاؤنڈیشن کراچی کے تمام عہدیداران اور تمام معاونین کو اپنے فضل عمیم سے اجر عظیم عطا فرمائے اور ان کی بے لوث مخلصانہ خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین

محترم جناب محمد عالم مختار حق زیدلطفہ سے فقیر کے دیرینہ مراسم ہیں، وہ علمی ذوق رکھتے ہیں، اہل علم سے محبت کرتے ہیں، ان کی بڑی علمی خدمات ہیں، کئی سال تک روابط منقطع رہے لیکن جہان امام ربانی مجدد الف ثانی کے طفیل روابط کی تجدید ہوئی اور یہ بھی اندازہ ہوگیا کہ طویل غیر حاضری محبت واخلاص کو مضمحل نہ کرسکی۔ ۲۰۰۲ء میں جہان امام ربانی کی تدوین کا آغاز ہوا، مقالات آنے شروع ہوئے، کمپوزنگ ہوئی، تصحیح کا مرحلہ آیا جو مختلف حضرات نے انجام دیا جن کا فقیر ممنون ہے لیکن اطمینان قلب کے لیے ایسے مصحح کی تلاش تھی جس کی تصحیح کے بعد متن قابل اعتبار ہوجائے تو اچانک نظر محترم محمد عالم مختار حق زیدعنایتہ پر پڑی، وہ ملک کے مشہور، قابل اعتماد وباوقار مصحح ہیں لیکن علالت وضعف اور مصروفیات کی وجہ سے یہ فریضہ ترک کردیا تھا لیکن جب ان سے فقیر نے عرصہ دراز کے بعد رابطہ کیا تو معلوم ہوا محبت تازہ ہے اور وہ کسی ادنیٰ تذبذب کے بغیر اس فریضہ کی انجام دہی کے لیے فوراً تیار ہوگئے اور وہ بھی بغیر کسی ادنیٰ معاوضے کے۔ ۲۰۰۳ء سے ۲۰۰۷ء تک مسلسل چار سال یہ فریضہ انجام دیتے رہے۔ یہ ان کی محبت تھی، یہ ان کا اخلاص تھا، یہ ان کا ایثار تھا۔ مولیٰ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے، آمین۔ فقیر اور جملہ اراکین امام ربانی فاؤنڈیشن تہ دل سے ان کے ممنون ہیں۔ جہان امام ربانی کے پرنٹر شوکت حسین، فوائل پرنٹر جناب مختار اور بائنڈر جناب محمد سلیم سواتی نے بھی، ہر مرحلے پر بھرپور تعاون فرمایا۔ مولیٰ تعالیٰ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ (آمین)

☆

اس وقت عالمی سطح پر صاحب کردار شخصیت کا فقدان ہے جو جدید نسل کے لیے مثالیں اور نمونہ بن سکیں۔ بدعہدی، بے وفائی، خود غرضی، خود نمائی، ظلم و ناانصافی کا دور دورہ ہے اس لیے کردار سازی کے لیے صاحب کردار شخصیات کی جتنی اس وقت ضرورت ہے شاید پہلے کبھی نہ ہوئی ہوگی گزشتہ ایک صدی کے اندر اندر حالات اتنی تیزی سے بدلے کہ دیکھ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے مال و دولت وقت کی ضرورت نہیں حمیت و غیرت اور ایثار و قربانی وقت کی ضرورت ہے اور وہ دین اسلام کی سچی محبت اور سچے لگاؤ کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ گفتگو کا محور مال و دولت، ملازمت رہ گیا جس کا حاصل آخرت سے غفلت کے سوا کچھ نہیں، آخرت کا ہوش زندگی کو متوازن بناتا ہے، جو آخرت سے غافل ہوگیا اس نے سب کچھ پانے کے باوجود سب کچھ کھودیا۔۔۔

دنیا میں مختلف انسان ہیں، ایک وہ ہے جن پر ایک سطر یں لکھنا مشکل ہے ایک وہ ہیں جن پر مضمون لکھا جاسکتا ہے۔ ایک وہ ہیں جن پر کتابیں لکھی جاسکتی ہیں، جانا سب کو ہے مگر وہ جانے والے مبارک ہیں جو نشان قدم چھوڑ گئے اور مردوں کو زندہ کر گئے مختصر سا انسان کتنا عظیم ہے، عظیم انسانوں کی سیرتیں ہی مطالعہ کر کے انسان کی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے، ایک معما کھلتا چلا جاتا ہے اور حیرت بڑھتی چلی جاتی ہے، انسان تو سب ہیں مگر اس بھیڑ بھاڑ میں جب وہ بلند ہونے لگتا ہے تو بلند ہوتا چلا جاتا ہے، موت بھی اس کی بلندی کو نہیں چھوسکتی، وہ زندہ ہیں، وہ زندگی کی سوغات لٹاتے ہیں۔

ہو اگر خودنگر و خودگر و خود نگر و خودگیر خودی
یہ بھی ممکن ہے کہ تو موت سے بھی مر نہ سکے

جہان امام ربانی میں ہمیں ایک عظیم انسان کے نقش قدم نظر آئیں گے جس پر چل کر ہم منزل تک پہنچ سکتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی شخصیت سے اہل طریقت بھی اچھی طرح واقف نہ تھے۔ الحمد للہ! جہان امام ربانی کی اشاعت کے بعد معرفت و پہچان کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا ہے۔ جس نے دیکھا حیرت کا اظہار کیا، جس نے پڑھا خوشگوار مسرت کا اظہار کیا، سچ تو یہ ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور امام ربانی فاؤنڈیشن (انٹرنیشنل) کے جملہ عہدیداران اور معاونین کے اخلاص و محبت کی کرامت ہے اللہ تعالیٰ ہی اس ایثار و اخلاص کا اجر عظیم عطا فرمائے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

آج تک ہے گونج کس کے نعرۂ تکبیر کی

پروفیسر محمد حسین آسیؔ

☆☆

یہ نظم پروفیسر محمد حسین آسی کی وہ غیر مطبوعہ منقبت ہے جو کہ انھوں نے تقریباً تیس برس قبل حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے عرس شریف پر سیالکوٹ کی مسجد ملا کمال میں پڑھی تھی، ملا کمال الدین علیہ الرحمہ حضرت مجدد الف ثانی کے اساتذہ میں سے تھے اور یہ مسجد انہی سے منسوب ہے، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اس مسجد میں زیر تعلیم رہے اور ملا کمال الدین سے اکتساب علم کیا۔ (مرتبین)

جانتا ہے جس کے پہلو میں دلِ بیدار ہے
حق سے باطل ابتدا ہی سے سرِ پیکار ہے
منزل مقصود کیا ہے؟ شوق وصلِ یار ہے
عیش و غم، سود و زیاں کی فکر ہی بے کار ہے
وقت کے حاکم بنا سکتے نہیں محکوم اسے
جو دل وجان سے غلام احمد مختار ہے
ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیمِ جاں ہے زندگی
جانے کیا، مرنا رہِ حق میں جسے دشوار ہے

گنج عظمت رنج و کلفت کے سوا ملتا نہیں
جس کا سر ہے دار پر، سمجھو وہی سردار ہے
چاہیے عشقِ نبی میں زندگی قرباں کرے
جس کو دنیا میں حیاتِ جاوداں درکار ہے
مردِ مومن یوں سمجھتا ہے کہ منزل ہے قریب
دیکھتا ہے جب یہ دنیا درپئے آزار ہے
غیرِ حق کے سامنے انساں جھکے ممکن نہیں
یعنی وہ انساں جو تخلیق کا شاہکار ہے
دنیا بھر کی ترشیاں بھی کیا اُتاریں گی اسے
دل میں یہ جو نشہ عشقِ شہہِ ابرار ہے
سخت مشکل ہے یہ تسلیم ورضا کا مرحلہ
آدمیت کا یہی کرتا ہے لیکن فیصلہ
جانتے ہیں اس حقیقت کو سبھی تاریخ داں
چار صدیاں قبل تھی کیا حالت ہندوستاں
ملتِ اسلامیہ پر سخت نازک دور تھا
جب جلال الدین اکبر کی حکومت تھی یہاں

فیضی و بوالفضل جیسے لوگ تھے اس کے مشیر
جن کے دل میں زندقہ کی آگ تھی شعلہ فشاں
خود فروشوں کو اگر ضد تھی تو محض اسلام سے
وہ مٹانا چاہتے تھے دین کا نام ونشاں
چھا رہی تھیں ہر طرف گویا گھٹائیں جور کی
چل رہی تھیں چار سو ظلم و ستم کی آندھیاں
اہلِ ایماں گویا اہلِ کفر کے نرغے میں تھے
مضطرب تھے ہرطرف پیر و جواں، خرد و کلاں
اہل دیں سہمے ہوئے تھے کفر کی یلغا سے
لٹ رہا تھا غیرتِ دین ہدیٰ کا کارواں
الغرض الحاد تو ہر شکل میں آزاد تھا
اور عائد ہورہی تھیں دین پر پابندیاں
یہ تھا پس منظر کہ غیرتِ حق جوش میں
عشق نے انگڑائی لی سرہند کی آغوش میں
جانتے ہوکون آیا دین کے اس وقت کام
کس کے سوزِ آہ نے بدلا یہ طاغوتی نظام

کس کے پیکر میں ڈھلا اس وقت کا فقرِ غیور
کفر پہ لہرائی گویا کس کی تیغِ بے نیام
کس کی ہیبت لے رہی ہے آج تک شاہوں سے باج
کس کی عظمت کو جہانگیری بھی کرتی ہے سلام
آج تک ہے گونج کس کے نعرۂ تکبیر کی
آج تک گرما رہا ہے زندگی کو کس کا نام
ہاں وہ جس کے تن بدن میں تھا لہو فاروق کا
بندۂ رب الانام و نائب خیرالانام
شیخ احمد حضرت عبدالاحد کا نور عین
الف ثانی کا مجدد، الف ثانی کا امام
مہرِ عالمتاب غوث الورٰی کی ذات پاک
اور یہ چرخِ ولایت کا ہوا ماہِ تمام
جس کے مکتوبات کی ہر سطر ہے دریائے نور
ہو رہے ہیں آج تک سیراب جس سے خاص و عام
ہاں وہی شیخِ مجدد ہاں وہی شیخ الشیوخ
جس کو بخشی ہے نبی کے عشق نے عمرِ دوام

آؤ کچھ ہم بھی تو سیکھیں اس کی سیرت سے سبق
لانے والے اس طرح لاتے ہیں اسلامی نظام
میں تہہِ دل سے مبارکباد دیتا ہوں تمہیں
صوفی صاحب قابل تعریف ہے یہ اہتمام
مسجد ملا کمال و مجمع اہل کمال
ملک وملت کے لیے آتی ہے یہ بھی نیک فال

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من ترک الصلوٰۃ متعمدا فقد کفر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مرقعات کتب

☆☆

☆......عبد الحی: نزہة الخواطر و بهجة المسامع والنواظر،
المجلد الثانی، دار ابن حزم، بیروت ۱۹۹۹ء

☆......ابو الحسن علی ندوی : رجال الفکر والدعوة فی الاسلام،
الامام السرهندی، الجزء الثالث دار ابن کثیر،
دمشق، ۱۹۹۸ء

الإعلام

بمن في تاريخ الهند من الأعلام

المسمّى

بـ«نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر»

لمؤرخ الهند الكبير العلّامة الشريف عبد الحيّ بن فخر الدين الحسني

أمين ندوة العلماء العام بلكهنؤ - الهند - سابقاً

المتوفى سنة ١٣٤١هـ

الجزء الخامس

يتضمن تراجم علماء الهند وأعيانها

في القرن الحادي عشر

دار ابن حزم

الطبعة الأولى

١٤٢٠هـ - ١٩٩٩م

**الكتب والدراسات التي تصدرها الدار
تعبر عن آراء واجتهادات أصحابها**

دار ابن حزم للطباعة والنشر والتوزيع

بيروت - لبنان - ص.ب: ١٤/٦٣٦٦ - تلفون: ٧٠١٩٧٤

وقد ذكره الحر العاملي في أمل الآمل وقال إنه فاضل فقيه صالح، من مصنفاته شرح الإرشاد للعلامة الحلي وله غير ذلك من المصنفات، كما في النجوم السماء(١).

٦٨ ـ مولانا أحمد بن سليمان الگجراتي

الشيخ العالم الكبير العلامة: أحمد بن سليمان الكردي الگجراتي، أحد الرجال المعروفين في العلم، قدم والده من بلاد كرد إلى أرض الهند وسكن بگجرات، وولد بها أحمد بن سليمان، وتربى في مهد والده، وقرأ أكثر الكتب الدرسية على مولانا محمد شريف، وقرأ شرح المواقف وسائر الفنون الحكمية على مولانا ولي محمد حسو، وأخذ التصوف عن الشيخ فريد الدين الگجراتي، والفنون الرياضية عن شاه قباد المشهور بديوان جيو، وأخذ الحديث وبعض الفنون عن والده، ثم تصدر للتدريس، أخذ عنه الشيخ نور الدين بن محمد صالح الگجراتي صاحب المصنفات المشهورة.

وكان ممن تفرد في العلوم الحكمية ونشرها بأرض گجرات، وله مصنفات في أكثر العلوم، منها فيوض القدس كتاب مفيد في علم الكلام.

توفي وقت العصر من يوم الاثنين لتسع ليال بقين من جمادى الأخرى سنة اثنتين وتسعين وألف، فأرخ لوفاته صاحبه نور الدين من قوله: الشمعى كه بود ز انجمن علم گل شده! دفن بحضرة الشيخ موسى بمدينة أحمدآباد، كما في «مرآة أحمدي».

٦٩ ـ الشيخ أحمد بن شيخ الگجراتي

الشيخ العالم: أحمد بن شيخ بن عبد الله بن شيخ بن عبد الله العيدروس اليمني الحضرمي الشافعي ثم الگجراتي البروجي الولي القطب المكاشف، ذكره الشلي في تاريخه وقال إنه ولد بمدينة تريم في سنة تسع وأربعين وتسع مئة، وصحب جماعة من أكابر عصره منهم السيد عبد الرحمن بن شهاب والشيخ الإمام أحمد بن علوي باحجدب والشيخ أحمد بن حسين العيدروس، ثم قدم إلى والده بالديار الهندية وأقام عنده بمدينة أحمدآباد، ولاحظته عناية أبيه، ثم

٧٠ ـ الشيخ أحمد بن عبد الأحد السرهندي

الشيخ الأجل الإمام العارف، بحر الحقائق والأسرار والمعارف، محيي السنن النبوية، ناصر الشريعة البيضاء السنية، مشيد مباني الطريقة، مجدد معالم الحقيقة، برهان العارفين والمحققين، وحجة الأولياء المتقين، مفتخر الأعصر والدهور، ومعتمد الفارغين إليه في جل الأمور، آية من آيات الله العظام، ونادرة من نوادر الأيام، الذي أخذ بيد العلم لما زلت به القدم، وكاد أن يهوي في مهاوي العدم، حتى جاء مجدداً للألف الثاني، وبرهاناً ساطعاً على أشرفية النوع الإنساني.

دنيا بها انقرض الكرام فأذنبت
وكأنما بوجوده استغفارها

شيخ الإسلام والمسلمين: أحمد بن عبد الأحد بن زين العابدين رضي الله عنه، ولد بسرهند في شوال سنة إحدى وسبعين وتسع مئة، وأخذ أكثر العلوم والطريقة الجشتية عن أبيه، واستفاد بعض العلوم العقلية عن الشيخ كمال الدين الكشميري، وأسند الحديث عن

---

(١) موقف المؤلف في ذكره هذه المراتب موقف ناقل محض وجامع لما جاء في كتب التراجم. (الندوي)

الشيخ يعقوب بن الحسن الصرفي الكشميري الذي أخذ عن الشيخ شهاب ابن حجر الهيتمي المكي، ثم تناول الحديث المسلسل بالأولية عن القاضي بهلول البدخشي عن الشيخ عبد الرحمن فهد عن أبيه الشيخ عبد القادر وعمه الشيخ جار الله عن أبيهما الحافظ عز الدين عبد العزيز عن جده الحافظ الرحلة تقي الدين محمد بن فهد العلوي الهاشمي والحافظ الحجة شهاب الدين أحمد بن حجر العسقلاني، وللشيخ أحمد إجازة برواية الكتب الحديثية وغيرها عن القاضي المذكور.

ولما فرغ من تحصيل ما تيسر له من العلوم الظاهرة وكان إذ ذاك ابن سبع عشرة سنة اشتغل بالتدريس والتصنيف، ومما صنفه في تلك الأيام رسالة في إثبات النبوة وأخرى في الرد على الشيعة الإمامية وغير ذلك مما أثنى عليه العلماء، وألبسه أبوه خرقة الخلافة.

فلما توفي أبوه عام سبعة وألف ارتحل إلى دهلي يريد الحج فقاده قائد توفيق من الله عز وجل إلى الشيخ الأجل رضي الدين عبد الباقي النقشبندي رضي الله عنه، فأخذ عنه الطريقة النقشبندية، واشتغل بها وتدرج في أيام معدودات إلى أوج القطبية والفردية ثم إلى ما شاء الله تعالى، حتى بشره الشيخ بحصول رتبة التكميل والترقي إلى مدارج القرب والنهاية، وثم أجاز له بإرشاد الطالبين وألبسه خرقة الخلافة، ولم يزل يكرمه ويجله ويفتخر به ويثني عليه بما لا يبلغ وصفه.

فرجع إلى سرهند وجلس على مسند الإرشاد، وأخذ في الدرس والإفادة، وكان يدرس في علوم شتى من الفقه والأصول والكلام والتفسير والحديث والتصوف، وربما يشتغل بالهداية والبزدوي وشرح المواقف و «البيضاوي» و «المشكاة» و «البخاري» و «العوارف»، وله مكتوبات في ثلاثة مجلدات، وهي الحجج القواطع على تبحره في العلوم الشرعية، وفيها ما لا يتبادر إلى الأذهان لمن ليس لهم درك في مقامات العرفان، فشدوا النطاق في خصامه، وسعوا إلى جهانگير بن أكبر سلطان الهند، فأمر بإحضار الشيخ ورضي بجوابه، فعرضوا عليه أن الشيخ ما سجد للسلطان تكبراً مع أنه ظل الله وخليفته، بل لم يتواضع تواضعاً حرياً، فغضب عليه السلطان وحبسه في قلعة گوالیار، وكان شاهجهان ولد جهانگير مخلصاً للشيخ فأرسل إليه أفضل خان والمفتي عبد الرحمن من رجاله مع بعض كتب الفقه قبل أن يحضر عند السلطان وقال إن سجدة التحية تجوز للسلاطين، فإن تسجدوا للسلطان عند اللقاء فأنا ضامن من أن لا يصل إليكم ضرر منه، فلم يقبل الشيخ وقال: هذه رخصة والعزيمة أن لا يسجد لغير الله سبحانه، فلبث في السجن ثلاث سنين وحفظ القرآن في تلك المدة، ثم أخرجه السلطان من السجن بشرط أن يلبث في عسكره ويدور معه، فأقام الشيخ في معسكره ثماني سنوات، وبعد وفاة السلطان رخصه ولده شاهجهان المذكور، فعاد إلى سرهند وصرف عمره بالدرس والإفادة.

ومن مصنفاته «الرسالة التهليلية» ورسالة في إثبات النبوة ورسالة في المبدأ والمعاد، وله رسالة في المكاشفات الغيبية، ورسالة في آداب المريدين، ورسالة في المعارف اللدنية، ورسالة في الرد على الشيعة، وتعليقات على «عوارف المعارف» للسهروردي، ومكتوبات في ثلاث مجلدات: المجلد الأول يشتمل على ثلاث مئة وثلاثة عشر مكتوباً، والثاني على تسعة وتسعين مكتوباً، والثالث على مئة وأربعة عشر مكتوباً، وله غير ذلك من المصنفات الرشيقة الممتعة، وفي كل ذلك كشف القناع عن وجوه الحقائق والمعارف مما لم يتيسر لأحد قبله.

قال الشيخ محسن بن يحيى البكري التيمي في «اليانع الجني»: ولقد بلغه الله سبحانه من الولاية منزلة لا يراه فوقها، وهدى الله به وبعهده ثم بأصحابه من بعده خلقاً لا يحصيهم إلا من أحصى رمل عالج عدداً، فلا ترى ناحية من نواحي المسلمين في بلاد الهند وخراسان وما وراء النهر من بلاد الترك والتتر إلى أقصى ثغر بالمشرق ثم أرض العراق والجزيرة وبلاد الحجاز والشام وقسطنطينية وما والاها إلا وقد نمى فيها طريقته وجرى على ألسنة أهلها ذكره، إليه ينتمون وبه يتبركون، بل دخل طريقته إلى أقصى المغرب مثل فاس وغيرها، يعرف ذلك بمراجعة «المنح البادية» لمحمد بن عبد الرحمن الفاسي وغير ذلك، وفي هذا حجة واضحة على جلي شأنه عند الله ورفيع مكانه في

أولياء الله، حيث أشاع طريقته في مشارق أرضه ومغاربها، وعم هذه الأمة برغائب فيوضه وغرائبها، «ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم».

ومن مصنفاته المشهورة الأسفار الثلاثة من مكاتيبه، بحر من العلم والحقائق وكنز من الرموز والدقائق، ورسائل مفردة «كالمبدأ والمعاد» و «المعارف اللدنية» والمكاشفات الغيبية وغير ذلك، وله رضي الله عنه في بيان المعتقد على مذهب الماتريدية وتهذيب طريقة الصوفية النقشبندية لسان أي لسان! ومن أياديه على رقاب كثير من الناس أنه أوضح الفرق بين وحدة الوجود وبين وحدة الشهود، وبين أن وحدة الوجود شيء يعتري السالك في أثناء السلوك، فمن ترقى مقاماً أعلى من ذلك يتجلى له حقيقة وحدة الشهود، فسد بذلك طريق الإلحاد على كثير ممن كان يتستر بزي الصوفية ويئول كلامهم على أهوائه الزائغة، ومنها أنه باحث الملاحدة الذين كانوا في زمانه وجادلهم جدالاً حسناً بقلمه ولسانه، وكذلك رد على الروافض ونقض بدعاتهم، ورد على الضعفاء مكايدهم، فحمى بذلك حمى الدين، وحرس بيضة المسلمين. ومنها أنه حقق الفرق بين البدعة والسنة وتقية المجتهدين، واستحسانات المتأخرين، والتعارف عن القرون المشهود لها بالخير، وما أحدثه الناس في القرون المتأخرة وتعارفوه فيما بينهم، فرد بذلك مسائل استحسنها المتأخرون من فقهاء مذهبه، ومنها أنه كان يأمر بما يراه معروفاً وينهى عن ضده، ولا يخشى في الله لومة لائم ولا يخاف من ذي سطوة في سلطنته، فكان ينكر على الأمراء ويرشدهم إلى مراشد دينهم، وينفرهم من صحبة الروافض ومن شاكلهم من أعداء الدين، ويبذل لهم نصحه، فنفع الله كثيراً منهم بذلك، وصلحت بصلاحهم الرعية، فسد الله به ثلمة ظهر الدين كما رقع به خرق باطنه، فهذب به وبأصحابه في البلدان النائية فئام ممن وفق لسبيلي القوم، وذلك لأنه كان فقيهاً ماتريدياً زكي النفس، حريصاً على نشر السنن مجتهداً فيه، شديد النصح لأبناء زمنه، فجاءت لذلك - والله أعلم - طريقته وعلومه وشمائله محمودة عند المحققين وأهل الإنصاف، ورغب فيها الناس وقل ما تعقب به ورد من قوله، والمسائل التي شدد بها النكير عليه بعض أهل العلم، والحق أنه مصيب في بعضها وله تأويل سائغ في البعض الآخر، وقد شاركه فيها غيره من هذه الطائفة ممن لا يحصى كثرة، فليس إذاً بخصه الإنكار، ولو أخذناهم بأمثال ذلك لم ينج أكثر المتأخرين منهم، ولا يتعين القول بالخطاء فيها إلا في مسألة أو مسألتين من باب السنن قد اعتذروا عنه في أحدهما والعذر فيهما واحد، وقد شهد له بما ذكرت من فضائله أو بما يقرب منه، وأجاب عن شبهات المتقشفة وذب عنه الشيخ ولي الله بن عبد الرحيم العمري الدهلوي وأنعم الثناء عليه، فلم يترك فيه مجالاً لعاتب ولا مقالاً لراتب، وكفاك به إماماً يشهد لإمام، والقول ما قالت به حذام، انتهى.

وأما مخالفوه فمنهم الشيخ محمد صالح الأورنگ آبادي ومحمد عارف وعبد الله السورتي من أصحاب الشيخ محمد صالح، فإنهم صوروا سؤالاً وذكروا فيه أقوالا، وزعموا أنهم استخرجوها من مكتوبات الشيخ أحمد، ثم عربوها بقدر معرفتهم ومقتضى مرادهم وأرسلوها إلى السيد محمد البرزنجي أحد مجاوري المدينة المنورة، ثم بعد وصول ذلك السؤال إليه علق رسالة بتكفير الشيخ أحمد بسبب الأقوال المكتوبة في السؤال بملائمة خاطر المرسل إليه وتصدى لإثبات كفره بها، وسأل قاضي المدينة المنورة ومفتيها وعلماءها أن يكتبوا على تلك الفتوى على وفق مراده، فامتنعوا عن ذلك وردوا عليه كلاماً وأجوبة تليق بالعلماء العاملين لعلمهم، ثم بعد ذلك أتى إلى مكة المشرفة فسأل الكتابة على السؤال المذكور من قاضيها ومفتيها وعلمائها أيضاً، فما وافقه على ذلك أحد فأجابوه بقولهم: هذا الأمر الذي ارتكبته عظيم، فلا يوافقك في تكفير مسلم إلا كل هالك، وما وافقه بالكتابة من العلماء على ذلك إلا آحاد من الناس ممن لا معرفة له بالطريقة، وبعضهم وافقه لملائمة هواه، وبعضهم لا علم له رأساً ولا حقيقة، فحصل ما حصل من القيل والقال، فاحتاج الناس إلى تتبع مكتوبات الشيخ المذكور وتعريب ألفاظه من الفارسية إلى العربية على وجه يتضح الحق على الناس، ولذلك صرف الشيخ الأجل العالم الفاضل نور الدين محمد بيگ همته

العلية وطلب جميع مكتوبات الشيخ وقابل الأقوال التي في ورقة السؤال مع مكتوبات المرحوم، فوجد بعضها غير موافق معها بسبب التحريف وترك بعض الألفاظ وزيادة أخرى، فكتب رسالة وبين فيها اصطلاحات السادة النقشبندية ومقاصد الشيخ أحمد، فعرب ألفاظه إلى العربية وأحسن واهتم وأتقن، وارتفع من أهل الحق سوء الظن، وندم كثير ممن كتب على السؤال المذكور، وصححه الشيخ عبد الله الآفندي والشيخ أحمد الهشيشي والسيد الأسعد المفتي المدني الحنفي والإمام علي الطبري المفتي الشافعي وعبد الرحمن بن محمد الصالح الإمام المالكي ومحمد بن القاضي الحنفي والشيخ الحسن الحنفي ومرشد الدين بن أحمد المرشدي والسيد محمد الآفندي والشيخ عبد الله الآفندي عناقي زاده.

ثم تصدى لشرح كلماته الطيبات الشيخ عبد الغني النابلسي الحنفي الدمشقي في رسالة «نتيجة العلوم ونصيحة علماء المرسوم»، ألفها سنة اثنتي عشرة ومئة وألف، ثم تصدى للرد على البرزنجي الشيخ فرخ شاه بن محمد سعيد السرهندي في رسالة سماها «كشف الغطاء عن وجوه الخطاء».

وممن خالفه الشيخ عبد الحق بن سيف الدين البخاري الدهلوي فإنه ألف رسالة في تعقبه وأورد إيرادات شتى على مقالاته، فرد عليه الشيخ عبد العزيز بن ولي الله العمري الدهلوي، والشيخ غلام علي العلوي الدهلوي وخلق كثير من العلماء والمشايخ، وقيل إن الشيخ نور الحق بن عبد الحق الدهلوي أيضاً خالف أباه في ذلك، بل استفاد الطريقة عن الشيخ محمد معصوم والشيخ محمد سعيد ابني الشيخ أحمد، والمشهور أن الشيخ عبد الحق رجع في آخر عمره عن الإنكار عليه، وكتب في رسالة له إلى الشيخ حسام الدين بن نظام الدين البدخشي الدهلوي أن محبة الفقير في هذه الأيام للشيخ أحمد سلمه الله تعالى متجاوزة عن الحد ولم تبق فيما بيننا الحجب البشرية والغشاوة الجبلية أصلاً، ومع قطع النظر عن رعاية أخوة الطريقة والإنصاف وحكم العقل كيف ينبغي الإنكار والخصومة مع أمثال هؤلاء الأعزة والأكابر! ولقد وقع في باطني شيء أحسه بطريق الذوق والوجدان، يعجز عن تقريره اللسان، سبحان الله مقلب القلوب ومبدل الأحوال ولعل أهل الظاهر يستبعدون ذلك، وإني لا أدري كيف هذا الحال وعلى أي منوال، انتهى(1).

وفي «الكشف الغطاء»: وقد رأيت بخط سيد العلماء أفضل الفضلاء مولانا عبد الحكيم السيالكوتي في رد بعض شبهات المخالفين على كلامه ـ قدس سره ـ هذه العبارة(2) «القدح في كلام الشيوخ على غير مرادهم جهل وعاقبته وخيمة، فرد كلام الشيخ الأجل العارف الكبير الشيخ أحمد إنما هو من السفاهة وقلة الفهم، كتبه الفقير عبد الحكيم» وإن أردت تصديق ذلك فذلك الخط عند إمام العصر الشيخ محمد النقشبندي نجل قدوة الأولياء الشيخ محمد معصوم ـ قدس الله سره ـ نطلعك به. انتهى.

وقال الشيخ عبد العزيز بن ولي الله العمري الدهلوي في رسالة له إلى المحقق صدر الدين الحيدرآبادي: «ولما رسخت هذه المعرفة «التوحيد الوجودي» وتدرج أصحاب العقول الزائغة في طريق الإلحاد، واتخذوا هذه المعرفة الغامضة وسيلة لإبطال الشرائع والتكليفات، وشاع مذهب الشيخ محب الله الإله آبادي الذي ظاهره الإلحاد، وراج رواجاً عظيماً، قيض الله للإصلاح الشيخ الكبير أحمد السرهندي، وألهمه علوماً غريبة ليعتدل الحار بالبارد والرطب باليابس حتى تتزن الأفكار ويزهق الباطل

---

(1) وهمه عبارته الفارسية اوين است: صدقني بعض فقير محمدة مبان شيخ احمد سلمه الله از حد متجاوز است اصلاً پرده بشريت وغشاوه جبليت درميان نمانده، نمي داند كه انكار است قطع نظر از رعايت طريقه انصاف وحكم عقل كه چنين بزرگي را منكر بود، ودر باطن فقير بطريق ذوق ووجدان وعلم چيزي شده است كه زبان از تقرير آن لال است، الله مقلب القلوب ومبدل الأحوال، شايد اهل ظاهر ببعيد استبعاد نمايند كه اين چه حال است وچه مثال است، انتهى

(2) قدح كردن در سخن بزرگان بي مراد ايشان جهل است وعاقبت وخيم است پس رد كلام شيخ اجل عارف كامل شيخ احمد از جهل وبي فهمي است. كتبه الفقير عبد الحكيم

الممزوج بالحق وذلك معنى التجديد هذا ما قيل فيه»[1].

ومن الخطة التقدسية ما قاله في المعارف الصوفية»:

اعلم أن معارفهم وعلومهم في نهاية سيرهم وسلوكهم إنما هي علوم الشريعة لا أنها علوم أخر غير علوم الشريعة، نعم تظهر في أثناء الطريق علوم ومعارف كثيرة ولكن لا بد من العبور عنها، ففي نهاية النهايات علومهم علوم العلماء، وهي علوم الشريعة، والفرق بينهم وبين العلماء أن تلك العلوم بالنسبة إلى العلماء نظرية واستدلالية، وبالنسبة إليهم كشفية وضرورية.

وقال في الشريعة:

اعلم أن الشريعة متكفلة بجميع السعادات الدنيوية والأخروية، ولا يوجد مطلب يحتاج في تحصيله إلى غير الشريعة، وأما الطريقة والحقيقة فهما خادمان للشريعة، وتحصيلهما لتكميل الشريعة لا غير. وأما الأحوال والمواجيد والمعارف التي تظهر للصوفية في أثناء الطريق فليست من المقاصد، بل هي أوهام وخيالات تربى بها الأطفال فلا بد من العبور عنه في النهاية.

وقال في التوحيد:

اعلم أن التوحيد قسمان: توحيد شهودي، وتوحيد وجودي، والذي لا بد منه هو التوحيد الشهودي الذي يتعلق به الفناء. والتوحيد الشهودي لا يخالف العقل ولا الشرع بخلاف التوحيد الوجودي فإنه يخالفهما ويتضح ذلك بمثال، وذلك أنه لو قال شخص عند طلوع الشمس واختفاء الأنجم: ليس في السماء إلا الشمس، فهذا القول صحيح لا يخالف العقل ولا الشرع، إذ لا يرى حينئذ إلا الشمس لضعف بصره، فلو أعطى حدة البصر لرأى النجم مع الشمس، بخلاف ما لو قال ذلك قبل طلوع الشمس فإنه يكذبه العقل والشرع وأما أقوال المشايخ التي وردت في التوحيد فلا بد أن تحمل على التوحيد الشهودي حتى لا تخالف العقل والشرع.

يقول الإمام السرهندي في رسالة كتبها إلى الشيخ فريد البخاري.

«إن التوحيد الذي يحصل للصوفية في أثناء سلوكهم ينقسم قسمين:

التوحيد الشهودي، والتوحيد الوجودي. التوحيد الشهودي: عبارة عن رؤية واحد: أي أن لا يكون شهود السالك إلا فرداً أحداً. والتوحيد الوجودي عبارة عن اعتقاد وجود واحد، وفناء كل ما سواه وعدمه.

ثم يقول:

«مثل أن يطمئن قلب إنسان على وجود الشمس، فلا يستلزم استيلاء هذا اليقين أن يعتقد عدم النجوم وفناءها، ولكن هو عندما رأى الشمس ولا يرى النجوم، فإن مشهوده ـ حينئذ ـ ليس إلا الشمس، ولكن رغم ذلك لا يعتقد أن النجوم فانية معدومة، بل يكون على يقين من أنها مختفية ومغلوبة بضوء الشمس وشعاعه»[2].

وهكذا حقق الإمام السرهندي وأثبت «أن وحدة الوجود» مقام يعرض للسالك خلال السلوك، فيشاهد ـ عند ذلك ـ عياناً وجهاراً أنه لا وجود هناك إلا لواجب الوجود، وكل ما يراه الإنسان من وجود، فهو وجود واحد، وما سواه فليس إلا «تنوعاته وتلويناته» وفي تعبير المتذوقين لهذا المشرب الوجودي «تنزلاته».

ولكن لو حالف التوفيق الرباني، ورافق الهدى النبوي وكان السالك صاحب طموح وعلوهمة، فإنه

---

(1) وهرگاه این معرفت پخته شد رفته رفته در مهد کنمت عارفان طریقه مرده که بمهوراه اتحاد بیمود واین معرفت خاصه را وسیلهٔ الحاد شرع وتکبحدت نمودند ومدعی شیخ محب الله نه آمدی که ضمرش فته در وادی اتحاد می زند شیوع نمده وزوایح ما لا کلام بدست عصیت حداوندی حضرت شیخ احمد سرهندی را در روی کار آورد وعلوم غریب سرپشته آنکه فرمود من قبیل تعمیق النحاز داشاره وترصد شتبیس ت هیئت عندیه در دهد مرده حکیرد وتماس ممزوج بحق رفع واعمت بمبرد وهمین است مصداق معنی مجددیت. انتهی هذا ما قیل فیه.

(2) الرسالة رقم ٤٣ المجموعة الأولى من رسائل الإمام السرهندي.

يفوز بمقام آخر وهو مقام وحدة الشهود[1].

(١) وذلك الذي ذكره شيخ الإسلام ابن تيمية (م ٧٢٨هـ) وحققه قبل الإمام السرهندي بثلاثة قرون، في رسالته «العبودية» فقال:

«وأما النوع الثالث: مما قد يسمى فناءً فهو أن يشهد أن لا موجود إلا الله، وأن وجود الخالق هو وجود المخلوق، فلا فرق بين الرب والعبد، فهذا فناء أهل الضلال والإلحاد، الواقعين في الحلول والاتحاد، وهذا يبرأ منه المشايخ المستقيمون على هدي الكتاب والسنة كالصحابة والأئمة المهتدين (رسالة العبودية ص ٨٨)، ويقول:

«وأما النوع الثاني: فهو الفناء عن شهود السوى، وهذا يحصل لكثير من السالكين، فإنهم لفرط انجذاب قلوبهم إلى ذكر الله وعبادته ومحبته وضعف قلوبهم عن أن تشهد غير ما تعبد، وترى غير ما تقصد، لا يخطر بقلوبهم غير الله، بل ولا يشعرون به (رسالة العبودية ص ٨٥).

وقد جاءت مثل هذه الإشارات في كلام بعض العرفين السابقين كالإمام الشيخ شرف الدين يحيى المنيري (م ٧٨٦هـ) وغيره، ولكن الذي حمل لواء الإنكار على نظرية وحدة الوجود و «التوحيد الوجودي» الذي ألح عليه ودعا إليه الشيخ ابن عربي ومن كان على مذهبه، وأثبت وحدة الشهود ببراهين ساطعة، وأثبت أن السالك يتوصل إليه بتوفيق الله تعالى والتقدم في السلوك والرياضة، كما اتفق له ولشيخه الشيخ عبد الباقي النقشبندي الدهلوي (م ١٠١٤هـ) فكان لهذا التحقيق والمعرفة رواج وانتشار، وشيوع وازدهار، والفضل في ذلك يرجع إلى الإمام السرهندي رحمه الله وأثابه.

وليكن على بال أنه نشأ هناك بين القائلين بنظرية «وحدة الوجود» والحاملين للوائها والدعاة المتحمسين إليها - في عصر الإمام السرهندي وقبل عصره - عدد كبير من الصوفية المتزعمين الذين تحرروا من كل القيود والحدود الشرعية، وخلعوا ربقة الفرائض، والواجبات الإسلامية، واعتقدوا أن كل شيء من عند الحق بل كله عين الحق، فلماذا هذا التفريق والتمييز بين الحق والباطل والكفر والإيمان والحلال والحرام؟ وأن غاية أنفسهم مقام أسمى وأرفع لا يحظى بها إلا الكاملون الواصلون إلى حضرات القدس وهو مقام وحدة الوجود وقد كانت هذه الصبغة الوجودية - في القرن العاشر، العصر الذي ولد فيه الإمام السرهندي وعقل ووعى ونضج روحياً وفكرياً - هي السائدة في الهند حتى كان الشعراء المذوقون لهذه المعاني يتغنون بهذه العقيدة، ويساوون بين الكفر والإيمان بل قد يتعدون حدود ذلك إلى ترجيح الكفر على الإيمان وكان الناس يرددون أبياتاً معناها:

«الكفر والإيمان قريبان فمن لم يتمتع بالكفر لم يتمتع بالإيمان».

وقد في وجود الحق وفي [illegible]

[illegible] وجود الحق تعالى وكذا وحدته من نبوة محمد ﷺ من حسبي ما جاء به من عند الله تعالى لا يحتاج إلى فكر ولا دليل، والنظر والفكر فيه ما دامت العلة موجودة والآفة ثابتة، وبعد الصحة من مرض القلب ودفع الغشاوة البشرية لا يبقى غير البداهة، مثاله الصفراوي ما دام مبتلى بعلة الصفراء فحلاوة السكر عنده تحتاج إلى دليل، والأحول يرى الشخص الواحد اثنين ويحكم بعدم وحدته فهو معذور، ووجود الآفة فيه لا يخرج وحدة الشخص من البداهة ولا يجعله نظرياً. ومعلوم أن ميدان الاستدلال ضيق واليقين الذي يحصل من طريق الأدلة متعسر جداً، فلا بد من تحصيل الإيمان اليقيني من إزالة المرض القلبي، لكما أن السعي في إزالة علة الصفراء للصفراوي لتحصيل اليقين له بحلاوة السكر أهم من السعي في إقامة الأدلة لتحصيل اليقين بحلاوته. فكذلك ما نحن فيه فإن النفس الأمارة منكرة بالذات للأحكام الشرعية وحاكمة بالطبع بنقيضها، فتحصيل اليقين بهذه الأحكام الصادقة بالأدلة مع وجود الإنكار [illegible] متعسر جداً. فلا بد في تحصيل اليقين من تزكية النفس، وتحصيل اليقين من غير تزكيتها صعب لأنه ﴿قد أفلح من زكاها وقد خاب من دساها﴾، فعلم أن منكر هذه الشريعة الباهرة والحجة الظاهرة [illegible] مثل منكر حلاوة السكر.

* ثم قيل في بعض كتب شرح هذه الأبيات يوضح معناه:
أثبت من حيث أن الإسلام في الكفر والكفر في الإسلام
يعني ﴿يخرج الحي من الميت ويخرج الميت من الحي﴾ [illegible]
[illegible] هو الكفر [illegible] الإسلام.
ويقول في موضع آخر بيتاً معناه:
العشق مع الكفر صحبة وقرابة، الكفر ينحصر في [illegible]
(الشرف والشعور)

هذه هي الحالات الحرجة التي عاش الإمام السرهندي على [illegible] في حقيقة هذه العقيدة وقد وهبه الله قسطاً كبيراً من [illegible] غيرة والغيرة الحمية الشديدة وحتى كانت تتحقق له [illegible] النبوة العظيمة في الحديث المشهور [illegible] من كل خلف عدوله ينفون عنه تحريف الغالين وانتحال المبطلين وتأويل الجاهلين (أخرجه البيهقي، كذا نقله النووي)

والمقصود من السير والسلوك وتزكية النفس وتصفية القلب إزالة الآفات الطبعية والأمراض القلبية، كما قال تعالى ﴿فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ﴾. حتى يتحقق بحقيقة الإيمان، فإن وجدانه يحصل مع وجود هذه الآفات فهو بحسب الصورة فقط، فإن وجدان الأمارة حاكمة بحلاوته ومصرة على حقيقة كفرها. ومثل هذا الإيمان والتصديق الصوري مثل إيجاد الصفراوي حلاوة السكر، فإن وجدانه شاهد بحلاوته، لكنه لا يحصل اليقين الحقيقي بحلاوة السكر إلا بعد إزالة مرض الصفراء، فكذلك لا تحصل حقيقة الإيمان إلا بعد تزكية النفس والاطمئنان، وحينئذ يكون وجدانيا. وهذا القسم من الإيمان محفوظ من الزوال. ﴿ألا إن أولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون﴾ صادق في شأنهم، شرفنا الله تعالى بشرف هذا الإيمان الكامل الحقيقي.

وقال في فضل الطريقة النقشبندية:

اعلم أن طريقة الخواجگان - قدس الله أسرارهم - مبنية على اندراج النهاية في البداية. قال الشيخ النقشبند: نحن ندرج النهاية في البداية، وهذه الطريقة بعينها طريقة الصحابة الكرام رضوان الله تعالى عليهم أجمعين، فإن الصحابة تيسر لهم في بداءة صحبتهم مع النبي ﷺ ما لم يتيسر لغيرهم في نهايتهم، فلهذا لما تشرف وحشي قاتل حمزة رضي الله عنهما في بداية إسلامه مرة بصحبة النبي ﷺ كان أفضل من أويس القرني الذي هو خير التابعين، فالذي تيسر لوحشي في بداءة تلك الصحبة ما تيسر لأويس القرني في نهايته.

وقال في بيان أن الجذبة التي قبل السلوك ليست من المقاصد:

اعلم أن للوصول طريقين: الجذبة، والسلوك، وبعبارة أخرى: التزكية، والتصفية. والجذبة التي قبل السلوك ليست من المقاصد، والتصفية التي قبل التزكية ليست من المطلب. والجذبة التي تكون بعد تمام السلوك، والتصفية التي تكون بعد حصول التزكية الكائنة في السير في الله من المقاصد المطلوبة، فالجذبة والتصفية السابقة لأجل تسهيل السلوك على السالك، وبدون السلوك لا ينال المطلوب، وبلا قطع المنازل لا يظهر جمال المحبوب، فالجذبة الأولى كالصورة للثانية وفي الحقيقة لا مناسبة بينهما، فالمراد من اندراج النهاية في البداية اندراج صورة النهاية وإلا فحقيقة النهاية لا تسعها البداية - وتحقيق هذا المبحث مفصل في رسالة الجذبة والسلوك، فلا ينبغي الاكتفاء عن الحقيقة بالصورة بل لا بد من العبور عن الصورة إلى الحقيقة - انتهى ما في المعربات للشيخ يونس ملخصاً.

أما بيان وحدة الوجود ووحدة الشهود:

أما بيان وحدة الوجود على ما ذكره الشيخ الأكبر وأتباعه ووحدة الشهود على ما ذكره الشيخ أحمد والفرق بينهما فيلخص ذلك من المكتوب المدني للشيخ ولي الله بن عبد الرحيم العمري الدهلوي يتضح لك ما قيل فيه:

اعلموا أن وحدة الوجود ووحدة الشهود لفظتان تطلقان في موضعين، فتارة تستعملان في مباحث السير إلى الله عز وجل فيقال: هذا السالك مقامه وحدة الوجود، وذلك مقامه وحدة الشهود، ومعنى وحدة الوجود ههنا الاستغراق في معرفة الحقيقة الجامعة التي تعين العالم فيها بحيث تسقط عنه أحكام التفرقة والتمايز التي معرفة الخير والشر مبنية عليها، والشرع والعقل مخبران عنها مبينان لها أتم بيان وأوفى إخبار، وهذا مقام يحل فيه بعض السالكين حتى يخلصه الله تعالى منه، ومعنى وحدة الشهود: الجمع بين أحكام الجمع والتفرقة، فيعلم أن الأشياء واحدة بوجه من الوجوه كثيرة متباينة بوجه آخر، وهذا المقام أتم وأرفع من الأول، وهذا الاصطلاح مأخوذ من بعض أتباع الشيخ آدم البنوري قدس سره».

ومما يدل على شدة تمسكه بالشريعة الغراء وغيرته عليها أشد الغيرة، واستنكافه عن كل ما عارضها من أقوال الصوفية وكلام المشايخ، ما جاء في رسالة له إلى معاصر كتب إليه أن الشيخ عبد الكبير اليمني قال:

«إن الله عليم بالكليات فقط» فقال في الرد عليه:

«يا سيدي! إن هذا الفقير لا يكاد يحتمل سمع مثل هذا الكلام، إن عرقي الفاروقي ينبض عند ذلك، سواء كان ذلك كلام عبد الكبير اليمني أو محيي الدين ابن

عربي، نحن في حاجة إلى محمد العربي لا ابن عربي، إن الفتوحات المدنية[١] أغنتنا عن الفتوحات المكية[٢] عمدتنا النص لا الفص[٣].

وقد أنكر وجود بدعة حسنة، وقال: إن رسول الله ﷺ أطلق القول فقال: كل بدعة ضلالة. فلا يستثنى من هذا الإطلاق بدعة، وله رسائل قوية واضحة في الإنكار على أعمال شركية وتقاليد وعادات تسربت في مسلمي الهند عن أهل البلاد الوثنيين[٤].

وكانت وفاة الشيخ أحمد المجدد لليلتين بقيتا من صفر سنة أربع وثلاثين وألف بمدينة سرهند، فصلى

---

(١) إشارة إلى الرسالة المحمدية والشريعة الغراء التي استفيدت منها.

(٢) كتاب الشيخ ابن عربي المشهور.

(٣) إشارة إلى كتاب الشيخ محيي الدين ابن عربي «فصوص الحكم».

(٤) يرجع إلى قصة مقاومة الإمام السرهندي لثورة الملك «أكبر» على الإسلام ومحاولة توجيهه للبلاد إلى وحدة الأديان، والانتصار للديانة البرهمية، والحضارة الهندية القديمة البائدة، وعدائه لشعائر الإسلام، وإنكاره أنه هو الدين الخالص الذي لا يقبل الله سواه، وتقريبه للبراهمة، والقساوسة، والملحدين، وتحريمه ذبح البقرة إرضاءاً للهنادك عباد البقر، والعقوبة عليه بالإعدام، وتحليله للخمر تباع وتشرب، وكراهيته لتسمية الابن محمداً، إلى غير ذلك مما يدل على بغضه للإسلام، وشعائره، وقضاء الإمام السرهندي على خطر الردة العقائدية والحضارية على بلاد الهند والشعب المسلم، وأسلوبه الحكيم في هذه المقاومة، ونجاحه المنقطع النظير في إبقاء هذا القطر والأمة على الإسلام وعقيدته وشعائره، ونجاحه في جهوده، حتى خلف الملك أكبر شاه التيموري، ابنه الملك نور الدين جهان گير وهو أحسن منه حالاً، وأسلم ديانة وعقيدة، وخلفه الملك شهاب الدين شاهجهان (باني تاج محل) وهو أقوى منه ديانة وأكثر منه صلاحاً، وخلفه الملك المسلم، المصلح المجاهد، الملك محيي الدين عالمگير اورنگ زيب، الذي لقبه بعض المؤرخين العارفين بسادس الخلفاء الراشدين (يرجع في ذلك إلى ترجمته في هذا الكتاب) والفضل في كل ذلك يرجع بعد توفيق الله تعالى وأمره إلى جهود الإمام السرهندي وأنجاله وأحفاده.

يرجع في كل ذلك إلى الجزء الثالث من كتاب صاحب التعليق (رجال الفكر والدعوة في الإسلام الجزء الثالث الخاص بالإمام السرهندي) طبع دار القلم الكويت (الندوي)

عليه ابنه محمد سعيد ودفنه بها، وقبره هناك مشهور.

٧١ ـ الشيخ أحمد بن عبد الله الحضرمي

الشيخ العالم الفقيه أحمد بن عبد الله بن أحمد بن حسين بن عبد الله بن الشيخ بن عبد الله الشافعي الحضرمي الحيدرآبادي، أحد من يشار إليه في العلم والمعرفة، ذكره الشلي في «المشرع الروي» قال: إنه حفظ القرآن عن الشيخ عبد الله بن عمر باغريب، ثم حفظ عدة متون في عدة فنون، وأخذ عن أكابر عصره، فأخذ عن والده الحديث والفقه والتصوف وألبسه الخرقة الشريفة، وأخذ عن الشيخ أبي بكر بن عبد الرحمن بن شهاب، وصحب السيد زين بن محمد باحسن الجمل الحبشي والسيد محمد بن أحمد الشاطري وغيرهم، وجد في الطلب حتى صار من أئمة المحدثين، ثم اشتاق إلى الشهرة في البلاد فكان أول رحلته إلى حضرة خاله الشيخ جعفر الصادق فلازمه زمناً بأحمدآباد، ثم توجه إلى بلاد الدكن والتزمه بعض الأمراء، فمكث عنده إلى أن انقضت مدة ذلك الأمير وتوفاه في تلك البلاد، وكان كل من يشمله فضله بفعله، ما خاب من أم بابه وقصده، وجمع من الأدب والفقه والحديث وغيرها من الفضائل، ودرس فأفاد الطالبين، وسلك بالمريدين سبيل المشايخ الأقدمين، وله نظم ملك فيه زمام البلاغة والفصاحة مع إلمام جيد في معاني السنة والكتاب، ومعرفة تامة باللغة والإعراب، ولم أقف على منظومه ولا منثوره. انتهى.

مات سنة ثلاث وسبعين وألف بحيدرآباد فدفن بها في فناء المسجد قوة الإسلام، كما في «المحبوب ذي المنن».

٧٢ ـ السيد احمد بن عبد اللطيف البلكرامي

الشيخ العالم أحمد بن عبد اللطيف بن محمود الأصغر الحسيني الواسطي البلگرامي، كان ينتسب إلى عمه عبد الله بن محمود لأنه رباه وتبناه فاشتهر بتلك النسبة ونقش على خاتمه «أحمد بن عبد الله»، وكان كثير الفضائل حسن الشمائل حسن الخط ماهراً في الحساب، لم يزل يشتغل بالكتابة بعد صلاة الإشراق، وقد قلد الحكومة في بهسو من قرى مكره حسن

أبو الحسن علي الحسني الندوي

رجال الفكر والدعوة في الإسلام

الإمام السرهندي
«حياته وأعماله»

الجزء الثالث

دار ابن كثير
دمشق - بيروت

فهرس الموضوعات

سبحان الله وبحمده

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مرقعات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

۱......مخطوطہ مجموعہ رسائل شیخ عبدالاحد:

۱......رسالہ فیض العام

۲......رسالہ الجنات الثمانیہ

۳......رسالہ بدایع شرایع

۴......رسالہ من الآثار فی قرأۃ النبی المختار

۵......رسالہ برہان الجلی فی فضل الذکر الخفی

۶......رسالہ اسرار الجمعہ

۷......رسالہ نفی الاشارہ فی الصلوٰۃ

۲......مخطوطہ: رسالہ وثیقۃ الا رار (صفحہ اول ودوم وآخر)
مصنفہ، فقیر اللہ بن عبدالرحمٰن الحنفی القرشی الہاشمی، مؤلفہ ۱۱۶۵ء،
مکتوبہ فریدالدین محمد منگریو، شکارپور (سندھ)
(عطیہ، پروفیسر پیر نثار احمد جان سرہندی، میرپور خاص، سندھ ۲۰۰۶ء)

عبدالاحد مجموعہ الرسایل الشیخ

شیفتہ عربیہ ۲/۶۵

بسم الله الرحمن الرحيم

سبحانك يا من بعث على رأس كل مائة سنة من هذه الامة من يجدد لها دينها
وزاد في كل آن وشان لشموس الهداية ونجوم الكرامة تنويرا
وسلم وبارك وكرم على سيد الانام وصحبه الكرام ما ركع راكع وسجد ساجد
وخشع خاشع بالمقام اما بعد فيقول اضعف البرية عبد الاحد بن الشيخ محمد
سعيد خازن الرحمة العمدية قدس سره العلية لما تشرفت بزيارة الحرمين
الشريفين زادهما الله ابهة وكرامة مع امام العصر وقطب الزمان الشيخ
محمد نقشبند خلف قدوة العارفين غوث الواصلين الشيخ محمد معصوم قدس
سره وتشرفت بادراك صحبة الكرام فيهما التمس جمع منهم ان اولف رسالة
مشتملة على احوال جدي المجدد للالف الثاني القطب الرباني الشيخ احمد
النقشبندي السرهندي قدس الله سره السامي حيث تكون تذكرة
لاصحابه وتبصرة لاحبابه فاستخرجت من مقامات الفارسية التي صنف
احد الثقات مثل الفاضل الكامل الشيخ بدر الدين السرهندي والعارف
المحقق خواجه هاشم الكشمي البرهانفوري رسالة حاوية لما لابد من احواله
مشتملة على جنات ثمانية وخاتمة وحسن خاتمة الجنة الاولى في البشارات
التي صدرت بوجوده المسعود قبل ظهوره الثانية في بيان ميلاده ونسبه الثالثة
في نسبته بسلاسل المشايخ الكرام قدس الله اسرارهم الرابعة في طريق تحصيله
وسنده في الحديث وعلم القراءة وغيرها الخامسة في ذكر مصنفاته السادسة
في ذكر كراماته السابعة في ذكر بعض كلماته الطيبة المتضمنة لمكاشفاته العجيبة الثامنة

بسم الله الرحمن الرحيم

اکرام وما اسلفنا کان اجمانا ثم لیعلم ان مراعات الاثار رجحۃ للفضیلۃ [illegible]
لا تتعلق بہا صحۃ الصلوۃ ولا الکراہتہا القول

فاقروا ما تیسر من القران والسلام
علی من اتبع الہدی والتزم
متابعۃ المصطفی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم الی
یوم القیام تمت
الکتاب بعون
الملک الوہاب
تم تم تم
تم تم
تم

[illegible] فدق حيل الفيد قال [illegible]
[illegible] وخرجت الى حضرت القدس [illegible]
[illegible] وحمل بعض الكبرا عن اصحابه [illegible]
[illegible] وقصة التي جرت عليه انى كنت [illegible]
[illegible] بيني وبينه عهدان السابق منا الى الموت يذكر حاله بعد الآخر [illegible]
فسبقني هو فكنت كل ليلة بعد الظهر اصلي واستغفر له وما ارى شيئا وقتى
حولين حتى انكنت ليلة من ليالي نائما اذ رايت انه دخل على وبوجهه در
على اثر من يخرج بحر عظيم قلت ما شانك ولم استطعت عنى ذلك الله بعد
قال يا احمد انى كنت محبوسا محاسبا الى هذا اليوم فلما خلصت جئت
اليك وكان سبب خلاصي عنه انه نزل على اليوم الشيخ احمد السرهندي فما
زال متضرعا الى الله حتى خلصني فجئت عندك قال المجدد رضي الله تعالى عنه
فاستفسرت عن تاريخ ذلك المنام فاذا هو ذلك اليوم الذي دخل فيه مجدد رضي
الله تعالى عنه على قبره وكنت اذ ذاك معه
والله سبحانه اعلم بصدق المقال وهو
المستغفر في سائر الاحوال والصلوة
والتحية على افضل البرية
والسلام تمت
الرسالة البرهان
الرباني
فضيلة
ذو النعم
بالخير

[illegible] يوم البعث بهم يرزقون وبهم يمطرون وهم الذين [illegible]
في [illegible] طريق معقوم اقول [illegible]
[illegible] اخرج ابو داود [illegible] قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان من
عباد الله لاناسا ما هم بانبياء ولا شهداء يغبطهم الانبياء والشهداء يوم القيمة بمكانهم من الله
قالوا يا رسول الله تخبرنا من هم قال هم قوم تحابوا بروح الله على غير ارحام بينهم ولا اموال
يتعاطونها فوالله ان وجوههم لنور وانهم لعلى نور لا يخافون اذا خاف الناس ولا يحزنون
اذا حزن الناس ثم قرأ هذه الاية الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون وفي رواية
ان لله عبادا ليسوا بانبياء ولا شهداء يغبطهم النبيون والشهداء بقربهم ومقعدهم من الله يوم
القيمة [illegible] عند [illegible] رسول الله من هم فقال هم عباد الله من بلدان شتى و
قبائل شتى لم يكن بينهم ارحام يتواصلون بها ولا دنيا يتباذلون بها يتحابون بروح
الله يجعل الله وجوههم نورا ويجعل لهم منابر من نور قدام عرش الرحمن يفزع الناس ولا يفزعون
ويخاف الناس ولا يخافون [illegible] كانت الرسالة [illegible]
[illegible] سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله
رب العالمين ۱۲
آمين ۱۲
تم تم

رسالة نفي الاشارة في الصلوة

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمد من تنزه عن الاشارة ... وتقدس ... والسلام على من ...
... الحمد لله ...

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي وفقنا لتحمل الاسانيد والصلوة والسلام على خاتم الرسالة وعلى آله وصحبه على التابيد فيقول اقل عباد الله خادم الفقراء فقير الله بن عبد الرحمن الحنفي القرشي الهاشمي الرتاسي ثم الجلالابادي الحصاري عامله الله تعالى بلطفه الخفي لما منح الله جل مجده على باجازات العلوم الدينية المثمرة لمعارف اليقينة من الكتاب والسنة واصول الفقه وفروعها السنية الابهية والنحو والآداب والعقايد وطرق الصواب لبشارة وراثة مظهره الاتم عليه من الصلوة والتحيات الاعم منهم الحبر النحرير في التقرير والتحرير مولانا المحقق محمد صادق بن وسندار الستكهاري الحصاري غفرهما الله تعالى وقد اجاز لي في المشكوة ومنهم الشيخ الامين رئيس المحدثين سالك مسلك النجاة مولانا محمد حيات السندي المدني رحمه الله تعالى وقد اجازلي في الصحاح الستة وغيرها ومنهم الشيخ الفقيه طيب خطيب بن عمر بن عبد اللطيف الناشري اليمني الحديدي وقد اجازني بجميع مروياته عن ابي زكريا يحيى ابن

شرف النووي رحمه الله تعالى ومنهم العلامة شهاب سند محمد هاشم بن عبد الغفور
التتوي غفره الله تعالى وقد اجازلي في العلوم المذكورة ومنهم الشيخ الكامل
والعلامة العامل غنيمة العصر والاوان قطب الاقطاب في الزمان مولانا
محمد مسعود البشاوري رحمه الله وقد اجازلي في ستة طرق واخبرني بالطريقة الكبروية
ايضا فاردت تاليف اسانيدها في كراسات عديدة مع تحقيقات مزيدة
من كتب الائمة الاعلام من الثقات وعلماء الاسلام كالعسقلاني والاكمل
وصاحب فتح القدير وعفو المكان موثر اثرهم ومكتفيا بذكر اسانيد جميع
ما اخبرني العلامة التتوي اجازة لاشتماله على ما اخبرني به المشايخ رحمهم الله تعالى
وسند الخطيب في جميع ما روى من الشيخ ابي زكريا يحيى بن شرف النووي رحمه الله تعالى
وسندي الطريقة من القطب ورتبتها [illegible] ذكر فيهما ما ينبغي للتقديم وسند النحو
ايضا لكونه آلة التعلم والتعليم وثمانية فصول [illegible] في سند اصول الدين
والعقايد مطلقا [illegible] في سند القرآن العظيم مع الروايات عن القراء
السبعة من طريق رواتهم الاربعة عشر المشهورين مسلسلا الى سيد الانبياء
والمرسلين عليه من الصلوة اتمها ومن التحيات اعمها وعليهم اجمعين والتفاسير
المجاز بها [illegible] في اسانيد الصحاح الستة وغيرها من كتب الاحاديث

جمع هذه الرسالة ... [illegible]
... [illegible]
فقير ... عفي عنه

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

مناجات

قطبِ زمان مولانا خالد کرُدی شامی نقشبندی

☆☆

خداوندا بحقِ اسمِ اعظم
بنورِ سیدِ اولادِ آدم

بسوزِ سینۂ صدیقِ اکبر
بسلمان و بقاسم یارِ دیگر

بشاہِ صفدرِ کرارؔ حیدر
کہ از نیروش واشد بابِ خیبر

نبد فصلی بروزِ کار زارش
ز عزرائیل و ضربِ ذوالفقارش

بآں سرِوگلستانِ نبوت
بآن شمعِ شبستانِ فتوت

حسن کز محض لطف و خیر خواہی
فرود آمد ز تختِ بادشاہی

بآن نوبادۂ باغِ رسالت
بآن یکتای میدانِ بسالت

حسین آن سرورِ جمعِ سعیدان
سپہ سالارِ افواجِ شہیدان

بآن چشم و چراغِ اہلِ بینش
کہ بروی بُد مدارِ آفرینش
علی ابن الحسین آن زینِ عُبّاد
کہ بود از غیر ذاتِ بحت آزاد
بآن کانِ صفا و منبعِ نور
کہ بود اندر قبای عز مستور
محمد باقر آن کوہِ مفاخر
کہ از تحریریش گفتند باقر
بحقِ مجمع البحرین انوار
کہ شد او را ز صدیق و علی بار
امامِ صادق و مصدوق جعفر
کہ این دو منصب او راشد میسر
بحقِ جملہ اہلِ بیت اطہار
کلان و خورد مرد و زن بیکبار
کہ ہر یک کشتیِ بحرِ یقین است
چہ کشتی لنگرِ رویِ زمین است
بآن سرمستِ صہبایِ محبت
کہ بُد غواص دریایِ محبت
رئیسِ عشق بازان قطبِ بسطام
کہ در این رہ نزد چون او کسی گام
بشرب بوالحسن از جامِ عشقت
کہ بُد شائستہ اقدامِ عشقت

بحقِ بوعلی آن قطبِ فائق
بخواجہ یوسف آن غوثِ خلائق
بعبد الخالق آن البرز تمکین
امامِ پیشوایان رہبرِ دین
کہ پا نہ نہادہ آن فرخندہ اختر
بجز اندر قدم گاہِ پیمبر
بحقِ خواجہ عارف کانِ معنی
بحقِ خواجہِ انجیر فغنی
بہ تمکینِ عزیزان پیرِ نساج
کہ برچرخِ برین سود از شرف تاج
بحقِ خواجہٗ بابا سماسی
بآن خورشید برجِ حق شناسی
امیرِ شہ کلال آن پیرِ کامل
کہ فکرِ غیر نہ گزشتی است در دل
بحقِ پیرِ پیرانِ بخارا
کزو شد سنگِ خارا زرِ سارا
بہاء الدین والدنیا محمد
کہ این راہِ ہدٰی زو شد ممہد
بہ بے نقشی چو کردی سربلندش
نہادی نام شاہِ نقشبندش
ز بس کزوی گرہ ازکار واشد
خطابش خواجہٗ مشکل کشا شد

بقطب حق علاء الدین عطار
کہ از عالم کشادی قفلِ اسرار

بآن پیریکہ چرخ آمد مقامش
ازان یعقوب چرخی گشت نامش

بحقِ آبروی پیر احرار
کزوزیبِ دگر بگرفت این کار

چہ گویم من بوصف آن گرامی
کہ در وصفش چنین گفت است جامی

مقام خواجہ برتر از گمان است
برون از حدِ تقریر و بیان است

دلش بحریست ز اسرارِ الٰہی
کزو یک قطرہ از مہ تا بماہی

بخواجہ زاہد آن پیرِ صفا کیش
بجان بازی مولانائ درویش

بحقِ خواجگی کاندر ہدایت
نمودی درجِ اسرارِ نہایت

بآن مہرِ سپہرِ ارجمندی
ختامِ خواجگانِ نقشبندی

کہ صہبائ محبت راست ساقی
دُرِ دریائے عرفان خواجہ باقی

بآن سیّار سیرِ بے نہایت
بآن سرہنگ اربابِ درائت

بآن ینبوعِ اسرارِ نہانی
بآن شہباز اوجِ لامکانی

بنور دیدۂ فاروقِ احمد
کزو شرعِ محمد شد مجدّد

ز نورش شد سوادِ ہند روشن
از و سرہند شد وادیِ ایمن

چراغِ محفلِ باریک بینان
سپہ سالارِ فوجِ پاک دینان

نسنجد ہر کہ داند ارتقائش
نگاہِ ہیچکس بانقشِ پائش

بہر دو دیدۂ آن غوث و قیوم
سعید و عروۃالوثقیٰ و معصوم

بہ شیخ عبدالاحد آن نجمِ ثاقب
محمد عابد آن والا مناقب

بہ سیف الدین وآن نورِ محمد
بہ شمس الدین حبیب اللہ ارشد

بہ پیرِ ما کہ ہست اندر زمانش
ہدایت حصر اندر آستانش

نشد جز بندگی آرام گاہش
از ان شد نام عبداللہ شاہش

نگویم از کمالاتش کہ چون است
ز ہر وصفیکہ اندیشم فزون است

بحقِ بو سعیدِ شاہِ دوران
بحار فضل ایزد دُرِ عرفان
بجوشِ عشق آن دل دادۂ حق
کہ شد احمد سعید اسمش محقق

امام و مقتدائے اہلِ عالم
ولیِ کامل و قطبِ معظم
غریب و بیکسم برمن بہ بخشا
چوکس مشکل کشا نبود تو بکشا

دری بکشای از خوشنودیِ خویش
برین سرگشتۂ مہجور دل ریش
بہرکس از کرم کردی نگاہی
دو عالم رانمی سنجد بکاہی

ز بحری کز فیوضت گشت ریزان
ز عینِ مکرمت بر این عزیزان
برحمت رشحۂ ہم بردلِ من
اگر ریزد شود حل مشکلِ من

زمن ہرگز نشد کاری کہ باید
گنہ زین سان کہ در گفتن نیاید
ز اعمالِ بدِ خود شرمسارم
نہ طاقت نے زبانِ عذر دارم

چو بر خود بینم از بس شرمساری
بدوزخ خوشترم از رستگاری

بیامرز و مپرس از کارِ خام
به رسوائے نیرزد انتقام

اگرچه بس ستم برخویش کردم
قباحتهای از حدبیش کردم

چوی اندیشم از دریای جودت
خوشم با این همه نقصِ عهودت

بفضلِ فضلِ تو امید دارم
تو خود فرمودهٔ آمرزگارم

(مناجات بدرگاه قاضی الحاجات، مطبوعہ دہلی ۱۹۰۴ء)

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

مناجات

بدرگاہِ واہب العطیات بتوسل بزرگانِ نقشبندیہ

مولوی وکیل احمد سکندر پوری نقشبندی

☆☆

خداوندا بحسنِ بے مثالت
بمرآتی کہ مے تابد جمالت

بحق سرورِ[1] ارض و سمٰوات
بچشمِ نوربینِ جلوۂ ذات

بصدقِ صافیِ صدیق اکبر[2]
بسلمانِ[3] حقیقت یاب داور

بنور قاسم[4] نیکو سرشتہ
بصدقِ جعفر[5] والا نجستہ

بحق بایزید[6] پیرِ بسطام
بحق بوالحسن[7] نیکو سرانجام

بخواجہ بوعلے[8] پیرِ کامل
بہ یوسف[9] داشت کو آئینہ سان دل

بعبد الخالق[۱۰] ارشاد ایجاد
بخواجہ عارف[۱۱] توحید بنیاد

بہ محمود[۱۲] یکہ از اسرارِ باری
شدہ در دہر بحرِ فیض جاری

بحقِ فیض آن خواجہ[۱۳] عزیزان
زبانِ او ز وحدت نکتہ ریزان

بآن باباسماسی[۱۴] پیر حق بین
دلش جوہر کش آئینۂ دین

بآن سید امیر[۱۵] پیرِ عارف
کہ بود از نکتہ ہائے راز واقف

الٰہی از فیوضِ پیرِ پیران
کہ ہست او دستگیرِ دستگیران

بہاء الدین[۱۶] چو باب فیض بکشاد
درون عالمی شد وحدت ایجاد

از و سرِ حقیقت را پناہی
وزو توحیدِ حق را دستگاہی

بعالم تافت زو خورشید اسرار
نماید سینہ ہا سرِ مشق انوار

باو زیبد خطاب نقشبندے
کہ میدارد بعرفان ارجمندے

کشد بر لوحۂ دل نقشِ اسرار
بہر سو جلوہ آرا گشت انوار

بدل تا نقش بندِ راز گردید
زبانِ من ز وحدت باز گردید

بآن خواجہ علاء الدین[۱۷] عطار
کہ درعالم فشانداو عطرِ اسرار

بآن یعقوب چرخی[۱۸] پیرِ عارف
کہ دستش بودا ز اسرارِ کاشف

بآن خواجہ عبیداللہ[۱۹] احرار
کہ چشمش بود دائم محو انوار

ازو زیبا طریق نقشبندی
وزو والا مقامِ ارجمندی

دلش دریائے انوارِ حقیقت
لبش گویائے اسرارِ طریقت

محمد زاہدان[۲۰] پیرِ صفا خیز
دلش از نورِ عرفانی جلا خیز

بہ درویش محمد[۲۱] کز معارف
حقائق را زبانش بود کاشف

بآن خواجہ محمد[۲۲] کزہدایت
عیان می کرد اسرارِ ولایت

بآن سرمست نشہ خمِّ ساقی
حقیقت کیش عالم عبدِ باقی[۲۳]

دلش سیّاح دریایٔ حقیقت
تنش سیّاح صحرایٔ طریقت

بانوارِ مجدد الف ثانے[۲۴]
کہ بود او عارفِ رازِ نہانی

باسرارِ ولایت راز گویٔ
بابوابِ حقیقت نکتہ جویٔ

دلش از لوحۂ آفاق و انفس
تماشا بین انوارِ تقدس

بادراکاتِ جانِ خواجہ معصوم[۲۵]
کہ بود او حافظِ اسرارِ قیوم

بہ سیف الدین[۲۶] وآن نورِ محمد[۲۷]
کز ایشان قصرِ ایمان شد مُشیدّ

بآن مظہر[۲۸] کہ بودہ جانِ جانان
بچرخِ زہد و تقویٰ ماہِ تابان

بہ عبداللہ[۲۹] آن بحرِ ہدایت
کزو سربز شد باغِ ولایت

بہ سعد اللہ[۳۰] آنِ پیر ملک خو
کہ جانش بود محوِ معنے ہو

بآن اشرف علی[۳۱] پیرِ طریقت
دلش جوہر کشِ راز حقیقت

دلِ او مخزنِ انوار سبحان
زبانش مطلعِ اسرارِ سبحان

بحقِ این وفا کیشانِ جانباز
دل و جانم زعشقِ خویش بگداز

باین مستانِ بزم شاہدیت
باین گلہائے باغِ زاہدیت

الٰہی سینہ ام آئینہ زاکن
درون از نورِ خود جوہر نماکن

الٰہی من بغفلت آشنائم
بزلفِ مکرِ شیطان مبتلائم

دلِ من ازمی غفلت چو نوشید
بصد خواری بروئے خاک غلطید

ز عصیان در دلِ خود شرمسار
ز آہ و رنج در دل نالہ کارم

شرر ہائے خجالت سینہ ام سوخت
بُن مویم ہزاران برق افروخت

بہر اشکے کہ از چشم چکیدہ
شرر برخاک چون برقِ طپیدہ

گناہا نے کہ من دانستہ کردم
زخجلتہا نمودہ رنگ زردم
خیالی برکنم چون از گناہے
نجائد برق من نبضِ ---

زحیرانی پریشان کارم امروز
نگاہی بر غزالان دارم امروز
زمن جز خفتن و خوردن نیاید
زمن کارے نکو کردن نیاید

تمنایم ز لطفت بیکران است
ازین دستم بسوئے آسمان است
بلطفت احتیاجی دارم اینک
ز فضلِ تست یارب کارم اینک

خدایا عاجزم از دستِ عصیان
خدایا بودہ ام سرمستِ عصیان
مبیں کردار عصیان خیزیِ من
مبیں کارِہوس انگیزی من

مرادر غفلت و عصیان مپسند
کشا از دست و پائے من غل و بند
باین عاجز بدہ دستے کہ خیزد
ز دیدہ اشک خونابی بریزد

به آمد سوئ تو افتان و خیزان
ز دامِ مکر شیطانے گریزان

امیدم باشد از فیضت ہزاران
بمن زاہر عنایت قطرہ باران

طپان چون برق ازسوزش دلم را
چراغ طور گردان حاصلم را

زعشقِ این وآن جانم تہی ساز
سرمن کن بہ عشقِ خود جنون تاز

دلم محوِ رموز ناز گردان
زبانم ترجمانِ راز گردان

چراغِ معرفت برسینہ برکن
بہرمویم تجلی پر شرر کن

ضمیرم کن تہی ازماسوائت
دلم پرکن زسرّنکتہ زائت

مرادر عشقِ خود مخمور گردان
دلم دریادِ خود مسرور گردان

خیالِ ماسوٰی باشد نہ مارا
ز بالم کن تجلے آشکارا

خدایا بردلم بکشائے راہی
نگاہے آرزو دارم نگاہی

خدایا کن نگاہِ لطف برمن
ازین ماومنی مگذار درمن

دماغم را نہ باشد جز خیالت
حدیثِ نفسِ من باشد وصالت

دلِ عاجز برنگِ شرق بکشا
رگِ عرفانِ من چون برق بکشا

طپان در جانِ عاجز برق تنویر
دلش را کن بدامِ قدس تسخیر

بتوفیق خدائے سخن آفرین وتجلی بخش مضامین نور آگین ائنی مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات باتمثال امر جناب مولوی حکیم وکیل احمد صاحب سکندر پوری نائب عدالت صوبۂ شرقیہ دکن لازالت شموس کمالاتہ بازغۃ در مطبع مجتبائی واقع دہلی جناب مولوی حافظ محمد عبدالاحد صاحب باہتمام کارپردازان مطبعِ حسن انطباع یافتہ۔ مطبوع طبائع خاص وعام گردید (۱۹۰۴ء)

☆......☆......☆

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہیے اس بحرِ بیکراں کے لیے